# روحانی خزائن

تصنیفات

## حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



# روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

# Rūḥānī Khazā'in

Collection of the books of Ḥaḍrat Mirza Ghulam Ahmad Qādiānī, (1835-1908), The Promised Messiah and Mahdi, peace be on him

## Volumes. 1-23

First published in Rabwah, Pakistan in 1960's
Reprinted in UK in 1984
Current Computerised edition published in Rabwah, Pakistan in 2008
(ISBN: 81 7912 175 5)
Reprinted in India in 2008
Reprinted in UK in 2009



Published by:
Islam International Publications Limited
Islamabad
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey GU10 2AQ
United Kingdom

Printed in UK at:
William Clowes

ISBN: 978-1-84880-102-8 (Set Vol. 1-23)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وعلٰی عبدہِ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

10-8-2008

# پیغام

**وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے      اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار**

اللہ تعالیٰ نے وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں''۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

''کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے......ایسا ہی آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنۡهُمۡ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ **ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا**......اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ اور حسب منطوق آیت قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''درکلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ''۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا‘‘۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **یفیض المال حتی لا یقبلہ احد** (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے‘‘۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

’’وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ''۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ''روحانی خزائن'' پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

**۱**۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

**۲**۔پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

**۳**۔ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

**۴**۔یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

**۵**۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کردیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون **''ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات''** جو پہلے ''تصدیق النبی'' کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کرلیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱ مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔اسے روحانی خزائن جلد نمبر۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ''التبلیغ'' کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ایڈیشن اوّل میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہوسکی تھی۔نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کردی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹؍جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔اس میں صفحہ ۹ تا ۳۴ پر مشتمل ''گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟'' کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جارہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ''عصمت انبیاء'' کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

اس جلد کی تیاری میں عزیزم محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت کے ساتھ مکرم محمد یوسف صاحب شاہد، مکرم رشید احمد صاحب طیب، مکرم ظہور احمد صاحب مقبول، مکرم فہیم احمد خالد صاحب، مکرم کلیم احمد طاہر صاحب، مکرم طاہر احمد مختار صاحب اور مکرم سلطان احمد شاہد صاحب مربیان سلسلہ نے کام کیا۔احباب ان سب واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

# ترتیب

روحانی خزائن جلد۱۱

انجام آتھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ)

## انجام آتھم

روحانی خزائن کی یہ گیارھویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’انجام آتھم‘‘ مع ضمیمہ پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کی وفات پر تالیف فرمائی جو ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور واقع ہوئی۔ اِس کتاب میں آپ نے آتھم سے متعلقہ پیشگوئی پر روشنی ڈالی ہے اور عیسائیوں، مسلمان علماء، صوفیاء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے اور عربی زبان میں ایک مکتوب باعمل اہلِ علم اور فقراء منقطعین کے نام لکھا ہے جس میں آپ نے تائیداتِ الٰہیہ اور ان نشانوں کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے۔

اِسی طرح ضمیمہ انجام آتھم میں آپ نے بزبان اردو نشانات کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحاب کی فہرست لکھی ہے جو حدیث نبویؐ کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے والی ہے کہ مہدی کے پاس ایک کتاب میں بدری اصحاب کی تعداد کے مطابق ۳۱۳؍اصحاب کے نام لکھے ہوئے ہوں گے۔

## پیشگوئی متعلقہ آتھم

روحانی خزائن جلد ششم کے پیش لفظ میں جنگ مقدس کے کوائف کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادریوں کے درمیان ہوئی ذکر کر کے ہم نے لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کو جو

نشان دیا اُس کی تفصیل ہم کتاب انجام آتھم کی اشاعت کے وقت لکھیں گے۔

جنگِ مقدس یعنی مباحثہ کے آخری دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا:۔

**''آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ تُو اِس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اُس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اِس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچّے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اُس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اُس کی اس سے عزّت ظاہر ہوگی۔''   (جنگِ مقدس، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲)**

اِس پیشگوئی کے اعلان پر یہ پندرہ دن کی جنگِ مقدس ختم ہوگئی اور اِس پیشگوئی کے نتیجہ کا لوگ انتظار کرنے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ کا چونکہ منشا تھا کہ اِس نشان کو ایک عظیم الشان صورت میں ظاہر کرے اور اُس کی صورت یوں ہوئی کہ جب پیشگوئی کی میعاد پندرہ ماہ (از ۵ر جون ۱۸۹۳ء تا ۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء) ختم ہوگئی اور عبداللہ آتھم جو اس جنگ مقدس میں مناظر تھا مطابق پیشگوئی رجوع الی الحق کرنے کی وجہ سے نہ مرا تو عیسائیوں نے اُسے عیسائیت کی اسلام پر فتح قرار دیا۔ اور چھ ستمبر کو انہوں نے امرتسر میں ایک جلوس بھی نکالا۔ اور اُن کی خوشی منانے میں بعض نادان علماء اور اُن کے تابع نام کے مسلمان بھی شریک ہوئے۔ اور ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میعاد گذرتے ہی ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو رسالہ ''انوار الاسلام'' شائع فرمایا جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے موافق نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پوری ہوگئی۔ اور اگر عبداللہ آتھم کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیرِ اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصّہ نہ لیتا تو اس میعاد کے اندر اُس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رُعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصّہ لیا۔ جس حصّہ نے اُس کے وعدۂ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت

ہے۔اور پیشگوئی ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے‘‘ کا فقرہ بے فائدہ نہ تھا۔ اِس لئے جس قدر اُس نے رجوع کیا اُس کا اُسے فائدہ پہنچ گیا۔ پس فتح اسلام کی ہوئی اور عیسائیوں کو ذلّت اور ہاویہ نصیب ہوا۔اور اللہ تعالیٰ نے آتھم کے رجوع کے متعلّق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی وہ یہ تھی:۔

’’اِطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰى هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ. وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا وَلَاتَعْجَبُوْا وَلَاتَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ وَبِعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى . وَ نُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ. وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ. اِنَّا نَكْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِهٖ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ.‘‘

(انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۲)

’’ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس (آتھم۔ناقل) کے ہمّ وغم پر اطلاع پائی اور اُس کو مہلت دی جب تک کہ وہ بے باکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے۔............اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنّت ہے......عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے......اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکا شروع ہو جائے تو عذابِ الٰہی نازل نہیں ہوتا۔‘‘

اور جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ’’تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے۔اگر تم ایمان پر قائم رہو...... مجھے میری عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ تُو ہی غالب ہے......ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے یعنی اُن کو ذلّت پہنچے گی اور اُن کا مکر ہلاک ہو جائے گا......اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور اُن کے مکر کو ہلاک نہ کر دے............ پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں میں سے ننگا کر کے دکھا دیں گے......اُس دن مومن خوش ہوں گے۔‘‘ (انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۲،۳)

نیز حضورؑ نے فرمایا:۔

’’یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ تعلق اعانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا یا مجوز بحث یا حامی ہونے کا یا سرگروہ ہونے کا ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا‘‘۔(انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۸) مثلاً:۔

۱۔ اوّل خدا تعالیٰ نے پادری رائٹ کو لیا جو دراصل اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اس جہان سے گذر گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی بے وقت موت سے ڈاکٹر مارٹن کلارک اور ایسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا اور ماتمی کپڑے پہنا دیے اور اس کی بے وقت موت نے ان کو ایسے دکھ اور درد میں ڈالا جو ہاویہ سے کم نہ تھا۔ (انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۸)

پادری رائٹ صاحب کی وفات پر جو افسوس گرجا میں ظاہر کیا گیا۔ اس میں عیسائیوں کی مضطربانہ اور خوف زدہ حالت کا نظارہ مفصلہ ذیل الفاظ سے آئینہ دل میں منقش ہوسکتا ہے جو اس وقت پریچر کے مرعوب اور مغضوب دل سے نکلے اور وہ یہ ہیں

''آج رات خدا کے غضب کی لاٹھی بے وقت ہم پر چلی اور اُس کی خفیہ تلوار نے بے خبری میں ہم کو قتل کیا۔'' (انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹ صفحہ۸ حاشیہ)

۲۔ پادری فورمین لاہور میں مرے۔(صفحہ۸ ح)

۳۔ پادری ہاول اور پادری عبداللہ بھی سخت بیماریوں کے ہاویہ میں گرائے گئے۔(صفحہ۸ مفہوماً)

۴۔ جنڈیالہ کا ڈاکٹر یوحنا جو عیسائیوں کا ایک اعلیٰ رکن تھا جس کو عین مباحثہ میں طبع مباحثہ کا کام سپرد کیا گیا تھا میعاد مقررہ کے اندر مرا۔(انوارالاسلام صفحہ۸،۹ مفہوماً)

۵۔ پھر سب پادریوں اور خصوصاً پادری عمادالدین کو جو اپنے آپ کو مولوی کے لقب سے ملقّب کرتے تھے اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر معترض تھے سخت ذلّت پہنچی۔ جب انہیں رسالہ نورالحق کے مقابلہ میں جو آپؑ نے میعاد پیشگوئی کے اندر لکھا تھا پانچ ہزار روپیہ انعام کے وعدہ کے ساتھ رسالہ لکھنے کی دعوت دی گئی اور بالمقابل ویسا رسالہ لکھنے سے اُن کے عاجز آنے سے انہیں سخت ذلّت پہنچی اور پانچ ہزار روپیہ لینے کی بجائے ہزار لعنت اُن کے حصّہ میں آئی۔ (〃 〃 〃)

## آتھم کے رجوع بحق ہونے کے قرائن

نیز آپ نے فرمایا کہ الہام کے علاوہ بعض ایسے قرائن بھی موجود ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آتھم نے رجوع الی الحق کیا۔

**اوّل** پیشگوئی سُنتے ہی آتھم کے چہرہ پر ایک خوفناک اثر پیدا ہو گیا تھا اور اُس کے حواس کی پریشانی اُسی وقت سے دکھائی دینے لگی تھی۔ پھر وہ روز بروز بڑھتی گئی اور آتھم کے دل و دماغ پر اثر کرتی گئی اور یہاں تک کہ جیسا کہ اخبار ''نور افشاں'' میں آتھم نے خود شائع کروایا ڈرانے والی تمثلات کا نظارہ شروع ہو گیا۔

اور اس پیشگوئی کو سُناتے وقت نہ صرف آتھم پر اثر ہوا بلکہ تمام عیسائیوں پر ہوا۔ اِس لئے انہوں نے پیش بندی کے طور پر اُسی دم کہنا شروع کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے خبر بھی دے رکھی ہے کہ چھ ماہ تک مر جائے گا۔

**دوسرا قرینہ** آتھم کے رجوع بحق ہونے کا وہ تین حملے ہیں جو بقول اُس کے اُس کی جان لینے کے لئے کئے گئے۔ پہلا حملہ اُس نے یہ بیان کیا کہ اُسے ایک خونی سانپ دکھائی دیا جو بقول اُس کے تعلیم یافتہ تھا جو ہماری جماعت کے بعض لوگوں نے اُسے ڈسنے کے لئے چھوڑا تھا۔ اُس سانپ کی قہری تجلّی سے مرعوب ہو کر سخت گرمی کے موسم میں اپنی بیوی اور بچوں کی جدائی برداشت کر کے امرتسر چھوڑ کر آتھم صاحب لدھیانہ میں اپنے داماد کے پاس پناہ گزیں ہوئے تو وہاں بعض مسلّح آدمی نیزوں کے ساتھ اُن کو دکھائی دیئے جو اُن کے احاطہ کوٹھی کے اندر آ کر بس قریب ہی آ پہنچے ہیں اور قتل کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ اُن کا یہ خوف اور بے آرامی اور دل کی غمنا کی اور پریشانی بڑھتی چلی گئی۔ اور حق کے رُعب نے انہیں دیوانہ سا بنا دیا۔ تب لدھیانہ سے بھی وہ بھاگے اور فیروز پور اپنے دوسرے داماد کے ہاں پہنچے۔ اور پیشگوئی کی عظمت نے اُن کی وہ حالت بنا رکھی تھی جو ایسے شخص کی ہوتی ہے جو یقین یا ظن رکھتا ہو کہ شائد عذابِ الٰہی نازل ہو جائے۔ فیروز پور میں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ بعض آدمی تلواروں اور نیزوں کے ساتھ آ پڑے اور انہیں خطرناک خوف طاری ہوا۔ اور اس تمام عرصہ میں ایک حرف بھی اسلام کے برخلاف مُنہ سے نہ نکالا اور یہ تینوں حملے جیسا کہ انہوں نے الزام لگایا ہماری جماعت کی طرف سے نہیں تھے۔ نہ کسی احمدی نے کوئی سانپ سکھا کر آتھم صاحب کو ڈسنے کے لئے چھوڑا تھا اور نہ نیزوں اور تلواروں سے مسلّح آدمی اُن کے قتل کے لئے بھیجے جو پولیس کے پہرہ کی موجودگی میں حملہ کے لئے کوٹھی میں داخل ہوئے اور سوائے آتھم کے اَور کسی کو نظر نہ آئے۔ اور نہ انہیں کسی نے پکڑا اور پھر آتھم صاحب نے باوجود ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ ہونے کے کسی پر نالش بھی نہ کی۔ یہ تینوں حملے

درحقیقت اسلامی پیشگوئی کی ہیبت کا نتیجہ تھے اور یہ حملے اُن کے مرعوب اور خوف زدہ دل اور دماغ کے تصوّری تمثّلات تھے۔

پس اسلامی پیشگوئی کا ہولناک اثر اس کے دل پر ہوا اور اُس نے اپنے دل کے تصوّرات اور اپنے افعال وحرکات اور خوفِ شدید اور اپنے ہراساں دل سے عظمتِ اسلامی کو قبول کرلیا۔اور خوف دکھایا۔اور سخت ڈرا۔اِس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی سنّت کے موافق اُس سے وہ معاملہ کیا جو ڈرنے والے دل سے ہونا چاہئے۔ حق کی طرف جُھکنا اور اسلامی عظمت کو اپنی خوفناک حالت کے ساتھ قبول کرنا درحقیقت ایک ہی بات ہے۔اور یہ حالت ایک رجوع کرنے کی قسم ہے۔اگرچہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے نہیں بچا سکتا۔مگر عذاب دنیوی میں ضرور تاخیر ڈال دیتا ہے۔آپؑ نے قرآن و بائیبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ الہامی پیشگوئیوں سے ڈرنا رجوع میں داخل ہے اور رجوع عذاب میں تاخیر ڈال دیتا ہے۔

**تیسرا قرینہ** آتھم کے رجوع الی الحق کا یہ ہے کہ الہام نے ظاہر کر دیا ہے کہ اس نے پیشگوئی کی شرط کے مطابق ایسا رجوع الی الحق کیا ہے جس کی وجہ سے وہ کامل ہاویہ یعنی موت کے عذاب سے بچ گیا۔اور ایسا اس لئے بھی ہونا چاہئے تھا کہ آتھم کی موت کے معاملہ کو فریقِ مخالف نے پہلے مشتبہ کر دیا تھا کہ آتھم کے مرنے کی تو ایک ڈاکٹر نے خبر بھی دے رکھی ہے کہ چھ ماہ تک مر جائے گا۔کوئی کہتا مرنا کوئی نئی بات ہے۔کوئی کہتا کمزور بڈھا ہے موت کیا تعجب۔کوئی کہتا جادو سے مار دیں گے۔اِس لئے خدا تعالیٰ نے موت کے پہلو کو ٹال دیا اور مسٹر آتھم کے دل پر عظمتِ اسلام کا رُعب ڈال کر پیشگوئی کے شرط والے پہلو سے اُس کو حصّہ دے دیا اور وہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنّت کے موافق موت سے بچ گیا۔

**چوتھا قرینہ** آتھم کے رجوع الی الحق کا اُس کا باوجود چار ہزار روپیہ انعام دیئے جانے کے قسم کھانے سے انکار ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آتھم کو ایک رجسٹری خط میں اپنے الہام کا ذکر کر کے لکھا کہ بجز خدا تعالیٰ اور میرے اور آپ کے دل کے اور کسی کو خبر نہیں۔سو اگر آپ الہام کو سچا نہیں سمجھتے تو تین مرتبہ قسم کھا کر صاف کہہ دیں کہ یہ الہام جھوٹا ہے۔اگر الہام سچا ہے اور میں نے ہی جھوٹ بولا ہے تو اے قادر غیّور خدا مجھ کو سخت عذاب میں مبتلا کر اور اُسی میں مجھ کو موت دے دے۔آپؑ نے ایسی قسم کھانے پر

ایک ہزار روپیہ انعام مقرر کیا۔ پھر دوسرے اشتہار میں دو ہزار روپیہ اور تیسرے اشتہار میں تین ہزار روپیہ اور چوتھے اشتہار میں چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا اگر وہ یہ قسم کھا جائیں کہ

''اس پیشگوئی کے عرصہ میں اسلامی رُعب ایک طرفۃ العین کے لئے بھی میرے دل پر نہیں آیا اور میں اسلام اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں اور صداقت کا خیال تک نہیں آیا اور حضرت عیسٰی کی ابنیت اور الوہیت پر یقین رکھتا رہا اور رکھتا ہوں اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی رکھتے ہیں اور اگر میں نے خلافِ واقعہ کہا ہے اور حقیقت کو چھپایا ہے تو اے خدائے قادر مجھ پر ایک برس میں عذاب موت نازل کر۔ (انوار الاسلام روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۶)

نیز فرمایا:۔

''اب اگر آتھم صاحب **قسم کھا لیویں** تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔'' (انوار الاسلام روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۱۴)

نیز آپؑ نے فرمایا:۔

''اگر تاریخ قسم سے ایک سال تک زندہ سالم رہا تو وہ **اُس کا روپیہ ہوگا** اور پھر اُس کے بعد یہ تمام قومیں مجھ کو جو سزا دینا چاہیں دیں۔ اگر مجھ کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو مَیں عذر نہیں کروں گا۔ **اور اگر دنیا کی سزاؤں میں سے مجھ کو وہ سزا دیں جو** سخت تر سزا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا اور خود میرے لئے اِس سے زیادہ کوئی رسوائی نہیں ہوگی کہ مَیں اُن کی قسم کے بعد جس کی میرے ہی الہام پر بِنا ہے جھوٹا نکلوں۔''

(ضیاء الحق، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۱۶، ۳۱۷)

مگر آپؑ نے واضح الفاظ میں فرما دیا:۔

''اور یاد رکھو کہ وہ اِس اشتہار کی طرف رُخ نہیں کرے گا کیونکہ کاذب ہے اور اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ اِس خوف سے مرنے تک پہنچ چکا تھا......اور اُس کا دل گواہی دے گا کہ ہمارا الہام سچّا ہے گو وہ اِس بات کو ظاہر نہ کرے مگر اس کا دل اس

بیان کا مصدّق ہوگا۔لیکن اگر دُنیا کی ریاکاری سے اِس مقابلہ پر آئے گا تو پھر الٰہی عذاب کامل طور سے رجوع کرے گا۔'' (انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹صفحہ۱۰،۱۱)

اور فرمایا:۔

''اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور پھر ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔'' (انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد ۱۱صفحہ۳)

اور آپؑ نے نہایت تحدّی سے فرمایا کہ اگر رجوع کیا ہے اور پھر منکر ہے تو قسم کھانے کے بعد

''ضرور بغیر تخلّف اور بغیر استثناء کسی شرط کے ان پر موت آئے گی''

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر۹صفحہ ۶۶ مفہوماً)

اور فرمایا:۔

''اگر آتھم صاحب نے جھوٹی قسم کھالی تو ضرور فوت ہو جائیں گے۔''

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر۹صفحہ ۷۰)

نیز فرمایا:۔

قسم کھانے کے بعد خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ فیصلہ قطعی کرے۔سو قسم کے بعد ایسے مکّار کا پوشیدہ رجوع ہر گز قبول نہیں ہوگا۔''

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر۹صفحہ ۸۱)

پھر آپؑ نے پادریوں کو قسم کا واسطہ دے کر آتھم کو قسم کھانے پر آمادہ کرنے کے لئے اپیل کی اور فرمایا کہ

''جو ولد الحلال ہے اور در حقیقت عیسائی مذہب کو ہی غالب سمجھتا ہے تو چاہئے کہ ہم سے دو ہزار روپیہ لے اور آتھم صاحب سے ہمارے منشاء کے موافق قسم دلا دے پھر جو کچھ چاہے ہمیں کہتا رہے۔'' (انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر۹صفحہ ۸۶)

مگر آتھم صاحب پر کسی کی اپیل کا اثر نہ ہوا اور قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوئے۔

## آتھم صاحب کا عذر

آتھم صاحب سے جب قسم کا باصرار مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے کہا:۔

اگر مجھے قسم دینا ہے تو عدالت میں میری طلبی کرایئے یعنی بغیر جبر عدالت میں قسم نہیں

کھا سکتا گویا ان کا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے مگر جو سچائی کے اظہار کے لئے قسم نہیں کھاتے وہ نیست و نابود کئے جائیں گے۔(یرمیاہ باب ۱۲ آیت ۱۶)

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۹۹ حاشیہ)

نیز انہوں نے کہا کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس کا مفصّل جواب دیا۔کہ حضرت عیسیٰؑ جانتے تھے کہ قسم کھانا شہادت کی رُوح ہے۔وہ اس کو حرام قرار نہیں دے سکتے تھے۔الٰہی قانون قدرت اور انسانی صحیفۂ فطرت اور انسانی کانشنس گواہ ہے کہ قطع خصومات کے لئے انتہائی حد قسم ہے۔گورنمنٹ کے تمام عہدیدار قسم اٹھاتے ہیں پطرس، پولوس اور خود مسیح نے قسم کھائی۔فرشتے بھی قسم کھاتے ہیں۔خدا بھی قسم کھاتا ہے۔نبیوں نے بھی قسمیں کھائیں۔آپؑ نے یہ تمام امور مع حوالہ جات بائیبل لکھے۔

بعض معترضین نے کہا۔ہوسکتا ہے کہ ایک برس میں انہوں نے مر ہی جانا ہو۔آپؑ نے اِس کے جواب میں فرمایا:۔

’’جبکہ یہ دو خداؤں کی لڑائی ہے۔ایک سچا خدا جو ہمارا خدا ہے اور ایک مصنوعی خدا جو عیسائیوں نے بنالیا ہے............ (یہ شک ٹھیک نہیں کہ شائد برس میں مرنا ممکن ہے۔ناقل) اگر اِسی طرح کی قسم کسی راستی کی آزمائش کے لئے ہم کو دی جائے تو ہم ایک برس کیا دس برس تک اپنے زندہ رہنے کی قسم کھا سکتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ دینی بحث کے وقت میں ضرور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔‘‘

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۶۸، ۶۹)

اور فرمایا:۔

’’میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مقابلہ کے وقت ضرور مجھے زندہ رکھ لے گا (اور اس قسم والے برس میں ہم نہیں مریں گے۔ ناقل) کیونکہ ہمارا خدا قادر اور حیّ وقیّوم ہے۔**مریم عاجزہ کے بیٹے** کی طرح نہیں‘‘

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۱۱۳)

پھر آپؑ نے آتھم کے خط مطبوعہ ’’نور افشاں‘‘ مؤرخہ ۲۱ر ستمبر ۱۸۹۴ء کے جواب میں جو خط لکھا اُس میں آپؑ نے تحریر فرمایا:۔

’’مَیں نے خدا تعالیٰ سے سچّا اور پاک الہام پا کر یقینی اور قطعی طور پر جیسا کہ آفتاب نظر آجاتا ہے معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے میعاد پیشگوئی کے اندر اسلامی عظمت اور صداقت کا سخت اثر اپنے دل پر ڈالا اور اِسی بنا پر پیشگوئی کے وقوع کا ہمّ و غم کمال درجہ پر آپ کے دل پر غالب ہوا۔ میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح ہے اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے اور اُس پاک ذات نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جو انسان کے دل کے تصوّرات کو جانتا اور اُس کے پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے اور اگر میں اس بیان میں حق پر نہیں تو خدا مجھ کو آپ سے پہلے موت دے۔ پس اِسی وجہ سے میں نے چاہا کہ آپ مجلسِ عام میں قسم غلیظ مؤکد بعذاب موت کھاویں ایسے طریق سے جو مَیں بیان کر چکا ہوں۔ تا میرا اور آپ کا **فیصلہ ہو جائے** اور دنیا تاریکی میں نہ رہے اور اگر آپ چاہیں گے تو میں بھی ایک برس یا دو برس یا تین برس کے لئے قسم کھالوں گا۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں **سچا ہرگز برباد نہیں ہوسکتا بلکہ وہی ہلاک ہوگا جس کو جھوٹ نے پہلے سے ہلاک کر دیا ہے**۔ اگر صدقِ الہام اور صدقِ اسلام پر مجھے قسم دی جائے تو مَیں آپ سے ایک پیسہ نہیں لیتا۔ لیکن آپ کی قسم کھانے کے وقت **تین ہزار کے بدرے پہلے پیش کئے جائیں گے**۔‘‘

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۹۲،۹۳)

لیکن آتھم صاحب نہ قسم کھانے کے لئے تیار ہوئے اور نہ انہوں نے حق کو ظاہر کیا۔ اِخفائے حق کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار انہیں موت سے بھی ڈرایا تھا۔ چنانچہ آپؑ نے ’’انوار الاسلام‘‘ میں تحریر فرمایا:۔

۱۔ ’’ضرور تھا کہ وہ کامل عذاب (یعنی موت) اُس وقت تک تھما رہے جب تک کہ وہ (یعنی آتھم) بے باکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے‘‘

۲۔ ’’وہ بڑا حصّہ ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اُس میں کسی قدر (آتھم صاحب کو) مہلت دی گئی ہے۔‘‘

۳۔ ’’یاد رہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم میں کامل عذاب (یعنی موت۔ناقل) کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آجائے گی۔‘‘

(انوارالاسلام۔روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۱۰، ۱۱ مفہوماً)

۴۔ اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ میں لکھا:۔

’’اور ہنوز **بس نہیں** کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے **کہ مَیں بس نہیں کروں گا جب تک اپنے قوی ہاتھ کو نہ دکھلاؤں اور شکست خوردہ گروہ کی سب پر ذلّت ظاہر نہ کروں۔** ہاں اُس نے اپنی اس عادت اور سُنت کے موافق جو اس کی پاک کتابوں میں مندرج ہے آتھم صاحب کی نسبت تاخیر ڈال دی کیونکہ **مجرموں** کے لئے خدا کی کتابوں میں یہ ازلی **وعدہ** ہے جس کا تخلّف روا نہیں کہ خوفناک ہونے کی حالت میں اُن کو کسی قدر مہلت دی جاتی ہے اور پھر اصرار کے بعد پکڑے جاتے ہیں...... اب اگر آتھم صاحب **قسم کھالیویں** تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفاء کر کے دنیا کو دھوکا دینا چاہا۔‘‘

(انوارالاسلام روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۱۴)

۵۔ رسالہ ’’ضیاءالحق‘‘ مطبوعہ مئی ۱۸۹۵ء میں فرمایا:۔

’’مگر تاہم یہ کنارہ کشی بے سود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یاوہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے............ **آتھم اس جرم**

**سے بَری نہیں ہے کہ اُس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا۔**'' (ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۶۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس سلسلہ میں سات اشتہارات شائع کئے۔ آخری ساتواں اشتہار جو آتھم صاحب سے مطالبہ قسم کے سِلسلہ میں دیا گیا اُس کی تاریخ ۳۰ر دسمبر ۱۸۹۵ء ہے۔ اس کے بعد آتھم صاحب کا انکار کمال کو پہنچ گیا اور اس کے بعد ہم نے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کا انتظار کرنے لگے۔ سو آتھم صاحب نے اس ساتویں اشتہار کی اشاعت کے بعد سات مہینے ختم نہ کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق بسزائے موت اسے ہاویہ میں گرا دیا۔ جیسے اُس نے دُنیا سے حق کو چھپایا تھا خدا تعالیٰ نے اُسے دنیا کی نظروں سے زمین کے نیچے چھپا دیا۔ اُس کی موت سے فریق مخالف میں صف ماتم بچھ گئی۔ بلکہ سُنا گیا ہے کہ ایک عیسائی بھولے خاں پر اس کی موت کی خبر اس قدر شاق گذری کہ اُس نے کہا یقیناً اب میرا جینا مشکل ہے۔ چنانچہ دل پر سخت صدمہ پہنچنے کی وجہ سے وہ مر ہی گیا۔ اور اِس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ گویا مہدی کے وقت عیسائیوں سے کچھ مناظرہ واقع ہوگا۔ جو بعد میں ایک فتنۂ عظیمہ کی طرح ہو جائے گا۔ اُس وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ حق آلِ مہدی میں ہے۔ اور شیطان سے یہ آواز آئے گی کہ حق آلِ عیسیٰ کے ساتھ ہے۔ یعنی عیسائی سچے ہیں۔ لیکن آسمانی آواز درست ہوگی کہ حق آلِ مہدی میں ہے۔ یعنی فتح اسلام کی ہوگی نہ کہ عیسائیوں کی۔

اِسی طرح اِس پیشگوئی سے قریباً سولہ سال پہلے کے وہ الہامات جو براہین احمدیہ میں طبع شدہ تھے پورے ہوئے جن میں عیسائیوں کے ایک مکر کا اور پھر مسلمانوں اور عیسائیوں کے مل کر ایک فتنہ برپا کرنے کا ذکر ہے۔

(دیکھئے تفصیل رُوحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۹۳ و جلد ھٰذا صفحہ ۲۸۶ تا ۲۹۰ و حاشیہ صفحہ ۳۰۵، ۳۰۶)

آتھم کے مر جانے کے بعد بھی جب عیسائی اور اُن کے ہم نوا مولوی یہ کہنے سے باز نہ آئے کہ آتھم سے متعلقہ پیشگوئی غلط نکلی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو آپؑ نے ''انجام آتھم'' میں لکھا۔

''آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ **مجھ سے مباہلہ کرے**''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲)

اور مسلمان مولویوں سے خطاب کرتے ہوئے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۵ میں تحریر فرمایا:۔

''مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اِس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اُس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اوّل چاہئے کہ وہ اِن تمام واقعات سے اطلاع پاوے تا اس کی بے خبری اُس کی شفیع نہ ہو پھر بعد اس کے قسم کھاوے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹی ہے پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہو جائے اور کوئی فوق العادت مصیبت اس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ مَیں سب کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس صورت میں میں اقرار کروں گا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ اگر عبدالحق اس بات پر اصرار کرتا ہے تو وہی قسم کھاوے اور اگر محمد حسین بطالوی اِس خیال پر زور دے رہا ہے تو وہی میدان میں آوے۔ اور اگر مولوی احمد اللہ امرتسری یا ثناء اللہ امرتسری ایسا ہی سمجھ رہا ہے تو انہیں پر فرض ہے کہ قسم کھانے سے اپنا تقویٰ دکھلاویں اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر اِن میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو خدا اُس کو ذلیل کرے گا۔ روسیاہ کرے گا۔ اور لعنت کی موت سے اُس کو ہلاک کرے گا۔ کیونکہ اُس نے سچائی کو چھپانا چاہا جو دین اسلام کے لئے خدا کے حکم اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹ حاشیہ)

لیکن نہ عیسائیوں میں سے کسی کو جرأت ہوئی کہ وہ مباہلہ کرتا اور نہ مولویوں میں سے کسی کو قسم کھانے کی جرأت ہوئی۔ اس طرح آتھم سے متعلقہ پیشگوئی اپنی تمام شوکت اور کمال شان سے پوری ہوئی۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک۔**

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آتھم کے رجوع الی الحق اور مطابق سنّت الٰہیہ کامل عذاب کے التواء سے متعلق جو بذریعہ وحیٔ الٰہی اطلاع دی تھی اُس کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگئی اور اس وحی کا یہ حصّہ

''وَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی وَ نُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ مَکْرُ اُولٰٓئِکَ ھُوَ

يَبُوْرُ. اِنَّا نَكْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِهٖ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ.‘‘(انوارالاسلام روحانی خزائن جلد۹صفحہ۲)

یعنی اور مجھے میری عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ تُو ہی غالب ہے۔اور ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے یعنی اُن کو ذلّت پہنچے گی اور اُن کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔اور خداتعالیٰ بس نہیں کرے گا۔اور باز نہیں آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور اُن کے مکر ہلاک نہ کر دے۔اور ہم حقیقت کو ننگا کر کے رکھ دیں گے۔اُس دن مومن خوش ہوں گے۔

یہ حصّہ وحی الٰہی کا جس عجیب انداز اور ایمان افروز رنگ میں پورا ہوا اس کی تفصیل ہم روحانی خزائن جلد۱۳ میں پیش لفظ میں بیان کریں گے۔انشاءاللہ تعالیٰ

# حضرت عیسیٰؑ خداتعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے

ضمیمہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجیلی بیانات کی بنا پر الزامی رنگ میں یسوع مسیح کے کچھ حالات بیان کئے ہیں جنہیں آپ کے مخالفین بطور اعتراض پیش کرتے ہیں کہ گویا آپؑ نے خداتعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔مثلاً مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی نے اپنی کتاب ’’اشد العذاب‘‘ میں اور مولوی احمد علی صاحب نے اپنے کتابچہ کہ ’’مسلمان مرزائیوں سے کیوں متنفر ہیں؟‘‘ اور اِسی طرح مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی محمد علی صاحب کانپوری نے یہی اعتراض کیا ہے۔اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس جگہ اِس اعتراض کا جواب اختصار سے دے دیا جائے۔

یاد رہے کہ ضمیمہ انجام آتھم کی جس عبارت کو مذکورہ بالا علماء نے قابل اعتراض قرار دیا ہے اُسی کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ وضاحت کی ہے:۔

۱۔ ’’کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ اُن کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال اُن پر ظاہر کریں ......... اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خداتعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔اور پادری اِس

بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔الخ‘‘

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد۱۱ صفحہ۲۹۲،۲۹۳حاشیہ)

اور فرمایا کہ:۔

’’اگر پادری اَب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ اُن سے گفتگو ہوگی۔ورنہ جو کچھ کہیں گے اُس کا جواب سُنیں گے۔‘‘

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد۱۱ صفحہ۲۹۲حاشیہ در حاشیہ)

۲۔ اور فرماتے ہیں:۔

’’سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سُن کر اختیار کیا ہے۔‘‘

(اشتہار ۲۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۳۰ جدید ایڈیشن)

پھر ایسے معترض مولویوں کا ذکر کر کے جو عیسائیوں کو معذور خیال کرتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کچھ بے ادبی نہیں کرتے۔فرماتے ہیں:۔

’’ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔جس مولوی کی خواہش ہو وہ آکر دیکھ لے۔‘‘

(اشتہار ۲۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۳۰ اشتہار نمبر ۱۴۳)

۳۔اسی طرح اشتہار ’’قابل توجہ ناظرین‘‘ میں فرماتے ہیں:۔

’’اِس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا۔جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی **حضرت محمد** مصطفٰے صلی اللہ علیہ

وسلم پر سچّے دل سے ایمان رکھتے تھے۔اور آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا **قرآن** میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو **بٹمار** وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذّب تھا اور اُس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اِسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اِس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیئے ............ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اُس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن وحدیث میں نام و نشان نہیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۵۱۱ جدید ایڈیشن)

۴۔ اور پادری فتح مسیح کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلّق حد درجہ ناپاک اتہام لگائے تھے۔ مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کریں گے مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو یقیناً جو کچھ تم **جناب مقدس نبویؐ** کی نسبت بُرا کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا مگر ہم اُس سچّے **مسیح** کو **مقدس** اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے **نہ خدائی کا دعویٰ کیا نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** کے آنے کی خبر دی اور اُن پر ایمان لایا۔" (نُور القرآن نمبر ۲۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۹۵)

۵۔ اور فرماتے ہیں:۔

''ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچّا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔'' (کتاب البریّہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۹)

۶۔اور فرماتے ہیں:۔

''ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچّا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور اُن کی نبوت پر ایمان لاویں۔سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔''

(ایام الصلح۔روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۸)

۷۔اور فرماتے ہیں:۔

''حضرت مسیحؑ کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے مُنہ سے نہیں نکلا یہ سب مخالفوں کا افتراء ہے۔ ہاں چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسیٰ کو ڈاکو کہا ہو اِس لئے مَیں نے فرض محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدّق ہے اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔''

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۵ حاشیہ)

کیا کوئی منصف مزاج مذکورہ بالا تصریحات کے باوجود کہہ سکتا ہے کہ آپؑ نے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں اور اُن کی توہین کی ہے۔اور متکلّمین کا ہمیشہ سے یہ طریق چلا آیا ہے کہ وہ فریقِ مخالف کی مسلّمات کی بنا پر بطور الزامی جواب کلام کرتے ہیں حالانکہ اُن کا اپنا وہ عقیدہ نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر میں اہلسنت والجماعت کے اُن دو علماء کے اقوال پیش کرتا ہوں جو فنِ مناظرہ میں غایت درجہ شہرت رکھتے ہیں بلکہ علمائے اہل سنت کے مقتداء مانے جاتے ہیں۔اُن میں سے ایک مولوی آل حسن صاحب ہیں۔وہ اپنی کتاب ''استفسار'' میں جو ''ازالۃ الاوہام'' مؤلفہ مولوی رحمت اللہ

صاحب کرانوی مہاجر مکّی کے حاشیہ پر چھپی ہے تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ ''حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لئے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں تھیں چنانچہ اس زمانہ کے معاصرین لوگ یعنی یہود جو کچھ کہتے ہیں سو ظاہر ہے۔'' (صفحہ۲۲)

۲۔ ''اور ذرے گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ کے نسب نامہ مادری میں دو جگہ تم آپ ہی زنا ثابت کرتے ہو (یعنی تامار اور اوریاہ'' (صفحہ۷۳)

۳۔ ''ازانجملہ کلّیۃً یہ بات ہے کہ اکثر پیشین گوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور حواریوں کی ایسی ہیں جیسی خواب اور مجذوبوں کی بڑ۔............پس اگر انہیں باتوں کا نام پیشگوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیشگوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔'' (صفحہ۱۳۴)

۴۔ ''عیسیٰ بن مریم کہ آخر درماندہ ہو کر دنیا سے انہوں نے وفات پائی'' (صفحہ۲۴۲)

۵۔ ''اور سب عقلاء جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے خصوصاً معجزاتِ موسویہ اور عیسویہ سے۔'' (صفحہ۳۳۶)

۶۔ ''اشعیاہ اور ارمیاہ اور عیسیٰ کی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں بلکہ اس سے بہتر۔'' (صفحہ۳۳۶)

۷۔ ''حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا۔ بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا اُٹھ کھڑا ہو۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور سانپ کو نیولے سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا بعد اس کے سب ٹکڑے اس کے برابر رکھ کر تونبی بجائی اور وہ رینگنے لگا۔ اور اچھا بھلا ہو گیا۔ اور منتر سے جھاڑ پھونک کر دیو بھوت کو دفع کرنا اور بعض بیماریوں سے چنگا کرنا یہ تو سینکڑوں سے ہوتا دیکھا ہے۔'' (صفحہ۳۳۶)

۸۔ ''یسوع نے کہا......میرے لئے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ دیکھو یہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا قبیح ترین امور ہے۔'' (صفحہ۳۴۹)

۹۔ ''اِن (پادری صاحبان) کا اصل دین وایمان آ کر یہ ٹھہرا ہے کہ خدا مریم کے رحم میں جنین بن کر خون حیض کا کئی مہینے تک کھاتا رہا۔ اور **علقه** سے **مضغه** بنا اور **مضغه** سے گوشت اور اُس میں ہڈیاں بنیں۔ بعد اس کے مخرج معلوم سے نکلا۔ اور ہگتا موتتا رہا۔ یہاں تک کہ جوان ہو کر اپنے بندے یحیٰی کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔'' (صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱)

۱۰۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹ ہے اور کرامتیں اگر بالفرض ہوئی بھی ہوں تو ویسی ہی ہوں گی جیسی مسیح دجّال کی ہونے والی۔''

(صفحہ ۳۶۹)

۱۱۔ ''یہودی لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سے جو لوگ توریت کے عالم تھے انہوں نے تو حضرت عیسیٰ سے کوئی معجزہ دیکھا نہیں اور چند مچھووں اور ملّاحوں احمقوں کا کیا اعتبار۔ عوام الناس تو ذرے سے شعبدہ میں آ جاتے ہیں۔'' (صفحہ ۳۷۱)

۱۲۔ ''تیسری انجیل کے آٹھویں باب کے دوسرے اور تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ پھرا کرتی تھیں۔ پس اگر کوئی یہودی از راہ خباثت اور بدباطنی کے کہے کہ حضرت عیسیٰ خوش رو نوجوان تھے۔ رنڈیاں اُن کے ساتھ صرف حرام کاری کے لئے رہتی تھیں۔ اِسی لئے حضرت عیسیٰ نے بیاہ نہ کیا اور ظاہر یہ کرتے تھے کہ مجھے عورت سے رغبت نہیں تو کیا جواب ہوگا؟ اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں حضرت عیسیٰ نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول کر کے کہا کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں پس دونوں باتوں کے ملانے سے اور شراب کی بدمستیوں کے لحاظ سے جو کوئی کچھ بدگمانی نہ کرے سو تھوڑا ہے اور دشمن کی نظر میں ان باتوں سے کیسی تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسیٰ کی بُوجھی جاتی ہے۔'' (صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱)

۱۳۔ ''حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو حد سے زیادہ جو گالیاں دیں تو ظلم کیا'' (صفحہ ۴۱۹)

ہم نے یہ بطور نمونہ اُن کی کتاب سے بعض عبارات پیش کی ہیں۔ اور وہ آخر میں

لکھتے ہیں۔

''خداوند تعالیٰ مجھے انبیاء کی توہین اور تکذیب سے محفوظ رکھے۔مگر صرف پادری صاحبوں کے الزام کے لئے نقل کرتا ہوں۔'' (استفسار صفحہ ۴۱۹،۴۲۰)

اب چند حوالے مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکّی کی کتاب ''ازالۃ الاوہام'' سے پیش کئے جاتے ہیں۔فرماتے ہیں۔

۱۔ ''معجزات موسویہ مثل عصا وغیرہ ............ معجزہ ندانند زیرا کہ مثل آنہا ساحراں ہم کردہ بودند۔اکثر معجزات عیسویہ را معجزات ندانند زیرا کہ مثل آنہا ساحراں ہم میسازند۔و یہود آنجناب را چون نبی نمے دانند و ہمچو معجزات ساحر میگویند۔'' (صفحہ ۱۲۹)

۲۔ ''جناب مسیح اقرار میفر مایند کہ یحییٰ نہ نان میخورانیدند نہ شراب می آشامیدند وآنجناب شراب ہم مے نوشیدند و یحییٰ در بیابان مے ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زنان ہمراہ مے گشتند و مال خود را مے خورانیدند۔ و زنانِ فاحشہ پائہا آنجناب را بوسیدند و آنجناب مرتا مریم را دوست میداشتند وخود شراب برائے نوشیدند و دیگر کساں عطا مے فرمودند'' (صفحہ ۳۷۰)

۳۔ ''و نیز وقتیکہ یہودا فرزند سعادتمند شاں از زوجۂ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت وفارص را کہ از آباء و اجداد وسلیمان وعیسیٰ علیھما السلام بود زائید ہیچ کس را از ینہا سزائے ندادند'' (یعنی یعقوب) (صفحہ ۴۰۵)

اس کتاب میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔اورانہوں نے الزامی جواب دینے کی غرض یہ لکھی ہے:۔

''وادب تقاضا نمیکرد کہ بر پیشینگوئی جناب مسیح حرفے بر زبان قلم آید مگر چونکہ علمائے مسیحیہ پیشینگوئی ہا جناب سید الانس والجانّ چشم انصاف بستہ باعتراض پیش مے آئند ازیں جہت بطور الزامے ومحض برائے آگاہی ایں فرقہ بر پیشینگوئی ہا مندرجہ عہد جدید چیزے آشنائے زبان قلم مے گردد تا ایں فرقہ را اطلاع شود کہ مخالف را بحسب رائے خود اگر از انصاف چشم بند در اہیست وسیع۔'' (صفحہ ۳۴۸)

اب انصاف کرنا چاہئے کہ اگر مذکورہ بالا مقتدر علماء پر باوجود اِن اقوال کے جوانہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھے ہیں توہینِ مسیح علیہ السلام کا اعتراض نہیں کیا جاتا اور اُن کا عذر کہ یہ جوابات الزامی طور پر دیئے گئے ہیں قابلِ قبول ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہی اقوال موجب توہینِ مسیحؑ کیوں قرار دیئے جاتے ہیں؟ حالانکہ آپؑ نے تو اتنی احتیاط فرمائی ہے کہ جس کے بعد کوئی عقلمند شخص جو تعصّب سے خالی ہو وہم بھی نہیں کرسکتا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔

آپؑ نے اپنی متعدد کُتب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ آپؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **مثیل** ہیں اور ایک دوسرے سے ایسے مشابہ اور مماثل ہیں گویا ایک ہی جوہر کے دوٹکڑے ہیں تو پھر آپؑ اپنے مثیل اور ہمنام کی کیونکر توہین کرسکتے تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

> ’’موسیٰ کے سِلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سِلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزّت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی عزّت نہیں کرتا۔‘‘
>
> (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد۱۹ صفحہ ۱۷، ۱۸)

اور فرماتے ہیں:۔

> ’’اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزّت کرتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتے ہیں اور ہم اُن یہودیوں کے اُن اعتراضات کے مخالف ہیں جو آج کل شائع ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس طرح یہود محض تعصّب سے حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی انجیل پر حملے کرتے ہیں اسی رنگ کے حملے عیسائی قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو مناسب نہ تھا کہ اِس بدطریق میں یہودیوں کی پیروی کرتے۔‘‘ (چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ ۳۳۶، ۳۳۷)

پھر آپؑ نے دو مسیحوں کا ذکر بار بار کیا ہے۔ ایک کے لئے ’’حضرت مسیح علیہ السلام‘‘ ’’سچا مسیح‘‘ اور ’’عیسیٰ علیہ السلام‘‘ اور ’’عیسیٰ ابن مریم‘‘ جن کا ذکر قرآن میں ہے کے الفاظ لکھے ہیں اور دوسرے مسیح کے لئے ’’فرضی مسیح‘‘، ’’تمہارے فرضی مسیح‘‘، ’’فرضی خدا‘‘، ’’اور ایک شخص یسوع نام‘‘۔ ’’وہ یسوع جس کا ذکر قرآن

میں نہیں‘‘ ’’عیسائیوں کا فرضی یسوع‘‘ اور’’ پادریوں کے یسوع‘‘ کے الفاظ تحریر کئے ہیں اور تمام بڑے بڑے علماء اس طریق پر کلام کرتے چلے آئے ہیں کہ مخاطب کے عقائد باطلہ کے مطابق اُس کے بزرگ کو فرض کر کے بعض اوقات بات کی جاتی ہے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں کہ حضرت علیؓ سُنیوں اور شیعوں کے ایک ہی ہیں۔ لیکن مولانا جامی ایک حکایت لکھتے ہیں کہ ایک شیعی نے ایک سُنّی فاضل سے دریافت کیا کہ علیؓ کی تعریف کرو تو اُس نے پوچھا ’’کونسا علیؓ؟ وہ علی جس پر تُو اعتقاد رکھتا ہے یا وہ علی جس پر میں اعتقاد رکھتا ہوں تو اُس کے اِس جواب پر کہ مَیں تو صرف ایک ہی علی جانتا ہوں۔ اس عالم نے دونوں کے علی کے مختلف اوصاف بیان کئے۔

(دیکھو سلسلۃ الذھب بر حاشیہ نفحات الانس مطبوعہ نولکشور کانپور صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۴)

اِسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجام آتھم میں تحریر فرمایا:۔

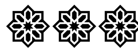
’’یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُس یسوع کی نسبت ہے **جس نے خدائی کا دعویٰ کیا** اور نبیوں کو **چور** اور بٹمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ **ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔**‘‘ (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۳)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک جیسا کہ اوپر حوالے درج کئے جا چکے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ نبی اور رسول تھے اور آپؑ اُن کے نبی اور رسول ہونے پر ویسے ہی ایمان رکھتے تھے جیسا کہ دوسرے رسولوں پر۔ اور آپؑ نے اُن کے حق میں کوئی توہین اور بے ادبی کا کلمہ نہیں لکھا اور نہ ایسا کر سکتے تھے۔ کیونکہ آپ اُن کے ہمنام اور مثیل ہونے کے مدعی تھے۔

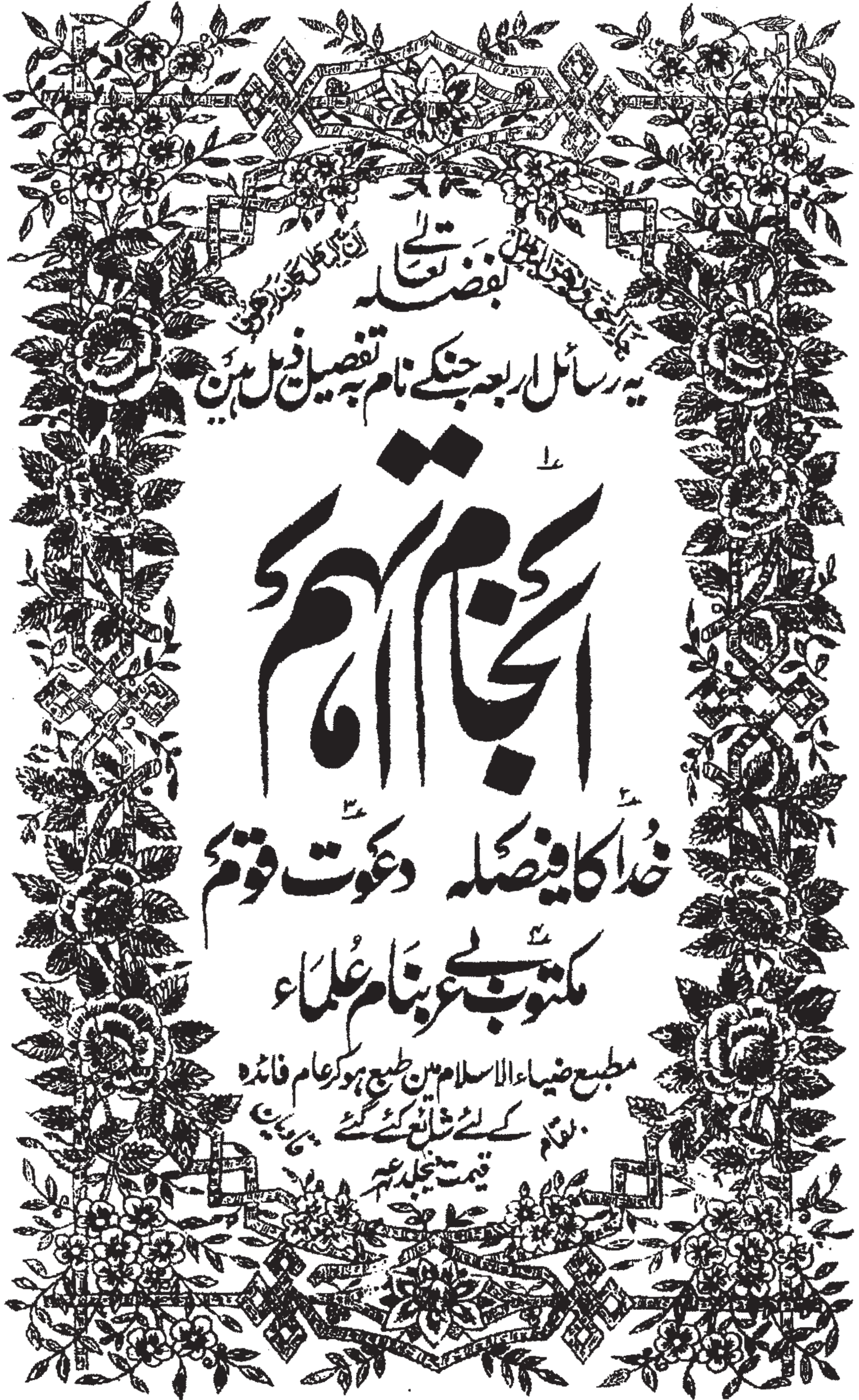
خاکسار

جلال الدین شمس

رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق فروری ۱۹۶۳ء۔ ربوہ



ٹائیٹل بار اول



بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل اربعہ جنکے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

# انجام آتھم

خدا کا فیصلہ

دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ کے لیئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت مجلد عہ



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

# خدا کا مارا کبھی نہیں بچتا
# خدا کی قسم سے انکار کرنے والا نیست ونابود کیا جائے گا

مفہوم یرمیاہ ۱۷/۱۲

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ رجولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں اس لئے ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں کہ پبلک کو وہ پیشگوئیاں دوبارہ یاد دلا دیں جن میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب اگر قسم نہیں کھائیں گے تو اس انکار سے جو ان کا اصل مدعا ہے یعنی باقی ماندہ عمر سے ایک حصہ پانا یہ ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ انکار کے بعد جو ان کی بیباکی کی علامت ہے جلدی اس جہان سے اٹھائے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ابھی ہمارے اشتہار ۳۰ ر دسمبر ۱۸۹۵ء پر سات مہینے نہیں گزرے تھے کہ وہ اس جہان سے گزر گئے۔ اور وہ پیشگوئیاں جو کہ ان کی **اس موت** پر دلالت کرتی ہیں اور **پہلے** اشتہارات میں درج ہیں یہ ہیں۔

**اول۔** ضرور تھا کہ **وہ کامل عذاب** (یعنی موت) **اس وقت تک تھما رہے جب تک کہ وہ (یعنی آتھم) بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے۔** دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۴۔

**دوم۔** وہ بڑا ہاویہ جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے **اس میں کسی قدر** (آتھم صاحب کو) **مہلت** دی گئی ہے۔ (یعنی تھوڑی سی مہلت کے بعد پھر موت آئے گی) دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۶۔



**سوّم** ۔ اور یاد رہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم میں کامل عذاب (یعنی موت) کی بنیادی اینٹ رکھ دی گئی ہے اور وہ عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آ جائے گی خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور رحم سے ہیں اور کینہ ور انسان کی طرح خواہ نخواہ جلد باز نہیں۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۰۔

**چھارم** ۔اس ہماری تحریر سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اور آگے کچھ نہیں۔ کیونکہ آئندہ کے لئے الہام میں یہ بشارتیں ہیں۔ وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے یعنی اپنی حجت کامل طور پر ان پر پوری کر دیں گے۔

دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۱۵۔

**پنجم** ۔اب اگر آتھم صاحب قسم کھا لیویں تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا اور وہ دن نزدیک ہیں دور نہیں۔ یعنی اُس کی موت کے دن۔ دیکھو اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صفحہ ۱۱۔

**ششم** ۔مگر تاہم یہ کنارہ کشی آتھم کی (یعنی قسم سے انکار کرنا) بے سود ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ نادان پادریوں کی تمام یا وہ گوئی آتھم کی گردن پر ہے۔ اگرچہ آتھم نے نالش اور قسم سے پہلو تہی کر کے اپنے اس طریق سے صاف جتلایا کہ ضرور اس نے رجوع بحق کیا۔ اور تین حملوں کے طرز وقوع سے بھی جن کا وہ مدعی تھا کھلے طور پر بتلا دیا کہ وہ حملے انسانی حملے نہیں تھے مگر پھر بھی آتھم اس جرم سے بری نہیں ہے کہ اس نے حق کو علانیہ طور پر زبان سے ظاہر نہیں کیا۔ دیکھو رسالہ ضیاء الحق مطبوعہ مئی ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۶۔

ایسا ہی ان رسائل اور اشتہارات کے اور مقامات میں بار بار لکھا گیا ہے کہ موت میں صرف مہلت

﴿۳﴾ دی گئی ہے اور وہ بہرحال انکار پر جمے رہنے کی حالت میں آتھم صاحب کو پکڑ لے گی چنانچہ ہمارا آخری اشتہار جو آتھم صاحب کے قسم کھانے کے لئے دیا گیا اس کی تاریخ ۳۰؍ دسمبر ۱۸۹۵ء ہے اس کے بعد آتھم صاحب کا انکار کمال کو پہنچ گیا کیونکہ انہوں نے باوجود اس قدر ہمارے اشتہارات کے کہ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا نکلا یہاں تک کہ سات اشتہارات دیئے گئے مگر پھر بھی انہوں نے وہ گواہی جو ان پر فرض تھی ادا نہیں کی اس لئے خدائے تعالیٰ نے ان کو اس پیشگوئی کے اثر سے خالی نہ چھوڑا۔ چنانچہ سات اشتہار پر سات دفعہ انکار کرنے کے بعد آخر ساتویں اشتہار سے سات مہینے پیچھے موت☆ ان پر وارد ہوگئی اور وہ ہاویہ کے عذاب سے پہلے بھی نجات یافتہ نہ تھے اس وقت سے جو ان کو پیشگوئی سنائی گئی اس وقت تک کہ ان کی جان نکل گئی غضب الٰہی کی آگ ہر وقت ان کو جلا رہی تھی۔ اور ایک خوف اور بے آرامی اور بے چینی ان کے لاحق حال ہوگئی تھی۔ پس کچھ شک نہیں کہ وہ پیشگوئی کے وقت سے عذاب الٰہی میں پکڑے گئے جیسے کوئی سخت بیماری میں پکڑا جاتا ہے اور ان کا آرام اور خوشی سب جاتی رہی۔ سو **الحمدللّٰہ والمنّہ** کہ جب آتھم صاحب نے اپنے رجوع الی الحق سے سات دفعہ انکار کیا تو خدا نے اس دروغ گوئی کی سزا میں ان کو جلد لے لیا۔

ناظرین یاد رکھیں کہ آخری پیغام جو آتھم صاحب کو قسم کھانے کے لئے پہنچایا گیا وہ اشتہار ۳۰؍ دسمبر ۱۸۹۵ء کا تھا۔ اس میں یہ غیرت دلانے والے الفاظ بھی تھے کہ اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔ سو چونکہ آتھم نے سچی قسم سے منہ پھیرا اور نہ چاہا کہ حق ظاہر ہو سو جیسا کہ اس نے حق کو چھپایا

☆ حاشیہ۔ بلاشبہ آتھم کے دوستوں کو اس کی موت کا بہت ہی غم ہوا ہوگا بلکہ ہم نے سنا ہے کہ ایک عیسائی بھولے خان نامی اس کی موت کے غم سے مر ہی گیا۔ اور اس کو آتھم کی ناگہانی موت نے ایسے درد سے پکڑا کہ اس نے خود کہہ دیا کہ **یقیناً اب میرا جینا مشکل** ہے۔ چنانچہ دل پر سخت صدمہ پہنچنے کی وجہ سے وہ مر ہی گیا اور پھر عیسائیوں نے اپنی قدیم عادت جھوٹ کی وجہ سے اس کی موت کو اس کی کرامت بنا لیا۔ بہتر ہو کہ اس قسم کی کرامت دوسرے شریر پادریوں سے بھی ظاہر ہو تا خس کم جہاں پاک کی مثال صادق آوے۔ منہ

﴿۴۰﴾ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس کے وجود کو اس کے ہم مذہب لوگوں کی نظر سے چھپا لیا اور جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ تیس۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء تک ہماری طرف سے اس کو تبلیغ ہوتی رہی کہ شائد وہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سچی گواہی ادا کرے۔ پھر ہم نے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے انتظار میں لگے سو آتھم صاحب نے ۳۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء میں سے ابھی سات مہینے ختم نہ کئے تھے کہ قبر میں جا پڑے۔

یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جس کو لوگ عبرت کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ جن کے دل سیاہ اور آنکھیں اندھی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا تعالیٰ کے نشانوں کو چھپا دیں۔ چنانچہ پرچہ کشف الحقائق بمبئی یکم اگست ۱۸۹۶ء جو حسام الدین عیسائی کی طرف سے نکلتا ہے اس میں اسی پرانی عادت جھوٹ کی نجاست خوری کی وجہ سے چند سطریں صفحہ ۱۰۸ پرچہ مذکور میں لکھی ہیں جو مناسب سمجھ کر ذیل میں ان کا جواب دیا جاتا ہے۔

**قولہ**۔ ہم نے سنا ہے کہ جنگ مقدس نہایت مفید اور عمدہ کتاب ہے اس میں قادیانی صاحب کے ناجائز خیالات کی پردہ دری آتھم صاحب نے نہایت شائستگی سے کی ہے۔

**اقول**۔ بیشک اس قدر تو میں بھی قائل ہوں کہ جنگ مقدس کا واقعی نقشہ ان لوگوں کو بلاشبہ مفید ہے جو غور اور انصاف کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ لیکن جو مردہ پرست ہیں اور وہ مردہ پرستی کی عادت ان کی طبیعت کی جز ہو گئی ہے ان کو مفید نہیں۔ کیونکہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے اور دل رکھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔

ظاہر ہے کہ جنگ مقدس کے مباحثہ میں عیسائیوں سے بڑا بھاری **مطالبہ** یہ تھا کہ وہ ابن مریم کی **خدائی کو** عقل اور نقل کی رو سے ثابت کریں۔ سو عقل تو دور سے ایسے عقیدہ پر نفرین کرتی تھی۔ اس لئے انہوں نے عقل کا نام ہی نہ لیا۔ کیونکہ عقل اسلامی توحید تک ہی گواہی دیتی ہے اور اسی لئے تمام عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر ایک گروہ ایسے کسی جزیرہ کا رہنے والا ہو جس کے پاس نہ قرآن پہنچا ہو اور نہ انجیل اور نہ اسلامی توحید پہنچی ہو اور نہ نصرانیت کی

﴿۵﴾

تثلیث ان سے صرف **اسلامی توحید** کا مواخذہ ہوگا۔ جیسا کہ پادری فنڈل نے میزان الحق میں یہ صاف اقرار کیا ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر جس کے اصل الاصول کی سچائی پر عقل گواہی نہیں دیتی۔ اگر انسان کے کانشنس اور خداداد عقل میں تثلیث کی ضرورت **فطرتاً** مرکوز ہوتی تو ایسے لوگوں کو بھی ضرور تثلیث کا مواخذہ ہوتا جن تک تثلیث کا مسئلہ نہیں پہنچا حالانکہ عیسائی عقیدہ میں بالاتفاق یہ بات داخل ہے کہ جن لوگوں تک تثلیث کی تعلیم نہیں پہنچی ان سے صرف توحید کا مواخذہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ توحید ہی وہ چیز ہے جس کے نقوش انسان کی فطرت میں مرکوز ہیں۔

باقی رہا یسوع کی خدائی کو منقولات سے ثابت کرنا۔ سو جنگ مقدس میں آتھم **مقتول** ہرگز ثابت نہ کر سکا کہ یہی تعلیم جو انجیل کے حوالہ سے اب ظاہر کی جاتی ہے موسیٰ کی توریت میں موجود ہے ظاہر ہے کہ اگر باپ بیٹے روح القدس کی تعلیم جو دوسرے لفظوں میں تثلیث کہلاتی ہے بنی اسرائیل کو دی جاتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ **وہ سب کے سب اس کو بھول جاتے** جس تعلیم کو موسیٰ نے چھ سات لاکھ یہود کے سامنے بیان کیا تھا اور بار بار اس کے حفظ رکھنے کے لئے تاکید کی تھی اور پھر حسب زعم عیسائیاں متواتر خدا کے تمام نبی یسوع کے زمانہ تک اس تعلیم کو تازہ کرتے آئے ایسی تعلیم یہود کو کیونکر بھول سکتی تھی۔

کیا یہ بات ایک محقق کو تعجب میں نہیں ڈالتی کہ وہ تعلیم جو لاکھوں یہودیوں کو دی گئی تھی اور خدا کے نبیوں کی معرفت ہر صدی میں تازہ کی گئی تھی جو اصل مدار نجات تھی اس کو یہود کے تمام فرقوں نے بھلا دیا ہو حالانکہ یہود اپنی تالیفات میں صاف گواہی دیتے ہیں کہ ایسی تعلیم ہمیں کبھی نہیں ملی۔ اور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ یہود اس بات میں ضرور سچے ہیں۔ کیونکہ اگر تنزّل کے طور پر یہ بھی فرض کر لیں کہ صرف یسوع کے زمانہ میں یہود میں تثلیث کی تعلیم پر عمل تھا۔ تب بھی یہ فرض صریح باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر ایسا عمل ہوتا تو ضرور اس کے آثار یہود کی منقولات اور تالیفات میں باقی رہ جاتے اور غیر ممکن تھا کہ یہود یکدفعہ اس تعلیم سے روگرداں ہو جاتے کہ جو تعامل کے طور پر برابر ان میں چلی آئی

﴿۶﴾ تھی۔ اور اگر کسی پیشگوئی میں یہود کو خبر دی جاتی کہ **ایک خدا بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والا ہے** تو پیشگوئی کے ایسے مفہوم سے جو نبیوں کی معرفت سبق کے طور پر ان کو ملا تھا ہرگز انکار نہ کرتے۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ یہ عذر پیش کرتے کہ ایک خدا ایک عورت کے پیٹ میں سے نکلنے والا تو ضرور ہے مگر وہ خدا ابن مریم نہیں ہے بلکہ وہ کسی دوسرے وقت میں آئے گا۔ حالانکہ ایسے عقیدہ پر یہود ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔

پس میں پوچھتا ہوں کہ جنگ مقدس میں آتھم نے ان باتوں کا کیا جواب دیا ہے۔ کیا یہود کی گواہی سے ثابت کیا کہ نبیوں سے یہی تعلیم ان کو ملی تھی یا نبیوں کی معرفت جو پیشگوئیوں کے معنے ان کو سمجھائے گئے تھے وہ یہی معنی ہیں۔ سچ ہے کہ آتھم اور اس کے ہم مشربوں نے بائیبل میں سے چند پیش گوئیاں پیش کی تھیں۔ مگر وہ ہرگز ثابت نہ کر سکے کہ **یہود جو وارث توریت کے ہیں** وہ یہی معنے کرتے ہیں۔ صرف تاویلات رکیکہ پیش کیں۔ مگر ظاہر ہے کہ صرف خود تراشیدہ تاویلات سے ایسا بڑا دعویٰ جو عقل اور نقل کے برخلاف ہے ثابت نہیں ہوسکتا۔

مثلاً یہ لکھنا کہ ’’عمانوایل نام رکھنا‘‘ یہ یسوع کے حق میں پیشگوئی ہے۔ حالانکہ یہود نے بڑی صفائی سے ثابت کر دیا ہے کہ یسوع کی پیدائش سے مدّت پہلے یہ پیشگوئی **ایک اور لڑکے کے حق میں پوری ہوچکی** ہے۔

اور مثلاً یہ کہنا کہ الوہیم کا لفظ جو جمع ہے تثلیث پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ یہود نے کھلے کھلے طور پر ثابت کر دیا ہے کہ الوہیم کا لفظ توریت میں فرشتہ پر بھی بولا گیا ہے۔ اور ان کے نبی پر بھی اور بادشاہ پر بھی۔ اور لفظ الوہیم سے **صرف تین**[۳] **شخص** ہی کیوں مراد لئے جاتے ہیں کیونکہ جمع کا صیغہ تین[۳] سے **زیادہ** سینکڑوں ہزاروں پر بھی تو دلالت کرتا ہے۔ سو ان بے ہودہ تاویلات سے بجز اپنی پردہ دری کرانے کے اور کیا آتھم کے لئے نتیجہ نکلا تھا۔ مگر عیسائی بھی عجیب قوم ہے کہ اتنی ذلتیں اٹھا کر پھر بھی شرمندہ نہیں ہوتی۔

**قولہ** ۔’’قادیانی صاحب باضابطہ مباحثہ میں کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے آتھم صاحب کے مرنے



کی پیشگوئی کی۔ مگر وہ بھی وقت متعینہ پر پوری نہ ہوئی۔“

**اقول**۔ مباحثہ کا نمونہ تو میں نے کسی قدر ابھی بتلا دیا۔ اور پھر بھی انکار کرتے رہنا ان لوگوں کا کام ہے جو جھوٹ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور رہا یہ کہ آتھم تاریخ مقررہ پر نہیں مرا بلکہ اس کے بعد مرا یہ عیسائیوں کی حماقت ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ کیا پیشگوئی میں یہ شرط نہ تھی کہ آتھم اس حالت میں ہاویہ میں گرے گا کہ جب رجوع الی الحق نہ کرے☆۔ اب ذرہ دل کو ٹھہرا کر اور آنکھوں کو کھول کر سوچو اور فکر کرو کہ کیونکر آتھم نے اپنے اقوال سے اپنے افعال سے اپنی مضطربانہ حرکات سے اپنے مفتریانہ دعاوی سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ درحقیقت پیشگوئی کی عظمت نے اس کے دل پر اثر کیا اور درحقیقت وہ پیشگوئی کے زمانہ میں نہ معمولی طور پر بلکہ بہت ہی ڈرا اور وہ خوف

☆**حاشیہ**۔ اس بات کے لئے بڑے زبردست دلائل ہمارے ہاتھ میں ہیں کہ آتھم کی یہ موت کوئی معمولی موت نہیں۔ آتھم کی عمر قریباً میرے برابر تھی۔ اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور دردسر کی بیماری مجھے مدت تیس سال سے ہے۔ مگر آتھم ایک پرورش یافتہ بیل کی طرح موٹا تھا اور دن رات شراب پینے اور عمدہ غذائیں کھانے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ سو اس کی موت درحقیقت انہیں پیشگوئیوں کا ظہور ہے کہ جو قطعی طور پر اس کے لئے کی گئی تھیں۔

اور علاوہ پیشگوئیوں کے جن کا اپنے وقت پر پورا ہونا ضروری تھا۔ یہ بھی انوار الاسلام اور دیگر اشتہارات میں بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ قدیم سے سنت اللہ ہے کہ جو شخص خوف کی حالت میں رجوع کرکے اور پھر امن پاکر برگشتہ ہو جائے خدا اس کو تھوڑی مہلت دیکر پھر پکڑ لیتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ[1] یعنی ہم رجوع کے بعد کچھ تھوڑی مدت عذاب کو موقوف رکھیں گے اور پھر پکڑ لیں گے اور تھوڑی مدت اس لئے کہ پھر تم انکار کی طرف رجوع کرو گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔

یہ بات مسلمانوں کو بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو ایک شخص کا انجام خدائے تعالیٰ کے علم میں کفر ہو مگر عادت اللہ قدیم سے یہی ہے کہ اس کی تضرع اور خوف کے وقت عذاب کو دوسرے وقت پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ وعید میں خدا کے ارادہ عذاب کا تخلّف جائز ہے مگر بشارت میں جائز نہیں جیسا کہ قوم یونس کی وعید میں نزول عذاب کی قطعی تاریخ بغیر کسی شرط کے بتلا کر پھر اس قوم کی تضرّع پر وہ عذاب موقوف

[1] الدخان: ۱۶

﴿۸﴾ کے تمثلات اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار آئے جو قانون فطرت کی رو سے ان لوگوں کو دکھائی دیا کرتے ہیں **جو حد سے زیادہ** ڈرتے ہیں۔

مثلاً امرتسر کے مقام میں اس نے سانپ دیکھا کہ گویا وہ ہمارے اشارہ سے اس پر حملہ کرتا ہے اور لدھیانہ کے مقام میں نیزوں والے دیکھے جو اس کو مارنا چاہتے ہیں۔

اور فیروز پور کے مقام میں بندوقوں والوں کو دیکھا کہ گویا اس کا کام تمام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ حملے کسی انسان کی طرف سے ہوتے تو ضرور آتھم صاحب اس سانپ کو مار سکتے اور اگر سانپ ہاتھ سے نکل گیا تھا تو ان لوگوں میں سے کسی کو پکڑ سکتے جنہوں نے لودیانہ میں ان پر حملہ کیا تھا۔ اور اگر ان کو نہ پکڑ سکتے تو ان لوگوں میں سے تو ضرور کسی کو پکڑتے جنہوں نے مقام فیروز پور میں ان کے داماد کی کوٹھی پر پہرہ والوں کے ہوتے ہوئے ان پر حملہ کیا تھا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آتھم جیسے **پیر جہاں دیدہ** پر اس درجہ کی مذہبی دشمنی کی وجہ سے تین حملے ہوں تو وہ نہ کسی اقدام قتل کرنے والے کو پکڑ سکے اور نہ اس مدت میں کسی عیسائی کو اس واقعہ کی خبر دے سکے اور نہ تھانہ میں رپورٹ لکھوا سکے اور نہ عدالت میں نالش کر سکے اور

---

بقیہ حاشیہ

رکھا گیا اور قرآن شریف اور توریت کے اتفاق سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرعون کے ایمان کے وعدہ پر خدا تعالیٰ بار بار عذاب کو اس سے ٹالتا رہا حالانکہ جانتا تھا کہ فرعون کا خاتمہ کفر پر ہے مگر اس بات کا سِر کہ وعید میں تخلف ارادہ عذاب کا کیوں اور کس وجہ سے بعض اوقات میں ہو جاتا ہے حالانکہ بظاہر تخلف وعید میں بھی رائحہ کذب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کو سزا دینا دراصل خدا تعالیٰ کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اس کے صفاتی نام جو اصل الاصول تمام ناموں کے ہیں **چار** ہیں اور چاروں جُود اور کرم پر مشتمل ہیں۔ یعنی وہی نام جو سورہ فاتحہ کی پہلی تین آیتوں میں مذکور ہیں یعنی **ربّ العالمین** اور **رحمان** اور **رحیم** اور **ملٰک یوم الدّین** یعنی مالک یوم جزا۔

ان ہر چہار صفات میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے سراسر نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یعنی پیدا کرنا پرورش کرنا جس کا نام ربوبیت ہے اور بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے۔ اور تقویٰ اور خدا ترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا جو

ہمارا مچلکہ بذریعہ عدالت لے سکے اور منہ پر مہر لگ جائے۔ کیا تم انسان ہو یا حیوان ہو کہ اتنی موٹی بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ جس آتھم پر جو اکسٹرا اسٹنٹ بھی رہ چکا تھا ایسے ایسے سخت حملے ہوئے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ بقول تمہارے اس کو زہر دینے کا بھی ارادہ کیا گیا مگر اس نے عدالت کے ذریعہ سے **خونخوار** حریف کا کچھ بھی تدارک نہ کرایا۔ ایسے بدذات اور پلید طبع جنہوں نے زہر دینے کی تجویز کی اور ڈاکوؤں کی طرح تین مرتبہ اس پر سخت حملے کئے کیا ایسے خبیثوں کو چھوڑنا روا تھا۔ خدا کی لعنت اس شخص پر جس نے سانپ چھوڑا اور زہر دینے کی تجویز کی اور سوار اور پیادے بندوقوں اور تلواروں اور نیزوں کے ساتھ بمقام لودیانہ اور فیروزپور آتھم کی کوٹھی پر بھیجے تا اس کو قتل کریں۔ اور اگر یہ بات صحیح نہیں تو پھر اس شخص پر ہزار لعنت جس نے ایسا بے بنیاد افترا کیا اور حق کو مخفی رکھنے کے لئے اور اپنے خوف کو چھپانے کیلئے یہ منصوبہ گھڑا۔

اسی قسم کے افتراؤں سے جن کو ہم نے بچشم خود دیکھ لیا ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس عیسائی قوم میں سخت بدذات اور شریر پیدا ہوتے ہیں اور بھیڑوں کے لباس میں اپنے تئیں ظاہر کرتے ہیں اور اصل میں شریر بھیڑیئے ہوتے ہیں۔ اور ایسی بدذاتی سے بھرے ہوئے جھوٹ بولتے ہیں اور افترا کرتے

**بقیہ حاشیہ**

آئندہ دکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھیں۔ جس کا نام **رحیمیّت** ہے۔ اور اعمال صالحہ کے بجالانے پر جو عبادت اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی اور صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے جس کا نام **جزاء خیر** از طرف **مالک یوم الجزاء** ہے۔ سو خدا نے ان ہر چہار صفات میں سے کسی صفت میں بھی انسان کے لئے بدی کا ارادہ نہیں کیا سراسر خیر اور بھلائی کا ارادہ کیا ہے لیکن جو شخص اپنی بدکاریوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتوہ کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرے اور فطرت کو بدل ڈالے اس کے حق میں اسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتے ہیں چنانچہ ربوبیت کا ارادہ فنا اور اعدام کے ارادہ کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے اور رحمانیت کا ارادہ غضب اور **سُخط** کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور رحیمیت کا ارادہ انتقام اور سخت گیری کے رنگ میں جوش مارتا ہے اور جزاء خیر کا ارادہ سزا اور تعذیب کی صورت میں اپنا ہولناک چہرہ دکھاتا ہے۔

سو یہ تبدیلی خدا کی صفات میں انسان کی اپنی حالت کی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

﴿۱۰﴾ ہیں جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہوتی۔

عیسائی اس بات کو مانیں یا نہ مانیں مگر منصف لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ آتھم کو ان بیہودہ افتراؤں کی کیوں ضرورت پیش آئی اور کیوں اور کس وجہ سے یہ باتیں اس نے میعاد گزرنے کے بعد پیش کیں اور میعاد کے اندر میّت کی طرح کیوں خاموش رہا حالانکہ دشمن کی مجرمانہ حرکت کو اسی وقت شائع کرنا چاہیئے تھا جبکہ دشمن کی طرف سے ارتکاب جرم کا ہوا تھا۔

اس افترا کا یہی سبب تھا کہ آتھم نے اپنی کمال سراسیمگی سے پیشگوئی کی میعاد میں دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت سے سخت خوف میں پڑ گیا اور اس کے دل کا آرام جاتا رہا۔ اکثر وہ روتا تھا۔ اور اس کے ڈرنے والے دل کا نقشہ اس کے چہرہ پر نمودار تھا اور مُردہ پرستی کا ایمان اس کو **قوت اور استقامت** نہیں بخش سکتا تھا بلکہ اس وقت سچائی کے خوف نے اس کے ایسے پلید خیالات کو اپنے پیروں کے نیچے کچل دیا تھا۔ سو جس خوف کا اس نے اپنی سخت بیقراری سے ثبوت دے دیا تھا میعاد گزرنے پر ضرور تھا کہ وہ اپنی قوم کے آگے اس کی کچھ تاویل کرتا اور اس کی کوئی وجہ بتلاتا۔ تا کسی کے ذہن کا اس طرف انتقال نہ ہو کہ وہ تمام خوف پیشگوئی کی وجہ سے تھا سو اس نے تین حملوں اور زہر دینے کی تجویز کو بہانہ بنایا۔ تا سب لوگ بول اٹھیں کہ جبکہ آتھم بیچارہ پر اس قدر سخت حملے ہوئے تو وہ بیچارہ کیوں سراسیمہ اور بیقرار نہ رہتا۔

اگر یہ بہانہ نہیں تھا اور واقعی طور پر ہم نے کوئی تعلیم یافتہ سانپ چھوڑا تھا۔ یا ہمارے سوار اور پیادے اس کے قتل کرنے کے لئے اس کی کوٹھی پر آئے تھے یا اس کو زہر دینے کے لئے ہماری

حاشیہ

غرض چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدائے تعالیٰ کی ان صفات میں داخل نہیں جو اُمّ الصفات ہیں کیونکہ دراصل اس نے انسان کے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اس لئے خدا کا وعید بھی جب تک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے فیصلہ ناطقہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے برخلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں۔ اور گو بظاہر کوئی وعید شروط سے خالی ہو مگر اس کے ساتھ پوشیدہ طور پر ارادہ الٰہی میں شروط ہوتی ہیں بجز ایسے الہام کے جس میں ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ شروط نہیں ہیں۔ پس ایسی صورت میں قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور تقدیر مبرم قرار پا جاتا ہے یہ نکتہ معارف الٰہیہ سے نہایت قابل قدر اور جلیل الشان نکتہ ہے جو سورہ فاتحہ میں مخفی رکھا گیا ہے۔ فتدبّر . منه

﴿۱۱﴾

طرف سے کوئی اقدام ہوا تھا تو اس کو خدا نے خوب موقعہ دیا تھا کہ ہماری پیشگوئی کی قلعی کھولتا اور حملہ آوروں کو پکڑتا اور ان حملوں کے وقوع کا ثبوت دیتا۔ یا کم سے کم اثناء پیشگوئی میں کسی تھانہ میں رپورٹ لکھواتا یا کسی حاکم سے ذکر کرتا۔ یا اخباروں میں چھپوا دیتا۔ جس شخص نے اول جھوٹی پیشگوئی کر کے اس قدر اس کے دل کو دکھایا اور اس درجہ کا صدمہ پہنچایا اور پھر زہر دینے کی فکر میں رہا۔ اور پھر تین حملے کئے تا اس کو نیست و نابود کرے اور اس کی موت کو اس کے مذہب کے بطلان پر دلیل لاوے۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسے ظالم کے ظلم پر ہرگز صبر نہ کیا جاتا۔ اگر اپنے لئے نہیں تو اپنے مذہب کی حمایت کے لئے ہی ایسے مفسد کا واجب تدارک کرنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اخبار والوں نے بھی ہر طرف سے زور دیا کہ آتھم صاحب لوگوں پر احسان کریں گے اگر ایسے مفسد کو عدالت کے ذریعہ سے سزا دلائیں گے۔ مگر آتھم صاحب **موت سے پہلے ہی مر گئے اور ہماری سچائی کے پوشیدہ ہاتھ** نے انہیں ایسا دبایا کہ گویا وہ زندہ ہی قبر میں داخل ہو گئے۔

دنیا تمام اندھی نہیں ہر یک منصف سوچ سکتا ہے کہ جو ناحق کے الزاموں کے تیر انہوں نے میری طرف پھینکے تھے وہی تیر بوجہ عدم ثبوت ان کو زخمی کر گئے اور ان افتراؤں سے عقلمندوں نے سمجھ لیا کہ ضرور دال میں کالا ہے۔

غرض جبکہ وہ اس بار ثبوت سے سبکدوش نہ ہو سکے جس سے انہیں سبکدوش ہونا چاہئے تھا بلکہ قسم کھانے سے بھی محض حق پوشی کے طریق پر انکار کر گئے تو کیا اب بھی یہ ثابت نہ ہوا کہ ضرور انہوں نے پیشگوئی کی عظمت کا خوف دل میں ڈال کر اس شرط سے فائدہ اٹھایا تھا جو الہامی عبارت میں درج تھی۔

**قولہ**۔ قادیانی صاحب کے پیرو پیشگوئی کے سبب سے ان سے منحرف ہو گئے۔

**اقول**۔ میاں حسام الدین کی یہ دروغ گوئی درحقیقت افسوس کی جگہ نہیں کیونکہ جبکہ ان کے بزرگ عیسائی ایک مردہ کو خدا بنانے کے لئے کئی جھوٹی انجیلیں بنا کر چھوڑ گئے تو

﴿۱۲﴾ جھوٹ بولنا ان کی وراثت ہے۔
یہ بھی یاد رہے کہ اگر انحراف سے ان کی مراد کسی ایک آدھ ناسمجھ کا انحراف ہے تو آپ کے یسوع صاحب پر سب سے پہلے یہ الزام ہے کیونکہ یہودا اسکر یوطی یسوع صاحب سے بڑے زور شور کے ساتھ منحرف ہوا تھا اور نہ صرف منحرف ہوا بلکہ نہایت بدظن ہوکر یہ چاہا کہ ایسا شخص ہلاک ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ تیس روپیہ لینے پر اسی وجہ سے راضی ہوا کہ یہ رقم قلیل بھی اس کے وجود سے بدرجہا افضل ہے۔
بات یہ ہے کہ یسوع صاحب نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ میں داؤد کے تخت کو قائم کرنے آیا ہوں اور اس طرح پر یہود کو اپنی طرف کھینچنا چاہا تھا کہ دیکھو میں تمہاری بادشاہی پھر دنیا میں دوبارہ قائم کرنے آیا ہوں اور رومی گورنمنٹ سے اب جلد تم آزاد ہوا چاہتے ہو۔ مگر وہ بات نہ ہوئی بلکہ حضرت یسوع صاحب نے نہایت درجہ کی ذلت دیکھی۔ مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آپ کے اس حصہ جسم پر کوڑے لگائے گئے جہاں مجرموں کو لگائے جاتے ہیں اور حوالات میں کیا گیا۔ پس یہودا اور ایسا ہی اور بہت سے آدمیوں نے بخوبی سمجھ لیا کہ اس شخص کی پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔
لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ رہنا پسند نہ کیا۔ اور ان کے دل پہلے ہی سے شکستہ ہو گئے تھے کیونکہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق یسوع میں مسیح موعود ہونے کی علامتیں نہ پائی گئیں۔ اور خاص کر یہ کہ ان سے پہلے ایلیا آسمان سے نہ اُترا جس کا اُترنا ضروری تھا۔
اور پھر اس بات سے تو طبیعتیں نہایت بیزار ہو گئیں کہ داؤد کے تخت کے بحال کرنے کی پیشگوئی جو مسیح موعود کی علامت تھی ان کے حق میں صادق نہ آئی۔ انہوں نے دعویٰ بھی کر دیا کہ میں پہلے نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق داؤد کے تخت کو پھر بحال کرنے آیا ہوں بلکہ شوق ظاہر کیا کہ لوگ مجھ کو شہزادہ کہیں مگر ان کی بدقسمتی سے داؤد کا تخت بحال نہ ہوا اور وہ دعویٰ جھوٹا نکلا۔ اور درحقیقت یسوع صاحب کی یہ ایک فضولی تھی اور یا ایک قسم کی چالاکی اور

دام اندازی کہ انہوں نے یہودیوں کو داؤد کے تخت کی امید دلائی تا وہ لوگ اگر اور طرح ﴿۱۳﴾ نہیں تو اسی طرح ان کے قبضہ میں آ جائیں۔ مگر چاہیئے تھا کہ وہ ایسی لاف وگزاف سے اپنی زبان کو بچاتے اور اسی پہلی بات پر قائم رہتے کہ میری بادشاہت دنیا کی بادشاہت نہیں مگر نفسانی **جذبات** کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پہلے پہلو میں ناکامی دیکھ کر ایک اور چال اختیار کی اور پھر جب باغی ہونے کے شبہ میں پکڑے گئے تو پھر اپنے تئیں بغاوت کے الزام سے بچانے کے لئے وہی پہلا پہلو اختیار کرلیا۔ **دعویٰ خدائی کا اور پھر یہ چال بازیاں۔ جائے تعجب ہے۔**

اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے **جس نے خدائی کا دعویٰ کیا** اور پہلے نبیوں کو **چور** اور **بٹمار** کہا اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ **ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔**

**قولہ** ۔ ہر ایک شریف مسلمان کو اس بات کے سننے سے نہایت رنج ہوگا کہ مسلمان مخالفین نے ان کے یعنی آتھم صاحب کے مارنے کے لئے وحشیانہ حرکتیں کیں ان کے گھر میں زندہ سانپ چھوڑے گئے ان کو زہر کھلانے کی تجویز کی گئی۔

**اقول** ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اب آتھم صاحب جو مر گئے کس زہر سے مارے گئے یا کس سانپ نے ان کو ڈسا یا کس نے ان پر بندوق فیر کی یا تلوار چلائی۔ اگر کہو کہ اب پیشگوئی کی میعاد کے بعد فوت ہوئے تو یہ صاف حماقت ہے کیونکہ پیشگوئی نے یہ قطعی فیصلہ نہیں دیا تھا کہ ضرور اس کی میعاد کے اندر ہی فوت ہوں گے۔ بلکہ پیشگوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور ان کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیشگوئی کے اندر فوت ہوں گے ورنہ ان کی موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ ہاں کسی قدر ہاویہ کا بھی مزہ چکھ لیں گے

﴿۱۴﴾ سو بلاشبہ پیشگوئی نے میعاد کے اندر اس ہاویہ کا مزا ان کو چکھا دیا جس ہاویہ کی تکمیل رفتہ رفتہ ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو ہوگئی اور ضرور تھا کہ وہ پیشگوئی کی میعاد میں ہاویہ کے پورے اثر سے بچے رہتے۔ کیونکہ انہوں نے اسلامی پیشگوئی کا ڈر اپنے پر ایسا غالب کیا کہ ایک قسم کی موت ان پر آگئی وہ مُردوں کی طرح چپ ہوگئے اور عیسائیت کے پلید عقائد کی حمایت میں جو پہلے تالیفات کرتے رہتے تھے ان سے یکلخت دستکش ہوگئے اور خوف کے صدمات نے ان کو سراسیمہ کر دیا پس کیا ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے الہام کی شرط کے موافق موت کو دوسرے وقت پر ٹال دیتا۔ اور کیا ان کی موت سے پہلے یہ پیشگوئی شائع نہیں کی گئی کہ **انکار قسم کے اصرار پر یہ پیشگوئی پورے طور پر پوری ہو جائے گی**۔ سو اب بیشک آتھم صاحب پیشگوئی کے مطابق مرے اور آخری انکار کے بعد صرف سات مہینے زندہ رہے۔

سو یہ ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں کہ ہر یک شریف عیسائی کو اس بات کے سننے سے نہایت رنج ہوگا کہ آتھم باطل اندیش نے پیشگوئی کی سچائی کو چھپانے کے لئے کیا کیا مکروہ اور نالائق افتراؤں سے کام لیا اور کس طرح دلیری کے ساتھ بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا۔ نالائق آتھم نے سراسر بے وجہ مجھے زہر خورانی کے اقدام کی تہمت دی۔ میرے پر یہ افترا باندھا کہ گویا میں نے اس کے قتل کرنے کے لئے اس کی کوٹھی میں سانپ چھوڑے تھے۔ اور گویا میں ایسا پرانا خونی تھا کہ تین مرتبہ میں نے تین مختلف شہروں میں اس کے مارنے کے لئے اپنی جماعت کے جوانوں سے حملے کرائے اور کئی سوار اور پیادے معہ بندوقوں اور تلواروں اور نیزوں کے اس کی کوٹھی میں لودیانہ اور فیروزپور میں میرے حکم سے گُھس گئے۔ **خدا کی لعنت کا مارا بہت سا جھوٹ بول کر بھی آخر موت سے بچ نہ سکا**۔ شرطی پیشگوئی سے تو اس کی جان بوجہ ادائے شرط کی بچ گئی لیکن قطعی پیشگوئی نے آخر اس کو کھا لیا۔

میں اپنے اشتہارات انوار الاسلام وغیرہ اور ضیاء الحق میں نہایت دلائل قاطعہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ آتھم کا یہ نہایت گندہ جھوٹ ہے کہ اس نے ان حملوں کا میرے پر الزام لگایا اور ایک راستباز انسان کی طرح کبھی یہ ارادہ نہ کیا کہ اس الزام کو ثابت کرے نہ نالش سے نہ بذریعہ پولیس ثبوت

دینے سے اور نہ قسم کھانے سے اور نہ کسی خانگی طور سے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی **منصف** کا کانشنس ہرگز یہ گواہی نہیں دے گا کہ درحقیقت واقعی طور پر یہ حملے ہوئے تھے۔ میں دشمنوں سے اس وقت امید نہیں رکھتا کہ وہ اپنے کانشنس سے مجھ کو اطلاع دیں مگر ایک **حق پسند** کے لئے یہ ثبوت تسلی بخش ہے کہ آتھم نے ان چار الزاموں میں سے کسی الزام کو ثابت نہیں کیا بلکہ قسم کھانے سے بھی اعراض کیا جس سے بآسانی صفائی ہو سکتی تھی۔ ﴿۱۵﴾

اور اس سوال کا جواب ہر یک منصف کا کانشنس دے سکتا ہے کہ ان بہتانوں کے لئے اس کو کونسی ضرورت پیش آئی تھی۔ کیا بجز اس کے اور بھی کوئی ضرورت عقل میں آ سکتی ہے کہ اس نے بہتانوں کے ساتھ اپنے اس خوف پر پردہ ڈالنا چاہا جو اس کی سراسیمگی کی وجہ سے ہر ایک شخص پر ظاہر ہو چکا تھا۔ کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ جس کی جان لینے کے لئے ہم نے سو کوس تک تعاقب کیا اور بار بار حملے کئے اس کے منہ پر اخیر میعاد تک مہر لگی رہی اور نہ صرف اس کے منہ پر **بلکہ ان سب کے منہ پر جنہوں نے ایسے حملہ آوروں کو دیکھا تھا**۔ نہ نالش کرنا نہ قسم کھانا نہ خانگی طور پر کوئی گواہ پیش کرنا کیا یہ وہ علامات ناطقہ نہیں ہیں جن سے اصل حقیقت کھلتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ صرف پیشگوئی کی شرط سے لوگوں کے خیالات ہٹانے کے لئے یہ حرکت مذبوحی تھی۔

**مگر تاہم اگر اب تک کسی عیسائی کو آتھم کے اس افترا پر شک ہو** تو آسمانی شہادت سے رفع شک کرا لیوے۔ آتھم تو پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گیا اب **وہ اپنے تئیں اس کا قائم مقام ٹھہرا** کر آتھم کے مقدمہ میں قسم کھا لیوے۔ اس مضمون سے کہ آتھم پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا بلکہ اس پر یہ چار حملے ہوئے تھے۔ اگر یہ قسم کھانے والا بھی **ایک سال تک بچ گیا تو دیکھو میں اس وقت اقرار کرتا ہوں** کہ میں اپنے ہاتھ سے شائع کر دوں گا کہ میری پیشگوئی غلط نکلی۔ **اس قسم کے ساتھ کوئی شرط نہ ہوگی**۔ یہ نہایت صاف فیصلہ ہو جائے گا اور جو شخص خدا کے نزدیک باطل پر ہے اس کا بطلان کھل جائے گا۔

اگر عیسائی لوگ سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو اس طریق امتحان سے

﴿۱۶﴾ کونسی چیز ان کو مانع ہے۔

آتھم کا مقدمہ ایک ایسا صاف ہے کہ اگر یہ بہ ہیئت کذائی چیف کورٹ کے ججوں کے سامنے بھی پیش ہو تو ان سے کچھ نہیں بن سکے گا بجز اس کے کہ ہمارے حق میں ڈگری دیں۔ کیا آتھم ان بہتانوں میں سے کسی ایک بہتان کو بھی ثابت کر سکا جو اس نے پیشگوئی کی میعاد کے بعد مجھ پر لگائے کیا یہ سفید جھوٹ نہیں کہ بقول اس کے میں نے زہرخورانی کا اقدام کیا۔ جیسا کہ میاں حسام الدین عیسائی کشف الحقائق پرچہ اگست ۱۸۹۶ء میں مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ گویا میں نے زہرخورانی کی تجویز کی اور سانپ چھوڑے۔ شاید اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ آتھم کو ایک کراماتی عیسائی بنا دیں کیونکہ انجیلوں میں لکھا ہے کہ راستباز مسیحی کی یہ علامت ہے کہ سانپ اس کو ڈس نہ سکے اور زہر اس میں اثر نہ کر سکے۔ سو گویا یہ دونوں کرامتیں آتھم سے ظہور میں آگئیں اب اس کے ولی ہونے میں کیا کسر رہ گئی۔ لیکن عقلمند خوب سمجھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں اس خوف کے چھپانے کے لئے ہیں جس نے آتھم کو پیشگوئی سننے کے بعد ہوش وحواس سے الگ کر دیا تھا۔

اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو کوئی ثبوت پیش کرنا چاہئے تھا کہ یہ خوف آتھم صاحب کا جس کا ان کو اقرار ہے اس سبب سے نہیں تھا جو پہلے موجود تھا وہی سبب جس سے طبعی طور پر متاثر ہونا ممکن بھی تھا جس کی فریق ثانی کو بوجہ موجودگی شرط کے انتظار بھی تھی یعنی الہامی پیشگوئی۔ بلکہ یہ خوف اس وجہ سے ہوا کہ فریق ثانی درحقیقت خون کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کیا آتھم صاحب نے کوئی ایسے قرائن ثابت شدہ پیش کئے جن سے شبہ بھی گزر سکتا ہو کہ خونریزی کی نیت کی گئی تھی۔ پھر اگر یہ پہلو ڈرنے کا غیر ثابت اور غیر معقول تھا اور چار حملے جو بیان کئے گئے ان میں علاوہ عدم ثبوت کے بناوٹ کی بدبو بھی ظاہر تھی تو ایک عادل جج کو ماننا پڑتا ہے کہ ڈرنے کی کوئی اور وجہ ہوگی۔ پس وہ اور وجہ بجز اس کے کیا تھی کہ آتھم صاحب عرصہ تیس برس سے میرے حال اور میرے چال چلن سے بخوبی واقف تھے اور ہمارے اس ضلع میں وہ مدت تک اسی علاقہ کی تحصیل میں ملازم بھی رہ چکے تھے ان کو خوب معلوم تھا کہ یہ شخص کاذب نہیں اور نیز سچائی کی ذاتی خاصیت نے اسی وقت ان کو ہراساں اور

ترساں کر دیا تھا۔ سو اسی لئے وہ ڈرے اور ان کے ڈرنے نے ان کو اس وقت تک مرنے سے محفوظ رکھا جب تک ان سے بیبا کی پر اصرار ظاہر ہوا۔ سو میعاد گزرنے کے بعد شیطان نے ان کے دل میں شبہات ڈالے کہ پیشگوئی کچھ چیز نہیں۔ بہر حال بچنا ہی تھا۔ سو یہ شبہات بڑھتے گئے اور قوت پکڑ گئے یہاں تک کہ وہ ہمارے اشتہار ۳۰ ؍دسمبر ۱۸۹۵ء کے شائع ہونے تک پورے منکر اور بیباک ہو چکے تھے۔ سو خدا نے ان کو جیسا کہ پیشگوئی میں وعدہ تھا اور پہلے شائع ہو چکا تھا بیبا کی کے بعد اشتہار آخری سے سات مہینہ تک لے لیا اور ابھی یہ ہمارے آخری اشتہار شائع ہو رہے تھے کہ ان کی موت کی خبر پہنچ گئی۔

افسوس کہ عیسائیوں کی تمام دیانت آزمائی کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا۔ مگر کسی نے بھی ان میں سے سچ کی پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ **ایڈیٹر سول ملٹری نے جس کو آزادی اور راست گوئی کا دعویٰ تھا اس مقام میں گندہ جھوٹ بولا**۔ حسام الدین پر تو کچھ بھی افسوس نہیں کیونکہ یہ لوگ جو پادریانہ مشرب رکھتے ہیں اکثر وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں ان کو نہ فطرتی حیا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کا خوف۔

یہ کہنا غلط ہے کہ بباعث بے خبری یہ لوگ معذور ہیں کیونکہ میں نے اس مقدمہ میں پانچ ہزار کے قریب اشتہار جاری کیا ہے اور کھلے کھلے دلائل کے ساتھ دکھلا دیا ہے کہ آتھم خدا اور خلقت کے نزدیک ملزم ہے☆ اور پیشگوئی اپنے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو پر پوری ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر

☆ **حاشیہ** ۔ یہ کس کو خبر نہیں کہ آتھم صاحب نے پرچہ نور افشاں میں صاف اقرار چھپوایا کہ میں اثناء ایام پیشگوئی میں ضرور خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈرنے کی علامات ان سے اس قدر صادر ہوئیں کہ جن کو چھپانا ممکن نہیں۔ کون عیسائی اس سے انکار کرے گا کہ آتھم صاحب ایام پیشگوئی میں روتے رہے۔ کس کے کانوں تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ اس وقت بھی آتھم صاحب کے آنسو نہیں تھمے تھے جبکہ وہ اکراہ اور جبر کے طور پر پیشگوئی کے دنوں میں عیسائیوں کے جلسہ میں بلائے گئے۔ پھر جب تھوڑے دنوں کے بعد آتھم صاحب کے ہوش و حواس قائم ہوئے اور قوم کے خنّاسوں کا اثر ان پر پڑا اور دل سخت ہو گیا تب ان کو سمجھ آیا کہ یہ میں نے اچھا نہیں کیا کہ اسلامی پیشگوئی کے خیال سے اس قدر بے قراری ظاہر کی۔ تب زہر خورانی کے اقدام کا منصوبہ اور تین حملوں کا بہانہ بنایا گیا کیونکہ جس قدر خوف

﴿۱۸﴾ یہ لوگ بے خبر ہیں دیکھو انوار الاسلام اور اشتہار ہزار روپیہ۔ دو ہزار روپیہ۔ تین ہزار روپیہ۔ چار ہزار روپیہ اور رسالہ ضیاء الحق اور آخری اشتہار ۳۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء جس کے سات ماہ بعد آتھم اپنی بیبا کی کی جزا کو پہنچ گیا۔

میرا یہ خیال بھی ہے کہ آتھم زہر خورانی کے دعویٰ میں تو بالکل جھوٹا ہے لیکن باقی تین حملوں کے دعویٰ میں شائد ایک اصلیت بھی ہو اور وہ یہ ہے کہ شاید یونس کی قوم کی طرح ایسے پیرایوں میں فرشتے اس کو نظر آئے ہوں جن کا وہ خود خونی فرشتے نام رکھتا ہے اور پھر اس نے عمداً کسی قدر سہو کی آمیزش سے ان حملوں کو انسانی حملے خیال کر لیا ہو اور اصل واقعہ کو گڑ بڑ کر دیا ہو یہ اس حالت میں ہے کہ کسی قدر اس کو بھلا مانس آدمی خیال کر لیا جائے۔ لیکن یقیناً عیسائی لوگ اس تاویل پر راضی نہیں ہوں گے۔ پس دوسرا احتمال صرف یہ ہے کہ اس نے عمداً ایک گندے اور ناپاک جھوٹ اور افترا سے کام لیا تا اس خوف کو چھپاوے جو اس کے مضطربانہ افعال سے ظاہر ہو چکا تھا۔

غرض اگر اس کے بیان پر اعتبار کیا جائے تو ان حملوں کو فرشتوں کے تمثّلات مان لینا چاہئے ورنہ اس میں کچھ شک نہیں کہ سخت نالائق اور مکروہ جھوٹ کو اس نے حق پوشی کے لئے استعمال کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ

ان کی سراسیمگی اور بیقراری سے ظاہر ہو چکا تھا وہ چاہتا تھا کہ اگر اس کا سبب الہامی پیشگوئی نہیں تو ایسا سبب ضرور ہونا چاہئے جو نہایت ہی قوی اور عظیم الشان ہو جس سے یقینی طور پر موت کا اندیشہ دل میں جم سکے۔ سو جھوٹ کی بندشوں سے کام لے کر یہ خوف کے اسباب تراشے گئے مگر ان بہتانوں نے جو نہایت مکروہ طور پر غیر محل پر استعمال کئے گئے آتھم صاحب کی اندرونی حالت بلکہ عیسائیت کے لبِّ لُباب کو اور بھی پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس نظیر نے ثابت کر دیا کہ ان کی فطرت میں کس قدر قابل شرم خُبث بھرا ہوا ہے جو ایسے ظلم اور جھوٹ اور بناوٹ اور سراسر بے اصل بہتان باندھنے کا محرک ہوا۔

مگر یہ چاروں بہتان آتھم صاحب کو ملزم کرتے تھے۔ افسوس کہ آتھم صاحب کے ان بہتانوں سے عقلمندوں کے نزدیک اگر کچھ نتیجہ پیدا ہوا تو صرف یہی کہ یہ عیسائی لوگ جھوٹ بولنے میں سخت بیباک اور بے شرم ہیں۔ کون نہیں سمجھ سکتا کہ ان جھوٹے اور بے ثبوت بہتانوں سے ان کا مُنہ کالا ہو گیا تھا اور اس کلنک کو دور کرنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ یا تو عدالت

﴿۱۹﴾ اگرچہ حال کے فلاسفروں کی نظر میں یہ پہلا احتمال بہت قدر کے لائق نہیں ہے یعنی یہ کہ آتھم کو فرشتے نظر آئے ہوں مگر چونکہ خود اس کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ ’’میں خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا‘‘ اس لئے ہمیں مناسب ہے کہ اس کے ان الفاظ کو بھی اس سچائی پر قیاس کریں کہ جو بعض اوقات بے اختیار مجرم کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔

ایک محقق کی نظر میں یہ امر بہت مشکل ہے کہ اگر یہ تمام حملے انسان ہی کے حملے تھے تو ان مختلف حملوں میں کوئی دوسرا شخص کسی موقعہ پر بھی آتھم کا شریک رؤیت نہ ہو سکا اور آتھم کی زبان پر بھی مہر لگی رہی اور اس نے اس میعاد میں کوئی کارروائی ایسی نہ دکھلائی جیسا کہ ایک شخص خونیوں کے حملوں سے ڈرنے والا **طبعی** جوش سے دکھلاتا ہے بلکہ اس نے تو اپنا دامن قسم کھانے سے بھی پاک نہ کیا جس کے کھانے میں نہ صرف آسانی بلکہ نقد چار ہزار روپیہ ملتا تھا۔

پس ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا عین انصاف ہے کہ کوئی ڈرانے والا امر اس کو اس جرأت کرنے سے روکتا تھا کہ وہ نالش کرتا یا قسم کھاتا یا خانگی تحقیقات کرواتا۔ اگر ایک پاک نظر لے کر اس مقدمہ پر سلسلہ وار غور کرو تو تمہیں بہت جلد سمجھ آ جائے گا کہ اول سے آخر تک تمام سلسلہ اس نتیجہ کو چاہتا ہے کہ آتھم کا وہ خوف جس کا اس کو اقرار ہے صرف پیشگوئی کی عظمت کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے۔

اور آتھم کے دروغ گو ہونے پر وہ اختلاف اور تناقض بھی شاہد ہے جو اس کے دعویٰ عیسائیت اور اس قدر بزدلی سے مترشح ہو رہا ہے کیونکہ اس نے عیسائیت کا اقرار کر کے اسلام کے مقابل وہ خوف دکھلایا کہ جب تک انسان کم سے کم **تذبذب** کی حالت میں نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا اور نیز اس کی کلام میں یہ

بقیہ حاشیہ

فوجداری میں نالش کر کے ان بہتانوں کو ثابت کراتے اور یا چند گواہوں کے پیش کرنے سے ان کا ثبوت دیتے اور یا جلسہ عام میں قسم کھا لیتے۔ مگر آتھم صاحب نے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو اختیار نہیں کیا۔ پھر آتھم صاحب کے جھوٹا ہونے کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ ان الزاموں کو انہوں نے نہ ایام میعاد پیشگوئی میں بیان کیا اور نہ ان ایام کے گزرنے کے بعد ان چاروں حملوں کو یکدفعہ بیان کر دیا بلکہ جیسا کہ جھوٹ رفتہ رفتہ فکر اور سوچ کے ساتھ بنایا جاتا ہے ایسا ہی کیا۔ اب اے عزیزو آپ ہی سوچو کہ کیا وہ اس خوف کا اقرار کر کے جو الہامی شرط کا مؤید تھا اس خوف کے کوئی اور اسباب ثابت کر سکا اور کیا وہ اس بات کا کچھ ثبوت دے سکا کہ درحقیقت اس پر چار حملے ہوئے اور انہیں حملوں کی وجہ سے اس کا یہ سارا خوف تھا۔ منہ

﴿۲۰﴾ تناقض بھی ہے کہ کبھی وہ حملے کرنے والوں کا نام فرشتے رکھتا ہے جو گناہ سے پاک ہیں اور کبھی ان کو ناپاک طبع انسان ٹھہراتا ہے جن کا کام ناحق کا خون کرنا ہے اور پھر طُرفہ یہ کہ ان میں وہ کسی کا نام نہیں بتلا سکا اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں ان کو شناخت کرسکتا ہوں اور وہ خوب جانتا تھا کہ ایسے بیہودہ اور بے اصل بہتان سے اس راقم کے مخالف کوئی قیاس نہیں نکل سکتا۔ اس لئے اس نے ان بہتانوں کو عام طور پر شائع بھی نہیں کیا۔ صرف نور افشاں میں ایک دجل آمیز تقریر میں چھپوا دیا۔

اس سے یہ امر قابل لحاظ پیدا ہوتا ہے کہ یہ چھپوانا صرف عیسائیوں کی دلجوئی کی وجہ سے تھا جس کو اس نے بار بار بیان کرنا بھی نہیں چاہا۔

قاعدہ فطرت کے مطابق یہ بات عادات میں داخل ہے کہ انسان حریف کی تکذیب کے لئے اصل واقعات کو چھپاتا ہے۔ یہ ایک معمولی بات ہے اور گو اس پر بہت کچھ منحصر نہیں مگر بے ثبوت عذروں کے پیش ہونے کے بعد اس فطرتی امر کا ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آتھم کے تمام حالات میں اس خیال کے پیدا کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کہ وہ بجز اقدام قتل کے حملوں کے صرف پیشگوئی کی عظمت سے ڈر نہیں سکتا تھا کیونکہ ایسا خیال ان حملوں کی صحت اور آتھم کی طرز استقامت کے ثبوت پر موقوف تھا جس کا ثبوت نہ آتھم پیش کرسکا اور نہ اس کا کوئی اور حامی۔ اور ظاہر ہے کہ اگر اس بیان میں کچھ سچائی ہوتی تو آتھم کو طریقہ فطرت فی الفور سکھلاتا کہ آئندہ حملوں کے روکنے کے لئے جن میں ابھی ایک برس پڑا تھا کوئی قانونی کارروائی کرے☆ کیا یہ عذر قابل اطمینان یا عدالت کو تشفی بخش ہے کہ ہر ایک حملہ کے وقت اس کی

---

☆ حاشیہ ۔ نادان بٹالوی محمد حسین اپنے پرچہ اشاعت السنہ میں ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ جس حالت میں آتھم نے تم پر جھوٹا الزام لگایا تھا کہ میرے قتل کرنے کے لئے کئی حملے میرے پر کئے گئے تو چاہئے تھا کہ تم اس پر نالش فوجداری کرتے اور اگر الزام فی الواقعہ جھوٹا تھا تو اس کو سزا دلاتے۔

مگر افسوس کہ بطالوی نے اس اعتراض میں بھی شیطان ملعون کی طرح دانستہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہا۔ اعتراض کے وقت اس کو خوب معلوم تھا کہ پیشگوئی کے الفاظ میں بار بار یہ ذکر ہے کہ آتھم انکار کی حالت میں بے سزا نہیں چھوڑا جائے گا اور خدا اس کو اصرار انکار کے بعد جلد پکڑے گا اور ہلاک کرے گا پس جس حالت میں آسمانی عدالت سے ہمیں یقین دلایا گیا تھا کہ عنقریب آتھم آسمانی وارنٹ سے گرفتار کیا جائے گا اور اپنے جرم بے باکی اور انکار پر ماخوذ ہوکر جلد سزائے موت سے سزا یاب ہوگا تو

رحیمانہ عادت مجرموں کا واجب تدارک کرانے سے روکتی رہی بلکہ جس حالت میں پہلے حملہ کی وجہ سے آئندہ زندگی کا امن اٹھ گیا تھا تو کیا عقل باور کرسکتی ہے کہ پھر بھی آتھم صاحب نے درگذر اور عفو کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور کسی نے اس کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اب دشمن کا تدارک بہت ضروری ہے اور اس میں دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جان کا بچاؤ اور دوسرے دشمن کے مذہب کی ذلت جو عیسائیوں کا عین مطلب ہے۔ ﴿۲۱﴾

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آتھم کا بیان صرف اس اعتبار تک محدود تھا کہ جو ایک مدعا علیہ کے ایسے بیان پر کرسکتے ہیں جس کا اس کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ ہوا گر اس نے ان حملوں کا واقعی طور پر معائنہ کیا تھا تو وہ بڑا ہی بدقسمت تھا کہ باوجودیکہ اس کی کوٹھی بہت سے آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تب بھی وہ کسی اپنے آدمی کو کوئی سوار یا پیادہ یا گھوڑا یا ہتھیار دکھلا نہ سکا اور نہ بیان کرسکا یہاں تک کہ پیشگوئی کی معیاد گزر گئی گویا جس طرح فری میسن کے لوگ اپنا راز ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

حاشیہ: پھر ہمیں کون سی ضرورت پیش آئی تھی کہ انگریزوں کی عدالتوں کے دروازہ پر اپنے تئیں سرگردان کرتے۔ ہم تو اس وقت سے ہی آتھم کو مرا ہوا دیکھتے تھے جبکہ جاہل عیسائی اور نادان بٹالوی اور اس کے ہم خیال آتھم مذکور کو زندہ سمجھتے تھے۔لیکن یہ فرض آتھم کا تھا کہ جن بے ثبوت حملوں کے الزاموں سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی کی عظمت سے ڈرتا رہا جو نہایت ہولناک لفظوں میں بیان کی گئی تھی اور ضرور اس نے پیچھے سے اپنے خوف کی اصل حقیقت چھپانے کے لئے اقدام قتل کا بے ثبوت افترا بنا لیا۔عدالت میں نالش کر کے ان حملوں کا ثبوت دیتا اور مجرموں کو واقعی سزا دلاتا کیونکہ اس کے بے ثبوت دعووں کا بار ثبوت تو اسی کے ذمہ تھا۔لیکن وہ ظالم مفتری تو قسم بھی نہ کھا سکا چہ جائیکہ نالش کرتا۔کیا ضرور نہ تھا کہ وہ کسی طرح نالش سے یا قسم سے یا خانگی طور پر ثبوت دینے سے اپنی صفائی ظاہر کر دیتا۔کیا وہ چار حملے یعنی ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لودیانہ اور فیروز پور میں جو بقول آتھم قتل کے لئے حملے ہوئے ان تمام حملوں کا ثبوت میرے ذمہ تھا یا آتھم کی گردن پر تھا۔

**اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔**

﴿۲۲﴾ اسی طرح آتھم کو بھی اس راز کے افشا میں اپنی جان کا اندیشہ تھا کیا کوئی سچا اس پر راضی ہو سکتا ہے کہ اس کے ایسے دعاوی جو اس کی سچائی کا مدار ہیں اندھیرے میں چھوڑے جائیں اور کوئی بھی سچائی کی چمک ان میں نظر نہ آوے۔

سچا مدعی اپنے کسی پہلو کو قابل اعتراض چھوڑنا نہیں چاہتا اور پوری صفائی کے لئے تیار ہوتا ہے مگر حسام الدین صاحب مجھے بتلاویں کہ کس بات میں آتھم نے پوری صفائی دکھلائی۔ کیا اس نے حملوں کے وقت کسی تھانہ یا عدالت میں رپورٹ کی۔ اور اگر یہ نہیں تو کیا زبانی ہی کسی حاکم سے یہ ذکر کیا۔ یا کسی دوست کو اس راز سے اطلاع دی۔ کیا اس نے سزا دلانے کے لئے کسی نالش یا مچلکہ کے لئے کوئی کوشش کی یا خانگی طور پر کوئی ثبوت دیا۔ یا اس نے قسم سے اس الزام کو اپنے پر سے

---

حاشیہ

دیکھو آج جیسا کہ خدا نے پیش از وقت وہ الہام کیا تھا جو انوار الاسلام صفحہ ۲ میں درج ہے۔ کیا صفائی سے پورا ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔ اِطَّلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ. وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۔وَلَا تَعْجَبُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ. وَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ.اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّق. وَمَکْرُ اُولٰئِکَ ھُوَ یَبُوْر. اِنَّا نَکْشِفُ السِّرَّعَنْ سَاقِہٖ.یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ. ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ. وَھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۔دیکھو انوار الاسلام صفحہ ۲ اور پھر اسی انوار الاسلام صفحہ ۲ میں اس الہام کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے (یعنی آتھم کے) ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی۔ جب تک کہ وہ بے باکی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے۔ یہ معنی فقرہ مذکور کے تفہیم الٰہی سے ہیں اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ اور تو ربّانی سنتوں میں تغیر و تبدل نہیں پائے گا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الٰہی کو مشتعل کریں۔ اور اگر دل کے کسی گوشہ میں کچھ خوف الٰہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکہ شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس عاجز کی جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی غالب ہے۔ یہ اس عاجز کو خطاب ہے۔ اور

ٹالنا چاہا مگر ہم نے قسم کو قبول نہ کیا۔ کیا یہ روا ہے کہ بے دلیل کسی کو ایسے سنگین جرائم کا ملزم ٹھہرایا جائے اور اس کی روش اور چال چلن پر ناحق دھبّہ لگایا جاوے۔ ﴿۲۳﴾

برائے خدا ذرا سوچو کہ کسی بھلے مانس پر بے ثبوت تہمتیں لگا کر پھر کسی طور سے ان تہمتوں کا ثبوت نہ دینا کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے یا **بدمعاشوں کا!!!**

عیسائیوں نے آتھم کے ان بہتانوں کا بار بار ذکر تو کیا مگر یہ نہیں دکھلایا کہ ان کے نزدیک اس کا ثبوت کیا ہے۔ کیا وہ لوگ جو ان واقعات سے ذاتی واقفیت کا اقرار رکھتے ہیں کسی غار میں زندہ موجود ہیں یا وہ بھی آتھم کے ساتھ ہی مر گئے؟۔

کیا عیسائی دیانت یہی تھی جواب ظاہر ہوگئی۔ اگر کامل ثبوت موجود نہیں تو مختصر اور ناکافی

---

بقیہ حاشیہ

پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کریں گے۔ یعنی ان کو ذلت پہنچے گی اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتح یاب ہو نہ دشمن اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلاک نہ کر دیوے یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اس کو توڑ ڈالے گا اور اس کو مردہ کر کے پھینک دے گا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھاوے گا۔ اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید اس کی پنڈلیوں سے ننگا کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے او فتح کے دلائل ظاہر کر دیں گے اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔ پہلے مومن بھی پچھلے مومن بھی۔ دیکھو انوار الاسلام صفحہ۲۔

اب دیکھو آج اس الہام کے موافق کیسے صفائی سے اس پیشگوئی کی حقیقت کھل گئی۔ کیا آج وہ سب مر گئے یا نہیں جنہوں نے امرتسر میں آتھم کو گاڑی میں بٹھا کر بازاروں میں پھرایا تھا۔ کیا آج ثابت ہوگیا یا نہیں کہ **ان کی وہ ساری خوشیاں جھوٹی تھیں**۔ اس پیشگوئی میں خدائے رحیم نے صاف وعدہ فرمایا تھا کہ گو آتھم نے الہامی پیشگوئی کی وجہ سے بہت غم و ہم اپنے دل پر ڈال کر خدا کی سنت قدیمہ سے فائدہ اٹھایا اور اس کی موت میں تاخیر ہوگئی مگر بیباکی کے وقت پھر خدا اس کو پکڑے گا اور ہلاک کرے گا۔

سو اب یہ پیشگوئی دُہرے طور پر دونوں پہلوؤں پر پوری ہوگئی۔ اول آتھم کے ہم و غم کی وجہ سے اس طرح پر پوری ہوئی کہ موافق الہامی شرط کے اس کی موت میں تاخیر ڈال دی گئی پھر آتھم کی بے باکی اور سخت انکار کی حالت میں اس طرح پر پوری ہوئی کہ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق

﴿۲۴﴾ ثبوت ہی پیش کریں تا افترا اور بہتان کا کلنک کسی قدر تو ہلکا ہو جائے۔ اور اگر کچھ بھی ثبوت نہیں تو کیا یہ معقول قیاس نہیں کہ یہ سب کچھ صرف ایک ہی بات کے واسطے بنایا گیا تا اس خوف کی دھار کو جو اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے زور سے بہہ رہی تھی خوانخواہ دوسری طرف پھیر دیا جائے۔

اب اس امر کو کون ہے کہ ثابت شدہ تسلیم نہ کرے کہ آتھم نے اس حد تک رجوع الی الحق ضرور کیا جو ایک خائف اور ترساں اور ہراساں کی نسبت خیال کر سکتے ہیں۔ میں اس واقعہ کو قبول کرتا ہوں کہ جیسا کہ وہ پیشگوئی سے پہلے عیسائی تھا ایسا ہی پیشگوئی کی میعاد گذرنے کے بعد اس نے اپنی عیسائیت کو ظاہر کیا لیکن کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اس نے پیشگوئی کے ایام میں کبھی تحریراً یا تقریراً عیسائیت کے اصول کی تائید کر کے اپنا سرگرم عیسائی ہونا ظاہر کیا جیسا کہ پہلے اس کا شیوہ اور طریق تھا۔ بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ ان تمام دنوں میں عیسائیت کا چولہ اتار کر حقیقی خدا کے آگے تضرع میں رہا جیسا کہ مختلف شہادتیں اس کے ثبوت میں اب تک گزر رہی ہیں۔ پھر فرعون کی طرح خطرناک ایام کے گزرنے کے بعد دن بدن سخت دل ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اشتہار ۳۰؍ دسمبر ۱۸۹۵ء کے وقت میں پورے طور پر وہ کفر کے گڑھے میں گر گیا اور بلعم کی طرح دنیا سے محبت کر کے ۲۷؍ جولائی ۱۸۹۶ء میں ان روحوں میں جا ملا جو دوزخ کی تاریک آگ میں جل رہی ہیں۔

سنو اے عزیزو! آتھم کے بیان پر کیونکر راستی کی امید ہو سکتی ہے جو محض بے ثبوت اور جس میں بناوٹ اور جذبات کی دور سے بُو آ رہی ہے اور جو نہ بادی النظر میں اور نہ عمیق نگاہ میں درست ٹھہر سکتا ہے۔ اور نہ صرف بے دلیل بلکہ فطرتی طور پر حق کو چھپانے کے لئے یہی عام طریقہ حیلہ سازوں کا ہے۔ جو بات قرین قیاس نہیں کیا وہ ایسی بات کے مقابل پر کچھ وزن رکھتی ہے۔

---

بقیہ حاشیہ

اس پر موت نازل کر دی سو اس مبارک پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنی صفات جمالی اور جلالی دونوں دکھلا دیئے اور ناسمجھ عیسائیوں اور نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی۔ اسلام کا بول بالا ہوا اور مردہ پرست پادری اور نفاق زدہ یہودی سیرت مولوی سخت ذلیل ہو گئے۔ مگر کیا وہ اب بھی سچائی کی طرف واپس آئیں گے۔ ہرگز نہیں۔

قلوبٌ ملعونۃٌ فمن یُّرد من لعنہُ اللّٰہ. فتدبّر ان کنتَ مِن الصّالحین۔منہ

جو ہر ایک سچائی سے بھرا ہوا کانشنس بآسانی اس کو قبول کر سکتا ہے۔ زہر خورانی کے اقدام اور تین حملوں کا منصوبہ ایک ایسی مکروہ بناوٹ ہے کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی شریف عیسائی کے دل نے بھی اس کو قبول کیا ہو۔ یا ایک طُرفۃ العین کے لئے بھی اس کی طرف خیال آ سکتا ہو۔

لیکن ہر ایک محقق اور پاک دل کو اس امر میں شک کرنے کے لئے کوئی وجہ دکھائی نہیں دے گی کہ وہ خوف جس کا آتھم کو اقرار ہے بجز پیشگوئی کی عظمت کے اور کوئی صحیح مصداق اس کا موجود نہیں اگر آتھم نے ان جھوٹے بہتانوں کو بیان نہ کیا ہوتا۔ اور یہ عذر کرتا کہ وہ اس سے ڈرا کہ کوئی خود غرض اس کو ضرر نہ پہنچاوے تو شاید کوئی سادہ طبع اس کو قبول کر لیتا اور کم سے کم یہ سمجھ لیتا کہ آتھم کا یہ فیصلہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس نے لوگوں پر حق کو مشتبہ کر دیا لیکن ایسے سادہ طور سے بیان کرنا ایسے مفتری کے لئے کب ممکن تھا کہ جو در حقیقت پیشگوئی سے ڈر کر اپنی مجرمانہ حالت کی تحریک سے ناجائز بہانوں کے سوچ میں پڑا اور اس نے سچائی سے آگے قدم رکھ کر جھوٹ اور بہتان سے کام لینا چاہا جس سے وہ باز پُرس اور طلب ثبوت کے لائق ہوا۔

یہ کہنا بے جا ہے کہ پیشگوئی سے ڈرنے کا بار ثبوت آتھم پر نہیں تھا کیونکہ جبکہ اس نے ڈرنے کا اقرار کر کے بلکہ خوف کو اپنی حرکات سے ظاہر کر کے پھر وجوہ خوف کے ایسے بے ہودہ اور جعلی بیان کئے جو سراسر بہتان اور بے دلیل تھے تو بلاشبہ یہ بوجھ اسی کی گردن پر تھا کہ وہ اس کو ثابت کرتا اور اس کو چاہئے تھا کہ اس افترا کے الزام سے بَری ہونے کے لئے کہ جو طریقہ مستقیمہ انصاف سے اس کی نسبت عائد ہوتا تھا اپنی صفائی کے گواہ پیش کرتا۔ نالش اور قسم سے اس کا گریز کرنا صریح حقیقت کو چھپانے کے لئے تھا جبکہ اس کو اور اس کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ہماری طرف سے اس قدر دکھ اور صدمہ پہنچ چکا تھا جس سے زیادہ دنیا میں پہنچنا غیر ممکن ہے۔ تو ایسا مظلوم کس طرح خاموش رہ سکتا تھا۔ ہم نے یہ سزا اپنے لئے خود تجویز کر لی تھی کہ وہ قسم کھا کر چار ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لے۔ سو اس نے نہ چاہا کہ قسم کھانے کی طرف متوجہ ہو۔ اب منصفین کے سوچنے کا یہ بڑا بھاری موقعہ☆ ہے کہ کیوں اس نے ایسے پہلو سے

☆ حاشیہ۔ پرچہ شحنہ ہند میرٹھ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء سے پہلے صفحہ میں ہی ایک نامہ نگار صاحب نے اس عاجز کی پیشگوئی آتھم وغیرہ کی نسبت کچھ نکتہ چینی کر کے اخیر پر اپنا نام انصاف طلب لکھا ہے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ کوئی

﴿۲۶﴾ اجتناب کیا جس سے اس کے دعویٰ کے تمام نقص اور عیوب پبلک کی نگاہ میں کالعدم ہو سکتے تھے۔ اور پورے طور پر اس کی صفائی ہو سکتی تھی۔ اس کا فرض تھا کہ وہ جس طرح ہوسکتا ان الزاموں سے اپنے تئیں بَری کر کے دکھلاتا کہ جو اس پر وارد ہو چکے تھے۔ نالش سے یا خانگی تحقیقات پیش کرنے سے یا قسم سے یا کسی اور طریق سے۔ لیکن وہ اپنے تئیں اس داغِ الزام سے بری نہ کر سکا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو گیا سو اس کے کذب پر ایک تو یہی ثبوت تھا کہ اس نے اپنی بریت ظاہر کرنے سے باوجود بہت وسیع موقعہ ملنے کے عمداً پہلو تہی کیا لیکن علاوہ اس کے ایک دوسری جز و ثبوت کی اس کے کذب پر یہ پیدا ہوئی جو وہ اس دوسری پیشگوئی کے اثر سے جس کا ہم صدر اشتہار میں ذکر کر چکے ہیں اپنی زندگی کو بچا نہ سکا اور یہی بیبا کی اور قسم کھانے سے انکار جس کے نتیجہ بد کی نسبت بار بار پیشگوئی کی گئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ اس کے اصرار کے زمانہ کے بعد عذاب موت

حاشیہ

شخص انصاف طلب یا انصاف کا خواہاں ہو۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر لوگ حق پسند اور انصاف طلب کہلا کر پھر جلدی سے انصاف کا خون کر دیتے ہیں اور قبل اس کے جو کسی بات کی تہ تک پہنچیں اور کسی اصل حقیقت کو دریافت کریں رائے ظاہر کرنے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسی رائے جو صرف سرسری اور سطحی خیال سے پیدا ہوئی ہے کیونکر غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ناچار وہ اپنی شتاب کاریوں کی وجہ سے قابل شرم غلطیوں میں پڑتے ہیں اور پھر اپنی غلطی کی پچ میں ایسا تعصب پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا ممکن ہے کہ اس سے رجوع کر سکیں۔ اگرچہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائے۔ بہرحال صاحب انصاف طلب کی خدمت میں ان کے بعض کلمات کا جواب دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

**قولہ** ۔’’میرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے پرلہ درجہ کی افراط اور تفریط کی ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں۔ اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں۔ اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہنچانا بھی نہیں۔‘‘

**اقول** ۔صاحب انصاف طلب کے بیان میں یعنی ان کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بن کر نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اُسی منہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں۔ اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا میں کہ مسلمان

﴿۲۷﴾ اُسؔ پر وارد ہوگا اُس کے جلد مرنے کا موجب ہوگئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہمارے اشتہار ۳۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد جو ہمارا آخری اشتہار بطور اتمام حجت تھا پورے سات مہینے بھی زندہ نہ رہ سکا۔ پس کیا یہ خدا کا فعل نہیں ہے کہ اس نے آتھم کے اصرار انکار پر موت کی سزا سے اس کا تمام جھوٹ اور افترا ایک لخت ظاہر کر دیا۔

اب بیان کرو کہ کونسا قانونی سُقم ہماری اس تقریر میں ہے۔ اور آتھم کو ملزم قرار دینے کے لئے کس ثبوت کی کسر رہ گئی ہے۔ بلاشبہ اُسی کی عملی حالت نے اس پر فرد قرارداد جرم لگا دی جس پر وہ ایک بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کر سکا۔ اب عیسائیوں کو اس کی ناحق کی حمایت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم نے بہت صفائی سے بار بار اس بات پر زور دیا کہ آتھم اس بیان میں بالکل جھوٹا ہے کہ اس کے قتل کے

﴿۲۷﴾ بقیہ حاشیہ

ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[1] کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرْسَلْ یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے☆ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیّدنا انّی نبیّ او رَسُول علٰی وجه الحقیقة والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعة الغرّاء فهو کافرٌ کذّابٌ۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالبًا ایسا شخص اپنا کوئی نیا

☆ نوٹ۔ ایسے لفظ نہ اب سے بلکہ سولہ[۱۶] برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے۔ منہ

[1] الاحزاب: ۴۱

﴿۲۸﴾ لئے ہماری طرف سے ناجائز حملے ہوئے۔ ہم نے اس کو اپنے پہلے اشتہاروں میں بہت غیرت دلائی اور غیرت دینے والے الفاظ استعمال کئے مگر کچھ ایسا دھڑکا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا کہ وہ سر نہ اٹھا سکا۔ پھر ہم نے نہایت الحاح اور انکسار کے ساتھ یسوع کی عزت اور مرتبہ کو یاد دلا کر قسم دی اور جہاں تک الفاظ ہمیں مل سکے ہم نے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بہتان کو جو ہم پر لگاتا ہے ثابت کرے یا قسم کھاوے۔ لیکن وہ ان بدبخت جھوٹوں کی طرح چپ رہا جن کا کانشنس ہر وقت ان کو ملامت کرتا ہے کہ تم خدا کی لعنت کے نیچے کارروائی کر رہے ہو۔ یقیناً اس کو یہ خوف کھا گیا کہ تحقیق کرانے کے وقت اس کے جھوٹے منصوبہ کے تمام پر و بال گر جائیں گے اور قسم کھانے کی حالت میں خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا۔ سو اس نے نہ نالش کی اور نہ قسم کھائی

بقیہ حاشیہ

کلمہ بنائے گا۔ اور عبادت میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذّاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدائے تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

**قولہ**۔ حضرت اقدس میرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی بیش بہا اور لاثانی کتاب **شہادۃ القرآن** میں درج فرمایا ہے (یعنی آتھم اور احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیشگوئی اور لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش خبری) اب ناظرین خود بخود سمجھ لیں گے کہ وہ سچا دعویٰ ہے یا دروغ بے فروغ۔

**اقول**۔ میں کہتا ہوں کہ لیکھرام کی پیشگوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے ہاں آتھم[۱] اور احمد بیگ[۲] اور داماد[۳] احمد بیگ کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس کی میعاد گزر چکی ہے۔ درحقیقت یہ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک آتھم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت کی نسبت سو آتھم ۲۷؍ جولائی ۱۸۹۶ء کو بروز دوشنبہ فوت ہو گیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی

﴿۲۹﴾

بلکہ اس نے امور واقعہ کی طرف نظر کر کے یہ امر صاف دیکھا کہ ان دونوں کارروائیوں میں سے کوئی کارروائی بھی اس کے لئے مبارک نہیں ہوگی اور انجام بد ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اپنے تئیں عیسائی کہلانا اس کی عملی حالت سے اخیر دم تک متناقض رہا۔ اس کے رفیق پادری اور ڈاکٹر کلارک سر پیٹ پیٹ کر تھک گئے مگر اس نے نہ چاہا کہ ان دعاوی کو عدالت کے ذریعہ سے ثابت کراوے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسے بڑے بہتان پیشتر اس کے کہ وہ صحیح سمجھے جاویں طبعی طور پر پختہ ثبوت کے واسطے تقاضا پیدا کرتے ہیں۔ اور درحالت عدم ثبوت عدالتیں فریق ثانی کو انتقامی استغاثہ کی اجازت دیتی ہیں۔

سو سوچنا چاہیئے کہ وہ کس قدر اپنے اس بہتان اور جھوٹ سے ہراساں اور ترساں تھا کہ باوجودیکہ اس کے داماد بڑی بڑی حکومت کے عہدوں پر معزز تھے اور اس کے عیسائی دوست گورنمنٹ میں

بقیہ حاشیہ

کے مطابق اس کی موت ہوئی۔ اور اس پیشگوئی میں دو پہلو تھے۔ سو اپنے دونوں پہلوؤں کے رو سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ہم کسی متعصب بے حیا کا منہ بند تو نہیں کر سکتے اور نہ ہم سے پہلے کوئی نبی یا رسول بند کر سکا۔ لیکن ایک متقی کے لئے اس پیشگوئی کی صداقت سمجھنے میں کچھ بھی مشکلات نہیں چنانچہ ہم اسی رسالہ اور پہلے رسائل میں بھی بہت کچھ بیان کر چکے ہیں۔

باقی رہی احمد بیگ کی موت اور اس کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی سو احمد بیگ تو پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہوگیا۔ جس سے ہمارے کسی مخالف کو انکار نہیں گویا پیشگوئی کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ رہا داماد اُس کا۔ سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از موت مر گیا۔ اور اس بات کو کون نہیں سمجھ سکتا کہ جب ایک ہی پیشگوئی دو شخص کی موت کی خبر دیوے اور ایک ان میں سے مر جائے تو دوسرے پر اس موت کا طبعاً وفطرتاً اثر پڑ جاتا ہے۔ سو اس جگہ ایسا ہی ہوا۔ لہٰذا سنت اللہ کے موافق جس کا ذکر ہم بار بار لکھ چکے ہیں اس وعید کی میعاد میں تخلف ہوگیا۔

ہم اپنے پہلے اشتہاروں میں ان بعض خطوط کا ذکر کر چکے ہیں جو ان لوگوں کی طرف سے ہمیں پہنچے جن میں توبہ اور خوف و رجوع کا اقرار تھا۔ پھر اگر یہ امر قرآن اور توریت کی رو سے صحیح نہیں ہے کہ وعید کی پیشگوئی کی میعاد کا تخلّف جائز ہے تو ہر ایک معترض کا اعتراض بجا اور درست ہے لیکن اگر قرآن اور توریت کی رو سے یہی امر بتواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی میعاد توبہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے تو سخت بے ایمانی ہوگی کہ کوئی شخص مسلمان کہلا کر یا عیسائی کہلا کر پھر ایسی بات پر اعتراض کرے جو قرآن شریف اور پہلی آسمانی کتابوں سے ثابت ہے اس صورت میں ایسا شخص ہم پر اعتراض نہیں کرتا بلکہ ایسے نالائق

﴿۳۰﴾ اوّل درجہ کی رسائی رکھتے تھے۔ پھر بھی اس کا دل اس بات پر مطمئن نہ ہوسکا کہ وہ ایسی نالش کے بعد پھر بچ کر اپنے گھر میں آجائے گا۔ اگر رؤیت کی شہادتوں سے یہ ثابت کرنا آتھم کو میسر آسکتا کہ درحقیقت یہ ناجائز حملے ہوئے تو کم سے کم وہ اخباروں کے ذریعہ سے اس ثبوت کو پبلک پر ظاہر کرتا۔ کیونکہ اس کامیابی کے اندر عیسائیوں کا بڑا مدعا بھرا ہوا تھا وجہ یہ کہ اس کا عام نتیجہ یہ تھا کہ ہمارا کاذب اور مفتری ہونا ہر ایک پر کُھل جاتا اور کم سے کم یہ کہ ہمارے چال چلن کی نسبت ہر ایک کو قوی شبہ پیدا ہو جاتا اور صفحات تاریخ میں ہمیشہ یہ واقعہ قابل ذکر سمجھا جاتا اس امر میں کس کا اطمینان ہوسکتا ہے کہ آتھم نے ان بہتانوں کو پیش کر کے اور پھر ثبوت دینے سے روگردان ہو کر بے ایمانی اور دروغ گوئی کی راہ کو اختیار نہیں کیا۔

بقیہ حاشیہ

کا خدائے تعالیٰ کی پاک کتابوں پر اعتراض ہے۔ ہمارے اشتہار چہارم کو پڑھو جس کے ساتھ چار ہزار روپیہ کا انعام ہے تا معلوم ہو کہ کیونکر خدائے تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درّ منثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔ دیکھو اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صفحہ ۱۲۔ اور یونہ یعنی یونس نبی کی کتاب میں جو بائبل میں موجود ہے۔ باب ۳ آیت ۴ میں لکھا ہے۔ ’’اور یونہ شہر میں یعنی نینوہ میں داخل ہونے لگا اور ایک دن کی راہ جا کے منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہوں گے تب نینوہ برباد کیا جائے گا۔ تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا اور خدا نے ان کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی بُری راہ سے باز آئے۔ تب خدا اس بدی سے کہ اس نے کہی تھی پچھتا کے باز آیا اور اس نے ان سے وہ بدی نہ کی۔ باب ۴۔ پر یونہ اس سے ناخوش ہوا اور نپٹ رنجیدہ ہو گیا۔ ۲۔ اور اس نے خداوند کے آگے دعا مانگی۔ ۳۔ اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے۔ کیونکہ میرا مرنا میرے جینے سے بہتر ہے۔‘‘ اور درّ منثور میں ابن عباس سے یہ روایت ہے۔ **اوحی اللّٰہ الٰی یونس انّی مرسل علیھم العَذاب فی یوم کذا و کذا. فعجّوا الی اللّٰہ وانابوا فاقالھم اللّٰہ واَخّر عنھم العَذَاب. فقال یونس لا ارجع الیھم کذّابًا ومضیٰ علٰی وجھہٖ** ۔ یعنی خدا نے یونس پر یہ وحی نازل کی کہ فلاں تاریخ مَیں عذاب نازل کروں گا۔ سو ان لوگوں نے خدا کی طرف تضرع کی اور رجوع کیا۔ سو خدا نے ان کو معاف کر دیا اور کسی دوسرے وقت پر عذاب ڈال دیا۔ تب یونس کہنے لگا

﴿۳۱﴾

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور ان کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں جھوٹے پر بغیر تعین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت شملہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتھم نہیں مرا۔ میں نے کہا کہ اس نے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھایا اور خود اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکا جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین** یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دے گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہوگیا

بقیہ حاشیہ

کہ اب میں کذاب کہلا کر اپنی قوم کی طرف واپس نہیں جاؤں گا اور دوسری راہ لی۔ دیکھو تفسیر درمنثور تحت تفسیر آیت مُغَاضِبًا[1]۔ اور دیکھو صفحہ ۱۴ اشتہار چہارم انعامی چار ہزار روپیہ۔

ہم اس جگہ حضرت مولوی احمد حسن صاحب کو ہی منصف ٹھہراتے ہیں کہ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا یہ الہام جھوٹا نکلا اور نعوذ باللہ یونس کذاب تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا علم اکثر لوگوں سے جاتا رہا ہے۔ اور بظاہر اہل حدیث بھی کہلاتے ہیں مگر حدیثوں کے مغز سے ناواقف ہیں۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ انہی قصوں کے لحاظ سے اہل سنت کا یہ عام عقیدہ ہے کہ وعید کی میعاد کی تاخیر کسی سبب توبہ یا خوف کی وجہ سے جائز ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر اور ان احادیث کو پڑھ کر پھر اس پیشگوئی کی تکذیب کی جائے جو یونس کی پیشگوئی سے ہم شکل ہے اور ایسے امور میں اس عاجز کو کاذب ٹھہرایا جائے جن میں دوسرے انبیاء بھی شریک ہیں۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدائے تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بائبل کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ ذرا شرم کرنی چاہئے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور وہ پیشگوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جاوے کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جز ہے جس حالت میں خدا اور رسول

[1] الانبیاء:۸۸

﴿۳۲﴾ اور چار دن تک جان کندن کا سخت عذاب اٹھا کر دائمی عذاب کے زندان میں جا پڑا۔ پادری وائٹ بریخت کو اگر خدا کا خوف ہے تو اب سمجھ سکتا ہے کہ ہم دونوں یعنی آتھم اور اس راقم میں سے کون لعنتی تھا۔

اب اس قصہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پادری وائٹ بریخت نے بھی چاہا تھا۔ کہ جھوٹے پر لعنت ہو سو چونکہ آتھم جھوٹا تھا اس لئے اس پر لعنت پڑ گئی۔ سو اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ **مجھ سے مباہلہ کرے۔**

اور لعنت کا مفہوم اپنے مخالفوں کے لئے خود یسوع نے بھی استعمال کیا ہے کیونکہ واویلا یہودیوں پر یسوع کے کلام میں آیا ہے اور واویلا اور لعنت ایک ہی چیز ہے اور یسوع نے مخالفوں کے

حاشیہ

اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے **محض میری عداوت کے لئے** منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدائے تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ ورنہ اے نادانو! صادقوں کو جھوٹا مت ٹھہراؤ کہ روسیاہی کے ساتھ مرو گے میری عداوت سے اسلام سے باہر مت جاؤ کیا تم نہیں سمجھتے کہ اس ضمن میں قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری الہامی کتابوں کی تکذیب لازم آتی ہے یقیناً سمجھو کہ کسی کی عداوت سے اللہ اور رسول اور دوسرے نبیوں کی کتابوں سے روگردان ہو جانا لعنتیوں کا کام ہے نہ نیک دل مسلمانوں کا۔ صاف ظاہر کہ آتھم کی پیشگوئی اور اس پیشگوئی میں تین [۳] شخص کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ سو ان میں سے دو تو فوت ہو چکے صرف ایک باقی ہے سو اس ایک کا انتظار کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بیباک کر دیوے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بیباک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ اور اس پیشگوئی میں عربی الہام کے الفاظ یہ ہیں۔ **کذّبوا باٰیاتنا وکانوا بها یستهزؤن. فسیکفیکهم الله ویردها الیک. لا تبدیل لکلمات الله انّ ربّک فعّال لما یرید۔** اگر کوئی اسی بات میں خوش ہے کہ مجھ سے ٹھٹھا کرے تو میں اس میں بھی ناخوش نہیں کیونکہ صادقوں اور راستبازوں کے ساتھ مجھ سے پہلے بھی ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ پھر بہت جلد ٹھٹھا کرنے والے نابود ہو گئے اور کوئی نہ بتلا سکا کہ کہاں گئے۔ **وانّی باعین اللّٰه هو یرانی ومن یکذبنی واعلم منه انّه لا یضیعنی ولا یخزینی فویل للذین کفّرونی ولعنونی وسبّونی و شتمونی وکذبوا کلماتی ولم یحیطوا بها علما فالموت کان خیرًا لهم من هذا لو کانوا یعلمون۔ منه**

﴿۳۳﴾ عذاب کی پیشگوئی بھی کی ہے اس صورت میں وہ طریق جو عیسائیوں کے مرشد اور گرو نے استعمال کیا ہے اس پر اعتراض کرنا سخت ناسعادت مندی ہے۔ ماسوا اس کے اگر اس لعنت کے لفظ کو استعمال کرنا نہیں چاہتے تو سزا یا عقوبت کے لفظ کو استعمال کریں اور اگر ایک سال تک ایسا آدمی جو مباہلہ کے میدان میں آوے آسمانی عقوبت سے سزایاب نہ ہو جاوے تو میں لکھ دوں گا کہ بیشک میری پیشگوئی غلط نکلی اور اگر کوئی مقابل پر نہ آیا تو تمام ناظرین سمجھ لیں کہ عیسائی بوجہ ناحق پر ہونے کے بھاگ گئے۔

یہ بھی مناسب دیکھتا ہوں کہ چونکہ عیسائیوں کا مذہبی عناد بہت بڑھ گیا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ روز کا جھگڑا طے کرنے کے لئے ساتھ ہی اسلام اور عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کر لیں۔ اگر عیسائی لعنت کے لفظ سے متنفر ہیں تو اس لفظ کو جانے دیں بلکہ دونوں فریق یہ دعا کریں کہ **یا الٰہ العالمین** اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے اور مریم کا بیٹا ہرگز خدا نہیں تھا بلکہ ایک انسان تھا اور نبی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسول اور خاتم الانبیاء تھے اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے۔ اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا وہی تھا جس نے زمین و آسمان پیدا کیا اسی کے خون سے دنیا کی نجات ہوگئی۔ اور خدا تین اقنوم ہیں باپ، بیٹا روح القدس اور یسوع تینوں کا مجموعہ کامل خدا ہے۔ اب اے قادر ان دونوں گروہ میں اس طرح فیصلہ کر کہ جو ہم دو فریق میں سے جو اس وقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمی کا مرنا بہتر ہے۔

غرض ہر ایک فریق ہم میں سے اور عیسائیوں میں سے دعا کرے اس طرح پر کہ اول ایک فریق یہ دعا کرے اور دوسرا فریق آمین کہے اور پھر دوسرا فریق دعا کرے اور پہلا فریق آمین کہے اور پھر ایک سال تک خدا کے حکم کے منتظر رہیں اور میں اس وقت اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ ان دونوں مباہلوں میں **دو ہزار روپیہ** ان عیسائیوں کے لئے جمع کرا دوں گا جو میرے مقابل پر مباہلہ کے میدان میں آویں گے یہ کام نہایت ضروری ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ زندہ اور قادر خدا ہمارے ساتھ ہے۔ عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔

اب اس مباہلہ سے یہ بڑا فائدہ ہوگا کہ پبلک کو معلوم ہو جائے گا کہ کس قوم کے ساتھ خدا ہے۔ اور اگر عیسائی قبول نہ کریں تو لعنت کا ذخیرہ ان کے لئے آسمان پر جمع ہوگا اور لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے مخاطب ڈاکٹر کلارک۔ پادری عماد الدین۔ حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق۔ منشی صفدر علی بھنڈارہ۔ پادری فتح مسیح اور ہر ایک ایسا شخص جو پادری اور معاند اسلام ہو درخواست کرے۔ یہ طریق فیصلہ بہتر ہے تا دنیا روز کے جھگڑوں سے نجات پاوے۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ **وَالسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ**۔

**المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان**

﴿۳۴﴾

یہ وہ رسالہ ہے جس کا نام خدا کا فیصلہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

# پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادری صاحبوں کے لئے

# ایک احسن طریق فیصلہ

عیسائی صاحبوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو لوگ تثلیث کا عقیدہ اور یسوع کا کفارہ نہیں مانتے وہ ہمیشہ کے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اور وہ اعتقاد جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ بجز توحید کے نجات نہیں۔ یہی توحید ہے جس کی رو سے تمام دنیا سے مواخذہ ہوگا خواہ قرآن ان کو نہ پہنچا ہو۔ کیونکہ یہ انسان کے دل میں فطرتی نقش ہے کہ اس کا خالق اور مالک اکیلا خدا ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس توحید میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے کیونکہ انسانی دل کی بناوٹ کے ساتھ ہی اس کے نقوش انسان کے دل میں منقش کئے جاتے ہیں۔

مگر جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے غیر محدود خدا کو تین اقنوم میں یا چار اقنوم میں محدود کرنا اور پھر ہر ایک اقنوم کو کامل بھی سمجھنا اور ترکیب کا محتاج بھی اور پھر خدا پر یہ روا رکھنا کہ وہ ابتدا میں کلمہ تھا پھر وہی کلمہ جو خدا تھا مریم کے پیٹ میں پڑا اور اس کے خون سے مجسم ہوا اور معمولی راہ سے پیدا ہوا اور سارے دکھ خسرہ، چیچک دانتوں کی تکلیف جو انسان کو ہوتی ہیں سب اٹھائے آخر کو جوان ہو کر پکڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ نہایت گندہ شرک ہے جس میں انسان کو خدا ٹھہرایا گیا ہے خدا اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کے پیٹ میں پڑے اور مجسم ہو اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو۔ انسانی فطرت اس کو قبول نہیں کر سکتی کہ خدا پر ایسے دکھ کی مار اور یہ مصیبتیں پڑیں اور وہ جو تمام عظمتوں کا مالک اور تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے اپنے لئے یہ تمام ذلتیں روا رکھے عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا کی اس رسوائی کا یہ پہلا ہی موقعہ ہے اور اس سے پہلے اس قسم کی ذلتیں خدا نے کبھی نہیں اٹھائیں۔ کبھی یہ امر وقوع میں نہیں آیا کہ خدا بھی انسان کی طرح کسی عورت کے رحم میں نطفہ میں مخلوط ہو کر قرار پکڑ گیا ہو۔ جیسے کہ لوگوں نے خدا کا نام سنا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ بھی انسان کی طرح کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کا عیسائیوں کو خود اقرار ہے اور اس بات کا بھی اقرار ہے کہ گو پہلے یہ تین اقنوم تین جسم علیحدہ علیحدہ نہیں رکھتے تھے مگر اس خاص زمانہ سے جس کو اب ۱۸۹۶ء برس جاتا ہے تینوں اقنوم کے لئے تین علیحدہ علیحدہ جسم مقرر ہو گئے باپ کی وہ شکل ہے جو آدم کی کیونکہ اس نے

﴿۳۵﴾

آدم کو اپنی شکل پر بنایا۔ دیکھو توریت پیدائش باب ۱ آیت ۲۷ اور بیٹا یسوع کی شکل پر مجسم ہوا دیکھو یوحنا باب ۱ آیت ۱ اور روح القدس کبوتر کی شکل پر متشکل ہوا۔ دیکھو متی باب ۳ آیت ۱۶۔ اب جس نے عیسائیوں کے ان تینوں مجسم خداؤں کا درشن کرنا ہو اور ان کی جسمانی تثلیث کا نقشہ دیکھنا منظور ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ ان کی طرف التجا لے جائے بلکہ جیسا کہ ہم نے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبوں کے مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کو زیارت کرا دی ہے اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں چاہیے کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نوادیں اور وہ یہ ہے جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔

## عیسائیوں کا مثلث خدا اور اس کے تین ممبران کمیٹی جو اقنوم کہلاتے ہیں۔



﴿۳۶﴾ یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلاوے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکرداس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کر کے تو دکھلاوے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہوسکیں گے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرّق جسم کے ایک نہیں ہوسکتے پھر ایسے تین مجسّم جن میں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفریق جائز نہیں کیونکر ایک ہوسکتے ہیں۔

یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہوجاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا ان کے گاڈ صاحب کو بھی **شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں**۔ تمام مدار کونسل پر ہے۔

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسی خلاف عقل باتوں سے پاک ہے توہین اور تحقیر کر رہے ہیں اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجّالی فریبوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہراویں اور بُری بُری تصویروں میں اس نورانی شکل کو دکھلاویں۔ بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھلائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے موسیٰ کی تصویر کھینچ کر دکھلاتے اور اس طرح کھینچتے کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور بے رحم انسان ہاتھ میں تلوار لے کر شیر خوار بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور ایسا ہی یشوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں یہ دکھلاتے کہ گویا اس نے لاکھوں بے گناہ بچوں کو ان کی ماؤں کے سمیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے میدان میں پھینک دیا ہے۔

اور چونکہ ان کے عقیدہ کے موافق یسوع خدا ہے اور یہ ساری بے رحمی کی کارروائیاں اس کے حکم سے ہوئی ہیں اور وہ مجسم خدا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا تو اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ سب سے پہلے اس کی تصویر کھینچ کر اس کے ہاتھ میں کم سے کم تین تلواریں دی جاتیں۔ پہلی وہ تلوار جو اس نے موسیٰ کو دی اور بے گناہ شیرخوار بچوں کو قتل کروایا۔ دوسری وہ تلوار جو یشوع بن نون کو دی۔ تیسری وہ تلوار جو داؤد کو دی۔ افسوس! کہ اس حق پوش قوم نے بڑے بڑے ظلموں پر کمر باندھ رکھی ہے۔ ﴿۳۷﴾

اگر تلوار کے ذریعہ سے خدا کا عذاب نازل ہونا خدا کی صفات کے مخالف ہے تو کیوں نہ یہ اعتراض اول موسیٰ سے ہی شروع کیا جائے جس نے قوموں کو قتل کر کے خون کی نہریں بہادیں اور کسی کی توبہ کو بھی قبول نہ کیا۔ قرآنی جنگوں نے تو توبہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا جو عین قانون قدرت اور خدا کے رحم کے موافق ہے کیونکہ اب بھی جب خدا تعالیٰ طاعون اور ہیضہ وغیرہ سے اپنا عذاب دنیا پر نازل کرتا ہے تو ساتھ ہی طبیبوں کو ایسی ایسی بوٹیاں اور تدبیروں کا بھی علم دے دیتا ہے جس سے اس آتش وبا کا انسداد ہو سکے سو یہ موسیٰ کے طریق جنگ پر اعتراض ہے کہ اس میں قانون قدرت کے موافق کوئی طریق بچاؤ قائم نہیں کیا گیا۔ ہاں بعض بعض جگہ قائم بھی کیا گیا ہے مگر کلّی طور پر نہیں الغرض جبکہ یہ سنت اللہ یعنی تلوار سے ظالم منکروں کو ہلاک کرنا قدیم سے چلی آتی ہے تو قرآن شریف پر کیوں خصوصیت کے ساتھ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کیا موسیٰ کے زمانہ میں خدا کوئی اور تھا اور اسلام میں کوئی اور ہو گیا یا خدا کو اس وقت لڑائیاں پیاری لگتی تھیں اور اب بُری دکھائی دیتی ہیں۔

اور یہ بھی فرق یاد رہے کہ اسلام نے صرف ان لوگوں کے مقابل پر تلوار اٹھانا حکم فرمایا ہے کہ جو اول آپ تلوار اٹھائیں اور انہیں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو اول آپ قتل کریں۔ یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ تم ایک کافر بادشاہ کے تحت میں ہو کر اور اس کے عدل اور انصاف سے فائدہ اٹھا کر پھر اسی پر باغیانہ حملہ کرو۔ قرآن کے رو سے یہ بدمعاشوں کا طریق ہے نہ نیکوں کا۔ لیکن توریت نے یہ فرق کسی جگہ کھول کر بیان نہیں فرمایا اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اپنے جلالی اور جمالی احکام میں اس خط مستقیم عدل اور انصاف اور رحم اور احسان پر چلتا ہے جس کی نظیر دنیا میں کسی کتاب میں موجود نہیں مگر اندھے دشمن

﴿۳۸﴾ پھر بھی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ ان کی فطرت روشنی سے عداوت اور ظلمت سے محبت رکھتی ہے۔

اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزما لیا ہے کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتے اور اس شخص کو تمام عیبوں سے مبرّا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ **"میں نیک نہیں"** اور جس نے شراب خواری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقعہ دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگاوے اپنی تمام اُمت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انہوں نے خدا بنا لیا مگر خدا کے مقدس نبیوں کو جن کی زندگی محض خدا کے لئے تھی اور جو تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھا گئے برا کہنا اور گالیاں دینا شروع کر دیا چنانچہ اب تک یہ لوگ باز نہیں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں نہایت ناپاک اور رنجدہ تھیئٹر نکالتے ہیں اور نہایت بری تصویروں میں اس پاک وجود کو دکھلاتے ہیں۔

اب ایسے کذابوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ ہم جھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کر سکتے ہیں مگر اس کا منہ کیونکر بند کریں اس کی پلید زبان پر کونسی تھیلی چڑھاویں؟ اس کے گالیاں دینے والے منہ پر کونسا قفل لگاویں؟ کیا کریں؟ کیا کوئی اس سے بے خبر ہے کہ نالائق عماد الدین نے اس پاک ذات نبی کی نسبت کیا کیا گندے الفاظ استعمال کئے جس سے تمام مسلمانوں کے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ نور افشاں پرچہ لودیانہ میں کیسے کیسے ہفتہ وار محض افترا کی بنیاد پر توہین اسلام کے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ ریواڑی والے پادری نے کس قدر مسلمانوں کا دل جلایا اور ہمارے سید و مولیٰ کو ڈاکو اور رہزن قرار دیا۔ غرض کہاں تک لکھیں ان ظالم پادریوں نے لاکھوں گالیاں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا۔

لیکن ہم ظالم ہوں گے اگر ساتھ ہی یہ بھی گواہی نہ دیں کہ ان کارروائیوں میں گورنمنٹ پر کوئی الزام نہیں بلا شبہ گورنمنٹ ہر یک قوم کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ مذہبی مناظرات

﴿۳۹﴾ کی آزادی جیسا کہ پادریوں کو حاصل ہے ویسا ہی ہمیں بھی ہے اگر ہم گورنمنٹ کے انصاف پر یقین نہ رکھتے تو ممکن نہ تھا کہ ان اپنی شکایتوں کا اظہار بھی کر سکتے لیکن ہم گورنمنٹ کو یہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتے کہ وہ مذہبی مباحثات کی آزادی کو بالکل بند کر دے۔ ہاں ہمارا مدعا یہ ہے کہ ان شرائط کی پابندی سے کسی قدر اس آزادی کو محدود کر دیا جائے جس کی نسبت ہم ایک علیحدہ اشتہار شائع کر چکے ہیں لیکن گورنمنٹ اپنی مہمات ملکیہ میں مصروف ہے اس کو اس فیصلہ کے لئے تو فرصت نہیں کہ توحید اور تین مجسم خداؤں کے عقیدہ کے بارے میں کچھ اپنی رائے لکھے اور وہ کارروائی کرے جیسا کہ تیسری صدی کے بعد کانسٹنٹائن فرسٹ قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اڑھائی سو بشپ کو جمع کر کے اپنے اجلاس میں موحد عیسائیوں اور تین اقنوم کے قائل عیسائیوں کا باہم مباحثہ کرایا تھا اور آخر کار فرقہ موحدین کو ڈگری دی تھی اور خود ان کا مذہب بھی قبول کر لیا تھا ایسا ہی یہ گورنمنٹ عالیہ بھی کرے☆ لیکن یہ گورنمنٹ ایسے تنازعات میں پڑنا نہیں چاہتی۔ پس یہ روز افزوں جھگڑے کیونکر فیصلہ پاویں۔ مباحثات کے نیک نتیجہ سے تو نومیدی ہو چکی بلکہ جیسے جیسے مباحثات بڑھتے

☆ حاشیہ۔ عیسائیوں میں تثلیث کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد ایجاد ہوا ہے۔ جیسا کہ ڈریپر بھی اپنی کتاب میں بڑے بڑے علماء کے حوالہ سے لکھتا ہے موجد اس مسئلہ کا بشپ اتھاناسی اس الگزنڈرائن تھا جو صدی سوم کے بعد ہوا ہے۔ جب اس نے یہ مسئلہ شائع کرنا چاہا تو اسی وقت بشپ اریی اس اسکا منکر کھڑا ہو گیا اور یہاں تک اس مباحثہ میں عوام اور خواص کا مجمع ہوا کہ روم کے بادشاہ تک خبر پہنچ گئی۔ اتفاقاً اس کو مباحثات سے دلچسپی تھی اس نے چاہا کہ اس اختلاف کو اپنے حضور میں ہی فریقین کے علماء سے رفع کرا دے چنانچہ اس کے اجلاس میں بڑی سرگرمی سے یہ مباحثات ہوئے اور نہایت لطف کے ساتھ کونسل کی کرسیاں بچھیں اور مناظرہ کرنے والے دو سو پچاس نامی پادری تھے۔ آخر موحدین کا فرقہ جو یسوع کو محض انسان اور رسول جانتا تھا غالب آیا۔ اسی دن بادشاہ نے یونی ٹیرین کا مذہب اختیار کیا اور چھ بادشاہ اس کے بعد موحد رہے۔ چنانچہ جس قیصر کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا جس کا ذکر صحیح بخاری میں پہلے صفحہ میں ہی موجود ہے وہ بھی موحد ہی تھا اس نے قرآن کے اس مضمون پر اطلاع پا کر کہ مسیح صرف انسان ہے تصدیق کی

﴿۴۰﴾ جاتے ہیں ویسے ہی کینے بھی ساتھ ترقی پکڑتے جاتے ہیں سو اس نومیدی کے وقت میں میرے نزدیک ایک نہایت سہل و آسان طریق فیصلہ ہے اگر پادری صاحبان قبول کرلیں اور وہ یہ ہے کہ اس بحث کا جو حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے خدا تعالیٰ سے فیصلہ کرایا جائے۔

اول مجھے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسا خدائی فیصلہ کرانے کے لئے سب سے زیادہ مجھے جوش ہے اور میری دلی مراد ہے کہ اس طریق سے یہ روز کا جھگڑا انفصال پا جائے۔ اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی **کل املاک** منقولہ و غیر منقولہ جو **دس ہزار** روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوں گی عیسائیوں کو دے دوں گا اور بطور پیشگی **تین ہزار** روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔ اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے کافی سزا ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کر دوں گا کہ عیسائی فتح یاب ہوئے اور میں مغلوب ہوا اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس اشتہار میں کوئی بھی شرط نہ ہوگی لفظاً نہ معناً۔

اور ربّانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں☆۔ میدان مقابلہ کے لئے جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے طیّار ہوں۔ پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں اور خدائے تعالیٰ سے دعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے خدا تعالیٰ ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کے رو سے ہمیشہ کاذب اور مکذب قوموں پر کیا کرتا ہے جیسا کہ اس نے فرعون پر کیا نمرود پر کیا اور نوح کی قوم پر کیا اور یہود پر کیا۔ حضرات پادری صاحبان یہ بات یاد رکھیں کہ اس باہمی دعا میں کسی خاص فریق پر نہ لعنت ہے نہ بد دعا ہے بلکہ اس جھوٹے کو سزا دلانے کی غرض سے ہے جو اپنے جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک جہان کے زندہ ہونے کے لئے ایک کا

**بقیہ حاشیہ** جیسا کہ نجاشی نے بھی جو عیسائی بادشاہ تھا قسم کھا کر کہا کہ یسوع کا رتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے مگر نجاشی اس کے بعد کھلا کھلا مسلمان ہوگیا۔ منہ

☆**نوٹ**۔ ان صاحبوں میں سے کوئی منتخب ہونا چاہئے۔ اول ڈاکٹر مارٹن کلارک۔ دوسرے پادری عماد الدین پھر پادری ٹھاکرداس یا حسام الدین بمبئی یا صفدر علی بھنڈارہ یا طامس ہاول یا فتح مسیح بشرط منظوری دیگران۔

﴿۴۱﴾ مرنا بہتر ہے۔ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں کہ جھوٹوں پر یسوع نے بھی بددعائیں کی ہیں۔ چنانچہ یسوع متی باب ۲۳ میں یہود کے علماء کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ ’’اے سانپو اور سانپ کے بچو تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بھاگو گے۔ ۳۶۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانہ کے لوگوں پر آوے گا یعنی عذاب اور باب ۲۳ آیت ۱۳ میں یسوع بار بار جھوٹوں مکاروں کی تباہی چاہتا ہے اور ویل کا لفظ استعمال کرتا ہے جو ہمیشہ بددعا کے لئے آتا ہے۔ غرض ایسا جھوٹا جو جھوٹ کو کسی طرح چھوڑنا نہ چاہے اس کا وجود تمام فتنوں سے زیادہ فتنہ ہے اور فتنہ کو ہر یک طرح سے فرو کرنا راستبازوں کا فرض ہے۔ پس جس حالت میں عیسائی نہایت غلوّ سے کہتے ہیں کہ دین اسلام انسان کا افترا ہے۔ اور اہل اسلام دلی یقین رکھتے ہیں کہ عیسائی درحقیقت انسان پرست ہیں تو کیا لازم نہیں ہے کہ جس طرح ہو سکے یہ بات فیصلہ پا جائے۔

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا کشلّیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں تو آپ لوگ تمام دنیا کے مذہبوں پر حملہ کر رہے ہیں مگر کبھی اپنے اس مثلث خدا کی نسبت بھی کبھی غور کی۔ کبھی یہ خیال آیا کہ وہ جو تمام عظمتوں کا مالک ہے اس پر انسان کی طرح کیونکر دکھ کی مار پڑ گئی۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ خالق نے اپنی ہی مخلوق سے کیونکر مار کھالی۔ کیا یہ سمجھ آ سکتا ہے کہ بندے ناچیز اپنے خدا کو کوڑے ماریں، اس کے منہ پر تھوکیں، اس کو پکڑیں، اس کو سولی دیں اور وہ مقابلہ سے عاجز رہ جائے بلکہ خدا کہلا کر پھر اس پر موت بھی آ جائے۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ تین مجسم خدا ہوں ایک وہ مجسم جس کی شکل پر آدم ہوا۔ دوسرا یسوع۔ تیسرا کبوتر☆ اور تینوں میں سے ایک بچہ والا اور دو لاولد۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ خدا شیطان کے

☆نوٹ۔ عیسائی صاحبان کبوتروں کو شوق سے کھاتے ہیں۔ حالانکہ کبوتر ان کا دیوتا ہے۔ ان سے ہندو اچھے رہے کہ اپنے دیوتا بیل کو نہیں کھاتے۔ منہ

﴿۴۲﴾ پیچھے پیچھے چلے اور شیطان اس سے سجدہ چاہے اور اس کو دنیا کی طمع دے۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ وہ شخص جس کی ہڈیوں میں خدا گھسا ہوا تھا ساری رات رو رو کر دعا کرتا رہا اور پھر بھی استجابت دعا سے محروم اور بے نصیب ہی رہا۔ کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ خدائی کے ثبوت کے لئے یہود کی کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہود اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں اور سخت انکاری ہیں اور کوئی ان میں ایسا فرقہ نہیں جو تثلیث کا قائل ہو اگر یہود کو موسیٰ سے آخری نبیوں تک یہی تعلیم دی جاتی تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ لاکھوں آدمی جو بہت سے فرقوں میں منقسم تھے اس تعلیم کو سب کے سب بھول جاتے۔ کیا یہ بات سوچنے کے لائق نہیں کہ عیسائیوں میں قدیم سے ایک فرقہ موحد بھی ہے جو قرآن شریف کے وقت میں بھی موجود تھا۔ اور وہ فرقہ بڑے زور سے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ تثلیث کا گندہ مسئلہ صرف تیسری صدی کے بعد نکلا ہے اور اب بھی اس فرقہ کے لاکھوں انسان یورپ اور امریکہ میں موجود ہیں اور ہزارہا کتابیں ان کی شائع ہو رہی ہیں۔ پس جبکہ اس قدر ملزم ہو کر پھر بھی پادری صاحبان اپنی بدزبانیوں سے باز نہیں آتے تو کیا اس وقت خدا کے فیصلہ کی حاجت نہیں؟ ضرور حاجت ہے۔ تا جو جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے جو گروہ جھوٹا ہوگا اب بلاشبہ بھاگ جائے گا اور جھوٹے بہانوں سے کام لے گا۔

سوائے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کیلئے کھڑا ہوں اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ۔ تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور بے شک وہ قادر موجود ہے اور وہ ہمیشہ صادقوں کی حمایت کرتا ہے۔ سو ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا خدا ضرور اس کی حمایت کرے گا۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص خدا کی نظر میں ذلیل ہے وہ اس جنگ کے بعد ذلت دیکھے گا اور جو اس کی نظر میں عزیز ہے وہ عزت پائے گا

﴿۴۳﴾

آتھم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہو گیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے کہ آتھم کا قسم سے انکار کرنا اور نالش سے انکار کرنا اور حملوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اس نے ضرور الہامی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باجود اس کے کہ ملامتی اشتہاروں کی بہت ہی اس کو مار پڑی مگر وہ اس الزام سے اپنے تئیں بری نہ کر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے عذر حملوں سے اس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس موت نے اس کو آ پکڑا جس سے وہ ڈرتا رہا اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی پاک پیش گوئیوں کے رو سے یہی سزا اس کے لئے ٹھہر چکی تھی۔ سو اس خدا سے خوف کرو جس نے آتھم کو بڑی سرگردانیوں کے گرداب میں ڈال کر آخر اپنے وعید کے موافق ہلاک کر دیا۔ خدا کی کھلی کھلی پیشگوئیوں سے منہ پھیرنا یہ بدطینتوں کا کام ہے نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ آتھم چار دن تک بے ہوش رہا۔ مگر وہ اس کا سرّ نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بے ہوش رہا۔ سو جاننا چاہئے کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن کے ان چار افتراؤں کی اسی دنیا میں اس کو سزا دی گئی۔ جو اس نے زہر خورانی کے اقدام کا افترا کیا۔ سانپ چھوڑنے کا افترا کیا۔ لودیانہ اور فیروز پور کے حملہ کا افترا کیا اور عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل وجہ خوف کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آتھم ان کے مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آتھم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اس نئے طریق سے دوبارہ حجت اللہ کو پورا کرا لینا چاہئے۔ اور اس نئے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دعا کرنے کے بعد جس کے ساتھ فریقین کی طرف سے آمین بھی ہو گی۔ میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کے فوق العادت عذاب سے بچ گیا تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں تاوان مذکورہ بالا ادا کروں گا۔

اور میں حضرات پادری صاحبان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دعا ان کے

﴿۴۴﴾ مذہب اور اعتقاد سے ہرگز منافی نہیں اور حضرت یسوع صاحب نے باب ۲۳ آیت ۱۳ متی میں خود اس طریق کو استعمال کیا ہے اور ویل کے لفظ سے فقیہوں اور فریسیوں پر بددعا کی ہے اب اگر عیسائی صاحبان کوئی اور لفظ استعمال کرنے سے تامل کریں تو ویل کے لفظ کو ہی استعمال کرنا تو خود ان پر واجب ہے کیونکہ ان کے مرشد اور ہادی نے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ ویل کے معنی سختی اور لعنت اور ہلاکت کے ہیں۔ سو ہم دونوں اس طرح پر دعا کریں گے کہ اے خدائے قادر اس وقت ہم بالمقابل دو فریق کھڑے ہیں ایک فریق یسوع بن مریم کو خدا کہتا اور نبی اسلام کو سچا نبی نہیں جانتا اور دوسرا فریق عیسیٰ ابن مریم کو رسول مانتا اور محض بندہ اس کو یقین رکھتا اور پیغمبر اسلام کو درحقیقت سچا اور یہود اور نصاریٰ میں فیصلہ کرنے والا جانتا ہے سو ان دونوں فریق میں سے جو فریق تیری نظر میں جھوٹا ہے اس کو ایک سال کے اندر ہلاک کر اور اپنا ویل اس پر نازل کر۔ اور چاہیے کہ ایک فریق جب دعا کرے تو دوسرا آمین کہے اور جب وہ فریق دعا کرے تو یہ فریق آمین کہے۔

اور میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کے لئے **ڈاکٹر مارٹن کلارک** کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اول درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے اپنی عمر درازی کا تمام بندوبست کر لے گا۔ یقیناً ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب ضرور ہماری اس درخواست کو قبول کر لیں گے کیونکہ انہیں یسوع ابن مریم کے خدا بنانے کا بہت شوق ہے۔ اور سخت نامردی ہوگی کہ اب وہ اس وقت بھاگ جائیں اور اگر وہ بھاگ جائیں تو پادری عماد الدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں جنہوں نے ابن مریم کو خدا بنانے کے لئے ہر ایک انسانی چالاکی کو استعمال کیا اور آفتاب پر تھوکا ہے۔ اور اگر وہ بھی اس خوف سے بھاگ گئے کہ خدا کا ویل ضرور انہیں کھا جائے گا تو حسام الدین یا صفدر علی یا ٹھاکرداس یا طامس ہاول اور بالآخر فتح مسیح اس میدان میں آوے۔ **یا کوئی اور پادری صاحب** نکلیں اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا اور صرف شیطانی عذر بہانہ سے کام لیا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر مہر لگ جائے گی اور پھر خدا اپنے طور سے جھوٹ کی بیخ کنی کرے گا یاد رکھو کہ ضرور کرے گا کیونکہ وقت آ گیا۔ **والسّلام علٰی من اتّبع الھدیٰ۔**

**میرزا غلام احمد** از قادیان ۱۴؍ستمبر ۱۸۹۶ء

﴿۴۵﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

(رسالہ دعوت قوم)

# اشتہار مباہلہ

## بغرض دعوت ان مسلمان مولویوں کے جو اس عاجز کو کافر اور کذّاب اور مفتری اور دجّال اور جہنمی قرار دیتے ہیں

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے

چونکہ علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے زیادہ گزر گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقرا اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اور ایسا ہی ان مولویوں کے اغوا سے ہزار ہا ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصاریٰ اور یہود اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس تمام فتنہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر مسلمانوں میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا۔ بلکہ نذیر حسین کے دجّالانہ فتویٰ کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے طیّار کیا تھا بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادت مند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے یا ملائک سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و صلوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استخفاف سے دیکھتے یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں۔ اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکر کو ملعون اور خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ یقین رکھتے ہیں۔

اگر ہمیں ہمارے دعویٰ کے موافق قبول کرنے کے لئے یہی ما بہ النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے بار بار سناتے ہیں کہ ہمارے یہی عقائد ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے جس کے

﴿۴۶﴾ لئے یہ اشتہار مباہلہ لکھا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہار دہم کا مجدّد قرار دیا ہے اور ہر یک مجدّد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اس سنت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفّارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دنیا میں پھیلایا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی کسر شان کی ہے۔ یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔ اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفّارہ اور تثلیث کی تعلیم جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہئے۔ کیونکہ کفارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے دیکھا کہ یہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور یہ زمانہ اس فتنہ کے تموّج اور طوفان کا زمانہ ہے۔ پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے اور اس نے ابتدا سے اپنے نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمت اور دعا اور قوت بیان اور تاثیر کلام اور انفاس کا فرکش سے یہ فتنہ فرو ہوگا اسی کا نام اس وقت عیسیٰ اور مسیح موعود ہوگا۔

اگرچہ وہ پیشگوئیاں بہت سے نازک اور لطیف استعارات سے بھری پڑی ہیں مگر ان میں جو نہایت واضح اور کھلا کھلا اور موٹا نشان مسیح موعود کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ وہ کسر صلیب ہے یعنی صلیب کو توڑنا۔ یہ لفظ ہر یک عقلمند کے لئے بڑی غور کے لائق ہے اور یہ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسائیت کے موجزن فتنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا نہ کسی اور زمانہ میں۔ کیونکہ صلیب پر سارا مدار نجات کا رکھنا کسی اور دجّال کا کام نہیں ہے۔ یہی گروہ ہے جو صلیبی کفّارہ پر زور دے رہا ہے اور اس کو فروغ دینے کے لئے ہر ایک دجل کو کام میں لا رہا ہے۔

دجّال بہت گزرے ہیں اور شائد آگے بھی ہوں۔ مگر وہ دجّال اکبر جن کا دجل خدا کے نزدیک ایسا مکروہ ہے کہ قریب ہے جو اس سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ یہی گروہ مشت خاک کو خدا بنانے والا ہے۔ خدا نے یہودیوں اور مشرکوں اور دوسری قوموں کے

طرح طرح کے دجل قرآن شریف میں بیان فرمائے مگر یہ عظمت کسی کے دجل کو نہیں دی کہ اس دجل سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ پس جس گروہ کو خدا نے اپنے پاک کلام میں دجّالِ اکبر ٹھہرایا ہے ہمیں نہیں چاہئے کہ اس کے سوا کسی اور کا نام دجّالِ اکبر رکھیں۔ نہایت ظلم ہوگا کہ اس کو چھوڑ کر کوئی اور دجّالِ اکبر تلاش کیا جائے۔ ﴿۴۷﴾

یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجّال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجّال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کے کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجّال ٹھہرایا جائے۔ اگر کسی ایسے دجّال کا کسی وقت وجود ہو سکتا تو خدا تعالیٰ جس کا علم ماضی اور حال اور مستقبل پر محیط ہے اسی کا نام دجّالِ اکبر رکھتا نہ ان کا نام۔ پھر یہ نشان دجّال اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس اشارہ سے نکلتا ہے کہ یَکْسِرُ الصّلیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجّالِ اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدار نجات صلیب پر رکھے گا۔

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا تظاہر ہو گیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھل گئی۔ کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجّالِ اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا۔ اور وہ دجّال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجّال اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجّالِ اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکذب ہے۔

اور نیز جبکہ لغت کی رو سے بھی دجّال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے۔ اور حدیث کی رو سے نشان دجّالِ اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھلی کھلی

﴿۴۸﴾

تحقیق کے وہ شخص نہایت درجہ کور باطن ہے کہ جواب بھی حال کے پادریوں کو دجّال اکبر نہیں سمجھتا۔
ایک اور بات ہے جس سے ہمارے نادان مولوی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس بات کے خود قائل ہیں کہ دجّال معہود کا بجز حرمین کے تمام زمین پر تسلط ہو جائے گا۔ سو اگر دجّال سے مراد کوئی اور رکھا جائے تو یہ حدیث قرآن کی صریح پیشگوئی سے مخالف ہو جائے گی۔ کیونکہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ قیامت تک زمین پر غلبہ اور تسلط دو قوموں میں سے ایک قوم کا ہوتا رہے گا۔ یا اہلِ اسلام کا یا نصاریٰ کا۔ پس قرآن کے رو سے ایسے دجّال کو جو اپنی خدائی کا دعویٰ لے کر آئے گا۔ زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور قرآن اس کے وجود کو روکتا ہے۔ ہاں استعارہ کے طور پر نصاریٰ کا دعویٰ خدائی ثابت ہے کیونکہ چاہتے ہیں کہ کلوں کے زور سے تمام زمین و آسمان کو اپنے قابو میں کر لیں یہاں تک کہ مینہ برسانے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے۔ پس اس طرح پر وہ خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔
غرض یہ وہ امور ہیں جن کو حال کے مولوی نہیں سمجھتے اور اہل اسلام میں انہوں نے بڑا بھاری فتنہ اور تفرقہ ڈال رکھا ہے اور نہایت بیہودہ اور رکیک تاویلات سے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے منہ پھیر رہے ہیں۔ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اہل حدیث ہیں مگر اب تو انہوں نے قرآن کو بھی چھوڑا اور حدیث کو بھی۔ سو جبکہ میں نے دیکھا کہ قرآن شریف اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے دلوں میں عظمت نہیں اور جلیل الشان اکابر ائمہ کی شہادت بھی جیسا کہ امام بخاری اور ابن حزم اور امام مالک کی شہادت جو حضرت عیسیٰ کے فوت ہو جانے کی نسبت بار بار لکھی گئی ہے ان کے نزدیک کچھ چیز نہیں سو مجھ کو اس پہلو سے بکلی نومیدی ہوئی کہ وہ منقولی بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے ہدایت پا سکیں☆ پس خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں دوسرا پہلو اختیار کروں جو اصل بنیاد میرے دعویٰ کی ہے یعنی اپنے سچے ملہم ہونے کا ثبوت کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ لوگ مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے سچا ملہم سمجھتے اور میرے الہامات کو میرا ہی افترا یا شیطانی وساوس خیال نہ کرتے تو اس قدر سبّ اور شتم اور ہنسی اور ٹھٹھا اور تکفیر اور بدتہذیب کے ساتھ پیش نہ آتے بلکہ اپنے بہت سے ظنون

☆ **حاشیہ۔** منقولی بحث مباحثہ کی کتابیں جو میری طرف سے چھپی ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے جو درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ آنا ان کا بطور بروز مراد ہے نہ بطور حقیقت وہ یہ ہیں۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ وہام۔ اتمام الحجۃ۔ تحفہ بغداد۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق دو حصے۔ کرامات الصادقین۔ سر الخلافہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔

فائدہ کا حسن ظن کے غلبہ سے آپ فیصلہ کر لیتے کیونکہ کسی کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے یقین کے بعد وہ مشکلات ہرگز پیش نہیں آتیں کہ جو اس حالت میں پیش آتی ہیں کہ انسان کے دل پر اس کے کاذب ہونے کا خیال غالب ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری سچائی کے سمجھنے کے لئے بہت سے قرائن واضح ان کو عطا کئے تھے۔ میرا[1] دعویٰ صدی کے سر پر تھا۔ میرے[2] دعوے کے وقت میں خسوف کسوف ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ میرے[3] دعویٰ الہام پر پورے بیس[4] برس گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔ میری[4] پیشگوئی کے مطابق خدا نے آتھم کو کچھ مہلت بھی دی اور پھر مار بھی دیا۔ مجھ[5] کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میری کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اس کو یہ نعمت نہیں دی جاتی لیکن مخالف مولویوں نے ان باتوں میں سے کسی بات پر غور نہیں کی۔ ﴿۴۹﴾

سو اب چونکہ تکذیب اور تکفیر ان کی انتہا تک پہنچ گئی اس لئے وقت آ گیا کہ خدائے قادر اور علیم اور خبیر کے ہاتھ سے جھوٹے اور سچے میں فرق کیا جائے۔ ہمارے مخالف مولوی اس بات کو جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھے یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افترا کرتا تو میں فی الفور پکڑ لیتا اور رگ جان کاٹ دیتا۔ غرض خدا تعالیٰ پر افترا کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ ایک ایسا سخت گناہ ہے کہ اس کی سزا میں صرف جہنم کی ہی وعید نہیں بلکہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پا لیتا ہے اور خدائے قادر و غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔ اگر ان مولویوں کا دل تقویٰ کے رنگ سے کچھ بھی رنگین ہوتا اور خدا تعالیٰ کی عادتوں اور سنتوں سے ایک ذرہ بھی واقف ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ایک مفتری کا اس قدر دراز عرصہ تک افترا میں مشغول رہنا بلکہ روز بروز اس میں ترقی کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے افترا پر اس کو نہ پکڑنا بلکہ لوگوں میں اس کو عزت دینا دلوں میں اس کی قبولیت ڈالنا اور اس کی زبان کو چشمہ حقائق و معارف بنانا یہ ایک ایسا امر ہے کہ جب سے خدائے تعالیٰ نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے اس کی نظیر ہرگز نہیں پائی جاتی۔ افسوس کہ کیوں یہ منافق مولوی خدا تعالیٰ کے احکام

﴿۵۰﴾ اور مواعید کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ کیا ان کے پاس حدیث یا قرآن شریف سے کوئی نظیر موجود ہے کہ ایسے خبیث طبع مفتری کو خدا تعالیٰ نہ پکڑے جو اس پر افترا پر افترا باندھے اور جھوٹے الہام بنا کر اپنے تئیں خدا کا نہایت ہی پیارا ظاہر کرے اور محض اپنے دل سے شیطانی باتیں تراش کر اس کو عمداً خدا کی وحی قرار دیوے اور کہے کہ خدا کا حکم ہے کہ لوگ میری پیروی کریں اور کہے کہ خدا مجھے اپنے الہام میں فرماتا ہے کہ تو اس زمانہ میں تمام مومنوں کا سردار ہے حالانکہ اس کو کبھی الہام نہ ہوا ہو اور نہ کبھی خدا نے اس کو مومنوں کا سردار ٹھہرایا ہو اور کہے کہ مجھے خدا مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو ہی مسیح موعود ہے جس کو میں کسر صلیب کے لئے بھیجتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے کوئی ایسا حکم اس کو نہیں دیا اور نہ اس کا نام عیسیٰ رکھا اور کہے کہ خدائے تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مجھ سے تو ایسا ہے جیسا کہ میری توحید۔ تیرا مقام قرب مجھ سے وہ ہے جس سے لوگ بے خبر ہیں۔ حالانکہ خدا اس کو مفتری جانتا ہے۔ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور مردودوں اور مخذولوں کے ساتھ اس کا حصہ قرار دیتا ہے۔ پھر کیا یہی خدائے تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذّاب اور بیباک مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افترا پر بیس۲۰ برس سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔

کون اس کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے اس لئے عرصہ تک اس جھوٹے کو چھوڑ دے جس کی نظیر دنیا کے صفحہ میں مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا[۱] اس سے زیادہ تر ظالم اور کون ہے جو خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ بیشک مفتری خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والا جلد مارا جاتا ہے۔

سو ایک تقویٰ شعار آدمی کیلئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ **میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا** اور ابتداء دعویٰ پر بیس۲۰ برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے اور مجھے اس نے عمر دراز بخشی اور ہر یک مشکل میں میرا متکفّل اور متولّی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے

[۱] الانعام: ۲۲

﴿۵۱﴾ ہیں۔ اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے۔ اور وہ یہ کہ میں ان الہامات کو ہاتھ میں لے کر جن کو میں شائع کر چکا ہوں مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں۔ اس طرح پر کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کروں کہ میں درحقیقت اس کے شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور درحقیقت اس نے مجھے چہاردہم صدی کے سر پر بھیجا ہے کہ تا میں اس فتنہ کو فرو کروں کہ جو اسلام کے مخالف سب سے زیادہ فتنہ ہے اور اسی نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ اور کسر صلیب کے لئے مجھے مامور کیا ہے لیکن نہ کسی جسمانی حربہ سے بلکہ آسمانی حربہ سے اور یہ سب اس کا کلام ہے اور وہ خاص الہامات اس کے جو اس وقت میں مخالف مولویوں کو سناؤں گا ان میں سے بطور نمونہ چند الہامات اس جگہ لکھتا ہوں ان میں سے بعض الہامات بیس[۲] برس کے عرصہ سے ہیں۔ جو مختلف ترتیبوں اور کمی بیشی کے ساتھ بار بار القاء ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

يا عِيْسَى الّذى لا يُضاعُ وقتهُ. اَنْتَ مِنّى بمنزِلَةٍ لّا

اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تو میری جناب میں وہ مرتبہ رکھتا ہے جس کا

يَعلمها الخلق. اَنتَ مِنّى بمنزلةِ تَوحِيْدِى وَ تفرِيْدِىْ

لوگوں کو علم نہیں تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعرَفَ بَين النّاس . هُوَ الذِى اَرسَل رَسُوله

سو وقت آ گیا کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جائے اور مدد دیا جائے۔ وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین

بِالهُدىٰ و دِيْنِ الحَقّ لِيُظهِرَهٗ عَلى الدِّين كُلِّه . لا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰه.

حق کے ساتھ بھیجا تا اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ خدا کی پیشگوئیوں کو کوئی بدل

قُل اِنّى اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوّل الْمُؤْمِنِيْن. اَلرَّحمٰن عَلَّمَ القراٰن لِتُنْذِرَ

نہیں سکتا کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ وہ رحمٰن ہے جس نے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان

قَومًا مَا اُنْذِرَ آبَاءُهُم ولِتَسْتَبِيْنَ سَبِيل المُجرمين . اِنّا كفيناكَ

لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ ہم تیرے لئے

المُستهزِئِينَ . قُل عِندِى شهادةٌ مِّنَ اللّٰه فهَل انتم مُؤْمِنُون

ٹھٹھا کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو

﴿۵۲﴾

قُلْ عِنْدی شَھادۃ مِّن اللّٰہ فھَل انتم مُسْلِمُوْن . اِنَّ مَعِیَ رَبّی

کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرتے ہو۔ میرے ساتھ میرا خدا ہے وہ عنقریب

سَیَھْدِیْن . قُلْ اِنْ کُنتُم تحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنی یُحبِبکُمُ اللّٰہ . ھَلْ

مجھے کامیابی کی راہ دکھائے گا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے ہولو تا خدا بھی تم سے محبت کرے

اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تنزّل الشیاطِین تنزل عَلٰی کلّ اَفَّاکٍ اثیم. یُرِیدُونَ

کیا میں بتلاؤں کہ کن پر شیطان اترا کرتے ہیں۔ ہر ایک جھوٹے مفتری پر اترتے ہیں۔ ارادہ کرتے ہیں

اَنْ یُّطفِئُوا نورَ اللّٰہِ باَفْواھِھِمْ وَ اللّٰہ مُتِم نُورِہٖ ولو کرِہَ الکافِرُوْنَ

کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو کامل کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں

سَنلقی فی قلوبھمُ الرُّعبَ. اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالفتح وَانتھی اَمر الزَمَانِ

عنقریب ہم ان کے دلوں پر رعب ڈال دیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ کا امر ہماری طرف رجوع

اِلینَا الیسَ ھٰذا بالحَق. اِنّی مَعَک. کُن مَعِی اَینما کُنتَ. کُن مَعَ

کرے گا کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میرے ساتھ ہو جہاں تو ہووے۔ خدا کے ساتھ ہو جہاں

اللّٰہ حَیْث ماکنتَ. کنتم خَیرَ امّۃٍ اُخرِجَتُ لِلنّاس. اِنّکَ بِاَعْیُنِنَا

تو ہووے۔ تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے نفع کیلئے نکالے گئے۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خدا تیرے ذکر کو بلند

یرفعُ اللّٰہ ذِکرک. وَیتمّ نعمتہ عَلَیْکَ فِی الدّنیا وَالْآخِرۃِ. یَا اَحْمد یتم

کرے گا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا

اِسْمُک ولایتم اِسْمِیْ. اِنّی رافعُکِ اِلیّ. اَلقیتُ عَلَیْکَ محبَّۃ مِنِّیْ

نام پورا ہو میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔

شَانُکَ عَجیْبٌ وَاَجْرُکَ قَرِیبٌ. الاَرض والسَّمَاءُ مَعَکَ کَمَا ھُو معی☆

تیری شان عجیب ہے۔ تیرا اجر قریب ہے۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے

اَنْتَ وَجِیْہٌ فِی حَضْرَتی. اِخترتُکَ لنفسِیْ. اَنْتَ وَجِیْہٌ فِی الدّنیا

تو میری جناب میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا۔ تو دنیا اور میری جناب میں وجیہ ہے

☆ **حاشیہ۔** ھُو کا ضمیر واحد باعتبار واحد فی الذہن یعنی مخلوق ہے اور ایسا محاورہ قرآن شریف میں بہت ہے۔ منہ

وَحَضرَتیٖ سُبحَانَ اللّٰہِ تبَارَکَ وَتَعَالٰی. زَادَ مَجدَکَ. ینقطع آباء ک ﴿۵۳﴾
پاک ہے وہ خدا جو بہت برکتوں والا اور بہت بلند ہے۔ تیری بزرگی کو اس نے زیادہ کیا۔ اب سے تیرے باپ دادے

وَیُبدَءُ مِنکَ. نُصرتَ بالرعب وَاُحییتَ بالصِّدق ایّھا الصِّدیق
کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ تو رعب کے ساتھ مدد دیا گیا اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا اے صدیق

نصرتَ. وقالوا لَاتَ حِینَ مناص. آثرکَ اللّٰہُ علینا وَلَوْ کُنّا
تو مدد دیا گیا۔ اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ خدا نے تجھے ہم پر اختیار کر لیا اگرچہ ہم کراہت کرتے

کارِھین. رَبّنا اغفِرلنا انّا کنّا خاطِئین. لَا تثریبَ علیکمُ الیَومَ
تھے۔ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر اے رجوع کرنے والو کچھ سرزنش نہیں

یغفِر اللّٰہ لکم وَھُوَ اَرحم الرّاحمین. وَمَا کَانَ اللّٰہ لیترکک حَتّی یمیز
خدا تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ یونہی چھوڑ دے جب تک

الخبیث مِن الطّیب. وَاللّٰہُ غالِبٌ علٰی اَمرِہٖ ولٰکنّ اکثر النّاسِ
پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا وے اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے

لَا یعلمُونَ. اِذا جَاءَ نَصر اللّٰہِ وَالفَتح وتمّت کلِمة ربّکَ ھٰذا الّذِی
جب خدا کی مدد اور فتح آئی اور اس کا کلمہ پورا ہوا کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس میں

کُنتم بِہٖ تستَعجِلُوْن. اَرَدْتُ اَنْ استخلفَ فخلقتُ اٰدَمَ. سَوّیتُہٗ
تم جلدی کرتے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا میں نے اس کو

وَنفختُ فیہ من رُوحیْ. یقیم الشّریعة ویُحیی الدّین. وَلَو کانَ
برابر کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کرے گا اور اگر ایمان

اُلاِیمانُ مُعلّقًا بالثریّا لنالَہ. سُبحان الّذیْ اَسرٰی بعبدہٖ لَیلًا
ثریا سے معلق ہوتا تب بھی اسے پالیتا۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا

خلق اٰدَمَ فاکرمَہٗ جری اللّٰہ فی حُلل الانبیَاء. اِنَّ الّذین کفرُوا
آدم کو پیدا کیا اور اس کو عزت دی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلّہ میں۔ وہ لوگ جو کافر ہو گئے اور خدا کی

وَصَدُّوا عن سبیل اللّٰہ رَدَّ علیھم رجلٌ مِن فارِسَ. شکرَ اللّٰہ سَعْیَہٗ
راہ سے روکنے لگے۔ ایک فارسی الاصل آدمی نے ان کے خیالات کو رد کیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے

﴿۵۴﴾ کتابُ الوَلیّ ذوالفقار علیّ. یکاد زَیتہٗ یُضِیْءُ ولولم تمسسہ نار
اس ولی کی کتاب ایسی ہے جیسے علی کی ذوالفقار۔ اس کا تیل یونہی چمکنے کو ہے۔ اگر چہ آگ چھو بھی نہ جائے۔
خُذوا التّوحِیدَ التّوحِیدَ یَا اَبناء الفَارِس. انا انزلناہُ قریبًا
توحید کو پکڑ و توحید پکڑ و اے فارس کے بیٹو۔ ہم نے اس کو قادیان کے قریب
مِن القادیان وَبالحقّ انزلنٰہ وَبالحقّ نزل وَکَانَ اَمرُ اللّٰہِ مفعُولًا.
اتارا ہے اور حق کے ساتھ اتارا ہے اور ضرورتِ حقہ کیساتھ اترا ہے اور جو خدا نے ٹھہرا رکھا تھا
اَم یقولون نحن جمیع مُّنتصِر. سَیُھزمُ الجَمع ویولّون الدُّبُر.
وہ ہونا ہی تھا۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت انتقام لینے والی ہیں۔ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ دکھلائینگے
یاعَبْدی لا تخف انّی اسمع وَاَریٰ. الم تر انّانأتی الْاَرضَ ننقصُھا
اے میرے بندے مت خوف کر میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو کم کرتے
مِن اطرافھَا. اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کلِّ شَیْءٍ قدیر . صلّ
چلے آتے ہیں اس کی طرفوں سے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ محمدؐ پر اور اس کی
علٰی محمّدٍ واٰلِ محمّدٍ سیّدِ ولد اٰدَمَ وَخَاتم النّبیینَ. انک علٰی صراطٍ مستقیم.
آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیاء ہے۔ تو صراط مستقیم پر ہے
فاصدع بما تؤمَر وَاَعرِضْ عن الجاھلِینَ. وَقَالوا لوْلَا
پس جو کچھ حکم ہوتا ہے کھول کر بیان کر اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ اور کہتے ہیں کہ دو
نُزِّل علٰی رجلٍ من قریتین عَظِیم. وَقَالوا انّی لک ھٰذا ان ھٰذا
شہروں میں سے ایک بڑے آدمی کو خدا نے کیوں مامور نہ کیا۔ اور کہتے ہیں کہ تجھے کہاں یہ رتبہ یہ تو
لمکرٌمکر تموہُ فی المدینة. وَأَعَانَہٗ عَلیہِ قومٌ اٰخرونَ. ینظرُون
مکر ہے کہ مل جل کر بنایا گیا ہے اور کئی لوگوں نے اس مکر میں اس شخص کی مدد کی ہے۔ تجھے دیکھتے ہیں
الیکَ وھم لا یُبصرون. اِعلمُوا انّ اللّٰہ یحی الارضَ بَعدَ مَوتِھَا
اور تو انہیں نظر نہیں آتا اے لوگو جان لو کہ زمین مرگئی تھی اور خدا پھر اسے نئے سرے زندہ
ومن کان لِلّٰہ کان اللّٰہُ لَہٗ. اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الّذینَ اتّقوا وَالّذینَ
کر رہا ہے اور جو خدا کا ہو خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں

هُمْ محسِنُون قالوا ان هٰذا اِلّا اختِلاق. قل ان افتريتُهٗ فعلىّ اجرامٌ شديد. اِنّک اليوم
اوران کے ساتھ ہے جونیکوکار ہیں۔کہتے ہیں کہ یہ تمام افتراء ہے کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو یہ سخت گناہ میری گردن پر ہے
لدَينا مكينٌ اَمينٌ. وَاِن عليک رَحمتِى فى الدّنيا والدّين. وَاِنّکَ
آج تو ہمارے نزدیک بارتبہ اور امین ہے۔ اور تیرے پر دین اور دنیا میں میری رحمت ہے۔ اور تو
مِن المنصورِين. يحمدک اللّٰه مِن عَرشِهٖ. يحمدکَ اللّٰه وَيمشى
مدد دیا گیا ہے۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے۔ اور تیری
اَلَيک. اَلَا اِنّ نصرَ اللّٰهِ قريب. کَمِثلکَ دُرٌّ لَا يُضاع. بشرىٰ لکَ
طرف چلا آتا ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ تجھے
يااَحمدى. انتَ مُرادِى ومعى. اِنِّى ناصرک. اِنّى حافظکَ
خوشخبری ہواے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں
انّى جاعلک لِلنّاسِ اِمَامًا. اکان لِلنّاسِ عَجَبًا. قل هواللّٰه
میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا کیا لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے
عجيبٌ يجتبى من يّشاء مِن عبادهٖ. لَا يُسئل عمّا يَفعل وَهُمْ
جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔ وہ اپنے کاموں میں پوچھا نہیں جاتا
يُسئلوُن. وتلک الايّام نُداوِلها بين النّاس. وقالوا ان هٰذا
اور دوسرے پوچھے جاتے ہیں۔ اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو
اِلّا اختِلاق. اِذا نصَر اللّٰه المُؤمِن جعل له الحاسدِين فى الارض
ضرور افترا ہے۔ خدا جب مومن کو مدد دیتا ہے تو زمین پر اس کے کئی حاسد بنا دیتا ہے
قل اللّٰه ثم ذَرهم فى خوضِهم يَلعَبون. لا تحاط اَسرار الأَولياء
کہہ خدا ہے جس نے یہ الہام کیا پھر ان کو چھوڑ دے تا اپنی کج فکریوں میں بازی کریں۔ اولیاء کے اسرار پر
تلطّف بالنّاس وترحم عليهم. اَنتَ فيهم بمنزلةِ مُوسٰى. وَاصْبِر
کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور ان کی
علٰى ما يقولون. وذرنى والمکذّبين اولى النّعمة. اَنتَ مِنْ مَائنا
باتوں پر صبر کر اور منعم مکذبوں کی سزا مجھ پر چھوڑ دے۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے

﴿۵۶﴾

وَهُمْ مِن فشل☆ وَ اِذا قیل لَهم اٰمِنوا کما اٰمن النّاسُ قالوا انؤمِن
اور وہ لوگ فشل سے۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اچھے آدمی ایمان لائے۔ تو جواب میں

کَمَا آمَنَ السّفهاءُ اَلا اِنّهم هُم السّفهَاءُ ولٰکِن لّا یعلمون. قل
کہتے ہیں کہ کیا اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ سفیہ اور بیوقوف ایمان لائے۔ خوب یاد رکھو کہ درحقیقت بیوقوف

اِن کنتم تحِبّون اللّٰه فَاتبِعُونی یُحبِبْکمُ اللّٰه. قِیل ارجِعُوا اِلی اللّٰه
اور سفیہ یہی لوگ ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم کیسی غلطی پر ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو

فلا ترجعون. وَقیل استحوذوا فلا تستحوذون. الحمدُ للّٰه الّذی
تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ کہا گیا کہ تم رجوع کرو سو تم نے رجوع نہ کیا اور کہا گیا کہ تم اپنے

جَعَلکَ المسِیح ابنَ مَریَمَ. الفتنة هٰهُنا فاصبر کما صَبَرَ اُولو العزم
وساوس پر غالب آ جاؤ سو تم غالب نہ آئے۔ سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ اس جگہ فتنہ ہے۔ سو

تبت یدا ابی لَهَبٍ وَّتبّ. ماکان لهٗ اَنْ یدخل فیها اِلّا خائفًا. وَ
اولوالعزم لوگوں کی طرح صبر کر۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہئے تھا کہ وہ اس

مَا اَصَابک فَمِنَ اللّٰه. أَلَا اِنّها فتنة من اللّٰه لیحبّ حُبّا جمّا.
فتنہ میں دخل دیتا یعنی اس کا بانی ہوتا مگر ڈرتے ہوئے۔ اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر اسی قدر جو خدا نے مقرر کی۔ یہ فتنہ

حُبّا مِن اللّٰه العَزیز الاکرم. عَطَاءً غیر مجذوذ. وقت الابتلاء
خدا کی طرف سے ہے تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے یہ خدا کا پیار کرنا ہے جو غالب اور بزرگ ہے اور یہ پیار وہ عطا ہے جو کبھی

☆**حاشیہ نمبرا۔** یہ جو فرمایا کہ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔ اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی، استقامت کا پانی، تقویٰ کا پانی، وفا کا پانی، صدق کا پانی، حُبّ اللّٰه کا پانی ہے۔ جو خدا سے ملتا ہے اور فشل بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے۔ اور ہر یک بے ایمانی اور بدکاری کی جڑ بزدلی اور نامردی ہے۔ جب قوتِ استقامت باقی نہیں رہتی تو انسان گناہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ غرض فشل شیطان کی طرف سے ہے اور عقائد صالحہ اور اعمال طیبہ کا پانی خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ جب بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اس وقت اگر بچہ سعید ہے اور نیک ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر روح القدس کا سایہ ہوتا ہے اور اگر بچہ شقی ہے اور بد ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر شیطان کا سایہ ہوتا ہے اور شیطان اس میں شراکت رکھتا ہے اور بطور استعارہ وہ شیطان کی ذُرّیت کہلاتی ہے اور جو خدا

﴿۵۷﴾

وقت الاصطفاء. ولا یرد وقت العذاب عن القوم المجرمین.

منقطع نہیں ہوگی۔ابتلاء کا وقت ہے اور اصطفاء کا وقت ہے اور عذاب کا وقت مجرموں کے سر پر سے کبھی نہیں ٹل

وَلا تھنوا ولا تحزنوا وَانتم الاعلونَ ان کنتُم مؤمنین. وَعَسیٰ اَنْ

سکتا۔ اور اے اس مامور کی جماعت سست مت ہو جانا اور غم میں نہ پڑ جانا اور بالآخر غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر

تحبّوا شیئًا وھو شرٌّلکم وعسیٰ اَنْ تکرھوا شیئًا وھوَ خیرٌ لّکم و اللّٰہ

ثابت رہو گے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم چاہو اور وہ دراصل تمہارے لئے اچھی نہ ہو اور ایک چیز سے نفرت کرو

یَعلم وَانتم لا تعلمون. کنتُ کنزًا مخفیًّا فاَحببتُ اَن اُعرف. انّ

اور وہ دراصل تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا سو میں نے چاہا کہ

السّمٰوات والارض کانتا رتقًا ففتقنٰھُمَا. واِن یتّخذونکَ

شناخت کیا جاؤں۔ زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے سو ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ اور تجھے انہوں نے ایک ہنسی کی

اِلّا ھزوًا. اَھٰذا الّذی بعث اللّٰہ. قل انما اَنا بشرٌ مِثلکُم

جگہ بنا رکھا ہے۔ کیا یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ کہہ میں ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھے خدا سے

یوحیٰ الّی انّما اِلٰھُکُمُ الٰہ واحد والخیر کلہ فِی القراٰن ۔ ولقد

الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ اور میں اس سے

لبثت فیکم عمرًا مّن قبلہ أفلا تعقلون. وقالوا ان ھٰذا الّا افتراء

ایک مدت سے تم میں ہی رہتا تھا کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افتراء ہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

کے ہیں وہ خدا کے کہلاتے ہیں جن کو پہلی کتابوں میں بطور استعارہ ابناء اللّٰہ کہا گیا ہے۔ چنانچہ یہ لفظ آدم اور یعقوب وغیرہ بہت سے نبیوں پر استعمال ہوا ہے اور انجیل میں مسیح ابن مریم پر بھی استعمال پایا ہے اور کسی کی اس میں کچھ خصوصیت نہیں صرف بلحاظ مذکورہ بالا استعمال پاتا رہا ہے چنانچہ مسیح ابن مریم کی نسبت احادیث سے جو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے مس سے وہ اور اس کی ماں پاک ہے تو یہ لفظ اسی اظہار کی غرض سے ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی ناجائز پیدائش نہیں جیسا کہ یہودیوں کا خیال ہے تا نطفہ پر شیطان کا سایہ مانا جائے۔ بلکہ بلا شبہ برخلاف زعم یہودیوں کے وہ حلال زادہ تھا اور مریم بدکار عورت نہیں تھی۔ اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ شیطان کا سایہ جس کو مسّ اور اشتراک بھی کہتے ہیں جس کے لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ذرّیتِ شیطان ہے یا بائبل کے محاورہ کے رو سے نحّاش کا بچہ ہے یعنی سانپ کا

﴿۵۸﴾ قــلِ انّ ھُدی اللّٰــہ ھُــو الھــدیٰ. الَا اِنّ حــزبَ الــلّٰــہِ ھُــمُ الــغــالِبُــون.

کہہ حقیقی ہدایت جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے اور خبر دار رہو کہ خدا کا گروہ ہی آخر کار غالب ہوتا ہے

انــا فتحــنــالک فتحًا مّبینــا لیغفــرلک اللّٰہ مــا تــقــدّم مِن ذنبک وَمَا

ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے جائیں

تَــاخّــرَ. الیــسَ اللّٰــہ بکــافٍ عبدہٗ . فبــرّأہ اللّٰــہ مِــمَّا قَــالــوا وَکــانَ عــنــد

کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے۔ سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بری کیا اور وہ خدا

الــلّٰــہ وَجیھًــا. وَالــلّٰــہ مــوھــن کیــد الــکــاذبیــن. وَ لــنــجــعَــلــہ آیةً

کے نزدیک وجیہ ہے اور خدا کافروں کے مکر کو سست کر دے گا اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان

لّــلــنّــا س ورحــمة مِّــنّــا و کــان اَمــرًا مــقــضیّــا. قــول الــحق الّــذی فیــہ

بنائیں گے اور رحمت کا نمونہ ہوگا اور یہی مقدر تھا یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں

تــمتــرون. یَــا اَحْــمَــدُ فــاضــت الــرحــمة علٰی شفتیک. انّــا اَعْــطــیــنٰــک

اے احمد رحمت تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے ہم نے تجھے بہت سے حقائق اور معارف اور برکات بخشے

الــکــوثــر. فــصــل لــربّــک وانــحــر. انّ شانئک ھو الابتر.☆ یــا تــی قــمــر الانبیاء

ہیں اور ذرّیت نیک عطا کی ہے سو خدا کیلئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ تیرا بدگو بے خیر ہے یعنی خدا اسے بے نشان کر دے

وَاَمــرُکَ یَتَــأتّـــی یــوم یــجــیٔ الــحــق ویــکشف الــصّــدق.

گا اور وہ نامراد مرے گا۔ نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام تجھے حاصل ہوجائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور سچ

☆ حاشیہ نمبر ۲

یہ الہام کہ ان شانئک ھو الابتر ۔ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا کہ جب ایک شخص نومسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندوزادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی خبیث طینت فاسد القلب نہ ہو۔ ایسے الفاظ استعمال نہیں کرسکتا۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

جو شیطان ہے صرف اس صورت میں کسی نطفہ پر پڑتا ہے جبکہ نطفہ ڈالنے والا یا وہ جس کے رحم میں نطفہ ٹھہرا۔ نہایت بری حالت میں ہوں اور گناہ اور سخت دلی کی تاریکی ان پر ایسی محیط ہو کہ کوئی گوشہ خالی نہ ہو اور فطرتی نور بالکل محجوب ہو اور ایسی صورت میں بچے نہایت خبیث پیدا ہوتے ہیں کیونکہ شیطان کے سایہ کے نیچے ان کا خاکہ بنتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر چوروں اور ڈاکوؤں کے بچے چور اور ڈاکو ہی نکلتے ہیں اور راستبازوں کے راستباز۔ فتامّل۔ منہ

﴿۵۹﴾

وَیَخسِر الخاسِرُونَ. اَقِمِ الصّلٰوۃ لذکری. اَنتَ مَعِی و اَنا

کھولا جائے گا اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظاہر ہو جائے گا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے

مَعَکَ. سِرّکَ سِرّی. وضعنا عنکَ وزرکَ الّذی انقض

ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی

ظھرکَ. وَرَفَعْنَالکَ ذِکرکَ. یخوّفونکَ من دونہٖ.

اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔

ائمّۃ الکفر. لَا تخف اِنّکَ انتَ الْاَعلٰی. غرستُ لکَ بیدی

یہ کفر کے پیشوا ہیں مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے

رحمتی وَقُدرتی. لن یجعل اللّٰہ لِلکافرین علی المؤمِنینَ سبیلا

درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو

ینصرکَ اللّٰہ فی مواطن. کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسُلی. لا مبدّل

خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو

لِکلماتہ. اَللّٰہ الّذی جَعَلکَ المسِیْحَ ابْنَ مَرِیَم. قل ھٰذا فضل ربّی وَ

کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہہ یہ خدا کا فضل ہے۔ اور

اِنّی اُجرّد نفسِی من ضروب الخطاب یاعیسٰی اِنّی متوفّیکَ ورافِعُکَ

میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا اور

اِلَیَّ وجاعِل الّذین اتبعوک فوق الّذین کفروا اِلٰی یومِ القیامَۃ.

اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

اگرچہ ایسے لفظوں اور ایسی گالیوں میں جو دجّال، شیطان، کذّاب، کافر، اکفر، مکار کے نام سے ہیں اور دوسرے مولوی بھی اس کے ساتھ شریک ہیں بلکہ باطل پرست بٹالوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعدی الاعداء ہے لیکن اس ہندو زادہ کی خباثت فطرتی اسلئے سب سے بڑھ کر ہے کہ باوجود محض جاہل ہونے کے یہ شعر بھی اردو میں کہتا ہے اور شعروں میں گالیاں نکالتا ہے اور نہایت بدگوئی سے افتراء بھی کرتا ہے اور بہتان کے طور پر ایسی دشنام دہی کرتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے شاعر بے ایمان گالیاں نکالا کرتے تھے۔ سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ ان شانئک ھو الابتر۔ سو اگر اس ہندو زادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔ منہ

﴿۶۰﴾

نَظَرَ اللّٰہ اِلیک معطرًا. وَقالُوا أَتجعَلُ فیھا مَن یُّفسِد فیھا قال

خدانے تیرے پرخوشبودار نظر کی اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اے خدا کیا تو ایسے مفسد کو اپنا خلیفہ بنائے گا

اِنّی اعلمُ مَالَا تعلمُون. وقالُوا کتابٌ ممتلیٌٔ مِن الکُفر وَ

خدانے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری

الکذب. قل تعالَوا نَدْعُ ابناءَ نا وَابناءَ کُم وَنساءَ نا وَنساءَ کُم وَ

ہوئی ہے ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک

انفُسَنَا وَانفسَکُم ثمّ نبتھل فنجعل لعنَۃ اللّٰہِ علَی الکَاذِبینَ.

جگہ اکٹھے ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں

سَلامٌ علٰی ابراھِیم صَافینَاہ وَنَجّینَاہ مِن الغمِّ. تفرّدنا بذالکَ

ابراہیم یعنی اس عاجز پر سلام ہم نے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔

یَاداؤدُ عَامِل بالنّاسِ رفقًا واحسانًا. تموت وانَا راضٍ مِّنکَ

اے داؤد لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ تو اس حالت میں مرے گا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔

واللّٰہ یَعصِمکَ مِن النّاس. کذّبوا باٰیاتی وکانُوا بھَا یستھزءُ ون.

اور خدا تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔ انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا

فسیَکفیکھُمُ اللّٰہ ویردّھا الیک☆ اَمرٌ مِنْ لّدنا اِنّا کُنّا فاعِلین.

سو خدا ان کیلئے تجھے کفایت کرے گا۔ اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنیوالے ہیں

زوّجناکھَا. الحقّ مِن ربّک فلَا تکونَنّ مِن المُمترِینَ. لَا تبدیلَ

بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے

☆ **حاشیہ** ۔ شیخ محمد حسین بطالوی کا یہ اعتراض ہے کہ الہام کا یہ فقرہ کہ یردھا الیک خلاف محاورہ ہے۔ کیونکہ ردّ کا لفظ اس صورت میں آتا ہے کہ ایک چیز اپنے پاس ہو پھر چلی جائے اور پھر واپس آوے۔ لیکن افسوس کہ اس کو بباعث کمی واقفیت علم زبان کے معلوم نہیں کہ یہ لفظ ادنیٰ تعلق کے ساتھ بھی استعمال ہوجاتا ہے۔ اس کی کلام عرب میں ہزاروں مثالیں ہیں جن کے لکھنے کا اس مقام میں موقعہ نہیں چونکہ اس جگہ قرابت قریبہ تھی اور نزدیک کے رشتہ کے تعلقات نے اپنے پاس کے حکم میں اس کو کیا ہوا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسا لفظ استعمال کیا جو ان چیزوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو اپنے پاس سے چلی جائیں اور پھر واپس آویں۔ ہاں اس جگہ یہ نہایت لطیف اشارہ تھا کہ خدا نے یردھا کا لفظ استعمال کیا تا معلوم ہو کہ اول اس کا اپنے پاس سے بے تعلق لوگوں میں چلے جانا ضروری ہے پھر واپس آنا تقدیر میں ہے فقط۔ منہ

لکلمات اللّٰہ انّ ربّک فعّال لما یُرید. اِنّا رادّوھا اِلیک. یَومَ
کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے
تُبدّل الارض غیر الارض. اذا نفخ فی الصّور فلا اَنساب بینھم
ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔ اس دن زمین دوسری زمین سے بدلائی جائے گی۔ جب صور میں پھونکا
انما یوخّرھم الٰی اجل مسمّی اجل قریب. یاتی قمر الانبیاء وَامرک یَتَأَتّی. ھٰذا یومٌ
گیا تو کوئی رشتہ ان میں باقی نہیں رہے گا. خدا ان کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دے رہا ہے جو نزدیک وقت ہے
عصیب. توجھتُ لفصل الخطاب. انا رادّوھا
نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام حاصل ہو جائے گا۔ یہ سخت دن ہے۔ آج میں فیصلہ کرنے کیلئے متوجہ ہوا ہم
الیک. اِن استجارتک فاجرھا. ولَا تخف سنعیدھا سِیرتھا
اس کو تیری طرف واپس لائیں گے اگر تیری طرف پناہ ڈھونڈے تو پناہ دے دے۔ اور مت خوف کر ہم اس کی پہلی خصلت
الاولٰی. اِنا فتحنالک فتحًا مّبینًا. یا نوح اسر رؤیاک. و قالوا
پھر اس میں ڈال دیں گے۔ ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح دی۔ اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ اور کہا لوگوں نے کہ
متی ھٰذا الوعد. قل اِنّ وَعد اللّٰہ حَق. اَنتَ مَعی و انا مَعک
یہ وعدہ کب ہوگا۔ کہہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ
ولا یَعلمون الا المسترشدون. لا تیئس من رَّوح اللّٰہ. انظر الٰی
ہوں۔ اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہی جو رشد رکھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف
یوسف و اقبالہ. اِطّلع اللّٰہ علٰی ھمّہٖ وغمّہٖ. ولن تجد لِسنّت اللّٰہ
کو دیکھ اور اس کے اقبال کو۔ خدا اس کے یعنی آتھم کے غم پر مطلع ہوا۔ اس لئے اس نے عذاب میں تاخیر کی۔ یہ خدا
تبدیلا. وَلا تعجبوا و لا تحزنوا وانتم الاعلون اِن کنتم مؤمنین
کی سنت ہے۔ اور تو خدا کی سنت میں تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو اور تم ہی غالب ہو
وبعزتی و جلالی انک انت الاعلی. ونمزق الاعداء کل ممزق
اگر تم ایمان پر ثابت قدم رہے اور مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ غلبہ تجھ ہی کو ہے۔ اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے
وَمَکر اولئک ھُوَ یَبُوْر. انا نکشف السِرّ عن ساقہٖ. یومَئِذٍ
ٹکڑے کر دیں گے اور انکا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اور ہم حقیقت کو اسکی پنڈلی سے کھول دیں گے۔ اس دن مومن خوش ہونگے

﴿۶۲﴾ یّفرح المؤمنون. ثلۃٌ من الاولین وثلۃٌ من الاٰخرین. وھٰذا تذکرۃ فمن شاء

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰی ربّہٖ سبیلا. اِنّ النّصاریٰ حوّلوا الامر. سنردّھا علی النَّصاریٰ.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لیُنبذن فی الحطمۃ. انا نبشّرک بغلام حلیم مظھر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

کَاَنّ اللّٰہ نزل من السّماء. اسمُہ عمانوایل. یُولد لک الولد. ویُدنیٰ منک

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمّانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نوری قریب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسدلہ خوار. فلہٗ نصبٌ وَّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی و اردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

شخص کی فرمانبرداری کا جُوَا اپنی گردن پر لے لے جس کی دشمنی میں خدا کی لعنت اور محبت میں خدا کی محبت ہے لیکن اگر یہ تعریفیں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور یہ تمام کلمات جو الہام کے دعویٰ پر پیش کئے گئے ہیں خدائے قادر و قدوس کا الہام نہیں ہیں بلکہ ایک دجّال کذّاب نے چالاکی کی راہ سے ان کو آپ بنالیا ہے اور بندگان خدا کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الہام ہیں تو درحقیقت وہ جو نہایت بے باکی سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے خدا تعالیٰ کی گرجنے والی صاعقہ کے نیچے کھڑا ہے اور اس کے مشتعل غضب کا نشانہ ہے اور کوئی اس کو اس قہّار اور غیّور کے ہاتھ سے چھڑا نہیں سکتا۔

کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذّاب اور دجّال اور مفتری جو برابر بیس برس کے عرصہ سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے اب تک کسی ذلّت کی مار سے ہلاک نہ ہوا۔ اور کیا یہ بات سمجھ نہیں آ سکتی کہ جس سلسلہ کا تمام مدار ایک مفتری کے افترا پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا تھا☆۔ توریت اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افترا کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔

☆ **نوٹ**۔ اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ دنیا میں صدہا جھوٹے مذہب ہیں جو ہزاروں برسوں سے چلے آتے ہیں۔ حالانکہ ابتدا ان کی کسی کے افترا سے ہی ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ افترا سے مراد ہمارے کلام میں وہ افترا ہے کہ کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس نے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر اس کی وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سو ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افترا کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والے جلد ہلاک کئے گئے ہیں۔ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ توریت بھی یہی گواہی دیتی ہے اور انجیل بھی اور فرقان مجید بھی ہاں جس قدر دنیا میں جھوٹے مذہب نظر آتے ہیں جیسے ہندوؤں اور پارسیوں کا مذہب۔ ان کی نسبت یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ کسی جھوٹے پیغمبر کا سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اصل حقیقت ان میں یہ ہے کہ خود لوگ غلطیوں میں پڑتے پڑتے ایسے عقائد کے پابند ہو گئے ہیں۔ دنیا میں تم کوئی ایسی کتاب دکھا نہیں سکتے جس میں صاف اور بے تناقض لفظوں میں کھلا کھلا یہ دعویٰ ہو کہ یہ خدا کی کتاب ہے حالانکہ اصل میں وہ خدا کی کتاب نہ ہو۔ بلکہ کسی مفتری کا افترا ہو اور ایک قوم اس کو عزت کے ساتھ مانتی

﴿۶۴﴾ کوئی نام لینے والا اس کا باقی نہیں رہتا اور انجیل میں بھی لکھا ہے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہے تو جلد باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر خدا کا ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم مقابلہ کر کے مجرم ٹھہرو۔ اللہ جلّ شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَاِنۡ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیۡهِ كَذِبُهٗ وَاِنۡ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبۡكُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُكُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِیۡ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ كَذَّابٌ[1] یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر پڑے گا۔ اور اگر یہ سچا ہے تو تم اس کی ان بعض پیشگوئیوں سے بچ نہیں سکتے جو تمہاری نسبت وہ وعدہ کرے خدا ایسے شخص کو فتح اور کامیابی کی راہ نہیں دکھلاتا جو فضول گو اور کذّاب ہو۔

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شائد اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام ونشان باقی نہ رہتا۔

اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں۔ تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثمّ امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اس کے نہایت اصرار پر مباہلہ ہوا مگر میں نے اس کے حق میں کوئی بددعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا مجھے دجّال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے

بقیہ نوٹ: چلی آئی ہو۔ ہاں ممکن ہے کہ خدا کی کتاب کے الٹے معنی کئے گئے ہوں جس حالت میں انسانی گورنمنٹ ایسے شخص کو نہایت غیرت مندی کے ساتھ پکڑتی ہے کہ جو جھوٹے طور پر ملازم سرکاری ہونے کا دعویٰ کرے تو خدا جو اپنے جلال اور ملکوت کیلئے غیرت رکھتا ہے کیوں جھوٹے مدعی کو نہ پکڑے۔ منه

[1] المؤمن: ۲۹

﴿۶۵﴾ کذّاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں ان کے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں ان کی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر یک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر یک وقت مجھ کو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہوسکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغ گو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہوسکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے۔ کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔

سو اب اٹھو اور مباہلہ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو۲ باتوں پر مبنی تھا۔ اول **نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔** سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بناء دعویٰ کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کرسکتا کہ اب اس دوسری بناء کی تصفیہ کیلئے مجھ سے مباہلہ کرلو۔

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لے کر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجائے۔

﴿۶۶﴾ تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے خدائے علیم وخبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں۔ اور تیرے منہ کی باتیں ہیں۔ تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا۔ اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر یک شخص جو مباہلہ کیلئے حاضر ہو جناب الٰہی میں یہ دعا کرے کہ اے خدائے علیم وخبیر ہم اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر جانتے ہیں۔ پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر اور بے دین ہے اور اس کے یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے۔ تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اس کو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں۔ دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔ اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اس کو اختیار ہوگا کہ اپنے دعائے مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جس پر اس کو یقین دلی ہے۔

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جان بری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں گے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا اور میں ابھی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہئے اور پھر اس کے بعد میں دجّال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں

اور اس لائق ہوں گا کہ ہمیشہ کیلئے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھوں گا۔ اور میری پیروی کرنے والا یا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہوگا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہوگا جیسا کہ بدذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچالیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہوگئے اور ہر یک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہوگیا۔ اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہوگئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا۔ اور اس کی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچاوے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ **اگر ایک بھی باقی رہا** تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ **وہ ہزار ہوں یا دو ہزار** اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائے گا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس[۱۰] آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔ مجھے افسوس سے یہ بھی لکھنا پڑا کہ آج تک ان ظالم مولویوں نے اس صاف اور سیدھے فیصلہ کی طرف رخ ہی نہیں کیا۔ تا اگر میں ان کے خیال میں کاذب تھا تو احکم الحاکمین کے حکم سے اپنی سزا کو پہنچ جاتا۔ ہاں بعض ان کے اپنی بدگوہری کی

﴿۶۸﴾ وجہ سے گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی شکائتیں میری نسبت لکھتے رہے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر مخبروں کے لباس میں نیش زنی کرتے رہے اور کر رہے ہیں جیسا کہ شیخ بطالوی عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہ اگر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے ردشدہ نہ ہوتے تو مجھے دکھ دینے کیلئے مخلوق کی طرف التجا نہ لے جاتے۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہوسکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں مخفی طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں یہ نہایت سفلہ پن کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گناہ گار ہوگی اگر میرے جیسے خیر خواہ اور سچے وفادار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آج تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزارہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیئے اور رعایا ہوکر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض للّٰہی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔

تعجب ہے کہ یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتی اور کیوں ایسی ظالمانہ تحریروں سے ایسے مفسدوں کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دوں۔ یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناحق دکھ دینا شروع کیا اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں مخبری کی کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ عادلہ کو یاد دلاتا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدذاتی سمجھتا ہوں میں کسی **خونی مسیح** کے آنے کا قائل نہیں اور نہ **خونی مہدی** کا منتظر۔ صلح کاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے۔ اور میں تمام ان باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ بیدار طبعی سے میری حالت کو جانچے اور گورنمنٹ روم کی شتاب کاری سے عبرت پکڑے اور خود غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ سمجھ لیوے کہ میرے اندر کھوٹ نہیں اور میرے لبوں پر نفاق نہیں۔

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولوی صاحبوں کا نام ذیل میں درج

کرتا ہوں جن کو میں نے مباہلہ کیلئے بلایا ہے اور میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کیلئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔

اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی۔ اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذّاب اور دجّال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفّرین اور مکذّبین مباہلہ کیلئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفّر یا مکذّب ہیں اور درحقیقت ہر یک شخص جو باخدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کی طرف رجوع کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذّبین میں داخل ہے۔ کیونکہ اگر مکذّب نہ ہوتا تو ایسے شخص کے ظہور کے وقت جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ اس کی مدد کرو اور اس کو میرا اسلام پہنچاؤ اور اس کے مخلصین میں داخل ہو جاؤ تو ضرور اس کی جماعت میں داخل ہو جاتا۔ اور صاف باطن فقراء کیلئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر یک کدورت سے الگ ہو کر اور کمال تضرع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجہ کر کے اس راز سربستہ کا اسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں۔ اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ ان کی اتّقاء کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں کیونکہ ان کے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں۔ لیکن جو لوگ حضرت احدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیہ نفس سے انانیّت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں۔ وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں۔ اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں مگر یہ امت مرحومہ ان سے خالی نہیں۔

## وہ لوگ جو مباہلہ کیلئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں:۔

| | | |
|---|---|---|
| مولوی نذیر حسین دہلوی | شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ | مولوی عبدالحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری |
| مولوی رشید احمد گنگوہی | مولوی عبدالحق دہلوی مؤلف تفسیر حقّانی | |
| مولوی عبدالعزیز لدھیانوی | مولوی محمد لدھیانوی | مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ |

﴿۷۰﴾

| | | |
|---|---|---|
| سعد اللہ نومسلم مدرس لدھیانہ | مولوی احمد اللہ امرتسری | مولوی ثناء اللہ امرتسری |
| مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری | مولوی عبد الجبار غزنوی | مولوی عبد الواحد غزنوی |
| مولوی عبد الحق غزنوی | محمد علی بھوپڑی واعظ | مولوی غلام دستگیر قصور ضلع لاہور |

| | | | |
|---|---|---|---|
| مولوی عبد اللہ ٹونکی | مولوی اصغر علی لاہور | حافظ عبد المنان وزیر آباد | مولوی محمد بشیر بھوپالی |

| | | |
|---|---|---|
| شیخ حسین عرب یمانی | مولوی محمد ابراہیم آرہ | مولوی محمد حسن مولف تفسیر امروہہ |
| مولوی احتشام الدین مراد آباد | مولوی محمد اسحٰق اجراوری | مولوی عین القضاۃ صاحب لکھنو فرنگی محل |
| مولوی محمد فاروق کانپور | مولوی عبد الوہاب کانپور | مولوی سعید الدین کانپور رامپوری |
| مولوی حافظ محمد رمضان پشوری | مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ | مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبر آباد |

| | |
|---|---|
| مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علی خاں چشتی | مولوی ابوالمویّد امروہی مالک رسالہ مظہر الاسلام اجمیر |
| مولوی محمد حسین کوئلہ والا دہلی | مولوی احمد حسن صاحب شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ |
| مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھہ ضلع سہارنپور | مولوی احمد علی صاحب سہارنپور |
| مولوی عبد العزیز دینانگر ضلع گورداسپور | قاضی عبد الاحد خان پور ضلع راولپنڈی |
| مولوی احمد رامپور ضلع سہارنپور محلّہ محل | مولوی محمد شفیع رامپور ضلع سہارنپور |
| مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقع لال مسجد بنگلور | مولوی محمد امین صاحب بنگلور |

مولوی قاضی حاجی شاہ عبد القدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور

| | |
|---|---|
| مولوی عبد الغفار صاحب فرزند قاضی عبد القدوس صاحب بنگلور | مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری حال مقیم بنگلور |

مولوی عبد القادر صاحب پیارم پیٹی ساکن پیارم پیت علاقہ بنگلور

| | |
|---|---|
| مولوی محمد عباس صاحب ساکن دانمباری علاقہ بنگلور | مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ |
| مولوی امیر علی شاہ صاحب اجمیر | مولوی احمد حسن صاحب کنجپوری حال دہلی خاص جامع مسجد |



مولوی محمد علی صاحب دہلی فراشخانہ
مولوی مستعان شاہ صاحب سانبھر علاقہ جے پور
مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک
مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازی پور زمینا
مولوی حاجی عابد حسین صاحب دیوبند

# اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں

غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی
میاں اللہ بخش صاحب سجادہ نشین سلیمان صاحب تونسوی سنگھڑی
سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب مہارانوالہ
میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور
التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ردولے
مستان شاہ صاحب کابلی
محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدرآباد دکن
محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی
گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری
ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور
صادق علی شاہ صاحب گدی نشین رترچھتر ضلع گورداسپور
سید صوفی جان صاحب مرادآبادی صابری چشتی
مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی
مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آی اعوان والہ پنجاب
حیدر شاہ صاحب جلال پور کنکیاں والہ
توکل شاہ صاحب انبالہ
مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی والہ
محمد امین صاحب چکوتری علاقہ گجرات پنجاب
مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم بنگلور
مولوی ولی النبی شاہ صاحب نقشبند رامپور دارالریاست
حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنؤ
میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین شاہ ابو العلا نقشبند
سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی
عبداللطیف شاہ صاحب خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی جودھپور
قطب علی شاہ صاحب دیوگڈھ
علاقہ اودے پور میواڑ
میرزا بادل شاہ صاحب بدایونی
مولوی عبدالوہاب صاحب
جانشین عبدالرزاق صاحب لکھنؤ فرنگی محل
علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیرآباد

﴿۷۲﴾

| | |
|---|---|
| شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور | حافظ صابر علی صاحب رامپور ضلع سہارنپور |
| امیر حسن صاحب خلف پیر عبداللہ صاحب دہلی | منور شاہ صاحب فاضل پور ضلع گوڑگانواں قریب دہلی |
| محمد معصوم شاہ صاحب نبیرہ شاہ ابوسعید صاحب رام پور دارالریاست | بدرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ |
| شاہ اشرف صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ | مظہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ |
| لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا | نثار علی شاہ صاحب الور دارالریاست |
| وزیرالدین شاہ صاحب سجادہ نشین مخدوم صاحب الور | مولوی سلام الدین شاہ صاحب مہم ضلع رہتک |
| غلام حسین خاں شاہ صاحب ٹھانوی ضلع حصار | سید اصغر علی شاہ صاحب نیازی اکبرآباد |
| واجد علی شاہ صاحب فیروزآباد ضلع اکبرآباد | سید احمد شاہ صاحب ہردوئی ضلع لکھنؤ |
| مقصود علی شاہ صاحب شاہجہان پور | مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر |
| مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڈھ ضلع خاص | محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص |

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب

کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے

**راقم میرزا غلام احمد از قادیان**

﴿۷۳﴾

# اَلْمَکْتُوْبُ اِلٰی عُلَماءِ الْهِنْدِ ومشائخ هٰذهِ البلاد وغیرهَا مِنَ الْبِلاد الاسلامیه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدُ للّٰهِ الذی مَنَّ عَلینا بإرسال الرُّسل والکُتب، وجَعَل الأنبیاءَ لِخیَام

ہمہ ثناہا خدائے راست کہ بفرستادن پیغمبران وکتاب ہا برما منت نہاد۔ وانبیاء را برائے خیمہ ہائے توحید

التوحید کالطُنُب، وقَفّٰی علی آثارهم بالأولیاء لیکونوا کالأوتاد للسَّبب. والصَّلاة

ہیچوطنابے گردانید کہ خیمہ رابدان استوار میکنند وپس انبیاء اولیاء را آوردتا ایشان ہیچومیخہا باشند برائے رسن انبیاء۔ و

والسَّلام علی خیر الرسُل ونخبة النخب، محمّد خاتَم النبیّین وشفیع المذنبین،

درودوسلام بربہترین پیغمبران وبرگزیدہ گزیدگان محمدؐ کہ خاتم الانبیاء وشفیع المذنبین است وبزرگتر ست از ہمہ آنانکہ

وأفضل الأولین والآخرین، وآله الطّاهرین المطهّرین، وأَصحَابِهِ الذین هُم

گزشتندو از ہمہ آنانکہ بیایند۔ وبرآل او کہ طاہر و مطہر اند و براصحاب او کہ نشان حق

آیات الحقّ وحُجّة اللّٰه علی العالمین، وعلی کل عبدٍ من عباده الصّالحین.

وحجت اللہ اند برجہانیان۔ و بر ہر بندۂ از بندگان نیکوکار او۔

أمّا بعد. فهذا مکتوبٌ کتبتُه إلی الذین أنعم اللّٰه علیهم بأنواع

امابعد۔ پس این نامہ یست کہ سوئے کسانے نبشتہ ام کہ خدا تعالیٰ بانواع کرامت

الکرامة، وهذّبهم بالعلم الکامل والمعرفة التامّة، وکَشَف علیهم سُبُلَ

ایشانرا مخصوص گردانید و بعلم کامل و معرفت تامہ پاکیزگی ہا بخشید۔ و راہ ہائے برگزیدگی و قربت بر

الاصطفاء والقُربة، وحَبَّبَ إلیهم طُرقَ الانکسار والغُربة، مِن العلماء العاملین

ایشان کشود و انکسار و غربت مرغوب طبیعت ایشان گردانید انانکہ علماء راسخین اند

الراسخین المتوَغّلین، والفقراء المنقطعین المتبتّلین، الذین جذَبهم

و درعلم مہارتے تام میدارند وعلم ایشان بعمل مقرون ست ونیز انانکہ از دنیا بجانبِ حق بریدہ شدہ اند

اللّٰه إلی ملکوته، وأذاقهم حظَّ لاهوته، ورزقهم خشیة عظمته، وسقاهم

و خدا تعالیٰ سوئے ملکوت خود ایشانرا کشیدہ است وحظے از لاہوت خود ایشانرا چشانیدہ۔ وخوف عظمت خود

كأس محبّته، فلا ترهقهم ذلّة الزَّلّة، ولا نكال المَعصِية، وهم من المحفوظين.

مقسوم ایشان کرد و جامہائے محبت خود نوشانیدہ پس نمے گیرد ایشانرا ذلت لغزش و نہ وبال معصیت و

وإنما نخاطبهم لجلالة شأنهم، وصفاء وجدانهم، وسَعة ظروفهم، وحلاوة

درحفاظت حق میباشند۔ وما کہ ایشانرا مخاطب کردیم سبب آن بزرگی شان ایشان ست وصفائی وجدان ایشان

قطوفهم، لعلّهم يُؤيَّدون من الله ويُلهَمون، ولعلّهم يفقهون ما لا فَقِهَ الآخرون

ونیز ازینکہ ایشان تنگ ظرف نیستند وانگور ایمان ایشان حلاوتے دارد۔ تاباشد کہ ایشانرا خدا تائید کند و ایشان

ويعلمون ما لم يعلمه المحجوبون. ولعلهم يتدبّرون بالفراسة الإيمانية، ويتفكرون

درباره ما ازخداالہام یابندوتاباشد کہ ایشان آن حقائق را بفہمند کہ دیگران نفہمیدہ اندوآن امور رابدانند کہ محجوبان ندانستہ

بالتقاة الرّوحانية، ويقومون لله شاهدين، ليكونوا حجّة الله على الظالمين

اندوتابفراست ایمانی خود تدبر کنند۔ وتابا پرہیز گاری روحانی خودفکرے بکار برند وبرائے گواہی حق بخیزند۔ تا کہ برجفا

المعتدين، ولينقطع معاذير المعتذرين الأفّاكين، وليَضْمَحلّ كل قولٍ

پیشگان واز حد گزشتگان حجتہ اللہ باشند۔ وتا کہ ہمہ عذر ہائے عذر کنندگان از دروغ گویان مردود و منقطع شوند

يُقال من بعد موتى ولتستبين سبيل المجرمين. وإنّا ندعو الله أن يؤيّدهم

وتا کہ ہر سخنے کہ پس از مردن من گفتہ شود آن ہمہ ہیچ ومتلاشی گردد وراہ مجرمان ہویدا گردد۔ وما دعامی کنیم کہ خدا خود

ويلهمهم ويحفظهم ويعصمهم ويعطيهم حظّ الصّالحين.

اوشانرا تائید کند وخود در دل ایشان القا کند وخود نگہبان شان باشد واز لغزشہا دور دارد وآنچہ صلحاء را مید ہد اوشانرا دہد۔

ولما كان المقصد أن يتبيّن الحق الذى جئنا به لكلّ تقيّ وسعيد من

وہرگاہ کہ مقصود این بود کہ بر ہر پرہیز گارے و نیک نہادے آن امر حق ہویدا گردد کہ ما آوردیم گوآن

قريب وّبعيد، أُلقيَ في روعي أن أكتب هٰذا المكتوب في العربية، وأترجمه

مرد از سرزمین قریب باشد یا از بعید لہذا در دلم انداختہ شد کہ این مکتوب را در زبان عربی بنویسم وترجمہ آن در

بالفارسية، وأَرعَى النواظرَ في النواضر الأصلية، وأُوسّع التبليغ بالألسن

فارسی کنم و نظارگیان را درچراگاہ اصلی سیر کنانم و بزبان ہائے اسلامیان تبلیغ را وسیع کنم

الإسلامية، ليكون بلاغًا تامًّا للطالبين. فاعلموا يا معشر الكرام، وجموع

تا برائے طالبان این تبلیغ بمرتبہ کمال رسد۔ پس بدانید اے گروہ بزرگان وجماعتہائے صاحبان

أولى الأبصار والأفهام، أن اللّٰه قد بعثنى مجدِّدًا على رأس هذه المائة،

بصیرت وفہم کہ خدائے عزوجل مرا برسراین صدی مجدد مبعوث فرمودہ است وبندہ را برائے مصلحت عامہ

واختصّ عبدًا لمصالح العامّة، وأعطانى علومًا ومعارف تجب لإصلاح

خاص گردانیدہ است ۔ ومرا آن علوم ومعارف بخشید کہ برائے اصلاح این امت از واجبات

هذه الأمّة، ووهب لى من لدنه علمًا حيًّا لإتمام الحجّة على الكَفَرة الفَجَرة،

اند ۔ ومرا علم زندہ بخشید تا کہ برکافران وفاسقان حجت تمام شود ۔

وأعطانى ثمرًا غَضًّا طريًّا لتغذية جِياع المِلّة، وكأسًا دهاقًا لعُطاشى

ومرا ثمرہ تازہ وتر عنایت کرد تا گرسنگانِ ملت را غذا دادہ شود ۔ وجامہائے پر بخشید تاتشنگان ہدایت و

الهداية والمعرفة، وجعلنى إمامًا لكل من يريد صلاح نفسه، ويحبّ

معرفت رانوشانیدہ شود۔ ومرا برائے ہرآن شخصے کہ صلاحیت نفس خود میجوید ورضائے رب خود مے خواہد

رضاء ربّه، وجعلنى من المكلَّمين الملهَمين. وأكملَ علىّ نعمه وأتمّ تفضّله

امام گردانید ومرا از آنان گردانید کہ بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف می باشند۔ وبرمن نعمتہائے خود کامل کرد وتفضلات

وسمّانى المسيح ابن مريم بالفضل والرحمة، وقدّر بينى وبينه تشابُهَ الفطرة

خود باتمام رسانید ونام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد۔ ودرمن ومسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر

كالجوهرَين من المادّة الواحدة، ووهب لى علومًا مقدّسة نقيّة، ومعارف

کرد۔ چنانچہ دو جوہر از یک مادہ می باشند ومرا علوم مقدس ومصفا بخشید و معارف صاف و روشن

صافية جليّة، وعلّمنى ما لم يعْلم غيرى من المعاصرين. وصبّ فى

عطا کرد و مرا چیزہا بیاموخت کہ غیرمن از مردم ہم زمانہ من ازان ہا بیخبر اند۔ و در دل من معارف

قلبى ما لم يُحيطوا بها علمًا، ونورًا لم يمسّه أحدٌ منهم وجعلنى من

بریخت کہ علم آن ازایشان احدے رانیست و در دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشان بدان آشنائی ندارد

﴿۷۶﴾ الـمـنـعَـمـيـن. ومِـن أجـلِّ آلائـه أنـه استودعـنـی سـرَّه الـذی يُـكشف لـلأولـيـاء

و در انعام یا بندگان مرا داخل کرد۔ واز بزرگترین نعمتہائے او کہ برمن ارزانی داشت آن رازیست کہ در دل من امانت

والـروحَ الـذی لا يُـنـفَـخ إلا فـی أهـل الاصـطـفـاء ، وأعـطـانـی كل مـا يُعطَى لأهل

نہاد آن رازے کہ بر اولیاء مکشوف میگردد وروحے کہ دمیدہ نمی شود مگر در برگزیدگان او۔ ومرا تمام آن چیزہا

الـموالاة و الولاء ، و صافانی و وافانی، و شرح صدری و أتم بدری، و أخبرنی

داد کہ اہل محبت رامیدہند وبامن محبت خالص کردو نزدم آمدو سینۂ من کشاد و بدرمن کامل کرد واز امور

بـأكثـر مـا هـو مُـزمِـعٌ عـلـيـه فـی سـابـق علمـه، وصبّغنی بصبغة حُبّـه، وهدانـی

پوشیدہ علم ازلی خودمرا خبرداد۔ وبرنگ محبت خودمرا رنگین کرد۔ وطریق اسلام پسندیدہ

طـرق إسـلامـه وسِـلـمـه، وأخـرجنی من المحجوبين. ومـن آلائـه أنـه وفّقنی لفعل

خود مرا نمود۔ واز محجوبین مرا بیرون آورد۔ و ازنعمتہائے او یکے این است کہ مرا برائے کارہائے

الـخيـرات، وهـدانـی إلـى الـصـالـحـات الـطيبـات، وأجـرى لـطـائف قـلـبـی

نیکو توفیق داد۔ وبسوئے اعمال پاک و صالح راہ نمود۔ و لطیفہ ہائے دل من باحسن طریق جاری کرد

فـأحسـن إجـراء هـا، وزكّـى يـنـابيـعهـا ومـاء هـا، وأتـمّ نـورهـا وصفـاء هـا،

و چشمہ ہا وآب آن لطائف را پاک کرد ونور وصفاء آنہا را با تمام رسانید

وطهّـر مـجـراهـا وفِـنـاء هـا، وبـدّل أرضـی غيـر الأرض وجعـلـنـی من المطهَّرين.

ومجریٰ وصحن آنہارا پاک گردانید و زمین مرا بزمینے دیگر تبدیل کرد۔ و مرا از پاک شدگان گردانید۔

ومـن آلائـه أنـه وهـب لـی حُـبَّ وجهــه حُبًّا جَمًّا، وصدقًا أكمل وأتمَّ، وسـألتـه

واز جملہ نعمتہائے او اینکہ مرا محبت روئے خود بسیار دربسیار بخشید و صدق اکمل و اتم عنایت کرد۔ و

أن يهـب لـی حُبًّـا لا يـزيـد عـلـيـه أحـدٌ مـن بـعـدی، فـأعـلـمُ مـنــه أنـــه استجاب

من از وخواستہ بودم کہ مرا محبتے بخشد کہ ہیچکس بعدازمن بران زیادت نتواند کرد۔ پس من باعلام اومیدانم

دعـوتـی، وأعـطـانـی مُـنيتی، وأحاطنی فضلا ورُحمًا، فالحمد لله أحسن المُحسنين.

کہ او دعائے من قبول کرد وآرزوئے من مراد او وفضل و رحمت را برمن محیط کرد پس ہمہ ستائش او راست کہ

﴿۷۷﴾ الحمد للّٰہ الذی أذهب عنی الحزن وأعطانی ما لم يُعطَ أحدٌ من العالمين.

از ہر محسن نیکوتر است۔ ہمہ تعریفہا خدائے را کہ اندوہ من دور کرد ومرا چیزہا داد کہ از جہانیان احدے را مثل

وما قلتُ هذا من عند نفسی بل قلتُ ما قال علی السماوات ربی، وما كان

آن نداد۔ واین کلمہ از طرف خودنگفتم بلکہ ہمان گفتم کہ برآسمانہا خداوند من گفت۔ ومرا نمے سزد

لی أن أتكبّر وأرفع نفسی، إن اللّٰه لا يُحب المستكبرين، بل هٰذا إلهام من حضرة

کہ تکبر کنم ونفس خود را بلند بردارم کہ خدا متکبران را دوست نمی دارد۔ بلکہ این الہام از حضرت

العزّة، وأراد من العالمين ما هو فی زماننا من الكائنات الموجودة فی الأرضين.

عزت است و از عالمین مخلوقے را مراد داشت کہ درین زمانہ بر زمین موجودست۔

ومن آلائه أنه علّمنی القرآن، ورزقنی منه معارف تُجاوز الحدّ والحسبان

وازنعمت ہائے اویکے این است کہ اومرا قرآن بیاموخت وآن معارف قرآنیہ نصیبہء من کرد کہ آن را حد وشمار

لأذكّر الغافلين المنهمكين فی هموم الدنيا الدنيّة، وأُنذِر قومًا ما أُنذرَ آباؤهم

نیست تا کہ من غافلان رایاد دہانم انانکہ درہموم دنیائے دون مستغرق اند وتاکہ من آنانرا بترسانم کہ آباء

فی الأيام السابقة، ولأقيم الحجّة علی المجرمين.

ایشان را ہیچ کس پیش از من نترسانیده است وتاکہ من حجت را بر مجرمان قائم کنم۔

ومن آلائه أنه خاطبنی وقال: ”أنت وجيه فی حضرتی. اخترتُك لنفسی“.

وازجملہ نعمتہائے اویکے این ست کہ او مرا مخاطب کرد وگفت کہ تو دربارگاہ من وجیہ ہستی ترا برائے خود پسندیدم

وقال: ”أنت منی بمنزلة لا يعلمه الخلق“. وقال: ”أنت منی بمنزلة توحيدی

وتوازمن بمقامے ہستی کہ مخلوق رابعلم آن راہ نیست۔ وگفت توازمن بدان قربتے رسیدی کہ ہمچو توحید من

وتفريدی“. وقال: ”يا أحمدی، أنت مرادی ومعی. يحمدك اللّٰه مِن عرشه“.

وتفرید من گردیدی۔ وگفت اے احمد من تو مرادمنی و بامنی۔ خدا از عرش خود ثنائے تو میگوید

وقال: ”أنت عيسی الذی لا يضاع وقته. كمثلك دُرٌّ لا يضاع. جَرِیُّ اللّٰهِ

وگفت تو آن عیسیٰ ہستی کہ وقت او ضایع نہ خواہد شد و ہمچو تو لولوئے برباد شدنی نیست۔ فرستادۂ خدا

﴿۷۸﴾ فی حلل الأنبياء". وقال: "قُلْ إني أُمرتُ وأنا أول المؤمنين". وقال: "اصنَعِ الفُلْكَ
درحلہ انبیاء۔ وگفت بگو کہ من مامورم ومن از ہمہ مومنان در اول مرتبہ ام۔ وگفت کشتی را روبروئے
بأعيننا وَوَحْيِنا. إنّ الذين يبايعونك إنما يبايعون اللّٰه، يد اللّٰه
چشمان من طیار کن۔ انانکہ بتو بیعت می کنند بخدا بیعت می کنند دست خدا
فوق أيديهم". وقال: "وما أرسلناك إلّا رحمةً للعالمين".
بردست ایشان است۔ وگفت ترا از بہر ہمیں غرض فرستادم کہ برتمام جہانیان رحمت کنیم۔
ومن آلائه أنه لما رأى القسّيسين غالين في الفساد، ورأى أنهم علَوا في البلاد
واز جملہ نعمتہائے او یکے این ست کہ چوں پادریان رادید کہ درفساد خود غلوے کنند ودید کہ اوشان در ملک ہا
أرسلني عند طوفان فتنهم وتراكُمِ دُجُنهم، وقال: "إنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ".
تسلط پیدا کردہ اند مرا در وقت طوفان فتنہ ایشان فرستاد ودر زمان تہہ بتہہ بودن تاریکی ایشان مامور کرد۔
فجئتُ من حضرة العزّة وعَتبة الوحدة، عند شيوع الفتن والبدعات،
وگفت بہ تحقیق تونزدمن مردے امین وبامرتبہ ہستی۔ پس من از حضرت عزت وآستانہ وحدت آمدم ووقتے آمدم
وظهور المفاسد وَالسّيّئات، وضعف المؤمنين المسلمين. وقد جرت
کہ فتنہ ہا وبدعات درملک شایع بودند وفسادہاوبدی ہا غلبہ می نمودند ومومنان و مسلمانان درحالت
عادة اللّٰه الرحيم، وسُنّة المولى الكريم، أنه يبعث مجدّدًا على رأس
ضعف بودند۔ وعادت خداوند رحیم وسنت مولائے کریم برین رفتہ است کہ اوبرسرہر صدی مجددے برپا میکند
كل مائةٍ، فكيف إذا كان معها طِباقُ ظلمةٍ، وطوفان ضلالةٍ،
پس چگونہ درچنین زمانہ برپا نکند کہ چون سرصدی باشد ونیزبا اوظلمتہا تہہ بتہہ باشند وطوفانے از ضلالت
أليس اللّٰه أرحم الراحمين؟ وترون الناس كيف سقطوا في هُوّة النصارىٰ،
موجود باشد آیا خدا ارحم الراحمین نیست و مردم راے بینید کہ چگونہ درمغاک نصاریٰ افتادہ اند
وكيف تمايلوا عليهم كالسُّكارىٰ، وخرجوا من دين اللّٰه المتين. أسمعتم
وچگونہ ہمچو مستان بریشان نگونسار شدہ اند واز دین متین رخت خود بیرون کشیدہ اند۔ آیا شنیدہ آید کہ کسے

﴿۷۹﴾

مَـنْ جـاء كـم مـن دونـي لإصـلاح هـذه الآفـات، أو تـظـنّـون أنــه نَسِـيَ هـذه الأمة
بجز من از طرف خدا تعالیٰ برائے اصلاح این آفات آمد یا گمان می کنید کہ خدا تعالیٰ دروقت ہمچو این صدمات
عـنـد تـلـك الـصـدمـات؟ مـا لـكـم لا تـتـفـكـرون، وتـنـظـرون ثم لا تنظرون؟ أو
امت را فراموش کرد۔ چہ پیش آمد شمارا کہ فکر نمی کنید و بینید وباز نمی بینید۔ چہ برشما غمہائے دیگر
غـلـبـت عـلـيـكـم هـمـوم أخـرى فـلا تـتـوجّـهـون؟ كـلا.. إنّ الـلّٰــه لا يُـخـلـف
غالب شدند کہ توجہ نمی کنید این چنیں گمان می کنید کہ خدا خلاف وعدہ خود
وعـــده، ولا يُـــخـــزى عبـــده، فتـــفـــكـــروا إن كـــنتـــم متـــفـــكّـــريـــن.
بکند وبندہ خود را رسوا کند پس فکر کنید اگر فکر کنندگان ہستید۔

أيهــا الـكـرام.. إن الـفتــن اشتـدّت، والأرض فسـدت، والـمفـاسـد كثـرت،
اے بزرگان فتنہ ہا سخت شدند و زمین فاسد شد و مفاسد بسیار شدند و بر زمین گروہ نصرانی
وعـلا فـي الأرض حـزب الـمتنصّرين. وقيـل لهـم مـرارًا، لا تـجعلوا مَيتًا إلٰـهًا
شدگان غلبہ یافت۔ وبارہا ایشان راگفتہ شد کہ مردہ را خدائے آمرزگار مسازید
غـفّـارًا، واتّـقـوا الـلّٰـه مُـحـاسبًـا قهّـارًا، فـمـا خـافوا اللّٰه وأصـرّوا عـلى كـفـرهم
و از خدائے قہار بترسید کہ محاسبہ در دست اوست پس نترسیدند وبرکفر خود تشدد ورزیدند۔
متشـدّديـن. هـنـالـك اقتـضـتْ أحـديّتُـه، وقـضـت غيـرتـه، أن يكسـر
پس کارچون بدین حد رسید احدیت خدا وغیرت او تقاضا کرد کہ صلیب اوشان
صـليبَهـم، ويُبـطـل أكـاذيبهـم، ويـوهـن كيـد الـخـائـنيـن.
را بشکند و دروغ ہائے او شان را باطل کند ومکر خیانت پیشگان را سُست گرداند۔

فـكـلّـمـني ونـاداني وقـال: ”إني مـرسـلـك إلى قوم مفسـدين، وإني جـاعلـك
پس مرا ہمکلام خود کرد و ندا در داد کہ من بسوئے قومے مفسد ترا مے فرستم۔ وترا برائے مردم امام
لـلنّاس إماما ,وإنـي مستـخـلـفـك إكراما، كما جرت سُنّتي في الأولين“. وخـاطبني
می گردانم۔ وترا بہ خلافت خود اعزاز می دہم ہمچنان کہ در پیشنیان سنت من بودہ است۔ ومرا مخاطب

﴿۸۰﴾ وقال: ”إنک أنت منی المسیح ابن مریم، وأُرسلتَ لیتمّ ما وعَد من قبلُ ربُّک
کرد وگفت کہ توازمن و از ارادہ من مسیح ابن مریم ہستی وفرستادہ شدی تا آن وعدہ باتمام رسد کہ رب
الأکرم، إن وعده کان مفعولا وهو أصدق الصّادقین“. وأخبرنی أنّ عیسٰی
بزرگ تو درایام پیشین کردہ است کہ وعدہ رب تو شدنی بود و او ازہمہ راست گویان راست گوتراست۔
نبی اللّٰه قد مات، ورُفع من هذه الدّنیا ولقی الأموات، وما کان من الراجعین،
ومرا خبرداد کہ عیسیٰ نبی اللہ وفات یافتہ است وازین دنیا برداشتہ شدہ و بآنان پیوست کہ فوت شدہ اند
بل قضی اللّٰه علیه الموت وأمسکه، ووافاه الأجل وأدرکه، فما کان له أن ینزل
وباز در دنیا نخواہد آمد بلکہ خدا بروحکم موت نافذ کرد واز باز آمدن نگہ داشت وآمد او را اجل مقدر پس نماند
إلا بروزًا کالسّابقین. وقال سُبحَانهٗ: ”إنک أنت هو فی حُلل البروز، وهذا هو
برائے او این گنجائش کہ باز در دنیا آید مگر بطور بروز چنانچہ پیشینیان آمدند وگفت مرا او سبحانہ کہ توئی مسیح
الوعد الحق الذی کان کالسرّ المرموز، فاصدَعْ بما تُؤمَر ولا تخَفْ ألسنةَ الجاهلین،
درپیرایہ بروز۔ واین ہمان وعدہ حقہ است کہ بطور راز واشارہ گفتہ شدہ بود۔ پس ہرفرمانے کہ ترا میرسد بلا پردہ
وکذالک جرت سنّة اللّٰه فی المتقدمین. فلما أخبرتُ عن هذا قومی، قامت
بخلوق برسان واز زبانہاۓ جاہلان غم مدار کہ ہمچنین سنت خدا درپیشینیان رفتہ است پس ہرگاہ کہ من پیغام بقوم
علماؤهم لِلَعْنی ولَوْمی، وکفّرونی قبل أن یحیطوا قولی، ویَزِنوا حولی، وقالوا
رسانیدم علماء ایشان بہ لعنت و ملامت برخاستند۔ وپیش ازان کہ برگفتہ من احاطہ کنند وطاقت مرا
دجّال ومن المرتدّین. وسلّطوا علیّ أوقَحَهم وأدَمَّهم، وحرّقوا علیّ أرَمَّهم کالسّباع
وزن کنند تکفیر من کردند وگفتند دجالے ست مرتد وبرمن آن ناکسے را مسلط کردند کہ از ہمہ دربیحیائی وزشت روئے
والتنّین. فتَکَادَنی شرُّهم وتضوّرتُ، وغلوا وصبرت، واستباحوا أعراضنا
سبقت میداشت وبرمن ہمچو درندگان واژدہا دندان خود بسائیدند پس شرارت ایشان مرا گران آمد و پریشان
ودماءنا وکانوا فیه من المفرِطین. وقال کبیرهم الذی أفتٰی، وأغوی الناس
خاطر شدم وغلو کردند وصبر نمودم وعزتہاۓ ما را وخونہاۓ مارا مباح پنداشتند و از افراط کنندگان بودند۔ و

وآغری إنّ هؤلاء كَفرة فَجَرة، فلا يسلِّم عليهم أحد، ولا يتبع جنازتهم، ولا يُدفَنوا ﴿۸۱﴾

بزرگ ایشان کہ فتوائے کفر داد ومرد مان را اغوا کرد وچون سگان بر من تیز کرد۔ وگفت کہ این مردم کافر و فاجر اند

في مقابر المسلمين. فلما رأيتهم كالعمين المحجوبين، ورأيت أنهم جاوزوا الحدّ

پس نمی باید کہ مسلمانے ایشان را السلام علیکم بگوید یا باجنازہ ایشان را رود و باید کہ ایشان را در گورستان مسلمانان

وآذوا الصادقين، ألّفتُ لهم كتبا مفحمة ورسائل نافعة للطالبين. فما كان

دفن کردن ندہند۔ پس چون دیدم کہ این مردم نابینا ومحجوب ہستند و دیدم کہ اوشان از حد درگزشتند وصادقان را

لهم أن يستفيدوا أو يقبلوها وما كانوا متدبرين. وقاموا للردّ فلم يقدروا

ایذا می رسانیدند برائے ایشان کتابے چند نوشتم و رسائل تالیف کردم کہ طالبان رامفید باشند مگر ایشان چنان نبودند

عليه، وصالوا للإهانة فردّها الله عليهم، فجلسوا متندمين. وعاندوا كل العناد،

کہ ازان کتابہا مستفید شوند یا آنہارا قبول کنند وہمہ خرابی این بود کہ تدبرنے کردند وخواستند کہ این کتابہا راردّ

وأفسدوا كل الفساد، وحسبوا أنهم من المصلحين. وإن غُلُوَّهم الآن كما

بنویسند پس مجال ردّ نیافتند و باز بدین غرض حملہ ہا کردند کہ عزت مارا برباد دہند لیکن خداوند قادر آن حملہ ہائے ایشان

كان، وما لهم عندی إلا المداراة والإدراء، والصّبر والدعاء، وإنا نصبر إلى أن

ہم بر ایشان انداخت پس بشرمساری نشستند وتمام تر عناد وتمام تر فساد بجا آوردند وگمان کردند کہ ما مصلح ہستیم وکنیکینۂ اوشان

يحكم اللّٰه بيني وبينهم وهو خير الحاكمين. وما كان عندهم عذر إلا

تا ایندم ہم چنان ست کہ بود وبرائے شان نزد من بجز مدارات واگاہانیدن وصبر و دعا چیزے دیگر نیست وما صبر خواہیم کرد تا وقتیکہ خدا

قطعتُه، وما شكّ إلا قلعتُه، وما كانت دعوتي إلّا بنصوص الآثار وكتاب

در ما و در ایشان فیصلہ کند واو بہترین فیصلہ کنندگان ست۔ وہیچ عذرے نزد ایشان نماند کہ آنرا نبریدم ونہ شکے کہ قلع وقمع آن نہ کردم۔ ودعوت

مبين. وليسوا سواءً من العلماء والفقراء، فمنهم الذين يخافون حضرة

من امرے بود کہ برنصوص قرآنیہ وحدیثیہ بنا میداشت۔ وعلما وفقرا ہم یکسان نیستند بعض از ایشان قومی ہستند کہ از حضرت

الكبرياء، ولا يَقْفُون ما ليس لهم به علم ويخشون يوم الجزاء،

رب العزۃ مے ترسند وبر چیزے اصرار نمی کنند کہ بران علم یقینی ندارند و از روز جزا مے ترسند۔

﴿۸۲﴾ ویفوّضون الأمر إلی اللّٰہ ذی الجلال والعلاء ، ویقولون ما لنا أن نتکلم فی ھٰذا

وامرا را بہ خدائے عزوجل سپرد می کنند۔ ومیگویند کہ مارا نشاید کہ درین گفتگو کنیم۔ ومارا علم عواقب

وما أوتینا علم عواقب الأشیاء ، إنا نخاف أن نکون من الظالمین. أولئک

اشیاء نداده اند۔ ماے ترسیم کہ از ظالماں نشویم۔ این آن گروہ است

الذین اتقوا ربھم فسیھدیھم اللّٰہ، إنہ لا یضیع الخاشعین. وأما الذین لا

کہ از خدائے خود مے ترسد۔ پس قریب است کہ خدا ایشان را ہدایت دہد۔ چرا کہ او بندگان فروتن را ضائع نمی کند

یخشون اللّٰہ ولا یترکون سبل الأھواء ، ویُخلِدون إلی خبیثات الدنیا و

مگر آنانکہ از خدانمی ترسند وراہ ہائے حرص وہوارا ترک نمی کنند وسوئے پلیدی ہائے دنیا میل میدارند وبرائے

لا تبالی قلوبھم عالَم القدس والبقاء ، ولا یرون ما یخرج من أفواھھم من کلمات

عالم قدس وبقا در دل شان ہیچ پروائے نماندہ۔ ونمے بینند کہ چگونہ کلمات تکبر وناز از دہن شان بیرون مے آید

الکبر والخیلاء ، ولا یعیشون عیشۃ الأتقیاء ، ویجعلون الدنیا أکبر ھمّھم،

وچون پرہیز گاران زندگی نمے کنند۔ ودنیارا بزرگتر مقصود قرار دادہ اند

والبخل أعظم مقاصدھم، ویمشون فی الأرض مشی المرح والاعتداء ،

و بخل از اعظم مقاصد ایشان است و برزمین می روند ہمچو رفتن تکبر و تجاوز کردن۔

فأولئک الذین نسوا أیام اللّٰہ ومواعیدہ ویئسوا من یوم الصّادقین،

پس این مردم کسانے اندکہ روز ہائے خدارا ووعدہ ہائے اور افراموش کردہ اند۔ واز روز صادقین نومید شدند۔

واختاروا سبیل المفسدین. لا یزھَدون فی الدنیا ویموتون للفانیات،

وراہ مفسدان گرفتند۔ وبرکمی دنیا قناعت نمے کنند وبرائے چیز ہائے فانی مے میرند۔

ولا یتحلّون بحُلِیِّ العفّۃ والتقاۃ، وحسنِ الخلق ورزانۃ الحَصاۃ، ولا یدخلون

و بزیور عفت وپرہیز گاری آراستہ نمے شوند۔ وبحسن خلق ودرستی عقل خود رانمی آرایند۔ ودرکارہا بدل

الأمور بالقلب المزؤود، ویجترؤون علی محارم اللّٰہ والحدود، فلمّا

ترسان داخل نمے شوند و برمحرمات وحدود خدا دلیری مے نمایند۔ پس چونکہ

زاغوا أزاغ اللّٰـه قلوبهم، وختم على آذانهم، فصاروا من المحرومين. وإذا
کج شدند لہٰذا خدا دل ایشان را کج کرد۔ وبرگو شہائے ایشان مہر نہاد و پس از محرومان شدند۔ وچون
قيل لهم آمِنوا بما ظهر من وعد اللّٰـه، قالوا: أين ظهر وعد اللّٰـه؟ وما نزل
ایشان را گفتہ شود کہ باآنچہ ظاہر شد از وعدہ خدا ایمان آرید۔ میگویند کجا ظاہر شد وعدہ خدا و تا ہنوز ابن مریم
ابن مريم وما رأينا أحدًا من النازلين، بل إنا نحن من المنتظرين. وهم يقرأون
نازل نشد و نہ ما کسے را فرود آیندہ دیدیم۔ بلکہ ما از منتظران ہستیم۔ وایشان کتاب اللہ
كتاب اللّٰـه ثم ينسون ما قرأوا، ولا يتدبرون كَلِمَ اللّٰـه بل ينبذونها وراء
رامیخوانند وباز ہمہ خواندہ را فراموش می کنند و در کلمات الٰہیہ تدبر نمی کنند بلکہ آنرا پس پشت خودمی اندازند
ظهورهم، وما كانوا ممعِنين. والعجب كل العجب أنهم يقولون إنا آمنّا
وبنظر تامل نمے نگرند۔ واعجب العجائب این امراست کہ ایشان میگویند کہ ما بہ آیات الٰہی
بآيات اللّٰـه ثم لا يؤمنون، ويقولون إنا نتبع صحف اللّٰه ثم لا يتبعون. ألا يقرأون
ایمان آوردیم وباز ایمان نمی آرند۔ ومیگویند کہ صحف الٰہی را پیروی میکنیم و باز پیروی نمی کنند۔ آیا نمی خوانند
فى الكتاب الأعلى ما قال اللّٰه فى عيسٰى إذ قال: يَا عِيسٰى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ، وقال: فَلَمَّا
درقرآن شریف کہ چہ گفت خدا دربارہ عیسیٰ ہرگاہ کہ گفت کہ اے عیسیٰ من ترا وفات دہندہ ام۔ وگفت عیسیٰ ہرگاہ
تَوَفَّيْتَنِى، وما قال: ”إنى مُحْيِيك“. فمِن أين عُلِمَ حياة المسيح بعد موته
کہ مرا وفات دادی۔ واین نگفت کہ اے عیسیٰ من ترا زندہ کنندہ ام پس از کجا حیات مسیح دانستہ شد
الصريح؟ يؤمنون بأنه لقى الأموات، ثم يقولون ما مات. تلك كلمٌ متهافتة
بعدازان کہ بمرد۔ ایمان می آرند کہ عیسیٰ بگذشتگان پیوست و باز میگویند کہ عیسیٰ نمردہ است۔ این کلمات از یکدگر
متناقضة، لا ينطق بها إلا الذى ضلت حواسّه، وغرَب عقله وقياسه،
نقیض و متناقض افتادہ اند۔ این چنین کسے گوید کہ حواس اوبجا نباشد وعقل وقیاس اوقائم نماند۔ وطریق
وترَك طريق المهتدين. يا أسفا عليهم ! إنهم اتفقوا على الضلالة جميعًا، و
ہدایت یافتگان ترک کند۔ برایشان افسوس کہ این مردم ہمگنان طریق ضلالت اختیار نمودند و در کلام

﴿۸۴﴾ خلّطوا فی الکلام تخلیطًا شنیعًا. فکیف نقبل قولھم الذی یخالف القرآن؟

آمیز شے بد کردند۔ پس ما چگونہ چنین سخنے را قبول کنیم کہ مخالف قرآن افتادہ است۔ و

وکیف نسلّم وَھَمَھُم الذی لا یشفی الجَنان؟ أنقبل خرافاتھم التی لیست

چگونہ آن وہم ایشان را مسلّم داریم کہ دل را تشفی نمی دہد۔ آیا چہ قبول کنیم۔ آن خرافات

معھا حجۃ قاطعۃ، ولا دلائل مقنعۃ واضحۃ؟ أیصدر مثل ذالک مِن

ایشان کہ باآنہا حجتے قاطعہ نیست ونہ دلائل واضح تسکین دہندہ۔ آیا چنین حرکتے ازان کس صادر

رجل یخاف الرحمٰن، ویتقی الضلالۃ والخسران؟ ألیس مِن بعد ھذہ الدنیا

می تواند شد کہ از عقوبت خدا می ترسد واز مواضع گمراہی وزیان کاری خود را نگہ میدارد آیا چہ بعد از گزشتن

یوم الدّین؟ وھل ترون یا معشر الأشراف، أن نقبل أمانیّھم ونعدل عن

این دنیا روز جزا نیست۔ وائے معشر بزرگان آیا مناسب می بینید کہ ما آرزوہائے ایشان را قبول کنیم واز

خطۃ الإنصاف، أو نتبع غرورھم وجھلھم وخدعھم بعد ما أرانا اللّٰہ صراطًا

جائے انصاف درگزریم یا ما غرور وجہل ومکر ایشان را پیروی کنیم بعد ازانکہ خدا مارا راہ راست نمود واز طریق

مستقیمًا، ورزقنا نھجًا قویمًا، وعلّمنا سبل العارفین. وکم من أمور أُخفیتْ

مستقیم روزی داد و راہ عارفاں تعلیم کرد۔ وبسیارے از حقائق چنیں ہستند کہ بر

علی الناس حقائقھا، وسُترتْ حِکمھا ودقائقھا، ثم کُشفتْ علی رجال آخرین

عامہ مردم پوشیدہ داشتہ شدند۔ وبرایشان حکمت ہائے امور وباریکی آنہا مستور بماند۔ بازآن باریکی ہا برمردم

خفایاھا، وفھّمھم اللّٰہ أضلاعھا وزوایاھا. إنہ یُظھِر علی غیبہ من یشاء،

دیگر مکشوف شدند وخدا اوشان را ازتمام اضلاع وگوشہ ہائے آن چیزہا اطلاع داد چرا کہ خدا ہرکرا خواہد بر

ویفتح عین من یشاء ویجعل من یشاء من الغافلین.

امور غیبیہ خود مطلع مے فرماید و ہرکرا میخواہد چشم بینائی بخشد وہرکرا میخواہد از غافلاں میدارد۔

ألیس اللّٰہ بقادر علی أن یجتبی مثلی بعنایتہٖ، ویعطی درایۃً من درایتہٖ؟

آیا خدا برین قادر نیست کہ ہمچو منے را بعنایت خود سوئے خود کشد و از علم خود علمے بخشد۔

وللّٰہ أسرارٌ فی أنبائہ، وحِکم تحت قضائہ، وإن فی أقوالہ حِکم روحانیۃ ﴿۸۵﴾

وخدا را دراخبار خود رازہاست ودر حکم ہائے خود حکمت ہاست۔ ودرکلمات اوآنچنان حکمت ہائے روحانیہ است

تضلّ عندھا عقول الفلاسفۃ، ولا یُظہِر علی غیبہ أحدا إلا الذی طھّرہ

کہ درآنجا عقول فلاسفہ را خود گم می کنند۔ وبرغیب خود ہیچ کس را آگہی نہ بخشد بجز کسے کہ بدست خود

بید القدرۃ، أأنتم تحیطون أسرارہ أو تجادلونہ معترضین؟ وکم من

او را پاک کردہ باشد۔ آیا شما بر راز او احاطہ دارید یا بطور معترضان بد وپیکار میکنید۔ وبسیار نیکوکاران

الصلحاء رغبوا فی أن ینظُروا مَن أنتم تنظُرون، ویجدوا ما أنتم تجدون

بودند کہ رغبت کردند کہ بینند آنچہ شما مے بینند مگر نہ دیدند ورغبت کردند کہ بیابند آنچہ شما یافتہ اید مگر نیافتند تا آنکہ براہ خود

فلَمْ یتّفق، حتی مضوا بسبیلھم وماتوا متأسّفین. ثم جاء اللّٰہ بکم

از دنیا برفتند ودرحالت افسوس بمردند۔ باز خدا شمارا آورد وبجائے شان

وأقامکم مقامھم، فأدرکتم وقتا ما أدرکوہ، وآنستم عبدًا ما آنسوہ. فاشکروا

شمارا قائم کرد پس شما آن وقت را یافتید کہ ایشان نیافتند وآن بندہ رادیدید کہ ایشان ندیدند پس آن

اللّٰہ الرحمٰن، الذی مَنّ علیکم وأسبغ الإحسان، وخذوا نعم اللّٰہ ولا تعرضوا

خدارا شکر کنید کہ برشما احسان کرد واحسان خود برشما تمام کرد۔ پس بگیرید نعمت ہائے خدارا و

عن قبولھا، ولا تردّوا نعمۃ اللّٰہ بعد نزولھا، ولا تکونوا أول المعرضین.

کنارہ مکنید۔ ومنت خدارا رد نکنید۔ بعدزان کہ برشما فرود آورد و اولین اعراض کنندگان نباشید

و اتقوا یا معشر الکرام سُخْطَ اللّٰہ العزیز العلاّم، ولا تعاندوا ولا تستعملوا

وائے معشر بزرگان از غضب خدائے بزرگ و دانائے راز پرہیزید۔ ومعاند حق نباشید۔ و دروغ و

البُہتَ وسوءَ التمیّز کالعوامّ، وقوموا للّٰہ شاھدین. وانظروا أیّدکم

بے تمیزی راہمچو عوام استعمال نکنید وبرائے خدا بحیثیت شاہدان برخیزید۔ وبہ بینید ایدکم اللہ

اللّٰہ نظرًا شافیا، وأمعِنوا إمعانًا کافیًا، بالفراسۃ الإیمانیۃ، والرؤیۃ الروحانیۃ

بہ نگاہ شافی وبامعان کافی از روئے فراست ایمانی و رویت روحانی چرا کہ اولیاء اللہ از ہر کجی

﴿۸۶﴾ فإن أولیاء اللّٰہ یُعصَمون مِن کل زیغٍ وَمَیلٍ، ولا یشوب مَعینَهم غثاءُ
میل نگہ داشتہ مے شوند و آب روان ایشان را خس و خاشاک سیل نمے آمیزد۔
سیلٍ، وتحفظهم عین اللّٰہ مِن طُرق الضالین. أترون دلیلًا، یا معشر
وچشم خدا ایشان را ازراہ ہائے گمراہان نگہ میدارد۔ اے گروہ صالحاں چہ شما در دست
الصّلحاء ، فی أیدی الأعداء لنقبَله منهم من غیر الإباء ، وننقاد لهم فیه
مخالفان دلیلے مے بینید تا ما بغیر انکارے آن دلیل را قبول کنیم وہمچو خادمان فرمانبردار
کالخدماء التابعین؟ فإنا لا نعاند الحق إذا تجلّی، ولا نردّه من حیث أتٰی،
شویم۔ چرا کہ ما باراستی چون ظاہر شود عناد نداریم۔ وآنرا رد نکنیم ازہر جاکہ بیاید
ونعلم أن الحکمة ضالّة مَن تزکّٰی، فنأخذها ولا نأبٰی، ونعوذ باللّٰہ أن
ومیدانیم کہ حکمت مالے گمشدہ از ملک پاک اندرونان ست پس میگیریم وانکار نمی کنیم و پناہ بخدا
نکون من الجاهلین.
مے بریم وازاینکہ از جاہلان باشیم۔

وقد علمتم یا معشر الأعزة، أنّ ”مالِک“ الذی کان أحد من الأئمّة الأجلّة، کان
و اے معشر عزیزان شمارا معلوم است کہ مالک رضی اللہ عنہ باآن ہمہ جلالت شان کہ در ائمہ میداشت بموت
یعتقد بموت عیسٰی، وکذٰلک ”ابن حزم“ المشهود علیه بالعلم والتقویٰ،
عیسیٰ علیہ السلام قائل بود۔ وہم چنین ابن حزم رضی اللہ عنہ باہمہ علم وتقویٰ کہ بران شہادتہائے علماء ربانی ست
وکذلک کثیر من الصالحین. فما کنتُ بدعًا فی هٰذا وما کنت من المتفردین.
میگفت کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ است وہم چنین بسیارے از صالحین برہمین مذہب گذشتہ اند۔ پس من
وما جئت فی غیر وقتٍ، ألا تعرفون وقت المجدّدین؟ ألا ترون أن السماء للرَجْع
اول آن شخص نیستم کہ این بدعتے برآوردہ باشد و درآن تفردے دارد۔ ومن بیوقت نامدم۔ آیا وقت مجددان را
تهیّأتْ، والأرض أَجْعَلتْ؟ وکانتا رَتْقًا فالأرض فُتِقتْ، ثم السّماء فُتِحتْ، و
نمی دانید۔ آیا نمی بینید کہ آسمان برائے باریدن طیار شدہ است وزمین برائے قبول آن استعدادے پیدا کردہ۔ وپیش ازین

الکلمة تمّتْ، فقوموا وانظروا إن كنتم ناظرين. وما كان اللّٰه أن يخلف وعده

ہر دو بستہ بودند۔ پس زمین شگافتہ شد و آسمان کشادہ شد۔ و وعدہ حق باتمام رسید۔ پس برخیزید و بہ بینید اگر

وإنه أصدق الصّادقين. ولِلّٰه دقائق في أسراره، واستعارات في أخباره،

شما بینا ہستید۔ و خدا چنان نیست کہ خلاف وعدہ خود کند چرا کہ او از ہمہ راست گویان راست گوتر است وخدا را

أأنتم تحيطونها أو تنكرون كالمستعجبين؟ وكم من أفعال اللّٰه سُترتْ

در رازہائے خود باریکی ہاست و در اخبار خود استعارات دارد۔ آیا چہ شما احاطہ آن کردہ آید یا ازروئے تعجب

حقائقها، وشُوّه وجهُها وأُخفِيَ حدائقها، ودُقّقت لطائفها ودقائقها، حتى

انکاری کنید وبسیارے ازکارہائے خداتعالیٰ ست کہ حقائق آن پنہان داشتہ شدوروئے شان زشت کردہ شدوباغہائے شان پوشیدہ

ضلّت عندها عقول العاقلين، وعجز عن إدراكها فكر المتفكرين. وأنتم

داشتہ شد و لطائف آن بسیار باریک کردہ شد بحدیکہ عقل عاقلان درآنجا گم شد۔ و از دریافت آن فکر پژدہندگان

تعلمون أن شأن أقوال اللّٰه ليس متنزلاً من شأن أفعال اللّٰه، بل هما من

فرو ماند۔ و شما میدانید کہ شان اقوال الٰہی از شان افعال الٰہی کمتر نیست۔ بلکہ آن ہر دو از چشمۂ

منبع واحد، وأحدهما للآخر كشاهد. فتلك من الوصايا النافعة للطالبين،

واحد بیرون مے آیند ویک دیگر را بطور گواہ ہستند۔ پس این ذکرے کہ ما کردیم برائے جویندگان وصایا

أن ينظروا إلى أفعال اللّٰه متأملين، ثم يقيسوا الأقوال على الأفعال متدبرين،

نافعہ است۔ وبرایشان لازم است کہ در افعال الٰہی بچشم تامل نظر کنند۔ باز اقوال را برافعال قیاس کنند۔

فإن إمعان النظر في النظائر من أقوىٰ مجالب العلوم، وأشدّ وطأً

چرا کہ نظائر رابامعان نظر دیدن چیزے ست کہ بدان ترقیات علم متصورست۔ ونیز این طریق برائے فروکوفتن آن

للأوهام التي تعصِف كالسموم، فلأجل ذلك رأينا أن نكتب هٰهنا بعض

وہم ہا کہ ہمچو بادسموم می وزند اثرے قوی دارد پس ازہمین وجہ مناسب دیدیم کہ درین جا بعض آن افعال ربوبیت

أفعال الربوبية، الذي تحيرت فيها عقول الفلاسفة، فأضاع أكثرهم الصراط

بنویسیم کہ درآن عقول فلاسفہ را حیرتے پیش آمدہ است۔ پس اکثرے ازیشان گمراہ شدند

﴿۸۸﴾

وما كانوا مهتدين فمنها ما يوجد تفاوُت المدارج فى أفعال الرب الكريم، والمولى

وچنان افتادند کہ ہدایت نصیب نہ شد۔ پس آن کارہائے خدا تعالیٰ کہ موجب ضلالت ایشان شدند یکے از انہا تفاوت

الرؤوف الرحيم، لأنه خلق مخلوقه على تفاوُت المراتب، فجعل قوما مورد المراحم،

مدارج است۔ چرا کہ خدا تعالیٰ مخلوق خود را بر تفاوت مراتب پیدا کرد۔ وقومے را در دنیا مورد رحم وقومے

والآخرين محلّ المعاتب، وما جعلهم فى شأنهم متحدين. مثلا إنكم ترون

دیگر را محل غضب گردانید۔ وہمہ دنیا را برحالے واحد نداشت۔ مثلاً شما مے بینید کہ زنِ

امرأة تموت بعلها ويتركها حاملة ضعيفة، فترىٰ حولها نكبة ومصيبةً،

میباشد کہ شوہر او برسرش نمی ماند وی میرد و او را حاملہ ضعیفہ میگذارد۔ وچنان بیکس مے افتد کہ کسے آرزو ہائے

لا يُوحِّم أحدٌ وِحامَها، ولا يحصل لها لطرفة عين مَرامُها، ولا تجد طَمْرًا للارتداء ،

بارداری او برائے او مہیا نمی کند۔ وہیچ مقصد او او را میسر نمی گردد۔ وچادرے کہنہ نمی یابد کہ تابدان ستر خود بپوشد

ولا تمرًا للاغتذاء ، بل لا يحصل لها جَوْبٌ تستر بها صدرها، فتقصد عاشبةً

و نہ یک دانہ خرما کہ خوراک کند۔ بلکہ برائے پوشیدن سینہ خود سینہ بندے یابد۔ واز زمین گیاہ ناک دستہ گیاہے

و تجعَل كمِجْولٍ جُدَرَها، تكنَبُ يداها من الرحٰى، والمُخَدَّمة تُجرَح من شوك الفلا،

میگیرد و بدان سینہ خود را می پوشد۔ و از آسیا گردانیدن ہر دو دست او متورم میشوند۔ و از خارہائے بیابان

وتعيش كإماء الظالمين. ثم تَخدُجُ وتلِد صبيًّا نَغّاشًا مقصوعًا أعمى ناقِصَ الخِلْقة،

جائے خلخال او مجروح میگردد بازیک بچہ ناقص می آورد کہ کوتاہ قد و نابینا و ناقص الخلقت می باشد

بعد شدّة المخاض وضِيق النفس والكُربة. فيرى الصبيُّ مِن ساعة تولُّده

واین ہم بعد شدت درد وتنگی نفس و سخت بیقراری بظہور می آید۔ وآن پسر کہ زائیدہ است ازوقت تولد

أنواعَ المحن والصعوبة، لا يحصُل خُرُسةٌ لأُمّه النُفساء ، ليزيد لبنها ويكفى

خود محنت ہائے انواع واقسام مے بیند۔ و مادرش را غذائے زچگان میسر نمی گردد تاشیر زیادہ گردد و برائے

للاغتذاء ، فيمصّ ثديها ثم يترك قبل الحَساء . ولما بلَغ أشُدَّه وبلغ الحُلم

خوراک بچہ کافی باشد۔ پس پستانش رامی مکد و پیشتر زانکہ شکمش سیر شود باز می ایستد۔ وچون بلوغ را میرسد

التامّ وأكمل الأيام، يدخل في الغلمان والخدام، ويستخدمه شَكِسٌ زُعْرُورٌ من

وجوان می گردد وروزہائے خوردسالی را باتمام می رساند در نوکران و چاکران داخل کردہ میشود۔ وشخصے

اللئام، أو يؤخذ قبل البلوغ ويباع كالأنعام؛ ثم يحمِل متاعب الخدمة

نہایت بدخو شریر النفس او را خدمتگار خود میگرداند۔ یا قبل از بلوغ ہمچو چار پایان فروختہ میشود باز تکالیف

مع شوائب الوحدة. وقد يُلجئه صفرُ اليد إلى كافرٍ سَمّادٍ لطلبِ سَدادٍ، فيأتيه

خدمت را باکدورتہائے تنہائی می بر دارد۔ وگاہے تہیدستی او بسوئے کافرے سرکش میکشد تا قوت خود حاصل

كسَجّادٍ ولو كان أبا فرعون وشدّادٍ، فيدخل في خَدَمه كالعبيد من العَوز

کند۔ پس ہمچو سجدہ کنندگان پیش او می آید۔ اگرچہ او پدر فرعون و شداد باشد۔ پس ہمچو غلامان در خادمان او

المُبيد. وربما يسبّه مولاه ويضربه، أو يدير عليه عصاه فيُجنُبه، ويؤاخذه

داخل میشود۔ واین ہمہ بباعث درویشئے کہ ہلاک کنندہ می باشد پیش می آید۔ وبسااوقات آقائے او

على أنه لِمَ غاب لطرفة عين أو فرَّ، وهو إذ ذاك صبيٌّ أبلَهُ لا يعلم الخير

او را میزند۔ وعصائے خود بار بار بروفرومی آرد۔ بحدیکہ استخوان ہائے پہلوے او رامی شکند۔ واو راسخت میگیرد کہ

ولا الشر، ويقال مثلا: أَخُثٍ في الشفيّة، فإنْ لم يُحسِنِ الفِعلَ فيلطمون

چرا یکدم از پیش او غائب شد وبگریخت۔ حالانکہ او دران زمانہ طفلی سادہ لوح است کہ نیک و بد رانمی شناسد

أو يَتَهرَّون على الخطيّة، ولا يرضون بأن يأكل، وأكلُه يُغضِب المحفلَ

واورا مثلاً میگویند کہ زیر دیگدان اُپلہ بنہ۔ وچون این کار را نیکونکند پس برروئے اوطمانچے مے زنند یا ازین خطا

ولو أكل أدنى الطعام وطَهْفَلَ، ويفتّشون النَطَفَ، ولا يوجد مَن عطَف. فيلقَى

بعصا او را مجروح مے کنند۔ و راضی نمے شوند کہ چیزے بخورد وخوردن او مردمان محفل را درغضب مے آرد

مِن كل جهةٍ التَرَحَ والبَرَحَ، ولا تلقى الفَرَحَ، فقد يُضرَب على سَحْقِ الأبازير على المِداك،

اگرچہ ادنیٰ طعام بخورد۔ واگرچہ برار زن ہمیشہ کفایت کند۔ ونخواہد کہ مدت العمر بجزنان ارزان چیزے دیگر خورد

وقد يُلطَم على مكثٍ في الاستتاك. يؤتونه ما خلَف من كُدادةِ المطعومات،

و ہردم درعیب گیری او مشغول میباشند۔ و کسے نمی باشد کہ برو مہربانی کند۔ پس از ہر سوغم و

﴿۹۰﴾ وبلغ إلى الإيُهات، أو يترکونه جائعًا کالصّائمين. يشرب من بالوعة

تکلیف رامے یابد۔ و روئے شادی نمے بیند۔ و گاہے او را برسائیدن مصالحہ طعام میزنند چون برسنگ خوب

يجتنبها الدواب، ويأکل من متأبّسات يأنف منها الکلاب، إذا أجدب

نساید۔ وگاہے او را ازین سبب زد و کوب میکنند کہ ازار بند را در ازار بتوقّفے انداختہ است۔ و او را طعامے

المُلک فهو أول الأغراض، وإذا نزل وباءٌ فهو مورّد الأمراض. وإذا

می دہند کہ در دیگہا چسپان میماند سوختہ ومتعفن شدہ وفاسد گشتہ۔ وہم چنین فاسد شدہ گوشت او را بخوردن

بُدِءَ الأطفالُ فهو کعصفٍ مأکول، وإذا أَبْدَؤوا فهو بَقِيَ کمخدول، لا يقدر

میدہند۔ یا اورا ہمچو روزہ دارتہی شکم میگذارند۔ وازان جائے دست دروشستن آب می نوشد کہ چارپایان نیز ہم ازان

على أکل العَضاض، وإذا جُرِحَ فلا يَظهر أريکةُ الجُرُح، ولا يَظهر لحمٌ

پرہیز میکنند۔ وآن اشیاء متعفنہ میخورد کہ سگان ہم ازان نفرت میدارند۔ چون در ملک قحط می افتد

صحيحٌ بعد القرح. وقد يؤمر لکسح الکِناسة، أو لغسل الکاسة، فيُضرَب

پس او اول نشانہ قحط میگردد۔ وچون و با فرومی آید پس او اول شخصے باشد کہ مورد امراض می شود۔

على خطاء قليل من الخباثة، وقد يُجعَل حَمولةً لأحمالٍ، فلا تبکی عليه

وچون طفلان بمرض چیچک مبتلا شوند پس او از چیچک ہمچو گیاہے میگردد کہ از خوردن باز ماندہ وپامال شدہ باشد

عينٌ بدمع همال، بل يحمل مرارًا أثقالا فيجری دمه کالحائض، ويُعْدُونه

وچون طفلان بعد از سقوط دندان بار دوم دندان برآورند او ہمچو ناکامے میماند ونتواند کہ چیزہا خورد

على أرض دمثةٍ کالمُهر تحت الرايض، وقد يُجعَل کالوَجناء و يُرکَب عليه،

کہ از دندان توانند خورد۔ وچون اتفاقاً مجروح شود پس زخم او پُر نمے شود بعد از زخم گوشتے تندرست بیرون

وقد يَهجُد للخدمة والليلُ يتَصَبْصَبُ أو يجثُم أمام عينيه، وقد يؤمر

نمی آید۔ وگاہے او را برائے صاف کردن خس و خاشاک یا برائے شوئیدن پیالہ میفرمایند۔ پس بخطائے اندک

لِشَقّ الحطب حتى تَمْجُل يداه، وتتخاذل رجلاه، ثم يؤتى الخبز قَفارًا

میزنند۔ وگاہے اورا اسپ بار برداری مے کنند۔ پس ہیچ چشمے برو نمے گرید وہیچ اشکے روان نمے گردد

فتبكى عيناه. يأكل جبيزًا وينفز خفيزًا، وقد يُضرَب ضربا شديدا، فلا يَجْنأُ

بارہا برسرش می نہند۔ پس ہمچو زن حائض خون او روان میگردد۔ و اورا برزمینے کہ پادر وفرو رودمے دوانند ہمچو

عليه أحدٌ، بل يَجْفأُ قِدرُ غضبِهم فيدوسونه بضَهْدٍ وهو يشكو كثيرًا، فما ينجَع قوله

کرہ اسپ کہ زیر چابک سوارے باشد۔ وگاہے ہمچو ناقہ براو سوار میشوند۔ وگاہے شب درخدمت میدارند۔ پس

في قلب، بل يُقَدُّ شدقُه دعابةً ويُخسئون ككلب. ويطير نفسُه شعاعًا من

شب دراز یا نصف آن ازچشمان او میگذرد۔ وگاہے برائے شگافتن ہیزم مامور میشود تاآنکہ دستہائے اومتورم

كل طبع صُلب، لا يحبه شقيقٌ ولا الأخيافيّ، ويظنون أنه ثالثة الأثافي.

میشوند۔ و پائے ہاست می افتند۔ باز نانے خشک پیش اومی آرند۔ پس ہر دوچشم او میگریند۔ وگاہے بضرب

إذا صافى رجلا فما أحبَّ، وإذا زرَع فما أَحَبَّ، وإن أَحَبَّ فما ألَبَّ، أو بُرِدَتْ

شدید اور امیزنند پس ہیچکس برومی افتدتا اورا از زد و کوب نگہدارد۔ بلکہ کفک غضب ایشان بجوش می آید۔ پس بقہر آن بیچارہ

أرضُه أو أُجْبِي زرعُه ثم بالجوع تَبَّ. وإذا تَخَبَّشَ مالًا من الأموال فيهيج

را زیرپا میکوبند۔ واو بسیار شکایتہا میکند۔ لیکن درہیچ دلے سخنش نمے گیرد بلکہ کنج دہن او را باستہزامی شگافند۔ وہمچو

عليها زوبعة الزوال، ثم يأخذه نَوْجَةُ الحسرة ووجعُ البال، وإذا شكى فحُماداه

سگ او راز پیش میرانند۔ پس از طبیعت ہائے سخت حواس او باختہ می شوند۔ نہ اورا آن برادرے دوست دارد کہ از مادر و پدر برادر او باشد

أن يُضحَك عليه ويُعزَى إلى الجهل والجاهلين.

ونہ آن برادرے کہ صرف از طرف مادر برادر او گرویدہ۔ وگمان می کنند کہ او مردے بداست۔ چون بکسے محبت کند پس او محبت

وأنفَدَ عمرَه عَزَبًا، حتى اشتعل رأسُه شيبًا، وإذا تزوّج فزوَّجَ بجالِعَةٍ مفسدة

پیش نمی آید۔ وچون کشتے بکارد درکشت او دانہ نمی افتد۔ واگر دانہ افتاد پس از مغز خالی میماند یابرزمین او ژالہ بارد

ناشزة، كريه المنظر مسنون الوجه ونافرة، فينفد عمره في نائبات الدهر وتحت

یا کشت خود را بحالت خامی میفروشد بازبگرسنگی بمیرد۔ وچون ازین سود ازان سومالے فراہم می آرد پس بران مال گرد بادنیستی

أنياب النكد، وربما يريد أن ينتهر لقلة ذات اليد، ويرى نفسه في

برمی خیزد۔ باز اوراگرد باد حسرت میگیرد ودرد دل می آزارد۔ وچون شکوہ کند پس آخری نتیجہ شکوہ این می باشد کہ مردم بروی خندیدند و

﴿۹۲﴾ فَلاة عوراءَ، لا شجرة فيها ولا غذاء، وكذالك يعيش أخا غمراتٍ في آلام،

بجاہلیت منسوب کردہ میشود۔ وخرچ کرد عمر خود را حالت بیزنی تا آنکہ سر او سفید شد از پیری۔ وچون زن کرد پس بزنے

ويمرض كل عام، فتارة يَرمَد وتارة يَطْحَل أو يؤخذ في زكام، وقد يعروه مرضٌ

عقدش بستہ شد کہ بیحیا وفساد انگیز و نافرمان بود۔ وبا این ہمہ بدشکل دراز رو ونفرت کنندہ۔ پس این شخص عمر خودرا

فيمتدّ مَداه، حتى تعرقه مُداه، وبالآخر يُنزَع عنه ثوب المَحيا، ويُسلَّم

درحوادث زمانہ و زیر دندان رنج میگذارد۔ وبسا اوقات ارادہ میکند کہ بوجہ تنگدستی خود را کشد۔ وخویشتن را در بیابانے

إلى أبي يحيىٰ.

مے بیند کہ نہ آب ست دران ونہ درخت ونہ غذا۔ وہم چنین بحالت مصیبت کشی در دردہائے خود میگذارد۔ وبہر سالے بیمار میشود

فالآن فكِّرْ ثم فكِّرْ، ثم تذكَّرْ سنن الله في العالمين أليْسَتْ في أفعال الله معضلاتٌ

پس گاہے چشم اودرد میکند۔ وگاہے عارضہ طحال مے گردد ووقت در زکام مبتلا میشود۔ وگاہے چنان مرضے لاحقش میگردد

لا تُدرَى، وأسرار لا تحصَى؟ فقِسْ أيها المسكين أقوالَ الله على أفعاله، ولا

کہ بطول می انجامد تا آنکہ از کار دہائے آن استخوانش می برآید۔ وانجام کار جامہ حیات از ومیکشد وبسوئے مرگ او را می سپارد

تعجب لمعضلاتِ أنباء الله وعُضالِه، ولا تعجَلْ في أمر مجدّدٍ وصدق مقالِه،

پس اکنون فکر کن و باز یاد کن سنتہائے خدارا او در جہانیان۔ آیا چہ درکارہائے خدا چنان پیچیدہ امور نیستند کہ از

ولا تقُلْ إني ما رأيتُ علاماتٍ أُخبرتُ عنها، وما شهدتُ أماراتٍ بلغني

فہم بالاتر ہستند۔ وآیا چنان رازہا نیست کہ شمار کردہ نمی شوند۔ پس اے مسکین اقوال خدا را بر افعال خدا قیاس

أنباؤها، فإن الله قد أتمّ كلماته كلها، وأظهر علاماته جميعها، ولكن عُمِّيتْ

کن واز پیچیدگی ہائے پیشگوئی خدا تعجب مکن وبر دقیقہ ہائے اوشگفت مدار۔ و در امر مجدد وصدق مقال اوشتاب کاری

عليك حقيقةُ أقوال الله، كما عُمِّيتْ عليك حقيقة أفعال الله.

مکن واین مگو کہ من آن نشانیہا ندیدم کہ ازانہا آگاہی دادہ بودند ونہ آن آثار مشاہدہ کردم کہ مرا رسیدند چرا کہ

وكم مِن أنباء تُكسَى وجودها بالاستعارات ولطائف الإيماء، وتُنكَّرُ

خدائے عزوجل ہمہ سخنہائے خود را بانجام رسانید وہمہ نشانہائے خود را بظہور آورد۔ مگر بر تو حقیقت اقوال الٰہی پوشیدہ

﴿۹۳﴾

أشخاصها عند إتمام الوعد والإيفاء ، ويُدقَّقُ معانيها من حضرة الكبرياء ، بما

ماند چنانکہ حقیقت افعال الٰہی پوشیدہ ماند۔ وبسیار از پیشگوئیہا ہستند کہ وجود آنہا باستعارات ولطائف اشارات

يراد أنواع الابتلاء . ألا ترىٰ إلى رؤيا الناس، كيف تتراءى في أنواع اللباس،

متلبس کردہ میشود۔ ووقت ظہور آنہا قالب آنہارا ہمچو مردم ناشناختہ ظاہر کردہ میشود۔ ومعانی آنہارا

وكيف يخفى مفهومها فلا يتجلى حقيقتها إلا على الأكياس، الذين يعلّمون العلم

ازحضرت کبریا سبحانہ باریک کردہ میشود۔ چرا کہ خدا تعالیٰ درآنہا امتحان بندگان خود ارادہ میفرماید۔ آیا بسوئے

من ربهم ولا ينطقون بالقياس، فأين تذهب من سنن ربّ العالمين؟

آن خوابہانگہ نمی کنی کہ مردم می بینند۔ کہ چگونہ درانواع واقسام لباس ہا ظاہر میشوند و چگونہ مفہوم آنہا از نگاہ عوام مخفی

وإذا قيل لك في الرؤيا إن ابنك الميّت سيعود ويرجع إليك، فلا

میماند۔ وصرف بر دانایان منکشف میشود۔ یعنی آن دانایان کہ از جانب خدا تعالیٰ علم می یابند۔ وصرف

تحمِلُها قطّ على الحقيقة أنت ومن لديك، ولا تمدّ إلى قبره عينيك، ولا

ازروئے قیاس لب نمی کشایند۔ پس از سنت ہائے خدا تعالیٰ کجا میروی۔ وہرگاہ کہ ترا درخواب گفتہ شود کہ آن پسرتو کہ

تحفِرُ لَحْدَه طمعًا في حياته، ولا تجادل الناس في رجوعه بعد مماته، بل

مردہ بود بازمی آید وعنقریب باز بسوئے تو واپس خواہد آمد۔ پس آن خواب را ہرگز برحقیقت حمل نمی کنی و

تؤوِّل الرؤيا وتقُول: إنّ ابنًا مثله يولد لي فكأنه هو يؤُول. فأَنَّى تقلّبُ في

چشمان خودسوئے گور پسر خود دراز نمی کنی وقبراو را بدین امید نمی کنی کہ پسرتو ازان زندہ بیرون خواہد آمد وبا مردم

أمر عيسىٰ، تلك إذًا قسمة ضيزىٰ، وكلٌّ من الله الأعلىٰ، فلا تعجَلْ كالذين

دربارہ بازآمدن اور بعدازمردن جنگ نمی کنی۔ بلکہ خواب خودرا تاویل میکنی ومیگوئی کہ مرااززندہ شدن پسرآن ست کہ خدا

هلكوا من قبلك وضلّوا وأضلّوا كمثلك.

پسرے دیگر مانند اومرا خواہد داد۔ پس گویا ہمان خواہد آمد۔ پس دربارہ عیسیٰ علیہ السلام چہ گردشے برعقل تومی آید کہ آنجا این اصول

وقد علمتَ أنّ القوم جهدوا جهدهم ليضيعوا أمري ويفرّقوا تفريقًا، فلو كان

ازدست میدہی کہ آنچہ درغیرعیسیٰ تاویل کنی درعیسیٰ روانہ داری۔ این قسمت مبنی برانصاف نیست۔ حالانکہ ہردوامرازخدائے تعالیٰ ست۔ پس مثل

﴿۹۴﴾

مَن عند غير الله لمزّقوه تمزيقا، وليجعلونا كالمعدومين الفانين. إنهم مكروا كل

کسانے شتابکاری مکن کہ پیش از تو ہلاک شدند وگمراہ شدند۔ وامثال ترا گمراہ کردند۔ و تو میدانی کہ قوم ماچہ کوششہا

مكر، وهيّجوا عشائر، وتربّصوا علينا الدوائر، فدِيْسُوا تحت دوائر السّوء مخذولين،

کردند کہ تا کارمرابرباد کنند وجماعت مرامتفرق سازند۔ پس این کار اگر بجز خدا از طرف دیگرے بودے ہر آئینہ طاقت می یافتند

وأعظم اللّٰه شأننا، وأعلى برهاننا، وسوّد وجوه الحاسدين. وقال فرعونُهم:

کہ این ہمہ سلسلہ را پارہ پارہ کنند ومارا بزاویہ عدم رسانند۔ ایشان از ہر گونہ فکر ہا کردند وقبائل را انگیختند۔ وانتظار کردند

ذَرُوني أَقتُلُ موسٰى، إني أنا الذى رفَعه، وإني أنا الذى سيحُطّه، ويلقيه

کہ برما گردشہا بیایند۔ پس خود زیر گردشہائے رنجدہ کوفتہ شدند۔ وخدا شان مارا بزرگ کرد وبرہان مارا بلند نمود وروئے حاسدان

في جُبِّ المُهانين. وقال ربى: "إني مُهينٌ مَن أراد إهانتك، ومُعينٌ مَن أراد

سیاہ گردانید۔ وآنکہ فرعون ایشان ست اوگفت کہ بگذارید مرا تا موسیٰ را قتل کنم منم آن مردے کہ اورا بلند کردہ بود ومنم

إعانتك"، فأذاقه ربى طَعْمَ نَخْوته الكبرىٰ، وجعَل مكانته هي السفلىٰ، إنّ

آن مردے کہ باز اورا در چاہ ذلت خواہد انداخت۔ وخدائے من گفت کہ من آنکس را ذلیل خواہم کرد کہ ارادہ ذلت تو کند۔ ومن آنکس را

اللّٰه لا يحبّ المستكبرين. وترى الناس كيف يردون إلينا، وكيف يمنّ ربُّنا

مدد خواہم داد کہ ارادہ امداد تو کند۔ پس خدائے من اورا ذائقہ تکبر او چشانید۔ وجائے اور او در مقام پائین نہاد۔ چرا کہ او متکبران

علينا، وكيف يأتي اللّٰه أرضَه ينقُصها من أطرافها، وكيف يأتينا خيار الناس

را دوست نمی دارد۔ ومی بینی کہ چگونہ مردم بسوئے ما واپس کردہ می شوند۔ وچگونہ خدائے ما برما احسان می کند۔ وچگونہ

من أقطارها وأكنافها، ذٰلك من فضل اللّٰه ليُرى الناس أن أعداءنا

خدا سوئے زمین توجہ نمود وابتداء از اطراف آن کردہ۔ وچگونہ مردمان نیک از اطراف زمین سوئے ما می آیند۔ واین ہمہ

كانوا كاذبين. إنه يُعزّ من يشاء، ويرفع من يشاء، لا رادَّ لفضله، ألا إن

از فضل خدا تعالیٰ ہست۔ تا بر مردمان ظاہر کند کہ دشمنان ما دروغگو بودند۔ او ہر کرا خواہد عزت میدہد۔ وہر کرا خواہد

الحق علا، وتَعْسًا للقوم الكائدين المزاحمين.

بلندی بخشد۔ ہیچکس نیست کہ فضل اورا رد تواند کرد۔ خبردار باش کہ حق غالب شد۔ وآنان ہلاک شدند کہ برائے مزاحمت انواع مکر

وَانظُرْ إلى آثار سنن الله في أفعالِه، أتفهَمُ معضلا تِها أو تحيط حِكَمَ كمالِه؟ ﴿۹۵﴾

استعمال کردند۔ وآن نشانہائے سنت خدا کہ درکارہائے اُومشہود اند ملاحظہ کن۔ آیا پیچیدگی ہائے آنرا مےفہمی یابر

فما لک لا تهتدى مِن طَرْزِ أفعاله إلى طرز أقواله، وتختار سبل الغاوين؟

حکمتہائے آنہا احاطہ توانی کرد۔ پس چہ پیش آمد ترا کہ از طرز افعال خدا طرز اقوال خدا رایقین نمی کنی وراہ گمراہان

أما ترىٰ أن عبدًا قد يُبتلى بالنائبات، ولا يُدرى مِن ظاهرِ سَمْتِه أنه من

اختیار مے کنی۔ آیا نمی بینی کہ گاہے بندہ درحوادث مبتلا مے شود۔ وازظاہر روش او معلوم نمی شود

الفاسقين والفاسقات، فالآفات تنزّل عليه كالعوائر، أو كالسهم

کہ اواز بدکاران ست۔ پس آفتہا ہمچو ملخ برو نازل می شوند۔ یا مانند تیرے کہ اندازندہ آن

العائر، ويتيهُ كالمستهام الحائر، وكان في وقتٍ يملِك المال النفيسَ، والآن

معلوم نیست ودر وقتے مالے نفیس را مالک بود۔ و اکنون از

يُعَدُّ مِن عُصبة مَفاليسَ، حتى يبدو بادِىَ اللُّبانة، بالِىَ الكِسوة، وكان

گروہ مفلسان شمارے شود۔ تا آنکہ بداہت آشکارا مے شود کہ حاجتمند یست کہنہ جامہ۔ وپیش

يقول: أنا أكثر مالًا وولدا، وأُعطيتُ التنعم والمَلَدَ، وكان يقول: إنّى من

زین میگفت کہ من بکثرت مال و اولاد میدارم۔ ومرا نعمتہا و اقبال تابان دادہ اند۔ ومیگفت کہ من از

الصالحين، وجحيشٌ وشيحانُ وفاتِكٌ وأمين، وكان يدّعى أن له دخل

مردمان نیکو ہستم۔ مستقل ارادہ بیدارطبع و امینم۔ و دعویٰ میکرد کہ مرا در حدیث و قرآن کریم

عظيم في الحديث والقرآن، وأنه جمع في نفسه أنواع العرفان، فأتى أمرُ الله

دخلے عظیم ست۔ و انواع معرفت در نفس خود جمع میدارم۔ پس قضا و قدر

وقضاؤه، ونزل عليه بلاؤه، فذهب بسمعه وأبصاره، وختم على قلبه

خدا و بلاء او نازل شد۔ و گوش و چشمان او را ربود و بردل او مہر نہاد

وجعله أوّل الجاهلين.

و او را صدرنشین جاہلان کرد۔

﴿۹۶﴾ فَآشتهر بحمقٍ فاضح، وجهل واضح، وأُخرِجَ من الجنة التی کان فیها کالمکرمین.

پس او بحمق رسوا کنندہ وبجہالتے مشہور شد کہ دران ہیچ خفائے نیست۔ و ازان بہشت بیرون کردہ شد کہ ہمچو

فصارت لہ السفاھة والذلة، والجھل والنکبة، کالمواریث المعیَّنة

عزت یا بندگان دران داخل بود۔ پس بے خردمی و ذلت وجہالت وبدبختی مثل مال موروثی اورا شد کہ

والحصص المفروضة المسلَّمة، وسقَط من سماء العروج کالملعونین.

بحصہ کشی در حصہ او آمد پس از آسمان بلندی ہمچو ملعونان فرو افتاد۔

ویعلم الناس أن مصیبتہ جلّتْ، ونوائبہ عظمتْ، ثم یمرّون

و مردم میدانند کہ مصیبت او بزرگ است۔ وحادثہ او بزرگ است۔ باز استہزاء

بہ مستھزئین. وھو یُدبِّر فلا یقدر علی أن یفرّ من قدر اللّٰہ ذی الجلال،

مے کنند و او تدبیر مے کند و باز از تقدیرالٰہی نتواند گریخت۔

ولو فرّ علی لاحقة الآطال، وربما یتبصّر کالجَذع ویُقدِم کالقارح، فیجیء

اگرچہ بر اسپان باریک کمر بگریزد۔ وبسا اوقات ہمچو اسپ دو سالہ زیرکی ہامی نماید وہمچو اسپ جوان کامل العمر

قدرُ اللّٰہ ویطرحہ کالصّبیّ فی البارح، فیرتعد کلَّ وقت کالیَرا ع، ویتحرک

پیشقدمی مے کند۔ پس تقدیر خدا مے آید و اورا در ہوائے گرم ہمچو طفلے می اندازد۔ پس ہر وقت ہمچو بزدلے میلرزد

کاللُّعاع، ویفکّر أزیدَ من القدر اللازم، ثم لا ینجو من الھمّ الھاذم، ویبقی

وہمچو سبزہ گیاہے حرکت می کند۔ وزیادہ از قدر لازم فکرمی کند۔ باز از غم پارہ پارہ کنندہ نجات نمی یابد۔ وہمچو

کالخائبین. ثم یبدء لہ أن یقطع المسافة النائیة لیعالج الآلام

نومیدان میماند۔ باز در دلش مے افتد کہ سفر دور دراز کند۔ تا تکالیف قضاء وقدر را علاج

القضائیة ویکون من الفائزین.

تواند کرد۔و از مرادیابان گردد۔

فیقال مثلا إن أمیر "کابلَ"، یربی العلماء ویشابہ الوابلَ، فیفرح فرحًا

پس مثلاً اورا میگویند کہ امیر کابل پرورش علماء می کند۔ وہمچو باران بزرگ ست۔ پس این شخص بشنیدن

شدیدًا کالسکران، ویقصد "کابل" مع بعض الإخوان، لیوطنوه أمنعَ جنابٍ،

این سخن ہمچومستان شادان وفرحان میگردد۔ وباچند رفیقان خود قصد کابل میکند۔ تا کہ اورا در بلند مرتبہ جا دہند

ویُمطَروا دراهم کسحاب، وهو یجعل ابنه الذی هو سرُّه رفیقَ عَتاده، خوفًا

وہمچو ابر روپیہ ہا بارانند۔ واو پسر خود را کہ راز طبیعت اوست رفیق آمادگی خود میکند۔ ازین اندیشہ

من ارتداده، ولم تزَلْ تعانی عینُه السُّرَی، وتُعاصی الکُرَی، فیصِل

کہ پس از رفتن او مرتد نشود۔ وہمیشہ چشم او شب روی را می بیند۔ وخواب را ترک میکند۔ پس بمشقت نفس

کابل بشق النفس وجهدِ المُهْجة، بعد مکابدة أنواع الصعوبة، ویلقی بعضَ

وکوشش جان تابشہر کابل میرسد۔ وبعد برداشتن مصیبت ہائے گونا گون درآن شہر می آید۔ وبہ بعض

العَمَلةِ، ویصافی بالنفاق والمداهنة، ویخفی مذهبه خوفًا من الحرمان،

عملہ امیر ملاقات میکند۔ واز روئے نفاق و مداہنہ دوستی ظاہر می نماید۔ و مذہب ترک تقلید خود را از اندیشہ

أو الهوان من أیدی "عبد الرحمٰن".

محرومی از انعام مخفی میدارد۔ یا ازین اندیشہ کہ امیر عبد الرحمٰن اورا در شکنجہ ذلت نہ کشد۔

وکذٰلک تُسوِّل له النفس مِن عُسْر المعیشة، فیسجُد تواضعًا لکل ذوی

وہم چنین اوباعث تنگی معیشت این کارہا برائے او می آراید۔ پس برنیت تواضع ہر تونگرے را

الثروة، ویخرّ أمام أرکان الحکومة، وحینئذ یصدُق فیه ما قیل فی

سجدہ میکند۔ وپیش ہر رکن حکومت بزمین مے افتد۔ و درین وقت برو آن مثال صادق

أهل التزویر: "بِئْسَ الفقیر علی باب الأمیر". فالحاصل أنه یصدَع

مے آید کہ بدترین فقراء آن ست کہ بردر امیر باشد۔ پس حاصل کلام این ست

عَمَلةَ الأمیر بالمحبّة، ویتبخبخ بالصُّحبة، ویُوجی أقدامُه إلٰی قصر الأمیر غربةً،

کہ او باعملہ امیر بمحبت می آمیزد۔ و درصحبت شان کشادہ دلی ظاہر میکند۔ وپاہائے خود را تا محل امیری ساید

﴿۹۸﴾

فلا يقول له أحدٌ اركَبْ مطيّةً، أو تسلَّمْ عطيّة، ويسأل إلحافًا كالشحّاذين.

تا اظہار غربت کند۔ پس ہیچکس نمے گوید کہ سوار شو یا چیزے از عطیہ بگیر۔ وہمچو گدایان باصرار سوال مے کند

وينكّر شخصَه ويلفّع وجهه، لئلا يؤخذ كالمجرمين. ويكون لهم أطوعَ مِن

وخویشتن را بہ ہیئت ناشناساں ظاہر میکند و روئے خودمی پوشد تا کہ ہمچو مجرمان گرفتار نگردد۔ وایشان را از کفش ایشان

حذائهم، وأفنٰى فيهم من غذائهم، ويسلّم عليهم تحية الخادمين. ثم

زیادہ تر فرمانبردار میشود۔ واز غذائے ایشان زیادہ تر در ایشان فنا میگردد۔ وبرایشان بران طور سلام میکند

يقودونه إلى حضرة الأمير، ويذهبون به كالأسير، فيخرّ أمامه كالسّاجدين،

کہ خدمت گاران وچاکران می کنند۔ باز اورا بسوئے درگاہ امیر میکشند۔ وہمچو اسیرے می برند۔ پس پیش او مثل

ويثني عليه قائلا: يا أيها الأمير الأكرم، والسلطان الأعظم، مسّني و

سجدہ کندگان می افتد۔ وبرو بدین طرز ثنا میگوید۔ کہ اے امیر بزرگتر و بادشاہ کلان تر مرا و عیال مرا

أهلي ضرٌّ، وبعمرك إنّ عيشي مُرٌّ، وجئتك من ديار بعيدة، بمصائب

فقر و فاقہ رسیدہ است۔ وقسم بزندگانی تو کہ زندگی من تلخ ست۔ واز ملک دور دراز بخدمتت رسیدم

شديدة، فتصدَّقْ عليّ إن الله يجزي المتصدقين.

ودرین سفر مصیبت ہا کشیدم۔ پس برمن صدقہ کن کہ خدا صدقہ کنندگان را دوست مے دارد۔

ويخاطبه الأمير بلسانٍ ذَلق، ولا يُريه رائحة مِن مَلَقٍ، ويقول اجلِسْ ويتكلم

پس امیر او را بزبان تند مخاطب میکند۔ وبوئے از نرمی اورا نمی نماید۔ ومیگوید بنشین وبصورت

به غضبان، فيظنّ المسكين أنّ أجله قد حان، فهناك لا يبقى إيمانه

غضبناک با او مکالمہ میکند۔ پس این مسکین گمان می کند کہ وقت مُردن او در رسید۔ پس درین وقت ایمان او

بالألطاف الرحمانية، ويكاد يخرج بوله من الهيبة السلطانية، وكذٰلك يخزى

بر الطاف رحمانیہ نمی ماند۔ ونزدیک میگردد کہ پیشاب او از ہیبت سلطانیہ بیرون آید۔ وہم چنین

اَللّٰه عَبَدَةَ المخلوقين. ثم يخرج من بيت الأمير، ويستيقن الأمير أنه أحد

خدا بندہ پرستان را ذلیل میکند باز آن شخص ازخانہ امیر بیرون کردہ میشود۔ وامیر را یقین میشود کہ او

من أهل التزوير، فلا يُؤْوَى إليه كرجال متّقين. وأمّا ذالك المغرور الجهول،

یکے از دروغ آرایان ست۔ پس ہمچو پرہیزگاران نزد او جائے یابد۔ مگرآن مغرور و نادان

والسفيه المخذول، فيظن أن العطايا العظام ستسلَّم إليه، ويكرمه

و ابلہ و گمنام۔ گمان مے کند کہ عنقریب عطیہ ہائے بزرگ سپرد او خواہد کرد۔ وامیر اعزاز او

الأمير ويكون له مكانة لديه، أو يُدخل في المقرّبين. فبينما هو في نسج

خواہد کرد و او را نزد او مرتبہ خواہد بود و او را در مقربان خود داخل خواہد کرد۔ پس او ہنوز در بافتن

هٰذه التخيّلات، وتغيير اللباس كالصّائد والصّائدات، يطّلع بعض

ہمین خیالہاے باشد۔ وہمچو شکاریان در تبدیل لباس مشغولیہا دارد۔ کہ بعض دانایان برکینہ

المتوسّمين على شِقاقه، ويُخبَرون عن فطرته وطريق نفاقه، فيفاجئه داءُ

مخفی او مطلع میشوند۔ واز فطرت و طریق نفاق او خبرے یابند۔ پس او را بیماری خوف ناگاہ

الإشفاق، ولا يسرى الوسن إلى الآماق، ويظن أنه من المقتولين. ويُوجِس

مے گیرد و خواب از چشمان اوے رود۔ و گمان میکند کہ عنقریب از کشتگان ست و در

في نفسه خِيفةً على خيفة، بما يرى رعب الأمير وطريق عقوبة، فتكاد تزهق

دل خود خوف برخوف مے کند چرا کہ بچشم خود رعب امیر وطریق سزائے اورا مے بیند۔ پس نزدیک

نفسه ويسقط كجيفة، أو يغمىٰ عليه كالمفسدين الخائفين. فيفر ويرتحل

است کہ جان او بیرون آید ومثل مردارے بیفتد ۔ یا او را مانند مفسدان ترسندہ غشی افتد۔ پس میگریزد و

بالمُدلِجين المُجدّين، ويحسب حياته صِلةً من أمير المسلمين. أو يعطىٰ له

باشب روندگان سرگرم کوچ میکند و زندگی خودرا انعامے از امیرے انگارد۔ یا اند کے از انعام

﴿۱۰۰﴾

قَلیل إنعامه، فلا یقِلُّ به شیء مِن إصرامه، ولا تفیده سجدتُه ولا جهدُ اصلخمامه،

او می یابد۔ پس بدان اندک چیزے از درویشیٔ اوکم نمی شود۔ و او را سجدہ او فائدہ نمی دہد و نہ کوشش

بل یعرف أنه لیس أهل إکرامه، فلا یظلمه الأمیر النحریر، بل هو یظلم نفسه فلا ینفعه

بر پا استادن اومفید افتد۔ بلکہ این ثابت میشود کہ اوبرائے اکرام امیر اہلیتے ندارد۔ پس امیر دانا ہیچ ظلمے

البحر ولا الغدیر، فیقصد داره مخذولا وملوما، ومریضا محموما، ویُظهِر أنه رجع

برونمی کند بلکہ اوخود ظالم نفس خود می باشد۔ پس اورا نہ دریا نفع بخشد نہ غدیر سودمند آید۔ پس خانہ خودرا قصد

فائزًا مقبولا، مع أنه رُدَّ فی الحافرة، ورجع بالکَرّة الخاسرة، ولکن یستر أمره

مے کند بحالت گمنامی وملامت زدگی وبیماری۔ وظاہر میکند کہ او درحالت کامیابی واپس آمدہ است۔ باوجودیکہ

خوفا من اللاعنین، وکذٰلک ینفد عمره کالمصابین.

او ہم چنان کہ رفتہ بود تہیدست می آید۔ مگر خوف لعنت کنندگان امر خودرا می پوشد۔ وہم چنین عمر خودرا درمصیبتہا

ثم یرجع من تلک البلدان، ویصبر ملیًّا من الزمان، وبعد برهة یقصد

میگزراند۔ باز ازین دیارہا مے گردد۔ ولختے از زمانہ صبر مے کند وپس از مدتے قصد ملاقات

أناسًا آخرین، فلا یری وجهَ خیر من جنابٍ، ویتردّد من باب إلی باب، و

مردمان آخر میکند۔ لیکن از ہیچ درگاہے روے نیکی نمے بیند واز درے سوئے درے میرود۔ وہمچو

یخسأ ککلاب، وتترامیٰ به مرامی الإفلاس، إلٰی فلوات الهوان والانتکاس،

سگان راندہ میشود۔ وافلاس وتہیدستی او را سوئے بیابانہائے ذلت وسرنگونی مے اندازد۔

ویجلأ من أرض إلی أرضٍ، ویکابد محن السفر لعَرَضٍ، حتی یصیر ابنَ کلِّ

واز زمینے سوئے زمینے جلا وطن میکند۔ وبرائے متاعے محنتہائے سفر میکشد تا آنکہ ہرخاک راہمچو پسرے

تربة، وأخا کلِّ غربة، یقطع کل واد، ویشهد کل نادٍ، ثم یرجع بجَرْدٍ

میگردد۔ وہرغربت راہمچو برادر میشود۔ ہر بیابانے راقطع مے نماید۔ وہر مجلسے را حاضر میشود۔ باز بہ تن برہنہ و روئے

﴿۱۰۱﴾

وَّوجهٍ كرمادٍ، ومرضٍ جلادٍ كالخائبين. لا يرى يومًا مُسلِيًا عن الأشجان،
ہمچو خاکستر۔ و مرض مہلک واپس مے آید۔ آن روزے را نمے بیند کہ ازغمہا دور کنندہ باشد
ولا قومًا مواسين كالأعوان، ولا يأتيه الحِمام، لينقطع الآلام، فيلعَن بَخُتَه
وآن قومے را نمی بیند کہ معاون وغمخوار باشند۔ و اورا مرگ نیز نیاید تاہمہ دردہا منقطع شوند۔ پس ہمچو زیان کاران
كالملعونين، وكذالك يعيش بشِنُشِنةِ الشحّاذين والسائلين إلحافًا والمعترّين.
برطالع خود لعنت میفرستد۔ وہم چنین بسیرت گدایان مے زید۔ وہمچوآن سائلان ومحتاجان کہ درپے شدہ
يأكله الإفلاس، ويدوسه الانتكاس، حتى يذهب عقله ويختلّ الحواسّ،
چیزے میگیرند عمر بسر میکند۔ تہیدستی اورا میکشد۔ ونگونساری اورا بپامیکوبد۔ تا بحدے کہ عقل اوخلل مے پذیرد و
و يريد أن ينبُط فيغيض، ويسعى أن يصعد فيتصدى له الحضيض،
حواس اومختل می گردند۔ و ارادہ میکند کہ از جائے آب برون آید۔ پس آن آب فرومیرود۔ وکوشش میکند کہ بالاتر رود
و لا يزال يسمع لعن القوم، ويوخزونه بأسنّة اللوم، وربما يضربونه علٰى
پس نشیب پیش می آید۔ وہمیشہ لعنت قوم میشنو د۔ و نیزہ ہائے ملامت دراو می سپوزند۔ وبسا اوقات برلغزشے
هفوته، مغاضبين على ما يخرج من فوهته، ويُضِبّون عليه بأدنى العثار،
اورا میزنند بوجہ سخنے کہ از دہن اوبیرون آمدہ باشد و بادنی لغزش بسیار ملامت مے کشد۔
وكادوا أن يقتلوه بالسّيف البتّار، ولا يعُدُّون عن اللَذْع والقَذَع، ولا
و نزدیک گردد کہ باتیغ بران او را قتل کنند۔ واز سوختن دل و دشنام دادن باز نمی مانند۔ وبوئے
يذيقونه رائحة كرم الطبع، بل ربما يضربونه بالنّعال، أو العصيّ والحبال،
بخشش طبع نمی چشانند بلکہ بسا اوقات اورا بکفش میزنند۔ یا بچوب ہا و رسن ہا او را می کوبند
حتّى يجد ما يجد الحائر الوحيد، ويرى كل ما كان عنه يحيد، ويقول يا ليتنى
تاآنکہ آن می یابد کہ حیرت زدہ تنہا مے یابد۔ وآن ہمہ بلا ہامے بیند کہ ازانہا کنارہ می کرد۔ ومی گوید کہ کاش

﴿۱۰۲﴾

مِتُّ قبل هٰذا وما مسّني الخزي المبيد. فيضطر إلٰى أن يختار البَين المطوِّح،

من قبل ازین مردے ومرا رسوائی ہلاک کنندہ مس نمی کرد۔ وبیقرار میشود برائے اینکہ پسند کند جدائی دور اندازندہ را

والسّير المبرِّح كالمصابين. فيمشي راجلًا، ويركض عاجلًا يغتمد اللَّيلَ،

و سیر اندوہگن کنندہ راہمچو مصیبت زدگان۔ پس میرود حالانکہ پیادہ است۔ وبجلدی پا می جنباند۔ درمی آید

ويلِج السَيل، وربما يتراء ى له شَبَحُ مرادٍ، أو يدعوه أحد بإظهار ودادٍ،

شب را وداخل میشود سیل را۔ وبسا اوقات ظاہر میشود او را قالب مراد یا او را کسے باظہار محبت سوئے خود میخواند

فيفرح ويُعدى إليه نِضْوَ عَتادٍ، بِنآدٍ واستيساد، ويُنضِي عِرُباضَه

پس خوش میشود ومی دواند سوئے او شتر لاغر آمادگی را ومی دود برنج کشیدن ودلیری نمودن بزودی و نرم روی

بوَقْدٍ[1] وذَميلٍ، وإجازةِ مِيلٍ بعد ميل، فبالآخر يلقى الخسران و

و بقطع میل بعد از میل وبانجام کار زیان کاری و محرومی را

الحرمان، ويظهر أن الداعي قد مان، ويتحقق أن سفره ابتلاء ومحلّ

می بیند۔ وظاہر میشود کہ آنکہ او را خواندہ بود دروغ گفتہ است۔ وثابت میشود کہ سفر او اورا ابتلائے

الاستهزاء، والأمل باطل وخيالٌ كتخيّلاتِ ”نزول الماء“، والمآلُ خسران

پیش آمد۔ وامیدے کہ داشت باطل است وخیال کامیابی ہمچو خیالات نزول الماء ست۔ وانجام بزیان مال

مع شماتة الأعداء. وبالآخر تُشيّبه النوائب، ويحضُره الأجل الغائب،

معہ بدگوئی و استہزاء دشمنان ست۔ وبالآخر حوادث او را پیر می کنند۔ وموت حاضر میشود۔

فيموت وهو هِمٌّ، وعليه هدمٌ، فلا يبكي باكٍ عند رفع جنازته، ولا

پس درحالتے میرد کہ او پیرپست وبروجامہ کہنہ است۔ پس ہیچ گرنیدہ بروقت برداشتن جنازہ اونمی گرید

تذرف عين على فُرقته، ويرتدّ أبناؤه بعد موته من الدين، ويتنصّرون

وہیچ چشمے برواشک نمی بارد۔ وپسران او بعدموت او مرتد میشوند و نصرانی میشوند

[1] سہو کتابت ہے صحیح لفظ وَخْدٍ ہے۔ (ناشر)

ويـلـحـقـون بالشياطين. ويـمـلـک شـر کـاؤه داره الـخرِبة، ولا يُهْدُون إليه إلّا

و باشیاطین مے آمیزند۔ و شریکان مالک خانہ خراب او میشوند۔ و بجز لعنت ہیچ ہدیہ سوئے

الـلـعـنة، فيُـقـطَـع اسـمـه مـن الـدنيـا، ويكون مآل أمره خسران الدنيا والدين،

اونمی فرستند۔ پس نام او از دنیا بریدہ میشود۔ و انجام کار زیان دنیا و دین می باشد۔

و سـواد الـوجـه فـی الـداريـن، والبـعـد مـن رب الـعـالمين.

و نیزسیاہی روبہر دوجہان درحصہ او می آید۔ و از خدا دور کردہ مے شود۔

ورجـل آخـر وُلـد فـی بيـت الشـرف والـكـمـال، والـعـزة والإقبـال،

و مردے دیگرست کہ درخانہ شرف و کمال پیدا شد۔ و در حریم عزت و اقبال وجود یافت

مـا مـسّ أبـويـه الإفـلاسُ، ومـا عَـلِـمَ مـا البـأس وخـرَّجـه الأكـيـاسُ، و

پدر و مادر او را گاہے افلاس نزدیک نیامدہ و ندانست کہ سختی چہ باشد۔ و دانشمندان اورا ادب آموختہ

يهتـزّ الـخـدام عـنـد حـر كة شـفتَيـه، ويثِبُون لتـحصُّل مـا أحبَّ لـدَيـه،

و بروقت لب جنبانیدن چاکران او مے دوند۔ و برائے تحصیل مراد اوے دوند۔

وتـری جَـفُـرَه مُـنبِـطـا، وقَـفْـرَه مُـعْشَـوشِبًـا، ومِـن كل فعلٍ يُتـرَع كِيْسُـه، و

وبہ بینی کہ چاہ‌او منبع آب و زمین او بکثرت گیاہ می دارد۔ و از ہرکارے کیسہء او پُر میشود۔ و

تـمـيـسُ خَـنْـدَلِيسُـه، ويـعـيـش حـميـدًا ويـحسبـه الـنـاس سـعيـدًا

شتر ناقہ او بناز می رود۔ و زندگی مے گذراند درحالیکہ تعریف کردہ میشود۔ ومردم اورا سعیدے

ومن الصالحين.

پندارند۔ واز صالحان می انگارند۔

بـل ربـمـا تـجـد رجـلًا فاسقًا قويمَ الشاط جمومَ النشاط، يميس فی حلل المِراح،

بلکہ بسا اوقات مردے فاسقے راخواہی یافت کہ مضبوط وکثیر النشاط می باشد۔ درلباس خوشی می خرامد

﴿۱۰۴﴾ ولا يخطى سهمه من غرض الأفراح يُسفَّد له كل لحمٍ غريضٍ على السَّفود، ويُشوَى

وتیر او از نشانہ خوشی خطا نمی کند۔ از گوشت نرم برائے او بر سیخ کباب طیار مے کنند۔ وچوزہ ہائے مرغ ہا

له الفراريج مع الرغيف المثرود، وهو يأبِز كأبوزِ الظباء ، وقد يجد كنُزا في الجَهُراء،

بہ ہمراہ کلچہ در شوربا شکستہ بریان میکنند۔ واو ہمچو آہوہاے جہد۔ وگاہے گنجے در بیابانے مے یابد

ويصيد أناسًا كالدواب بإراء ة ملامح السراب، ومع ذالك لا يرى البأساء

ومردم راہمچو چارپایان شکار میکند۔ و درخش سراب مینماید۔ و باوجود این ہیچ تنگی وتکلیف را

والحُوبة، ولا يكابد الصعوبة، ويعطَى حظا كثيرا من رؤية غِيدٍ، وسماعِ

نمی بیند وسختی رانمے بر دارد واز زنان نرم وسرود گویان بہرہ بسیار دادہ می شود

أغاريد، وأموال وبنين، وأملاک وأرضين، وغلمان وخادمين. مع

ونیز اورا مالِ وپسران واملاک وزمین‌ہا میسرمی آیند۔ و غلامان و نوکران میباشند۔ باوجودیکہ

أنه يسارع في السيّئات، ولا يتوب من الممنوعات، ولا يأخذ في كُسُعِ الهنات

او در بدی ہاے دود واز ممنوعات توبہ نمی کند۔ و درین فکر نمی باشد کہ بدی ہارا

بالحسنات، وتَلافِي الهفوات قبل الوفاة، بل يجترء على المنهيّات، ويجاوز

بہ نیکی ہادورکند۔ وقبل از وقت لغزشہائے خود را تدارک نماید۔ بلکہ برممنوعات دلیری می کند۔ و از حدود

حدود اللّٰه كالغالين. ولا يتقى بل يتبرأ من ملاقاة التُقاة، ولقاء

خدا تعالیٰ ہمچو غلوکنندگان تجاوز میکند۔ و پرہیز گاری اختیار نمی کند۔ بلکہ از ملاقات پرہیز گاران بیزار می باشد

الثِقات، ومداناة أهل الديانات، بل يرغب في مُقاناة القَينات،

واز قرب اہل دیانت نفرت می کند۔ بلکہ در آمیزش زنان سرود گویان رغبت می نماید

ومعاناة الفاسقات، ولا يسمع نصح الأجانب ولا الأقارب، بل يأبِر

و برائے دیدن زنان بدکار خواہش میکند۔ و نصیحت نزدیکان و بیگانگان نمی شنود۔ بلکہ نصیحت کنندگان

﴿۱۰۵﴾

اَلــنــاصــحــيــن كــالــعقارب، ولا يلتفت إلى وصايا الحيّ، بل يصول عليهم كالحَيّ☆

راہمچو کژدمہا نیش مے زند۔ وسوئے وصیتہائے قبیلہ التفات نمی دارد۔ بلکہ ہمچو مارے برایشان حملہ مے کند

ولا يَفيء مَنْشَرُه إلى الطيِّ، بل يزيد كل يوم في إثم مبين. ويركَب كلَّ فرسٍ

وبازنمی گردد نامہ پراگندہ او سوئے پیچیدن۔ بلکہ ہر روز در گناہ ترقی مے کند۔ وسوار میشود براسپانے کہ

أَوْظِفةِ القوائمِ هيكلٍ، ويسبِق كلَّ ألدَّ ذي حَنَق ويشابه العَنْدَل،

دست وپائے شان سبک اند وطویل وعریض اند۔ واز ہر خصومت کنندہ شدید العداوت قدمش پیشتر مے باشد

ويُنفِد أيام العمر كخليع الرَسَن مديدِ الوَسَن، يباعد دارَه عن دار أهل الصلاح،

ودر بدن شتر بزرگ سرا میماند۔ و ایام عمر خودرا ہمچو رہا کردہ رسن شہوات و درازی خواب میگذراند۔ وخانہ خودرا ازخانہ

ويشافن بأهل الفسق والطلاح، لا يحلّ مسجدًا بل يطلب عَسْجَدًا، ويميل

اہل صلاح دور میگرداند۔ وبا اہل فسق وبدبختی مے نشیند۔ وہیچ مسجدے را اندر نیاید۔ بلکہ زرمی طلبد۔ وسوئے

☆ **حاشية:** قال بعض البراهمة إن التفاوت مِن أعمال النشأة السابقة. واعلم أنهم

بعض براہمہ می گویند کہ تفاوت مراتب مخلوقات بباعث اعمال پیدائش سابقہ است۔ وبدان کہ این قومے

قوم يعتقدون بالتناسخ نظرًا على تفاوت مراتب المخلوقات، ويقولون إن

ہست کہ اعتقاد تناسخ دارند۔ بدین خیال کہ تفاوت مراتب مخلوقات را بجز این وجہے نیست۔ ومیگویند

أنواع الحيوانات قد حدَثتْ من أنواع الحسنات والسيئات، وأصرّوا على هذا وجاء وه

کہ انواع جانداران از انواع نیکی ہا وبدی ہا پیدا شدہ اند وبرین اصرار مے کنند واتفاق میدارند

مُوعِبين. وأنت تعلم أنّ هذه الأوهام ما ظهرت من منبعِ بصيرة، ولا من لُجّة

کہ ہم چنین ست۔ وتو میدانی کہ این اوہام محض اند۔ واز چشمہ بصیرت ظاہر نشدہ اند۔ ونہ از دریائے معرفت صحیحہ

معرفة صحيحة، وما قامت عليها حجة من حجج قاطعة، بل تشبّثوا بها عند عَمَهٍ

بیرون آمدہ اند۔ وہیچ حجتے برآن ہا قائم نشدہ است۔ بلکہ این مردم در وقتِ حیرت و

﴿۱۰۶﴾ إلـی نـاجُـودٍ وباطئةٍ، مملوّةٍ من صهباء محمرّة، فی حَلَقة ملتحمة، ونظّارة مزدحمة.

پیالہ ہائے شراب می خمد۔ ومیخواہد کہ پیالہ ہائے از شرابِ سرخ اورا دادہ باشند۔ وشراب را در رفیقان یک جہت

یتـخـذ دنیـاہ صـنـمًـا فـفیه یرغب، وبها یکلَف وعلیها یکلَب، وفیها یتنافس فی

ودرانبوہ مرد مان می نوشد۔ دنیائے خود را بتے میگیرد۔ پس دران رغبت میکند وبد وحریص می باشد وبرو آرزو مند میماند

کـل حیـن، ولا یتـزوّد من العقبیٰ والدّین. یذهب عمره فی اکتناز الذهب، وتطلّعَ

وہر وقت برو فخر میکند۔ وہیچ توشہ از عقبیٰ ودین نمی گیرد۔ ہمہ عمر او در فراہم آوردن زر میرود۔ وآرزومندے

الشحُّ عـلـی قـلبـه کـذات اللّهب، ومِن کلِّ طرف یعطِف علیه القلوبُ، ویُسنّی

دنیا بردل او ہمچو آتش افروختہ مشتعل میباشد۔ واز ہر طرف دلہا برو مہربانی میکنند۔ ومطلب او برائے

لـه الـمـطـلوب، ولا تعطَّلُ قدوره ولا جِعالها، ولا ینصاع أیامه ولا إقبالها، ویُذَبُّ

او آسان کردہ میشود ودیگہائے او معطل کردہ نمی شوند ونہ دستمالہائے آن دیگہا بیکار میماند وروز ہائے او از وے

وحیـرةٍ ، وعـدمِ الـوصـول إلـی حـقیـقة أصـلیة، ولـغـوبِ الفکـر وقلّة درایة، ومـا

وسرگردانی۔ ومحرومی از حقیقت اصلیہ۔ ونیز بباعث فرو ماندن فکر وکمی درایت بدین اوہام

استـطاعوا أن یقیموا دلیلًا علیها، بل أنت ستعلم أن الدلائل قامت علیٰ ما خالفها کما لا یخفی

پنجہ زدند۔ وطاقت نداشتند کہ بران دلیلے قائم کنند۔ بلکہ تو عنقریب خواہی دانست کہ دلائل برمخالف وہم شان

عـلی المستبصرین. وکـان عـلیهـم أن یُثبِتوا أنّ الروح الذی انتقل من الدنیا بالیقین

قائم شدہ اند۔ واین بار ثبوت برگردن شان بود کہ ثابت کنند کہ روحیکہ ازین جہان رفتہ بود۔ کدام

رجـع إلیهـا ثـانیًـا، ورآه حـزبٌ مـن الشـاهـدیـن، فـمـا أتـوا بـالشهداء کالصادقین

گواہان ہستند کہ روبروئے شان باز آمد۔ پس ہیچ گواہے پیش نکردند۔

وکـفـاک مـن وجـوه بـطـلان هـذه الـعـقیـدة الفاسدة، أنها یخالف نظام الرحمانیة

وترا بربطلان این عقیدہ این دلیل کافی ست کہ این عقیدہ ہا بنظام الہیہ مخالف افتادہ اند۔

بقیۃ الحاشیۃ

﴿۱۰۷﴾

جُحالُه، ويبارَك له زُلاله، لا يرى يوم الحرمان فى النعماء ، ولا ينحو بَخْتُه نحو

نمی گریزند و نہ اقبال آن روزہا۔ و زنبورہائے او دفع کردہ میشوند۔ و درآب شیرین او برکت داشتہ می آید۔ در

الانكفاء ، مع أنه ينفد عمره فى الفحشاء . لا تسقط عليه صاعقة، ولا تلدَغه

نعمتہائے خودروزمحرومی نمی بیندونہ طالع اوسوئے برگشتگی قصہ میکند باوجودیکہ اوعمرخوددر بدکاریہامیگزراند۔نہ بروے صاعقہ

حيّةٌ، ولا يُمحىٰ اسمه من الأرضين، بل يكثر أولاده، ويجمع حوله أحفاده.

می افتد۔ و نہ اورا مارے میگزد۔ و نام او از زمین محو کردہ نمی شود بلکہ اولاد او اولاد اولاد او بسیار مے شود۔ در

يملك الصدرَ فى كل ناد محشود، ومحفل مشهود، ويُحسَب مِن بدور

ہر مجلسے کہ مجمعے دارد صدر نشین مے گردد۔ و در ہر مجلسے کہ درو اکابر حاضر می آیند امیر ایشان او

المحافل، ورؤوس الأسافل، ويقوم خَدَمُه عند رأسه، حتى يهبّ من نعاسه،

می باشد۔ و اورا ماہ تمام محافل وراس ورئیس تمام مردمان می دانند۔ وخدمتگاران برسراو ایستادہ مے باشند

**بقیہ الحاشیہ**

الإلهية، ويجعل اللّٰهَ الكامل القادر الخالق كالضعفاء المعطَّلين. وأنت تعلم أنه

واین عقیدہ خدائے کامل راہمچو کمزوران وبیکاران میگرداند و تو میدانی کہ خدا تعالیٰ

خلق كثيرا من الآلاء والنعماء للإنسان،وما كان وجودُ الإنسان ولا وجودُ أعماله

بسیارے ازنعمتہا برائے انسان پیدا کردہ است ودروقت پیدا کردن آن نعمتہا از انسان واعمال اونام

فى تلك الأوان، كما أنه خلق الأرض والسماء ، والشمس والقمر وكل ما شاء ، فى الأفلاك

ونشانے نبود۔ چنانچہ او تعالیٰ زمین و آسمان وشمس وقمر وہرچہ خواست در آسمان و زمین پیدا

والأرضين، لينتفع بها الناس بإذن رب العالمين.ولا شك أن وجود الإنسان ووجود

کرد۔ تا کہ تمام مردم از آنہا فائدہ بردارند و ہیچ شک نیست کہ وجود انسان و وجود اعمال

أعماله بعد وجود هذه المخلوقات، كما ترىٰ أن وجودنا مسبوقة لوجود الأرض

اوپس از وجود این مخلوقات ست۔ چنانچہ می بینی کہ وجود ما برائے وجود زمین و آسمان مسبوق

﴿۱۰۸﴾

وَيـأكـل ويشـرب حتّى يكـون بـطـنـه كـالقُبّة، ويشرب الحَلَبَ مِلْأَ العُلبة، و

تابوقتیکہ از خواب خود بیدار شود۔ و می نوشد و می خورد تا آنکہ شکم او ہمچو گنبدے میشود۔ و شیر چندان می نوشد کہ ظرف

لا يـأخـذه توخُّمٌ ولا يكون من المبطونين. يـركب على كل مطيّةٍ وَطِيّةٍ، ويكون

کلان شیر را خالی میکند۔ مگر طعام او در معدہ فاسد نمی شود۔ و نہ او را درد شکم می گیرد۔ بر چنان اسپے سوار میشود کہ

لـه تـنـعُّـمـه كعطيّة، ويشغفه الأملاك والغلمان، ولا يدرى ما الإيمان. لا يغادر

نمی جنباند او را۔ و تنعم او او را مثل عطیہ می باشد۔ و محبت ملکہا و غلامان در دل او می نشیند۔ و نمی داند کہ ایمان

صغيرة ولا كبيرة، ولا يُثنـى عـليه خُلقًا وسيرة، ومع ذٰلک يكون مرجَعَ الخواصّ

چہ باشد۔ نمی گزارد صغیرہ را و نہ کبیرہ را۔ و کسے تعریف خلق و سیرت او نمی کند۔ و باوجود این ہمہ خرابی ہا او مرجع

والـعـوامّ، ويـصــافـونــه بـالـحـبّ التـامّ، حتى يـكـون قبـره بعد موتـه معتمَرَ

خواص و عوام می باشد۔ و بکمال محبت او را دوست میگیرند۔ تا آنکہ قبر او بعد از مردن او زیارت گاہ زائران

بقیہ الحاشیہ

والسـمـاوات والـعـنـاصـر التـى عـليهـا مـدار الحياة، والإنكار جهل وسفاهة، ومن

افتادہ است۔ و ہمچنان در مرتبہ وجود بعد از عناصر است۔ چرا کہ این ہمہ چیزہا مدار حیات انسان اند۔ و ازین

قبيـل الـمكابرات، فالرحيم الذى خلق لنا قبل وجودنا كثيرا من النعماء ، كيف يُظَنّ

واقعہ انکار کردن از قبیل جہالت و کم عقلی و مکابرہ است۔ پس آن مہربان کہ قبل از پیدائش ما چندین

أنــه بـدّل قـانـونــه بـعـد تـلـک الآلاء ، وفـوّضـنـا إلـى أعـمالنا كبخيل وضنين؟ ثم

نعمتہا پیدا کرد۔ چسان گمان کردہ آید کہ او بعد عطائے این نعمتہا قانون خود را تبدیل کرد و ہمچو بخیلے ما را با عمال

الذين انغمسوا فى هذه التوهّمات، وظنّوا أن هٰذا العالم يدور على مِحْوَر التناسخات

ما گذاشت۔ باز آنانکہ درین توہمات غرق شدہ اند۔ و گمان کردہ اند کہ این جہان بر محور تناسخہا گردش میکند

يـقـولـون إنــه لـيـس أحـدٌ خـالـقَ أصـلِ الـمخلوقـات، بل كل روح قديم وواجب

این مردم میگویند کہ اصل مخلوقات را کسے پیدا نکردہ است۔ بلکہ ہر روح بمثل خدا تعالیٰ واجب الوجود

الزائرین، وتتعهدها صباح ومساء زُمَرُ المعتقدین.

مے گردد۔ و ہر صبح وشام معتقدان بر مزار شریف او بتعهد مے روند۔

وما قام دلیل علی کَوُرِ هٰذا الإنسان، وحَوُرِ الرّجال الذین سمعتَ

وہیچ دلیلے بر اقبال این شخص قائم نشده است که چرا این چنین نعمت وعزت حاصل کرده ونه

ذکرهم فی سابق البیان، ولا یُدرَی کیف وقع قوم فی ید النخّاسین،

دلیلے بر ادبار آن کسانے تاحال بدست آمده که ذکر مصیبت شان پیش زین شنیدی وہیچ معلوم

وآخرین دخلوا فی المنعَمین.

نمی گردد که چرا قومے در دست برده فروشان افتادند۔ وچرا قومے دیگر درمنعمان داخل کرده شدند

فهذه أسرار لا تبلغ الأنظار منتهاها، ولا تدری الأفکار مغناها، فإذا

پس این رازہا ہستند که دیدہا تا انتہائے آن نتوانند رسید۔ وہیچ فکرے مرکز اقامت آنہارا نمے داند۔

بقیۃ الحاشیۃ

کمثل الله وکذٰلک أجزاء المرکبات، وهذا هو الأمر الذی لزِمهم من إنکار صانِع

است۔ وہم چنین ماده اجسام واجب الوجود است۔ واین ہمان امر است که بوجہ انکار صانع موجودات

المصنوعات. فإنهم لما أنکروا بوجود البارء الصَنّاع، اضطرّوا إلی أن یُقرّوا بقِدم

اوشان را لازم آمد۔ چراکہ اوشان ہرگاه که از وجود صانع عالم انکار کردند۔ برائے تراشیدن این عقیده

الأشیاء، فجعلوا کل شیء واجب الوجود، مضطرین. وظنوا أن صانِع العالم

مضطر شدند که عالم قدیم ست۔ پس در حالت اضطرار ہر چیزے را واجب الوجود قرار دادند وگمان کردن که صانع عالم

أحدٌ منهم فی الوجوب والقِدم کالمتشارکِین. فهذا دلیل آخر علی إبطال أوهامهم،

ہمچو شریکان یکے از ایشان ست۔ پس این دلیل دیگر بر ابطال عقیده ایشان ست

وردٌ کلامهم عند المحققین. فإن اللّٰه الذی هو قیّوم الأشیاء، وبه بقاء الأرض

چراکه الله آن ذاتے که قیوم اشیاء ست وبقائے زمین وآسمان

﴿۱۱۰﴾

وَجدتَ هٰذه المُعضلات فی أفعال اللّٰه فکیف لا یوجد مثلها فی أقوال اللّٰه؟

پس ہرگاہ کہ این عقدہ ہائے لاینحل درکارہائے خدا تعالیٰ موجود اند۔ پس چرا در گفتارہائے او نظائر☆ نباشند

ما لک لا تقیس أقوال الحکیم علی أفعال الحکیم؟ مع أنهما کالمرایا المتقابلة،

تراچہ پیش آمد کہ اقوال حکیم را برافعال حکیم قیاس نمی کنی۔ باوصف اینکہ آن ہر دو مثل آئینہ ہائے

وکالتوأَمین فی المشاکلة، فلا بدّ فیهما من وجود المناسبة، وتحقُّق المشابهة.

متقابلہ ہستند۔ ومثل دو بچہ توام درمشابہت ہستند۔ پس وجود مناسبت درآن ہر دو ضروری ست

فلا تجاوزِ الحد الذی یسنّی الأمرَ المعضل، ولا تردّ الأمر الصحیح الذی

وتحقق مشابہت از واجبات است۔ پس ازان حدے بیرون مشوکہ آن مشکل را آسان میکنند۔ وآن امر صحیح

یجب أن یُقبَل، ولا تکن من المتعصبین.

راردمکن کہ قابل قبول است۔ واز متعصّبان مشو۔

بقیہ الحاشیہ

والسماء ، کیف یمکن أن یکون أحدٌ من الموجودات، ویساویهم فی الوجوب وقدم

بادیست۔ چگونہ ممکن است کہ یکے ازموجودات باشد و در وجوب وقدامت بدیشان برابر

الذات؟ ولو کان البارئُ أحدًا منهم وعلی درجة المساواة، فکیف تکون ربوبیته

باشد۔ اگر خدا تعالیٰ یکے ازمخلوقات بودے وبہمہ ممکنات درجہ مساوات داشتے۔ پس چگونہ ممکن بود کہ ربوبیت

محیطةً علی الأرواح وأجساد الکائنات؟ بل هو إذ ذاک یکون کالإخوان للآخرین، لا مبدأ

او بر جمیع ارواح واجساد احاطہ کردے۔ بلکہ درین وقت دیگران راہمچو برادران بودے۔ نہ کہ مبدء

الفیض ورب العالمین. وشتّان بین هذه الحالات وبین قیّومِ السماوات و

فیض ورب العالمین۔ وبنگر چہ نسبت است این حالات را با ذات قیوم السموٰات والارض

الأرضین. ثم حینئذٍ لا تبقی دلالةُ شیء علی وجوده، وکیف الدلالة إذ لم یخلق

باز این فساد لازم می آید کہ درین صورت بروجود باری ہیچ دلیلے قائم نمی تواند شد۔ وچگونہ دلیل قائم

☆ ایڈیشن اول میں یہ لفظ موجود نہیں تاہم روحانی خزائن میں اسے مثل کے ترجمہ کے طور پر دیا ہے۔ (ناشر)

| |
|---|
| یآ عباد اللّٰہ، اسمعوا، ثم فکّروا ثم اقبَلوا إن کنتم طالبین قد مات نبی اللّٰہ عیسیٰ، و |
| اے بندگان خدا بشنوید۔ باز فکر کنید باز قبول کنید اگر جویندگان ہستید۔ در این شک نیست کہ نبی اللہ عیسیٰ وفات یافت |
| أخبرنا عن موته خیرُ الخَلق وسیّدُ الوریٰ، ثم شهد علی موته کثیر من أهل العلم والنهیٰ، |
| و مارا از موت او بہترین مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم خبر داد۔ باز برموت او بسیارے از عالمان و عاقلان گواہی دادند |
| کما شهد شاهدٌ عند وفاة نبیّنا المصطفٰی، أعنی خلیفة اللّٰہ الصدّیق الأتقٰی. |
| چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ خلیفۃ اللہ وصدیق واتقیٰ بود |
| وکذٰلک ذهب إلیه کثیر من الأکابر والأئمة، وما جاء لفظ ”رجوع“ |
| وہم چنین بسیارے از اکابر وامامان بسوئے موت مسیح رفتہ اند۔ ولفظ رجوع مسیح در پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم |

**بقیۃ الحاشیۃ**

| |
|---|
| شیئًا بل تباعد عن حدوده؟ ولا یفتی القلب السلیم، والعقل القویم، أن یبقی وجود |
| شود۔ چرا کہ او چیزے پیدا نکرد۔ بلکہ از مخلوقات دور ماندہ و دل سلیم و عقل درست فتویٰ نمی دہد کہ وجود |
| الباری بغیر دلیل وبرهانٍ مبین ثم لَمَّا سلّموا أنّ أنواع المخلوقات نتیجة ضروریة |
| باری از دلیل خالی باشد۔ باز این مردم چون تسلیم کردند کہ انواع مخلوقات اقسام نیکی ہا و |
| لأنواع الحسنات والسیّئات، لزِمهم أن یُقرّوا بأن أقسام الحیوانات لا یُجاوز أقسامَ الحسنة |
| بدی ہا را بطور نتیجہ ضروریہ است۔ ایشان را لازم آمد کہ این ہم اقرار کنند کہ اقسام جانوران از اقسام نیکی و بدی |
| والسیّئة، وهٰذا باطل بالبداهة والمشاهدة الحسّیّة. فلا شک أن هٰذه |
| متجاوز نیستند۔ و این خیال بہ بداہت باطل و از مشاہدات حسیہ دروغش ظاہر است۔ پس ہیچ شک نیست |
| الأوهام قد نُحِتت من تلفیقات إنسانیة، وتجویزات اضطراریة، فإنهم إذ لم |
| کہ این خیالات از منصوبہ ہائے انسانی اند۔ و از قبیل تجویزات اضطراریہ ست۔ چرا کہ اوشان چون |
| یهتدوا إلی الحق، ألقوا الآراء رجمًا بالغیب کالعامهین، وما کانوا مهتدین.☆ |
| حق را نیافتند۔ رجمًا بالغیب رائے ہا ظاہر کردند۔ و چون سرگشتگان سخنہا گفتند۔ |

**نوٹ:** اعجبنی عقل البراهمة انهم جمعوا التناقض فی العقیدة. ویعتقدون بوجوب العذاب علی سیّئات سابق الزمان. ثم یدعون ربهم لکشف العذاب عنهم عند المکاره والامراض والخسران. بل بعضهم یدعون بالاصرار. ویجلسون فی موقد النار. بکد وتعب فی هواجر ذات لهب. ولا یفکرون فی هذه التناقض کالعاقلین.

مرا عقل براہمہ در تعجب انداخت۔ ایشان تناقض را در عقیدہ خود جمع میکنند۔ اعتقاد میدارند کہ عذاب بوجہ گناہان سابقہ ضروری ست باز برائے دور کردن عذاب دعا ہا میکنند۔ بلکہ بعض مردم از ایشان باصرار دعا ہا میکنند۔ و در جائے کہ از فروغش آتش مے تپش ہا میشینند و [illegible]۔ و در آتش نشستن اوشان در وقتے باشد کہ آفتاب بہ نیم روز میرسد و شدت تپش پیدا شود و در این تناقض ہیچو عاقلان فکرے نکنند۔ منہ

﴿۱۱۲﴾ الـمسيح فی نبأ خير البريّة، بل لفظ "النـزول" إلى هٰذه الأُمّة. وشتّان ما بين

نیامدہ است بلکہ لفظ نزول مسیح آمدہ است و در لفظ رجوع و

الرجوع وبين النـزول عند أهل المعرفة. فاتقوا اللّٰه يا معشر المؤمنين،

لفظ نزول فرقے ست بسیار کہ اہل معرفت میدانند پس اے گروہ مومنان از خدا بترسید۔

واقبلوا الحق يا حزب الصّالحين.

و اے صالحان حق را قبول کنید۔

واعـلـمـوا أن قُـرُب الـلّٰـه لیـس إرثًـا مـقبوضًا لأحدٍ، بل تداولُ هذه الأيام من

وبدانید کہ قرب خدا ورثہ کسے نیست بلکہ این ایام از خدا تعالیٰ دست بدست

**حاشیہ**

ثـم مـن الـمـعـلـوم أن الأمر لو كان كذٰلک من ربّ الكائنات، لوجب أن يكون قلّة

باز این امر معلوم ست کہ اگر تناسخ درست ست پس می باید کہ قلت مردم و کثرت

الـنـاس و كثـرتهـم تـابعا لتغيُّر عدد الحيوانات، وهٰذا باطل بالبداهة، وكذب بَحتٌ

اوشان تابع قلت وکثرت حیوانات باشد۔یعنی چون حیوانات بسیار شوند ایشان کم شوند۔ وچون حیوانات

عند نظر التجربة، لأنّا نشاهد غير مرة فی أيام البُسُرات، كثيرا من الأَذِبّة والحشرات،

شوند ایشان بسیار شوند۔واین امر ببداہت باطل ودروغ محض ست۔ چرا کہ ما در ایام برشکال بارہا مشاہدہ

والهـوامّ والديدان والضفادع وأنواع الحيوانات، ونعلم أنها أضعاف مضاعفة من

میکنیم کہ بسیارے از جانوران خورد وگزندہ وکرمہا وغوک ہا ودیگر اقسام حیوانات می برآیند۔ ومیدانیم کہ آنہا

عـدد نوع الإنسان، بل لا يوجد الناس عُشْرَ عَشيرها عند الحُسبان. فلو كانت هذه

از عدد نوع انسان چندد رچند زیادہ است۔ بلکہ انسان بقدر عشر عشیر آنہا ہم نیست۔پس اگر این جانداران

الحيوانات أرواح الآدميين، فلزم أن لا يبقى فی الخريف نفس واحدة منهم فی

ارواح آدمیان بودندے پس لازمی می آید کہ در ایام برشکال ہیچ فردے از نوع انسان در زمین موجود

أمر ربّ صمد، يلقى الروح علٰى من يشاء ، وكذالك تقتضى العظمة والكبرياء

مے گردند۔ بر ہر کہ میخواہد کلام خود مے اندازد۔ وہم چنین عظمت وکبریاء او تقاضا کردہ است

أأنتم تجادلونه علٰى ما فعل أو تقومون محاربين؟ ففكّروا بفكر لا يشوبه زيغ

آیا شما با وے جنگ خواہید کرد کہ چرا چنین کرد یا برائے محاربہ او خواہید ایستاد۔ پس چنان فکر کنید کہ درآن شائبہ کجی

ولا مَيل، وطَهِّروا قلوبكم من كل تعصب ولا يُذْهِبُكم سَيل. أَرُوا تقواكم تقواكم،

ومیل نباشد۔ و دلہائے خودرا صاف کنید چنان مبادکہ سیل تعصب شمارا برباید۔ پرہیز گاری خود بنمائید پرہیز گاری

يا أبناء المتقين. واعلموا أن اللّٰه قد أقامنى وبعثنى وكلّمنى، فاتقوا أن تحاربوا

خود بنمائید اے فرزندان پرہیز گاران۔ وبدانید کہ مراخدا قائم کردہ است ومرا مبعوث کردو مرا ہمکلام شد۔ پس بترسید

بقیۃ الحاشیۃ

الأرضين، ولكنا لا نرىٰ هناك نقصانًا فى عدد نوع الإنسان، مع كثرة تكوُّن

نماندے۔ مگر مادران وقت ہیچ نقصانے درشمار نوع انسان نمی یابیم۔ باوجودیکہ حشرات

حشرات الأرض والديدان، بل نراهم كل يوم متزايدين. وأمّا قولهم أنها

الارض وکرمہا بکثرت درزمین متولد میشوند۔ بلکہ روز بروز آنہارا زیادہ مے یابیم۔لیکن این قول اوشان کہ

أرواح تتنزّل من معمورة السماوات، فهٰذه تكلفات واهية ومن قبيل

کرم وغیرہ کہ درایام برشکال پیدا می شوند آن جانہا ہستند کہ از معمورہ آسمان فرود می آیند۔ پس این تکلفات واہیہ ہستند

الخرافات، نُحتتُ عند فقدان الدلائل وورود الاعتراضات، وما أرى

واز قبیل خرافات۔ کہ بوجہ نہ پیدا شدن و ورود اعتراضات ساختہ شدہ اند۔ وما ہیچ دلیلے نمی بینیم

دلائل أقيمتُ على تلك الخيالات، بل هى كلمات غير معقولة تخرج من أفواههم

کہ برین خیالات قائم کردہ باشند بلکہ این کلمات غیر معقول اند کہ بے ثبوت از دہان شان مے

من غير الإثبات، كمثل غريق يتشبّث بالحشائش خوفًا من الممات

برآیند۔ ہمچو غریقے کہ بخس و گیاہ پنجہ میزند بدین خوف کہ مبادا بمیرد۔

﴿۱۱۴﴾

اٰللّٰہ متعمّدین. لا فُلْکَ فی یومی ھذا إلا فُلْکی، وإنّ یدی ھٰذہ فوق کل یدٍ

ازین کہ دیدہ دانستہ بمقابلہ خدا بجنگ بیرون آئید۔ امروز بجز کشتی من ہیچ کشتی نیست۔ و این دست من برتمام

تبتغی مرضاۃ ربّی، فلا تنبذوا الحق بعد ظھورہ، ولا تجعلوا أنفسکم من

آن دستہا واقعہ است کہ رضاء رب من میخواہند۔ پس راستی رابعد ظہور آن از دست میفگنید۔ وخود را مورد سوال

المسئولین. وبعزۃ ربّی وجلالہ، لستُ بکافر ولا معتدٍ من أقوالہ ولا مرتدّ ولا

الٰہی مگردانید۔ ومراقسم عزت خدا وقسم بزرگی او کہ من نہ کافرم ونہ ازکلام اوبیرون روندہ ام ونہ مرتدم ونہ

من الملحدین. بل جاء کم الحق فلا تُعرضوا عن الحق کارھین. وقد تقوّٰی مذھبنا

ملحدم بلکہ بشما حق رسید۔ پس بکراہت ازان اعراض مکنید۔ ومذہب ما بشہادتہائے احادیث

ولو کان فی السّماوات ونجومھا وشموسھا وأقمارھا أناس ساکنین مطمئنین،

و اگر در آسمانہا و ستارہ ہا و آفتاب و ماہتاب مردمان آباد بودندے

لکان معھم کثیر من الحیوانات والحشرات التی انتقلت أرواحھا من أجساد

ہر آئینہ لازم بود کہ بان مردم دیگر ازان جانوران ہم بودندے کہ بطور تناسخ صورت آن جانوران

الآدمیین، ولکان ذٰلک النظام أکملَ وأتمَّ کنظام الأرضین، غیرَ محتاج

قبول کردہ اند۔ وہر آئینہ آن نظام ہمچو نظام زمین ہا کامل بودے ۔ وبہ دیگر معمورہ

إلی معمورۃ الآخرین. فبأی ضرورۃ تَلْجَأُ الأرواح حینئذ إلی النزول؟

محتاج نبودے۔ پس درین ہنگام کدام ضرورۃ ارواح راپیش آمدہ بود۔ تابر زمین نازل شوند

وکیف یستقیم ھٰذا التأویل عند العقول؟ ألیس فی حُماۃ ھٰذہ

وچگونہ این تاویل نزد عقول صحیح متصورے تواندشد۔ آیا از پابندان این عقیدہ ہیچکس

العقیدۃ رجل من المستبصرین؟

بصیرتے ندارد۔

حاشیہ

بتظاهر الأحاديث والفرقان، ثم بشهادة الأئمة وأهل العرفان، ثم بالعقل

وفرقان قوت یافتہ است باز قوت آن بشہادت ائمہ واہل عرفان دوچند شد۔ باز عقل او را کہ

الذی هو مدار التكاليف الشرعيّة، ثم بالإلهام المتواتر اليقيني من حضرة العزة،

مدار تکالیف شرعیہ است قوت داد۔ باز از الہامات متواترہ یقینیہ قوت یافت

فكيف نرجع إلى الظن بعد اليقين؟ بل نحن أوينا إلى الركن الشديد، واعتصمنا

پس چگونہ ازیقین بسوئے ظن رجوع کنیم بلکہ ما بسوے رکن شدید رجوع کردیم وبرسن خدا تعالیٰ

بحبل الله المجيد، وما جئنا بمحدَثات كالمبتدعين.

پنجہ زدیم۔ و ہیچ بدعتے ہمچو بدعتیان نیا وردیم۔

ثم لَمّا جرت العادة أن كل حشرة تتكون فی تلک الأيام، وكذالک وقعت

باز چون عادت ہم چنین رفتہ است کہ ہرقسم جانور خورد درین موسم پیدا می شود۔ وہم چنین نظام

فی قانون الله صورة النظام ، ولا تبلغ إلى هذه الكثرة فی غير

قانون الٰہی واقعہ شدہ وبجز این روزہا این کثرت جانوران نمی باشد ۔

تلک الأيام المعدودة، فلو كان سبب هذا انتقال أرواح الناس إلى

پس اگر سبب آن این باشد کہ در موسم برشکال ارواح آدمیان در

الحشرات فی أيام البُسُرات، لكان هذا الأمر من معضلاتٍ غير منحلّة

حشرات منتقل مے شوند۔ ہر آئینہ این محل از مشکلات لاینحل خواہد بود۔

عند التحقيقات، بل من أمور بديهي البطلان والمحالات، ومورد كثير

بلکہ ازان امور خواہد بود کہ بدیہی البطلان ومحال اند۔ وبسیارے از

من الاعتراضات، عند كل ذی رأی متين.

اعتراض ہا بران وارد خواہند شد۔

بقیہ الحاشیہ

﴿۱۱۶﴾ وقد علمتم أن المسيح الموعود، يكسر الصليب المعضود، فهٰذا هو الزمان
وشما دانستہ اید کہ مسیح موعود صلیب نصاریٰ را کہ حمایت آن کردہ می شود خواہد شکست۔ پس این زمان ہمان زمان ست
إن كنتم موقنين. أما ترون كيف يُعلَى الصليب، وكيف تُفشّى فى شأنه الأكاذيب،
اگر شما یقین کنندگان ہستید۔ آیا نمی بینید کہ چگونہ شان صلیب بلند کردہ شد۔ وچگونہ خبرہائے دروغ درشان آن
وإلى أيّ حدود بلغ الأمر، وكثر الخنزير والخمر، ودِيْسَ الإسلام تحت أقدام
منتشر میشوند وے بینید کہ این امر را نوبت بکجا رسیدہ است۔ وخنزیر وخمر بسیار شد۔ واسلام زیر قدم مفسدان و
المُغْوِين المفسدين؟ أليس فى أحاديث خير الكائنات، وأفضلِ الرسل ونُخبةِ المخلوقات،
اغواکنندگان پامال گشت۔ آیا این امر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ افضل الرسل وبرگزیدہ مخلوقات ست

بقیۃ الحاشیۃ

أتظن أن بنى آدم يُذنبون فى تلك الأيام أكثر من أيام أخرىٰ، فيموتون
آیا گمان ے کنی کہ مردمان درہمین روزہا آن قدر گناہ می کنند کہ درروزہائے دیگر نمی کنند۔ پس می میرند
و ينقلبون إلى الحشرات جزآءً من ربّهم الأعلىٰ؟
و ارواح شان درحشرات برائے سزا دادن داخل کردہ ے شوند۔
فانظر.. أهذا أمر يقبله قلبك بالثلج التام، أو يشهد عليه قانون اللّٰه
پس غور کن آیا این امرے ست کہ دل تو آنرا بہ تسلی نام قبول میکند۔ یا قانون خدا ونظام خدا بروگواہی
وصورة النظام؟ ثم إنّا نشاهد أن كثيرًا من الحشرات والديدان الصغار،
ے دہد بازمے بینیم کہ بسیارے از جانور ہائے خورد وکرم ہائے خورد
تخرج من أقصى طبقات الأرض عند حفر الآبار، بل توجد فى مياهها
وقت کندیدن چاہ ہا از طبقہ ہائے زیر زمین ے برآیند۔ کہ دورتر از سطح زمین می باشند بلکہ در چاہ ہائے نو
ديدان دقيقة كالصِئبان، لا يخفى عند الامتحان، أو تتراءى بآلاتِ
کندیدہ این چنین کرمان وجانوران ہمچو بیضہ سپش یافتہ می شوند کہ پوشیدہ نمی مانند یا بخوردبینہا مشہود می شوند

أنّ المسيح الموعود لا يجيء إلا عند غلبة الصّليب وفتنها الموّاجة في الجهات؟ ﴿۱۱۷﴾

یافتہ نمی شود کہ ضرور است کہ مسیح موعود درہمان وقت آید کہ وقت غلبہ صلیب باشد وفتن ہائے صلیب ہرطرف درتموج

فهذا هو الأصل المحكم لمعرفة وقت المسيح ومِن أعظم العلامات. فإن كنتم

باشند پس برائے شناخت وقت مسیح این اصل محکم است واز بزرگتر علامت ہاست۔ پس اگر شما این

تظنون أن المسيح ما جاء علٰى رأس هذه المائة، وفتن النصارى لم تبلغ إلٰى

گمان میکنید کہ مسیح موعود برسر این صدی نیامدہ ست وفتنہ ہائے نصاریٰ تاہنوز بدرجہ کمال

غايتها المقصودة، فلزمكم أن تعتقدوا بامتداد هذه الفتن إلٰى رأس المائة الثانية، أو

نرسیدہ اند۔ پس این امر شمارا لازم می آید کہ اعتقاد کنید کہ این فتنہ ہا تا سرصدی دوم طول خواہند کشید۔ یا

تحديدِ البصر باليقين. فالآن ما رأيك؟ أتزعم أن الأرواح تنزلت أوّلًا علٰى

پس اکنون رائے تو چیست۔ آیا گمان تو این ست کہ اول روحہا برسطح

سطح الأرض من العلى، ثم خُسفت وبلغت إلى منتهى طبقات الثرىٰ؟ فاتق الله يا

زمین نازل شدند باز درزمین فروشدند تا آنکہ تا آخری طبقات زمین رسیدند۔ پس اے مسکین از خدا بترس

مسكين. وإن قلتَ: فما بال الناقصين الذين ماتوا علٰى حالة النقصان، وانتقلوا

اگر بگوئی کہ حال آن ناقصان چیست کہ درحالت نقصان بمردند وازین دنیا

من هٰذه الدنيا مع أثقال العصيان، فإنهم ما يُرَدّون إلى الدنيا ليتداركوا ما فات، فكيف

ببارہائے عصیان درگزشتند چراکہ اوشان وسوئے دنیا باز نیایند تا تدارک مافات کنند۔ پس

يُكمَّلون ويجدون النجاة، أو يدخلون في الجنّة غير مكمّلين، أو يُترَكون إلى

چگونہ تکمیل ایشان می گردد و چگونہ نجات می یابند۔ آیا این ست کہ درجنت درحالت نقصان داخل کردہ میشوند

الأبد معذَّبين؟ فاسمع.. إننا نعتقد بأن جهنم مُكمِّلةٌ للناقصين، ومنبِّهةٌ للغافلين،

یا ہمیشہ درعذاب خواہند ماند۔ پس بشنو کہ اعتقاد ما این ست کہ دوزخ ناقصان را بکمال میرساند۔ وغافلان رامتنبہ

التعليقات

﴿۱۱۸﴾

علی رأس مائة أخریٰ من المئین الآتية البعيدة. فلو كان عمر فتن النصاریٰ إلی

شوروشغب این فتنه ہا تا صدی ہائے دیگر خواہد ماند۔ پس اگر ہمین راست ست کہ عمر فتنہ ہائے نصاریٰ تا

هذه الأزمنة الطويلة، فما بال الإسلام إلی تلک المدة يا معشر المتفرسين؟

زمانہ ہائے دور و درازست پس تا این مدت حال اسلام چہ خواہد شد۔

بقیۃ الحاشیۃ

وموقظة للنائمين. وسمّاها اللّٰه أُمَّ الداخلين، بما تربُّهم كالأمّهات للبنين.

مے کند۔ دانانکہ درخوابند ایشان را بیدار میگرداند۔ وخدا تعالیٰ نام او مادر داخل شوندگان داشتہ است کہ ہمچو مادر پرورش میکند

ونعتقد أن كل بصرٍ يكون يومئذ حديدًا بعد برهة من الزمان، ويكون كلُّ

واعتقاد میداریم کہ دران روز ہر چشمے تیز بین خواہد بود واین تیزی بعد از زمانہ دراز پیدا خواہد شد۔ پس بعد

شقي سعيدًا بعد حقب من الدوران، ولا يلبثون إلا أحقابًا في النيران، إلا

روزگارے دراز ہر بدبختے نیک بخت خواہد شد۔ وتوقف شان در جہنم صرف مدتے دراز خواہد بود

ما شاء اللّٰه من طول الزمان، فإنّا ما أُعطِينا علم تحديده بتصريح البيان،

مگر تحدید آن زمانہ درحد علم ما نیست

فهو زمان أبدی نسبةً إلی ضعف الإنسان، ومحدود نظرًا علی مِنن المنّان،

پس آن زمانہ بہ نسبت ضعف انسان ابدی ست۔ وچون نظر براحسان ہائے الٰہی کنیم

ولا يُترَكون كالأعمٰی إلی الأبد علی وجه الحقيقة، ويكون مآل أمرهم

پس آن زمانہ محدود است وزمانہ نابینائی را از روئے حقیقت ابدیت ودوام نیست وانجام کار ایشان

رُحُمَ اللّٰه والرشد ومعرفة الحضرة الأحدية، بعد ما كانوا قومًا عمين. ونعتقد

رحمت الٰہی ورشد ومعرفت حضرت احدیت خواہد بود بعد زانکہ قومے نابینا بودند و ما اعتقاد

أن خلود العذاب ليس كخلود ذات اللّٰه رب الأرباب، بل لكل عذابٍ انتهاءٌ،

میداریم کہ دوام عذاب دوزخیان ہمچو دوام ذات باری نیست۔ بلکہ ہر عذاب را انجامے ست

أرضيتم أن تتزايد فتن الدجالين القِسّيسين وتمتدّ إلى مائتين أو مئين؟ فإن غلبتهم ﴿۱۱۹﴾

آیا بدین امر راضی شده آید که فتنه ہائے پادریان تادوصد سال یا چندصد یہائے دیگر در زیادت باشند۔ چرا کہ

ضروری إلى أيّام ظهور المسيح، كما جاء بالبيان الصريح، في أنباء خير المرسلين.

غلبہ پادریان تا ایام ظہور مسیح ضروری ست۔ وہم چنین در احادیث حضرت خیر الرسل آمدہ است۔

بقیہ الحاشیہ

وبعد كلّ لعنٍ رُحُمٌ وإيواءٌ، وإنّ الله أرحم الراحمين. ومع ذالك ليسوا سواء

وبعد ہر لعنت رحمت وجا دادن ست۔ وخدا از ہمہ رحمت کنندگان در رحمت افزون تر وپیش قدم ست

في مدارج النجاة، بل الله فضّل بعضهم على بعض في الدرجات والمثوبات،

وباوجود این امر مدارج نجات یکسان نیستند بلکہ خدا تعالیٰ بعض را بر بعض در درجہ ہا و پاداش ہا بزرگی داد

وما يرِد على فعله شيء من الإيرادات، إنه مالك الملك فأعطى بعض عباده

وہیچ اعتراضے برکار او نمی تواند شد۔ چراکہ او مالک الملک است بعض را در کمالات

أعلى المراتب في الكمالات، وبعضهم دون ذالك من التفضلات، ليُثبت

اعلیٰ مراتب بخشید۔ وبعض را از آنہا کم داشت تا ثابت کند کہ

أنه هو المالك يفعل ما يشاء، ليس فيه إتلافُ حقّ من حقوق المخلوقين.

او مالک الملک است ہرچہ میخواہد میکند۔ درآن حق تلفی احدے نیست

ولما كان وجود الله تعالى علّةً لكل علّة، ومبدءً لكل سكون وحركة، وهو

وہرگاہ کہ وجود خدا علت ہر علت و مبدء ہر حرکت وسکون است۔ و او بر ہر

قائم على كل نفس، فليس من الصواب أن يُعزَى إخلاد العذاب إلى هٰذا

جانے قائم ومتصرف وقادرست پس این قرب بصواب نیست کہ ہمیشہ معذب داشتن بسوئے او منسوب

الجناب، وما كان العبد مُختارًا من جميع الجهات، بل كان تحت قضاء الله

کردہ شود۔ وبندہ از جمیع جہات مختار نیست۔ بلکہ تحت قضاء و قدر خدا تعالیٰ ست

﴿۱۲۰﴾

فَمَا تأمرون فی هذه القضية؟ أترضون بأن يمهلهم الله لإغواء الناس إلى تلک

پس درین مقدمہ رائے شما چیست۔ آیا بدین راضی ہستید کہ خدا تعالیٰ ایشان را برائے اغوائے مردم تابدین

المدى الطويلة، ويُجاح الإسلام من أصوله المباركة، ولا يبقٰى أحد على وجه الأرض

مدت مدیدہ مہلت دہد۔ واصول مبارکہ اسلام از بیخ برکندہ شوند وہیچکس ازمسلمانان بروئے زمین نمانند۔

بقیہ الحاشیہ

خالقِ المخلوقات وقيّوم الكائنات، وكان كل قوته مفطورةً مِن يده ومن إرادته،

کہ خالق و قیوم ست وہر قوت بندہ پیدا کردہ دست خدا تعالیٰ ست واز

فله دخلٌ عظيم فی شقاوته وسعادته. فكيف يترک عبدًا ضعيفًا فی عذاب

ارادہ اوست۔ واورا در شقاوت وسعادت بندہ دخلے عظیم ست۔ پس چگونہ ممکن ست کہ بندہ ضعیف را

الخلود، مع أنه يعلم أنه خالقُ الشقی والمسعود، والعبدُ يفعل أفعالا ولكنه أوّلُ

درعذاب دائمی فروگزارد باوجودیکہ میداند کہ پیدا کنندہ ہر شقی وسعید خود اوست۔ وبندہ کارہاے کند

الفاعلين، وكل عبدٍ صُنُعُ يده وهو صانع العالمين. وإنه رحيم وجوّاد وكريم، سبقت

لیکن او اول کسے ست کہ کار کرد۔ وہر بندہ صنعت دست اوست واوصانع ہمہ جہانیان ست۔ واو

رحمتُه غضبَه، ورِفقُه شِصْبَه، ولا يُساويه أحدٌ من الراحمين. فلا يُفنى كل الإفناء،

رحیم ست وجوادست وکریم ست۔غضب او بر رحمت او پیش قدمی ہا کرد۔ونرمی او از سختی او درگزشت وہیچکس در

ويرحم فی آخر الأمر وانتهاء البلاء، ولا يدوس كل الدوس بالإيذاء كالمتشدّدين،

رحمت برابری او نتواند کرد۔ونمی خواہد کہ مخلوق را بہمہ وجوہ معدوم کند ودرآخرامر رحمت میفرمایدوبکلی بپانمی کوبد

بل يبسط فی آخر الأيام يده رأفةً ويأخذ حُزْمةً من الناريّين. فانظر إلى يد الله

بلکہ درآخر ایام دست خود برحمت دراز خواہد کرد۔ ومشتے از دوزخیان بیرون خواہد آورد۔ پس بسوئے دست خدا

وحزمته، هل تغادر أحدًا من المعذَّبين؟ وكذالک أشار فی أهل النار وقال

ومشت او بنگر۔ آیا این دستے ست کہ معذبے را از گرفتن محروم تواند گذاشت وہمچنین اوخود دربارہ

﴿۱۲۱﴾

مَن المسلمين؟ أيها الناس اعلموا أن وقت ظهور المسيح عند الله هو وقت ظهور

اے مردان بدانید کہ زمانہ ظہور مسیح نزد خدا ہمان زمانہ ظہور فتن صلیب است۔

فتن الصليب، ولأجل ذالک قيل هو يكسر الصليب، فتدبروا كالمستدلّ اللبيب،

وبرائے ہمیں گفتہ شد کہ مسیح موعود صلیب را خواہد شکست۔ پس شما ہمچو دانشمندے کہ دلیلے

قولا كريما، فيه إطماعٌ عظيم ونسيم الإبشار، فقال: خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

دوزخیان بشارت دادہ است آن بشارتے کہ دروے امیدے بزرگ پیدا می شود۔ پس گفت کہ دوزخیان ہمیشہ در جہنم

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ[1] فانظر إلى استثنائه ببصر

خواہند ماند مگر چون خدائے تو ارادہ فرماید چرا کہ خدائے تو ہر چہ میخواہد مے کند۔ پس این استثنا را بنظر

حديد ونظر رشيد، ولا تظن ظن السوء كاليائسين.

عمیق بنگر۔ و ہمچو نومیدان ظن بد مکن۔

والعجب كل العجب من إلٰه النصارٰى، أنه بزعمهم صلّب ابنه وأضاع وحيده

وتمام تر تعجب از خدائے نصرانیان ست۔ کہ اوبگمان نصاریٰ پسر خود را بردار کشید وفرزند

كالمجنون الغَضبان، وما سلك في المجازاة طريق العدل والرفق والإحسان،

یکتائے خود را ہمچو دیوانہ غضبناک ضائع کرد۔ ودر جزاء وسزا طریق انصاف ونرمی واحسان را مرعی نداشت

بل خوّف من العذاب الأبدى الذى لا ينقطع فى حين من الأحيان. فأين

و ازان عذاب ابدی ترسانید کہ بہ ہیچ وقتے منقطع نخواہد شد۔ پس درچنین

الرحم فى مثل هٰذا القهّار، الذى فوّض الابن المحبوب إلى الكفّار؟ وما

قہارے رحم کجاست کہ فرزند محبوب خود را حوالہ کافران کرد۔ وہمچو رحیمان

خفّف عذابه كالرحماء الأخيار، بل ألقى عباده فى جهنم لأبد الآبدين. زاد

ونیکان در عذاب تخفیف نہ نمود۔ بلکہ بندگان خود را برائے ہمیشہ در جہنم انداخت۔ ودر عذاب

[1] هود: ۱۰۸

﴿۱۲۲﴾

وقوموا للّٰه شاهدين. ثم من المسلّمات الأمة المرحومة، أن المسيح لا يجيء إلا على

می جوید تدبر کنید۔ وبرائے خدا بہر شہادت برخیزید۔ باز از مسلّمات این امت مرحومہ است کہ مسیح ہرگز نخواہد آمد مگر در وقتیکہ

رأس المائة، فهذا الرأس بزعمكم قد انقضى خاليًا ومضىٰ، وانقطع الرَجاء إلٰى رأس مائةٍ أُخرىٰ،

سرصدی باشد۔ پس این سرصدی بزعم شما خالی گذشت و ہیچکس نیامد۔ وتا سرصدی آخر از آمدن امید منقطع

**بقیہ الحاشیہ**

العذاب زيادة فاحشة مكروهة، ثم ادّعى أنه قتل ابنه لينجّي المذنبين رحمة، فما هٰذا

آن زیادتی کرد کہ مکروہ واز حد تجاوز کنندہ است۔ باز دعویٰ کرد کہ او پسر خود را محض از رحمت برائے رہانیدن

إلا طريق الظالمين المزوّرين ثم نرجع و نقول إنّ البراهمة قد تركوا سبل الهدى،

گنہگاران قتل کرد۔ پس این طریق خاصہ مردمان نیست کہ بسیار ظالم ومکار باشند۔ باز رجوع میکنیم ومیگوییم کہ ہندوان

فلا تتبع خرافات قومٍ نَوكَى، واسألِ اللّٰه أن يهديك إلى صراط الراشدين.

ترک طریق ہدایت کردند۔ پس آن خرافات را پیروی مکن کہ جاہلان تراشیدہ اند۔ واز خدا بخواہ کہ ترا ہدایت راہ رشیدان کند

ألا ترى أنهم جَمَعوا تناقضات في خيالاتهم، وأضحكوا الناس بخزعبيلاتهم، و

آیا نمی بینی کہ اوشان تناقضات را درخیالات خود جمع کردہ اند۔ ومردم را بسخنان باطل خود درخندہ آوردہ اند

جاءوا بإفكٍ مبين؟ قد لزمهم من جهةِ عقيدتهم أن يَدْعوا ربهم بالتضرعات، ليفني

ودروغ صریح آوردہ اند۔ برایشان از عقیدہ ایشان لازم بود کہ از خدائے خود بتضرع تمامتر بخواہند۔ کہ تا او بجز

كلَّ حيوان من دون رجال يوجد تحت السماوات، من بقرٍ وجاموسٍ وماعزٍ

مردان تمام آن جانوران را بمیراند کہ زیر آسمان موجود اند۔ از قسم گاؤہا وگاؤمیش ہا وگوسپندہا

وغيرها من الحيوانات، وكلّ امرأة زوجًا كانت لهم أو من الأمّهات والبنات والأخوات،

وغیرہ از جانوران وہمچنان لازم بود کہ ہر زنے را نیز بمیراند گو از زوجہ اوشان باشد۔ یا از مادران ایشان یا از دختران ایشان

ليستخلص أرواح آبائهم من تناسُخ ومن عذاب مهين☆ بل كان هذا الدعاء

یا ہمشیرگان ایشان تا کہ روحہائے پدران ایشان از تناسخ وعذاب رسوا کنندہ آزاد شوند۔

☆ **نوٹ**: ان كان التناسخ هو الحق فيجب ان يجتنب التزويج كل من تمسك بهذه الاعتقادات. لعل النساء المنكوحات كن بناتهم او اخواتهم او امهاتهم او امهات الامهات. منه

واگر تناسخ حق ست پس واجب است کہ اہل آن از نکاح کردن پرہیزند کہ شاید زنان منکوحہ دختران باشند یا ہمشیرہ ہائے ایشان یا مادران ایشان یا مادران مادران ایشان۔

﴿۱۲۳﴾

ووجب بزعمكم أن تبقى فتنُ قسّيسين أعداء الهدى، مع تزايد ها إلى تلك المدىٰ،

گشت۔ وحسب زعم شما این واجب شد کہ فتنہ ہائے پادریان تابدین مدت ہا در تزاید باشند۔

فإن وقتها شريطةُ وقتِ المسيح كما أخبر سيّد الورىٰ. فهٰذا أعظم المصائب على

چرا کہ وقت آن فتنہ ہا بطور شرط برائے وقت مسیح موعود است۔ پس این مصیبتے بزرگ براسلام ست

أهم مقاصد هم وأعظم مآربهم إن كانوا راسخين على عقيدتهم ومستيقنين.

بلکہ این دعا از اہم مقاصد وبزرگتر مرادات ایشان بود۔ اگر ایشان برعقیدہ خود یقین داشتندے

ولٰكنهم يَدْعون خلاف ذالك، وقد حثّهم "ويدهم" على أن يدعوا ربهم يعطهم

مگر ایشان برخلاف این دعاہا می کنند۔ و وید ایشان ایشان را رغبت می دہدتا ازو بسیار از بسیار

كثير من البقر والفرس ويجعلهم من المواشي متموّلين.

گاوان واسپان بخواہند و او شان را از چارپایان مالدار کند۔

و"الويد" مملوٌّ من مثل هذه الأدعية، كما لا يخفى على الذين قرأوا "رك ويد" بالبصيرة،

و وید از ہمچو این دعاہا پراست چنانچہ بران کسانے پوشیدہ نیست کہ وید را میخوانند یا از

وسمعوه من البراهمة متأملين. فلو كان "الويد" من عند الله، لما وُجِدَ فيه دعاء

برہمنان مے شنوند۔ پس اگر وید از طرف خدا تعالیٰ بودے ہرگز ممکن نہ بود کہ چنین

لا يتأتّى إلا بفسق الفاسقين. وترى الهنود كيف يودّون أن يكون لهم أقاطيع

دعاہا دران موجود بودندے کہ بغیر بدکاری بدکاران حصول آنہا ممکن نیست وتو می بینی کہ چگونہ ہنود مے خواہند

من البقر والجواميس ويصرفون هممهم إلى هذا الأمر مدبّرين، فكأنهم يحبون

کہ برائے شان رمہ ہا از گاوان وگاؤمیشان باشند۔ وبرائے این امور گوناگون تدبیر ہا ہمتہائے خود مصروف میدارند پس گویا

أن تبقى الفاحشة إلى أبد الآبدين، بل يحب ويدهم أن لا يقطع أبدًا سلسلة ذنب

اوشان میخواہند کہ بدکاریہا برائے ہمیشہ موجود باشند۔ بلکہ وید ایشان دوست میدارد کہ سلسلہ گناہ گنہگاران گاہے منقطع

حاشیہ

﴿۱۲۴﴾ الإسلام أن تعلو شوكة الصليب إلى تلك الأيام البعيدة من الأنام، ويمتد زمان إغواء الخواص

کہ شوکت صلیب تا آن روزہا بماند کہ ہنوز ازخلق بسیار دوراند۔ وزمانہ اغوائے مخلوقات بدرازی کشد

والعوام. فما لكم لا تتفكرون، وتبدّلون شُكْرَ نعم الله بالكفران وتنكرون؟ وجاء كم

پس چہ پیش آمد شمارا کہ فکر نمی کنید۔ وبجائے شکر نعمتہائے الٰہی کفران مے ورزید۔ وحق در وقت

## الحاشية

المذنبين. وأمّا القول الأحسن الأقوم فى هذا الباب، والحق القائم على أعمدة الصواب،

نگردد۔ مگر آن سخنے کہ درین باب احسن دراست ترست۔ وبرستون ہائے صواب قائم است۔

فهو الذى بيّنه اللّٰه فى الكتاب لقوم طالبين. وهو أن هذا العالم لا يدوم

پس آن ہمان ست کہ خدا تعالیٰ برائے طالبان درقرآن شریف فرمودہ ست۔ وآن این ست کہ این جہان

إلى أبد الآبدين، بل له انقطاع وانتهاء، وبعده عالم آخر يقال له يوم الدّين. ولا يُلقّى

تا ہمیشہ نخواہد ماند۔ بلکہ برائے او انقطاع وانتہائے ست۔ وپس آنجہانے دیگرست کہ آنرا یوم الدین می نامند۔

نعماءه إلا الذى اختار الشدائد على النعماء، وآثر الآلام على الآلاء، وصبر على أنواع البأساء،

ونعمتہائے آن جہان راہمان کس خواہد یافت کہ سختی ہا را برنعمت ہا اختیار کند۔ ودرد ہا را براسباب آسایش

لرضاء ربّ العالمين. فالذين وصلوا هٰذه السعادة، وبلغوا الشرف والسيادة،

مقدم دارد۔ وبرانواع سختی ہا برائے رضاء رب العالمین صبر کند۔ پس آنانکہ این سعادت رایافتند وبزرگی ومہتری

فهم قومانِ عند الربّ المنّان. منهم قوم يجاهدون فى الله بأموالهم وأنفسهم،

رارسیدند۔ پس ایشان نزد خدائے منان دو[۲] قوم اند یکے ازیشان آن قوم است کہ درراہ خدا تعالیٰ بامال وجان

ويؤتون فى سبيل اللّٰه كلَّ أَحَبِّهم وأنفَسِهم، ويشرون نفوسهم ابتغاء مرضاة اللّٰه،

خود مجاہدہ میکنند وہرچہ ازمال عزیز تر دوست میدارند آن ہمہ براہ خدا تعالیٰ می دہند وبرائے تحصیل

ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة، ويبيتون لربّهم سجّدًا وقيامًا وباكين.

رضامندی ہائے الٰہی جان ہائے خود رامیفروشند۔ وبرنفوس خود دیگران رااختیار میکنند اگرچہ خود درتکلیف وتنگی

الْحق فی وقته فتعرضون، وتجعلون حظکم أن تکفّرونی ولا تتّقون. أتکفرون

خود شمارا رسید وشما کنارہ میکنید۔ وحصہ خود این می گردانید کہ مرا کافر قرار دادہ اید ونمی ترسید۔ آیا شما بندہ

عبد اللّٰہ المأمور، وتَقْفُون ما لیس لکم به علم من اللّٰه الغیور، وتتکلمون مستعجلین؟

مامور را کافر میگوئید۔ وبران چیزہا اصرار می کنید کہ علم آنہا شما را ندادہ اند۔ واز روئے جلدی کلام میکنید۔

بقیۃ الحاشیۃ

ولا یُفرّطون فی حظّ أنفسهم، بل ینفقون أموالهم فی مراضی اللّٰه، ویعیشون کالفقراء

باشند۔ وبرائے پروردگار خود درحالت سجدہ وقیام وگریہ شب میگذرانند۔ ودرحظ نفس خود از حد اعتدال بیرون نمی روند

والمساکین. وقوم آخرون یتولّی اللّٰه أمر نجاتهم، ویفعل بهم أمورًا ما کان لهم أن

بلکہ مال ہائے خود را در رضاہائے خدا تعالیٰ خرچ میکنند۔ وہمچو مساکین وفقراء زندگی بسر میکنند۔ وقومے دیگر ست کہ خدا خود

یفعلوها لنجاة أنفسهم، فیصبّ علیهم مصائب وشدائد وأنواع النائبات، ویبتلیهم

متولی امر نجات شان میگردد۔ وبرائے شان آن کارہا میکند کہ در طاقت شان نبود کہ خود برائے نجات خود کنند۔ پس

بنقص من الأموال والأنفس والثمرات، ثم یرحمهم بذٰلک، وینزل علیهم صلواتِه

برایشان سختی ہا وشدّتہا واقسام حوادث نازل میکند۔ وایشان را بہ نقصان مال وجان وثمر ہامی آزماید۔ باز بدین

وأنواع البرکات، کما ینزل علی أهل الباقیات الصالحات، ویلحقهم بقوم محبوبین.

آزمائش برایشان رحم میفرماید وبرایشان رحمت ہا وانواع برکات نازل میفرماید۔ وبامحبوبان خود ایشان را

وتُحسَب تلک الآفاتُ عبادةً منهم، ومجاهدةً من عند أنفسهم بما صبروا

پیوند مے بخشد۔ واین آفات را از ایشان درحکم عبادت ومجاہدہ می پندارد چرا کہ اوشان بر

علیها مستقیمین. فیبلّغهم اللّٰه مقاماتٍ بلغها قوم زاهدون صالحون وحزب

سختی ہا صبر میکنند۔ پس خدا تعالیٰ اوشان رابدان مقامات می رساند کہ مقام زاہدان وصالحان

عابدون مرتاضون، ویرضیٰ عنهم کما رضی عن قوم یعبدونه ویؤثرونه ویجعلهم

وعابدان ومرتاضان ست واز ایشان آنچنان خوش میشود کہ از قومے خوش شد کہ پرستش اومیکنند واورا

﴿۱۲۶﴾

أنسيتم ما جاء الناموس به أو كنتم قومًا غافلين؟ أتَوانَون في أمر الدين، وأَخْلَدْتم

آیا قرآن کریم را فراموش کردہ اید یا خود در غفلت زندگی بسر میکنید ۔ آیا در امر دین سستی میکنید ۔ وبکوشش تمامتر

إلى الدنيا مُجِدّين؟ وإذا مررتم بالحق مررتم مستهزئين إلّا قليل من الراشدين.

بردنیا افتادہ اید۔ وچون برحق گزر میکنید باستہزا گذر میکنید ۔ مگر اند کے از ہدایت یابان

فائزين. ويختار لكل ما صلح لنفسه، وهو يعلم مصالح المخلوقين.

اختیار میکنند ۔ واوشان را از کامیابان میگرداند۔ وبرائے ہر یکے آن می پسندد کہ برائے نفس او بہتر ست ۔ واو

فما بقي محل اعتراض في هذا المقام، فإنهم وجدوا جزاء هم على الآلام، وأصابهم

مصالح مخلوق خود را خوب میداند۔ پس دریں جا ہیچ محل اعتراض نماند۔ چرا کہ اوشان جزائے دردہائے خود یافتند

حظ كثير وأُعطوا نعمًا غير محدودة من الفضل التام، ودخلوا في مقعدِ صدقٍ

واز فضل کامل خدا تعالیٰ نعمتہائے غیر محدودہ یافتند ۔ ودر مجلس صدق ہمچو راستبازان بزرگ

كالأبرار الكرام، ووصلوا اللذّات الأبدية فرحين. وورثوا جنةً لا تنقطع

داخل کردہ شدند۔ ودر حالت خوشی وخرمی لذات ابدیہ را رسیدند۔ ووارث آن جنت شدند کہ در ہیچ وقتے

نعماؤها ولا تنفد آلاؤها، ووجدوا نعماءً أبدية بنصبِ أيامٍ قلائل، ودخلوا

نعمتہائے آن منقطع نخواہند شد۔ وبعوض تکالیف چند روزہ نعمتہائے جاودانی یافتند ۔ وبرائے دوام در

فردوس ربهم خالدين. وما هذه الدنيا إلا طرفة عين تنقضي مرارتها وحلاوتها،

بہشت داخل شدند۔ واین دنیا ہمچو مدت پلک زدن ست۔ تلخی وشیرینی او ہمہ مے گذرد۔

وتنعدم نضارتها وطراوتها، ولا تبقى لذتها ولا عقوبتها، فلا تتمايلُ عليها أعين العارفين.

وتازگی او معدوم می شود۔ ولذّت وعقوبت آن باقی نمی ماند۔ پس ازہمین وجہ چشم عارفان برومائل نمی گردد

بقیہ الحاشیہ

هٰذَا مِمَّا أَلْهَمَنِي رَبِّي فخُذْها وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِين. منه.

این آن چیز است کہ خدا در دلم انداخت ۔ پس بگیر وشکر کن ۔ منه

وأكثركم ينظرون إلى أهل الحق بنظر السّخط محقّرين. وإنّ سُخط اللّٰه أكبر

واکثر شما اہل حق را بنظر غضب واہانت مے بینند۔ وغضب خدا از غضب ایشان

من سخطهم وهو غيور لعباده المأمورين.

بزرگتر ست واو برائے بندگان مامور خود غیرت مے دارد۔

وما كنتُ أن أفترى عليه، إنه ربى أحسنَ مثواى، وإنه لا يُمهّل المفترين.

ومن نہ آنستم کہ برخدا تعالیٰ افترا کنم۔ اوآن خداوندے ست کہ مرا راحتہا بخشید وبمن نیکی ہا کرد۔ واو افترا کنندگان

وأنتم تعرفون سنن اللّٰه ثم تنقلبون منكرين. وتدرسون كتابه ثم لا

را ہرگز مہلت نمی دہد۔ وشما سنتہائے خدارا میدانید باز برگشتہ می شوید۔ وکتاب او را میخوانید۔ باز روز ہائے

تفهمون أيّام الصّادقين. فضّلكُمُ اللّٰه بعقل ودرايةٍ، وفراسةٍ مانعةٍ من غوايةٍ،

صادقان را نمی فہمید۔ خدا برشما بعقل و دانش فضل کرد۔ وشمارا فراستے بخشید کہ از گمراہی باز دارد۔

فالحجة عليكم أَتَمُّ مِن أحبابكم، وذنبُ الأُمّيّين والمحجوبين كله على رقابكم،

پس حجت الٰہی برشما از دیگر دوستان شما اکمل و اتم است۔ وگناہ ناخواندگان ومحجوبان ہمہ برگردن شماست

إن كنتم معرضين. وإنى قد بلّغتُ كما أُمِرتُ، وصدَعتُ بما أُلهِمتُ، فالآن

اگر شما کنارہ کش بمانید۔ ومن چنانکہ حکم کردند تبلیغ کردم۔ والہام الٰہی را پوست کندہ بیان نمودم۔ پس اکنون

لا عذر لجاحدٍ، ولا محلَّ قولٍ لمعاندٍ، وظهر الأمر وحصحص الحق

ہیچ منکرے را عذرے باقی نماندہ۔ ونہ ہیچ معاندے راجائے سخن۔ وامر ظاہر شدوحق بظہور پیوست وخدا

وقطَع اللّٰه دابِر المرتابين. ما بقى الأمر مرموزا مكتومًا، وصار المستور مكشوفًا

قطع شکوک شک کنندگان کرد۔ اکنون این امر مخفی ومستور نماندہ۔ وہرچہ پنہان بود منکشف گشت۔ پس

معلومًا، فلا تكتموا الحق بعد ظهوره إن كنتم صالحين.

راستی راپس زانکہ ظاہر شد نپوشید۔ اگر مردان نیکو ہستید۔

﴿۱۲۸﴾

وَلا یختلج فی قلبک أن العلماء ینتظرون نزول المسیح من السّماء ، فکیف نقبل قولًا

و در دل تو این نہ بگذرد کہ عالمان این انتظار میدارند کہ مسیح از آسمان نازل خواہد شد۔ پس چگونہ قول

یخالف قول العلماء ؟ فإن وفاة المسیح ثابت بالآیات المحکمة القاطعة،

عالماں را قبول نکنیم چرا کہ وفات مسیح بآیات محکمہ قطعیۃ الدلالت ثابت است۔ و از روئے

و الآثارِ المتواترة المتظاهرة، فالأمر الذی ثبت بتظاهر الأحادیث والقرآن،

آثار متواترہ بپایہ ثبوت رسیدہ۔ پس امرے کہ از تظاہر حدیث وقرآن ثابت شدہ است۔ واز یقین

و الیقین والبرهان، لا یبلغ شأنَه أمرٌ یؤخذ من ظنون لا مِن سبل الإیقان، وَلا

وبرہان محقق گشتہ بشان آن آن امر دیگر نتواند رسید کہ ماخذ آن صرف ظنون اند نہ یقین۔ ونیز از

یخلو من أوساخ مَسِّ ید الإنسان، فالأمن کل الأمن فی قبول أمر تظاهرَ فیه

چرک ہائے مس انسانی خالی نیست۔ پس ہمہ امن در قبول آن امراست کہ دران حدیث و

الحدیث والفرقان، والعقل والوجدان، وله نظائر فی کتب الأولین. فإن

قرآن بہ پشتی یکدیگر افتادہ اند۔ ونیز عقل و وجدان ونظائر کتب اولین موید وشاہد آن ہستند۔ چرا کہ

النزول علی طریق البروز قد سُلِّمَ فی الصّحف السّابقة، وأمّا نزول أحد بنفسه

نزول از آسمان بطریق بروز امرے ست کہ در صحف سابقہ تسلیم داشتہ شدہ است۔ مگر نزول کسے بذات خود

من السّماء فلیس نظیره فی الأزمنة الماضیة.أما سمعتَ کیف أوَّلَ عیسٰی علیه السلام

از آسمان امرے ست کہ نظیر آن در ازمنہ گزشتہ یافتہ نمی شود۔ آیا نشنیدہ کہ عیسٰی علیہ السلام

نبأَ نزولِ إیلیا عند السؤالات، وصرَفه عن الحقیقة إلی الاستعارات؟

چگونہ دربارہ نزول الیاس تاویل کرد۔ و نزول او را از حقیقت گردانیدہ بصورت استعارہ قرار داد

والیهود أخذوا بظاهر النصوص وما مالوا إلٰی التأویلات، بل کفّروا المسیح

مگر یہودیان بظاہر نصوص پنجہ زدند۔ وہیچ تاویلے نکردند بلکہ مسیح رابوجہ تاویل او کافر قرار دادند

علٰی تأویله ورموه بالتکذیبات، وقالوا ملحد یصرف النصوص عن ظواهرها ویُعرِض

وگفتند ملحدے ست کذاب نصوص راازظاہرآن می گرداند۔ واز

عن البیّنات، فغضب اللّٰه علیهم وجعلهم من الملعونین. فاتقوا جُحْرَ الیهود والقول

بینات اعراض میکند۔پس خدا تعالیٰ برایشان لعنت کردوغضب خودنازل فرمود۔پس شماازسوراخ یہود پرہیز کنید۔و

المردود، واتقوا موطاءَ قدمِ الفاسقین، واقبَلوا ما قال عیسٰی مِن قبل وفی هذا

قول مردود راپیروی مکنید۔ واز جائے قدم فاسقان دور بمانید۔ وآنچہ عیسیٰ پیش زین گفت واکنون گفت آنرا

الحین. إن مثل نزول عیسیٰ فی هذا الوقت الأغسیٰ، کمثل نزول إیلیا فیما مضیٰ،

قبول کنید۔ بہ تحقیق مثال نزول عیسیٰ درین وقت تاریخ ہمچو مثال نزول ایلیا ست در وقت گذشتہ۔

فاعتبروا یا أولی الأبصار، ولا تختاروا سبل الأشرار، ولا تخالفوا ما بیّن اللّٰه علٰی

پس اے صاحبان دانش از امرے امرے دیگر رابفہمید۔وطریق شریران را اختیار مکنید۔وآن امر را مخالفت مکنید کہ

لسان النبیین.

خدا تعالیٰ برزبان انبیاء بیان فرمود۔

وأمّا ما جاء فی حدیث خیر الأنبیاء، مِن ذکر دمشق وغیره من الأنباء،

مگر آنچہ درحدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر دمشق وغیرہ آمدہ است

فأکثرُه استعارات ومجازات من حضرة الکبریاء، وتحتها أسرار فی حلل لطائف الإیماء

پس اکثر آن از قبیل استعارات و مجازات ست۔ و زیرآن اسرار اند

کما مضت سنة اللّٰه فی صحف السابقین. ثم من الممکن أن ننزل بساحة دمشق أو

چنانچہ درصحف سابقین ہمین سنت گزشتہ است۔ باز از ممکنات کہ ماوقتے بدمشق نزول کنیم یا

أحدٌ من أتباعنا المخلصین، وما جاء فی الحدیث لفظُ "النزول من السّماء" لیرتاب

احدے از اتباع ماداخل شود۔ ودرحدیث لفظ نزول از آسمان نیست تا کسے شک کنندہ

﴿۱۳۰﴾ أحد من المرتابين. أو لم تَكْفِكم في موت المسيح شهادةُ الفرقان وشهادة نبيّنا

شک کند۔ آیا شمارا درباره موت مسیح شہادت قرآن شریف کافی نیست۔ وآیا شہادت

المصطفٰى رسول الرحمٰن؟ فبأى حديث تؤمنون بعدهما يا معشر الإخوان؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفایت ندارد۔ پس باوجود این ہر دو گواہان چہ حاجتے بحدیثے دیگرے ماندہ

ما لكم لا تتفكرون كالمحقّقين؟ أعندكم سندٌ من الله ورسوله خير الورىٰ، في

اے برادران چہ شد شمارا کہ ہمچو محققان فکر نمی کنید۔ آیا نزد شما از خدا ورسول او در معنی توفی کہ در قرآن شریف

معنى التوفّى الذى جاء فى القرآن الأزكىٰ، فأنتم تتّكئون علىٰ ذالك السند

در محل ذکر حضرت عیسیٰ موجود است سندے ست۔ پس شما بران سند تکیہ میکنید وراہ پرہیز گاری

وتسلكون سبل التقىٰ، أو تؤوّلونه من عند أنفسكم ومن الهوىٰ؟ فإن كان سند

اختیار مے کنید۔ یا از طرف خود تاویل ہاے کنید۔ اگر سندے باشد پس آن سند

فأخرِجوه لنا إن كنتم صادقين. ولن تستطيعوا أن تأتوا بسندٍ، فلا تُخْلِدوا

برائے ما بیرون آرید اگر میدانید کہ شما برراستی ہستید۔ وہرگز نتوانید کہ سندے پیش کنید۔ بس بسوئے

إلى فَنَدٍ، إن كنتم متقين. وإياكم والتفسيرَ بالرأى ولا تتركوا الهُدٰى، فتؤخذون

دروغ میل مکنید۔ اگر پرہیز گار ہستید۔ وخودرا از تفسیر بالرائے دور دارید وہدایت را مکنید۔ ورنہ

من مكان قريب ولا يبقىٰ لكم عذر ولا حجة أخرىٰ، فما لكم لا تخافون يوم الدين؟

از مکان قریب گرفتار خواہید شد۔ وہیچ عذرے وحجتے نخواہد ماند۔ چہ پیش آمد شمارا کہ از روز قیامت نمی ترسید۔

وأما نحن فما نقول فى معنى التوفّى إلّا ما قال خير البريّة، وأصحابه الذين

مگر ما کہ ہستیم پس در معنی توفی ہمان میگوئیم کہ رسول ما صلی اللہ علیہ وسلم گفت۔ ونیز آنچہ اصحاب

أوتوا العلم من منبع النبوة، وما نقبل خلاف ذالك رأىَ أحدٍ ولا قول قائلٍ، إلّا

او گفتند کہ از چشمہ نبوت بہرہ ور بودند۔ وآنچہ برخلاف این باشد از قولے ورائے قبول نمے کنیم ۔ مگر

﴿۱۳۱﴾

مَا وافقَ قولَ اللّٰه وقولَ خیر المرسلین. وإذا حصحص الحق فی معنی التوفّی

آنچہ موافق قول اللہ و رسول باشد۔ وہرگاہ کہ درباره معنی متوفی امر حق از زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مِن لسان خاتم النبیین، وثبت أن التوفّی هو الإماتة والإفناء، لا الرفع

ظاہر گشت وثابت شد کہ معنی توفی میرانیدن ست۔ نہ آنکہ برداشتہ شدن

والاستیفاء، کما هو زعم المخالفین.

یا تماماً گرفتہ شدن۔ چنانکہ زعم مخالفان ست۔

فوجب أن نأخذ الحق الثابت بأیادی الصدق والصفاء، ولا نبالی قولَ السفهاء

پس واجب شد کہ ماحق ثابت شده را بدستہائے صدق و صفا بگیریم۔ وبقول سفہاء وجہلا ہیچ

والجهلاء، ونؤوّل کل ما خالف الأمر الثابت بالنصوص والبراهین، ولا نقدّم الظنون

پروائے نداریم۔ وہرچہ از احادیث وآثار مخالف نصوص وبراہین افتاده است آنرا تاویل کنیم ۔ وظن را

علی الیقین، ولا نؤثر الظلمة علی الأنوار، ولا قولَ المخلوق علی قول اللّٰه عالِمِ الأسرار.

بریقین مقدم نداریم۔ و نہ تاریکی را برنور مقدم کنیم ونہ قول مخلوق را بر قول خدا مقدم داریم۔

أنترک البینات للمتشابهات، أو نضیع الیقینیات للظنیات؟ ولن یفعل مثل هذا إلا جهول

آیا بینات را برائے متشابہات فروگزاریم یا یقینیات را برائے ظنّیات ضائع کنیم۔ وہمچو این کارے ہرگز کسے

أو سفیه من المتعصبین.

نخواہد کرد۔ مگر آنکہ جاہلے وسفیہے از متعصّبان باشد۔

ألا ترٰی أن نزول المسیح عند منارة دمشق یقتضی أن ینزل هو بنفسه

آیا نمی بینی کہ فرود آمدن مسیح نزد مناره دمشق میخواہد کہ اوبنفس خود در آنجا فرود آید۔

عند تلک البقعة، وذٰلک غیر جائز بالنصوص القاطعة المحکمة. ولا شک أنّ

واین امر از روئے نصوص قاطعہ محکمہ ناجائز وغیر ممکن ست۔ و درین ہیچ شک

﴿۱۳۲﴾

اعتقاد نزول المسیح عند ذٰلک المکان یخالف أمر موته الذی یُفهَم مِن بیّنات

نیست کہ این اعتقاد نزول مسیح مخالف آن واقعہ موت ست کہ از نصوص قرآن شریف فہمیدہ

نصوص القرآن. ولأجل ذٰلک ذهب الأئمة الأتقیاء إلی موت عیسیٰ، وقالوا

می شود۔ ہمین باعث است کہ امامان پرہیز گاران سوئے موت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ اند۔ وگفتہ اند

إنه مات ولحق الموتیٰ، کما هو مذهب مالک وابن حزم والإمام البخاری، وغیر

کہ او بمرد وبمردگان پیوست۔ چنانچہ ہمین مذہب مالک رضی اللہ عنہ وامام ابن حزم وامام بخاری وغیرہ

ذٰلک من أکابر المحدثین، وعلیه اتفق جمیع أکابر المعتزلین. وقال بعض کرام

اکابر محدثین ست۔ وبرہمین مذہب تمام اکابر معتزلہ اتفاق میدارند۔ وبعض بزرگان از

الأولیاء إن حیاة عیسیٰ، لیس کحیاة نبینا بل هو دون حیاة إبراهیم وموسیٰ،

اولیا گفتہ اند کہ زندگی عیسیٰ از زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمتر ست۔ بلکہ از زندگی ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام

فأشار إلی أنّ حیاته مِن جنس حیاة الأنبیاء ، لا کحیاة هذا العالم کما هو زعم الجهلاء.

ہم فروتر افتادہ۔ پس درین قول آن بزرگ اشارہ فرمودہ است کہ حیات عیسیٰ از جنس حیات انبیاء ست

واعلم أن الإجماع لیس علٰی حیاته، بل نحن أحقّ أن ندّعی الإجماع علی مماته

نہ از جنس حیات این دنیا۔ چنانکہ آن زعم جاہلان ست۔ وبدانکہ اجماع برحیات عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نیست

کما سمعتَ آراء الأوّلین.

بلکہ ماحق میداریم کہ دعویٰ اجماع برموت او کنیم۔ چنانچہ پیش زین شنیدی

وتعلم أن أکثر أکابر الأُمّة ذهبوا إلی موته بالصّراحة، والآخرون صمتوا

ومیدانی کہ اکثر اکابر امت بسوئے موت او رفتہ اند۔ ودیگران بعد شنیدن سخن ایشان

بعد ما سمعوا قول تلک الأئمة، وما هذا إلا الإجماع عند العاقلین. ثم تعلم أنّ

خاموش ماندند۔ وہمین است کہ آنرا اجماع نام باید نہاد۔ باز میدانی کہ

﴿۱۳۳﴾

كتاب اللّٰه قد صرّح هذا البيان، فمَن خالفه فقد مان، ولا نقبَل إجماعًا يخالف

کتاب اللہ بیان موت مسیح بتصریح کردہ است۔ پس ہر کہ مخالف آن بیان گوید دروغ گوست۔ وما چنین اجماعے

القرآن، وحَسْبُنا كتاب الله ولا نسمع قول الآخرين. ومِن فضل الله ورحمته

را قبول نکنیم کہ مخالف قرآن باشد۔ وما را کتاب اللہ کافی ست وسخن دیگران نمی شنویم۔ واین فضل خدا ورحمت

أن الصحابة والتابعين، والأئمة الآتون بعد هم ذهبوا إلى موت عيسىٰ، ورآه

اوست کہ صحابہ وتابعین واماماں کہ بعد زیشان آمدند بسوئے موت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ اند۔ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نبيّنا صلى الله عليه وسلم ليلةَ المعراج في أنبياء ماتوا ودخلوا دارًا أخرىٰ،

درشب معراج او را در پیغمبرانے دید کہ بمردند و در دار آخرت رسیدند۔ ودیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ورؤيته ليس بباطل بل هو حق واضح وكشفٌ من اللّٰه الأعلىٰ.

باطل نتواند شد بلکہ آن حق واضح وکشف صریح از خدا تعالیٰ ست۔

فما لك لا تقبل شهادة الرسول المقبول، ولا تقبل شهادة القرآن

پس چہ شد ترا کہ شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبول نمی کنی ونہ شہادت قرآن رامی پذیری۔

وترضىٰ بالقول المردود كالجهول، ولا تنظر بعين المحققين ثم لا يمكن لأحد

وہمچو نادانے بقول مردود وخوش ہستی وبچشم تحقیق نمی بینی باز درحد امکان کسے

أن يأتي بأثر من الصحابة أو حديث من خير البريّة، في تفسير لفظ التوفّي

نیست کہ چنین اثرے از صحابہ یا حدیثے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش کند کہ معنی لفظ توفی بجز میرانیدن چیزے

بغير معنى الإماتة، ولا يقدرون عليه أبدًا ولو ماتوا بالحسرة، فأيّ دليل أكبر

دیگر دران بیان کردہ باشند۔ وہرگز مخالفان برین قدرت نخواہند یافت اگرچہ از حسرت بمیرند۔ پس کدام دلیل

من ذلك لو كان في قلب مثقال ذرة من الخشية؟ فإن بحث الوفاة والحياة أصلٌ

ازین بزرگتر خواہد بود۔ اگر در دلے مقدار یکذرہ خوف خدا باشد۔ چرا کہ بحث وفات وحیات عیسیٰ علیہ السلام

﴿۱۳۴﴾

مـقـدَّم فـي هـذه المناظرات، فلمّا حصحص صدقُنا في الأصل ما بقي بحث في

اصل مقدم درین مباحثات است۔ پس ہرگاہ کہ ثابت شد کہ ما دراصل بحث حق بجانب ہستیم۔ پس

الـفـروعـات، بـل وجب أن نصرفها إلى معنى يناسب معنى الأصل، كما هو طريق الديانة

درفروعات بحثے نماند۔ بلکہ مافروعات رابسوئے اصل خواہیم گردانید وآن معنی خواہیم کرد کہ بمعنی اصل مناسبت

والـعـدل، ولـن نـقبـل مـعـانـيَ تـنـافـي الأصـل وتستـلـزم التناقض، بل نرجعها

دارند۔ چنانچہ طریق عدل و دیانت است۔ وہرگز آن معنی ہا قبول نخواہیم کرد کہ بااصل منافات دارند و

إلى الأصل المحكم كالمحققين.

موجب تناقض باشند۔ بلکہ آنراسوئے اصل محکم ہمچومحققان رجوع خواہیم داد۔

وقـال بـعـض الـمخالفين من العلماء المجادلين: إن مـعنى التوفّي إماتة، و

و بعض مخالفان ما از علماء چنین گفتہ اند کہ بلاشبہ معنی توفی میرا نیدن است۔ و

لـيـس فيــه شـک ولا شبهة، فإنها ثبـت بـلـســان الـنبي وصحـابتـه، ومـا كـان

درین ہیچ شک و شبہ نیست۔ چرا کہ این معنی بزبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب اوثابت شدہ

لأحـد أن يـعـصـي بيـانَ فُـوْهتـه، بـل فيـه مـخافةُ كفر ومعصيةٍ، وخوفُ نكال و

ومجال احدے نیست کہ آن معنی را ردکند کہ از دہان مبارک او بیرون آمد اند۔ بلکہ درین انکار اندیشہ

عـقـوبةٍ، وخسـران الـدّيـن؛ ولكنّا لا نقول أن عيسىٰ عليه السلام تُـوُفِّيَ وصار

کفرومعصیت ست۔ وبیم عذاب وعقوبت وزیان دین ست۔ مگر ما این نمی گوئیم کہ عیسیٰ علیہ السلام بمرد واز میرندگان

مـن الأمـوات، ليـلـزمـنـا الـقـول بـالـبـروز فـي نبـأ خيـر الكائنات، بل معنى الآية

شد۔ تانزول او را بطور بروز اعتقاد داریم۔ بلکہ معنے آیت این ست

أنــه سيُتَـوَفّـى بـعـد نـزولــه، فـلـم يـبـق مـن الشبهــات، وبطل قول المعترضين.

کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول وفات خواہد یافت۔ پس بدین توجیہ ہیچ اعتراضے باقی نمی ماند۔

وَ أمّا جوابنا فاعلم أن هذا القول قد قيل مِن قِلّة التدبّر والاستعجال،

مگر جواب ماپس بدانکہ این سخن از قلت تدبر وشتاب کاری گفتہ شدہ است۔

ولو فكّر قائله لندم من هذا القِيل والقال، ولاستغفر كالمذنبين المفرطين.

واگر قائل این سخن فکر کردے البتہ شرمندہ شدے۔ وہمچو گناہگاران استغفار کردے

أَمَا تَدَبَّرَ آيةَ (فلمّا تَوفَّيتَنى) بالفكر والإمعان؟ فإنه نصٌّ صريح على أن عيسٰى مات

آیااودر آیت فلما توفیتنی تدبر نہ کردو بفکر وغور ندید۔ چرا کہ این آیت نص صریح برین امراست کہ عیسیٰ علیہ السلام

فى سابق الزمان، لا أنه يموت فى حين من الأحيان، فإن الصيغة تدل علٰى

درزمانہ گزشتہ وفات یافت۔ نہ اینکہ آئندہ در وقتے خواہد مرد۔ چرا کہ این صیغہ دلالت بر زبان

الزمان الماضى، والصرف هٰهنا كالقاضى.

ماضی میکند وعلم صرف اینجا مثل حاکم است۔

ثم إن كنتَ لا ترضى بحكم الصرف، وتجعل الماضى استقبالًا بتبديل الحرف،

باز اگر حال چنین ست کہ تو بحکم صرف راضی نیستی۔ وماضی را بہ تبدیل حرف استقبال میگردانی۔ پس این

فهٰذا ظلمٌ منك ومن أمثالك، ومع ذالك لا يفيدك غلوُّ جدالك، وتكون

ظلمے ست از تو وامثال تو۔ و باوجود این اینجا نزاع تو ہیچ فائدہ ترا نمی بخشد۔ وبدین پہلو

فى هذا أيضًا من الكاذبين. فإن المسيح يقول فى هذه الآيات: إن قومى

نیز ہم دروغگو ثابت خواہی شد۔ چرا کہ مسیح درین آیات میگوید کہ قوم من بعداز مردن من گمراہ

قد ضلّوا بعد موتى لا فى الحياة، فإن كنتَ تحسب عيسٰى حيًّا إلٰى هٰذا الزمان

شدند نہ در زندگی من۔ پس اگر گمان میکنی کہ عیسیٰ علیہ السلام تا این زمانہ درآسمان زندہ

فى السماء، فلزِمك أن تقرّ بأن النصارٰى قائمون على الحقّ إلٰى هٰذا العصر لا

است پس ازین لازم می آید کہ اقرار کنی کہ نصاریٰ ہم تا ہنوز برحق اند نہ از گمراہان و ہوا

﴿۱۳۶﴾

مـن أهـل الضلالة والهواء . فـأيـن تـذهـب يـا مسـكيـن، وقد أحاطت عليک

پرستان پس اے مسکین کجا میروی و بر تو دلائل احاطہ کردہ اند

البراهين، وظهر الحق وأنت تكتمه كالمتجاهلين.

وحق ظاہر شد وتو او را ہمچو تجاہل کنندگان می پوشی ۔

أيهـا الـغـالـی اتَّـقِ سبـلَ الـغلواء ، واترُکْ طريق الخيلاء ، ولا تُغضِب اللّٰه

اے غلوّ کنندہ از طریق ہائے غلو پرہیز۔ وراہ تکبر را ترک کن۔ وخدا را بمعصیت درغضب

بـالـمعصية، ولا تردُ مَوردَ المأثمة، وسارِعْ إلى التوبة والمعذرة، ولا تكن كالذی

میار۔ ودرمقام گناہ وارد مشو۔ وبسوئے توبہ ومعذرت جلدی کن۔ وہمچو آن کسے مشو کہ بخوردن

بَسَـأَ بأكل الجيفة، وما اكترث لما فيه من العَذِرة، و فِرّ إلى اللّٰه كالمستغفرين.

مردار خو گرفتہ است۔ واز گندگی ہائے آن ہیچ پروائے ندارد۔ وبسوئے خدا ہمچو کسے بگریز کہ معافی می خواہد

| | |
|---|---|
| اَطِـعْ ربَّکَ الـجَبّـار أهـلَ لأوَامِـرِ | وَخَفْ قَهْرَه وا تـرُکْ طـريـق التـجاسرِ |
| خدائے خود را کہ جبّار ست واہل احکام اطاعت کن | وازقہر اوبترس و طریق دلیری ہا بگذار |
| وكَيفَ عَـلـى نَـارا الـنَّهَـابِـرِتـصبِـرُ | وأنْـتَ تَـأذَّى عِـنْـد حَـرّ الهَـوا جِـرِ |
| وچگونہ برآتش مصیبت ہاصبر توانی کرد | وتو در تپش ہائے نیم روز تکالیف می برداری وطاقت نداری |
| وَحُـبُّ الهَوىٰ و الـلّٰـهِ صِـلٌّ مُـدمِّـرٌ | كـمَـلْـمَـسِ أفعىٰ نائِمٍ☆ فـی النَّوا ظِرِ |
| ومحبت ہوا و ہوس بخدا ماریست ہلاک کنندہ | واز بیرون ہمچو جلد مار صاف و ملائم است |
| فَـلا تـخـتَـرُوا الـطَـغْـوىٰ فَـإنّ إلٰهـنَـا | غَيـورٌ عَـلٰـى حُـرُمـا تِـه غَيـر قـاصِـرِ |
| پس از حد درگزشتن اختیار مکنید چرا کہ خدائے ما | برحدود خود غیر تمندست ومجرمان را معذور نخواہد گذاشت |
| ولا تـقـعُـدَنْ يَـا ابْـنَ الـكِـرام بمُفسِدٍ | فتـرجـعَ مِـن حُـبِّ الشّـرير كخا سرِ |
| وای پسر بزرگان بامفسدے منشین | پس از محبت بدسرشت ہمچو زیان کارے خواہی گردید |

☆ ایڈیشن اول میں غالباً سہو کتابت ہے۔ درست لفظ ’’ناعِمٍ ‘‘معلوم ہوتا ہے۔(ناشر)

| | |
|---|---|
| وَلَا تَحْسَبَنْ ذَنْبًا صَغِيرًا كهيّنٍ | فَإِنّ وَدادَ اللَّمَمِ إِحدَى الكَبَائِرِ |
| و گناه خورد را آسان مدان | چرا کہ دوستی گناه خورد از گناہان بزرگ است |
| وآخرُ نُصحِي توبَة ثم توبَة | وَمَوتُ الفتٰى خَيرٌ لّهُ مِن مَناكِرِ |
| وآخر پند من این ست کہ توبہ کن توبہ کن | ومردن مرد از ارتکاب منکرات ومعاصی نیکو ترست |

«۱۳۷»

أيّها الصّلحاء ! إنّى بلّغتُكم الحق لإ تمام الحجّة، ولو كان فيه بعض المرارة، فتدبَّروا

اے مردان نیک من امرحق را برائے اتمام حجت بشمارسا نیدم۔ اگرچہ دران بعض تلخی ہاست۔ پس تدبر کنید

نصَركم اللّٰه إن اللّٰه ينصر المتدبّرين. ولا يختلج فى قلبكم أن المسيح الموعود

خدا مدد شما کند۔ وخدا بالضرور مدد کسانے میفرماید کہ تدبر میکنند۔ و در دل شما این نگذرد کہ مسیح موعود

يُحارب الكفار، ويقتل الأشرار، ويخرج كملوكٍ مقتدرين. وليست هٰهنا

با کافران جنگہا خواہد کرد۔ وشریر اں را خواہد کشت۔ وہمچو بادشاہان خروج خواہد کرد۔ و دریجانہ این قوت

هٰذه القوة، وَلا العساكر والشوكة، وسطوة السلاطين؟

است۔ نہ لشکرہا و نہ شوکت و نہ دبدبہ شاہانہ۔

فاعلموا أنّ هذه الحكايات والروايات ليست بِصَحِيْحَةٍ، ويَعرِف سُقْمَها

پس بدانید کہ این حکایتہا وروایتہا صحیح نیستند وہر کہ بسلامت طبع در کتب حدیث

كلُّ من تفكّر بسلامة قريحة، ويتدبّر كتب المحدّثين. وأنتم تعلمون أن صحيح

فکر کند سقم این روایتہا را خواہد شناخت وشما میدانید کہ صحیح بخاری

الإمام البخارى أصح الكتب بعد كتاب اللّٰه الفرقان، وقد جاء فيه أن المسيح

بعد کتاب اللہ از ہمہ کتابہا صحیح تراست و درآن آمدہ است کہ مسیح

”يضَع الحربَ“ ففكّروا بالإمعان. فإن هٰذه الفقرة وأمثالها تشفيكم

جنگ نخواہد کرد پس درین فقرہ فکر کنید۔ چراکہ این فقرہ وامثال آن شمارا شفا خواہد بخشید

﴿۱۳۸﴾ وتُخرج شکوک الجَنان، لأنها تدلّ أن المسیح لا تحاربُ☆ الناس، بل یُفحم الأعداء

وشک ہائے دل بیرون خواہد کرد۔ زیرا کہ این فقرہ وامثال آن دلالت میکند کہ مسیح با مردم کارزارے نکند

ویزیل الأوهام والوسواس، ویأتی بکلمات حِکْمِیّة، وآیاتٍ سماویّة، حتّٰی

بلکہ دشمنان را بازالہ اوہام و وساوس ملزم خواہد کرد۔ وکلمات پرحکمت بیان خواہد فرمود۔ ونشانہائے

یُخرِج من الصدور أضغانها، ویقتُل شیطانها، ولکن لا بسیوف ورُمح وقناة،

آسمانی خواہد نمود۔ بحدیکہ کینہ ہا از سینہ ہا خواہد ربود۔ وشیطان کینہ وران را قتل خواہد کرد مگر نہ بہ تیغہا ونہ

بل بحربة من سماوات، ویستفتح بتضرعات وأدعیة، لا بسهام وأسنّةٍ، ولأجل

بہ نیزہ ہا بلکہ بحربہ آسمانی۔ وفتح خود بتضرعہا ودعاہا بخواہد نہ بہ تیرہا ونیزہ ہا واز ہمین

ذٰلک لا یحارب یأجوجَ ومأجوج، بل یسأل اللّٰہ أن یعطیه من لدنه الغلبةَ

سبب ست کہ با یاجوج وماجوج جنگ نخواہد کرد بلکہ از خدا خواہد خواست کہ اورا غلبہ وعروج

والعروج، فیکون فی آخر الأمر من الغالبین.

بخشد۔ پس درآخر امر غالب خواہد شد۔

فالقول الذی یخالف هذا الحدیث الصّحیح والخبر الصّحیح

پس سخنے کہ این حدیث صحیح را مخالف ست۔ وبدین خبر صحیح مخالفت دارد آن سخن

مردود وباطل ولا یقبله إلّا جاهل من الجاهلین. ثم اعلموا أن قتل الناس

مردود است وباطل وآنرا قبول نخواہد کرد مگر کسے کہ از جاہلان باشد۔ باز بدانید کہ بغیر تفہیم وتبلیغ و

من غیر تفهیمٍ وتبلیغٍ وإتمامِ حجّةٍ أمرٌ شنیع لا یرضیٰ به أهل فطنة،

اتمام حجت مردم را کشتن امرے زشت ست کہ ہیچ دانشمندے بدان راضی نیست۔ ونہ ہیچ نور فطرت

ولا نورُ فطرة، فکیف یُعزَی إلی اللّٰہ العادل الرحیم، والمنّان الرؤوف الکریم؟

بدان خوشنود ست۔ پس چگونہ این امر بسوئے عادل ورحیم ومحسن ورؤف وکریم نسبت کردہ شود۔

☆ سہو کتابت ہے درست ”یحارب“ ہے۔ (ناشر)

﴿۱۳۹﴾

ولو كان هذا جائزًا لكان أحقَّ به سَيّدُنا خير البريّة، وقد سمعتم أنه صبَر مدّةً

واگر این امر جائز بودے۔ پس زیادہ ترحقدار این آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ وشما شنیدہ آید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

طويلة على تطاول الكَفَرة الفَجَرة، ورأى منهم كثير☆ من الظلم والأذيّة، وأنواع

تا مدتے برگردن کشی کافران و فاجران صبر کرد۔ و از ایشان بسیارے از ظلم واذیت وگوناگون

الشدّة والصعوبة، حتى أخرجوه من البلدة، ثم أهرعوا إليه متعاقبين مُغاضبين

سختی وصعوبت دید۔ تا آنکہ اورا از مکہ معظّمہ بیرون کردند۔ باز بطور تعاقب بہ نیت قتل سوئے او بتمامتر

بنيّة القتل و الإبادة، فصبر صبرًا لا يوجد نظيره فى أَحدٍ من رُسل حضرة

غضب شتافتند۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن صبر اختیار کرد کہ نظیر آن در پیغمبران پیشین یافتہ

العزّة، حتى بلغ الإيذاء منتهاه، وطال مَداه، فهناك نزلت هٰذه الآية

نمی شود۔ تا آنکہ ایذا بنہایت رسید۔ ومدت آن دراز کشید۔ پس درآن وقت این آیت از خدائے سمیع و

من اللّٰه السميع الخبير: أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا

خبیر نازل شد۔ ومضمون آیت این ست۔ کہ آن گروہے را اجازت مقابلہ میدہیم کہ مظلوم اند۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ [1]

و خدا قادر است کہ ایشان را مدد دہد۔

فانظروا كيفَ صَبَرَ رَسُول اللّٰه وَخير الرُسُل عَلى ظلم الكَفَرة إلٰى

پس بنگرید کہ چگونہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برظلم کافران تاروزگارے دراز صبر کرد۔

برهة مِنَ الزَّمَان، وَدفَع بالحَسَنةِ السّيئةَ حتى تمّتْ حُجّة اللّٰه الديّان،

وجواب بدی بہ نیکی داد تا آنکہ حجت خدائے جزا دہندہ باتمام رسید۔

وانقطعَتْ مَعَاذِيُر الكافرين. فاعلموا أن اللّٰه ليس كقصّابٍ يعبِط الشاةَ بغير

و ہمہ عذر کافران منقطع شد۔ پس بدانید کہ خدا تعالیٰ مثل آن قصاب نیست کہ بغیر جرمے گوسپند

☆ سہو کتابت سے کثیر لکھا گیا ہے۔ درست کثیرًا ہے۔ (ناشر)

[1] الحج:۴۰

﴿۱۴۰﴾ جَرِيمةٍ، بل هو حليم عادل لا يأخذُ من غير إتمام حجّة، وَهُوَ الّذى أَرْسلنى

رامی بکشد۔ بلکہ او حلیم وعادل است کہ بغیر اتمام حجت ہیچکس رانمی گیرد۔ واو ہمان ست کہ مرا از

من حضرته العليّة، فإياكم وحُجُبَ الجهل والعصبيّة.

جناب بلند خود فرستاد۔ پس برشماست کہ از جہل وتعصب دور باشید۔

وكم من العلماء والصلحاء اتّبعونى مع كمال العلم والخبرة، و

وبسیارے از عالمان وصالحان واہل علم ہستند کہ باوجود کمال علم وتجربہ پیروی من کردند۔ ومی کنند

كُفِّروا ولُعِنوا وأُوذُوا بأنواع الفِرْية والتهمة، فاستقاموا بما أشرقَ لهم نورُ الحق

ومردم اوشانرا کافر قرار دادند وبرایشان لعنت فرستادند وبگونا گون دروغ وتہمت ایذا دادند۔ پس ایشان

والمعرفة، وصدّقوا قولى مستيقنين، وآمَنوا مصدّقين غير مرتابين، وألّفوا

استقامت ورزیدند۔ چراکہ نور حق ومعرفت برایشان تافتہ بود۔ وقول مرا بہ تمام تر یقین تصدیق کردند وایمان آوردند

كُتُبًا ورسائل ليعلم الناس أنهم من الشّاهدين. وترى نور الصدق يتلألأ فى

وہیچ شکے در دل خود نگذاشتند۔ ورسالہ ہا وکتاب ہا تالیف کردند تا مردم بدانند کہ ایشان از گواہان ہستند

جباههم، وتخرج كَلِمُ الحِكم من أفواههم، والاستقامةُ تترشّح مِن سموئهم، والزهادة

وتو می بنی کہ نور صدق در پیشانیہائے ایشان می درخشد۔ وکلمات حکمت از دہان شان می برآیند۔ واستقامت

يُشاهَد فى وجوههم، لا يجترئون على المحارم ويخافون ربّ العالمين، وتتنزّل

از رفتار شان مترشح میگردد۔ وپرہیزگاری در روہائے ایشان می تابد۔ بر محرمات جرأت نمی کنند۔ واز پروردگار عالمیان

عليهم سكينة كل حين. زكّى الله جوهر نفوسهم، وزاد عرفانهم، وجلّى مرآة إيمانهم،

مے ترسند۔ وہروقت سکینت برایشان نازل میگردد۔ خدا تعالیٰ جوہر نفسہائے ایشان پاک کرد۔ وعرفان ایشان را

وسقاهم كأس صدقٍ وعفةٍ، وأعطاهم أنواع علمٍ ومعرفةٍ، وأدخلهم فى

ترقی داد۔ وآئینہ ایمان ایشان را روشن کرد۔ وجامہائے صدق وپرہیزگاری ایشان را نوشانید وگوناگون

عبادهِ الصَّالِحين. فقاموا لِلّٰه لإطاعتی، وتركوا إرادتهم لإرادتی، و ﴿۱۴۱﴾

علم و معرفت بخشید۔ ودر بندگان نیکوکار داخل کرد۔ پس براہ خدا در اطاعت من استادہ اند۔ وارادہ خودرا

خالفوا لی أزواجهم وأحبابهم، وأبناءهم وآباءهم، وجاءونی تائبين. إنهم

برائے ارادہ من ترک کردند۔ وزنان خودرا و دوستان خودرا وپسران خودرا وپدران خودرا برائے من مخالفت کردند

من قوم أثنی عليهم ربّی وألهمنی وقال: ”تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ

ونزدم توبہ کنندگان آمدند۔ ایشان ازان جماعت ماہستند کہ خدا تعالیٰ تعریف ایشان کرد ومرا الہام داد

الدَّمْعِ، يُصَلُّونَ عَلَيْكَ. رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي

وگفت کہ تو می بینی کہ اشک ہا ازچشم شان روان می گردد۔ برتو درودی فرستند ومی گویند کہ اے خداوند ما

لِلإِيمَانِ فَآمَنَّا. رَبَّنَا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ.“

ما آواز منادی کنندہ راشنیدیم کہ برائے قوی کردن ایمان ہا منادی میکند۔ پس اے خداوند ما۔ ما ایمان آوردیم۔ پس مارا

فهُم مِنّی وأنا منهم، إلا قليلٌ من الغافلين، فإنهم لحقوا بنا بألسِنهم

درگواہان بنویس۔ پس ایشان ازمن اند ومن از ایشانم مگر اندکے از غافلان کہ ایشان بزبانہائے خود بما پیوستند

لا بقلوبهم، أو أَمْحَلوا بعد شُؤْبُوبِهم، والله يعلم ما فی صدور العالمين.

نہ بدلہائے خود۔ یا خشک شدند بعد یکہ نوبت باران اخلاص وخدا خوب میداند کہ درسینہ ہائے جہانیان چیست

فطوبىٰ للّذين سَمِعُوا وَصَايا الحق واستقامُوا عَلَيها وما سَمِعُوْا بَعْدُ قولَ

پس مبارک قومے کہ وصیتہائے حق شنیدند واستقامت ورزیدند وبعد زان نہ سخن زنان خود

نسائهم أو أبنائهم أو عشيرتهم، وما صاروا كالكسالىٰ بل زادوا فی اليقين.

شنیدند ونہ سخن پسران خود و نہ سخن قبیلہ خود وبعد از یقین سست نشدند۔

فالحاصل أن الرشد قد تبيّن، وأظهر اللّٰه الحق وبيّن، وأشرقتْ

پس حاصل کلام این است کہ رشد ظاہر شد۔ وحق پیدا گشت وآن روزہا

﴿۱۴۲﴾

أيّام كانت تنتظرها الأمم وتترجّاها الفِرق، وكلُّ أمرٍ موعود حانَ، وخُسِفَ القمر
بتافتند کہ مردم و فرقہ ہا انتظار آنہامی داشتند وہر امر موعود نزدیک رسید۔ وآفتاب وماہ
وَالشَّمْس في رمضان، ورأيتم أن القِلاص تُركتْ، وَالعِشار عُطِّلتْ، والبحار
را در رمضان خسوف شد۔ و شما دیدہاید کہ شتران بار برداری و سواری متروک شدند۔ و دریاہا
فُجّرتْ، وَالصّحف نُشرت، ويَأجوجَ ومَأجوج وأفواجهما أُخرجتْ، والجبال
شگافتہ شدند۔ وکتب ورسائل واخبار منتشر گشتند۔ ویاجوج وماجوج بیرون آمدند۔ وکوہ ہا
دُكّتْ، ومُقدِّمات الساعة ظهرتْ، والفتن كُملتْ، والأرض زُلزلتْ، والسماء
کوفتہ شدند۔ ومقدمات قیامت ظاہر گشتند۔ وفتنہ ہا بکمال رسیدند۔ وزمین جنبانیدہ شد۔ وآسمان
انفجرت، فاتقوا الله ولا تكونوا أوّل المعرضين.
منفجر گشت ۔ پس از خدا بترسید واول معرضان نشوید۔

وقد تفرّدتُ بفضل اللّٰه بكشوفٍ صادقةٍ، ورؤيا صالحة، و
ومن از بفضل خدا تعالیٰ بکشوف صادقہ و رؤیا صالح و مکالمات الٰہیہ۔ و
مُكالماتٍ إلهية، وكلماتٍ إلهامية، وعلومٍ نافعة، وزادني ربّي بسطةً
کلمات الہامیہ وعلوم نافعہ مخصوصم۔ وخدائے من درعلم ودین مرا
في العلم والدّين. وَأَرْسلني مجدِّدًا لهذه المِائَة، وَسَمّاني عيسىٰ نظرًا على المفاسد
معلومات وسیع داد۔ وبرائے این امت مرا مجدد فرستاد۔ ونام من بلحاظ مفاسد موجودہ عیسیٰ
المَوْجُوْدَة، فَإِن أكثرهَا مِن قَومٍ مَسيحيّين.
نہاد۔ زیرا کہ اکثر مفسدان از مسیحیان ہستند ۔

ومَن جاءني بقلب سليم ونيّةٍ صَحِيْحةٍ، وإخلاصٍ تامٍّ وإرادةٍ صادقةٍ،
و ہرکہ بدل سلامت و نیت صحیح و اخلاص تام و ارادت صادقہ نزدم بیاید۔

﴿۱۴۳﴾

وَمکث عندی إلٰی مدة، فیکشف اللّٰه عَلَیه سِرّی فی صحبتی، ویراه[1] من بعض

وتا مدتے درصحبت من بماند۔ پس خدا تعالیٰ برو راز من خواہد کشود واز بعض نشانہا

آیاتٍ و عجائبٍ لإراءة منزلتی، إلا الذین یجیئوننی غافلین منافقین، وَ لا

وعجائب ہا اورا خواہد نمود۔ تاشناسائے رتبہ من گردد۔ مگر آنانکہ بصورت غافلان ومنافقان می آیند و

یطلبون الحق کالخَاشِعین التّائبین، فأولئک الذین بعدُوا مِنّی وَ

حق راہمچو خاشعان وتائبان نمی جویند۔ پس اینان ازمن دور ہستند اگرچہ نزدیکان

لو کانوا قریبین. رَضُوا بالبُعد والحِرُمان، وَمَا أرادوا أن یُعطَوا حظًّا من العرفان،

باشند ایشان بدوری ومحرومی راضی شدہ اند۔ ونمی خواہند کہ حظّے از معرفت ایشان را

وما حملهم علی ذٰلک إلا فساد نیّاتهم، وَقِلّة مُبالاتهم، وغفلتهم فی أمر الدین.

حاصل گردد۔ وہیچ چیزے بجز فساد نیت ولا پروائی وغفلت دینیہ برین امر ایشان را آمادہ نہ کردہ۔

والحق والحق أقول، إنّ أحدًا من الناس لا یرانی، إلا بعد ترک الأهواء

وراست ست وراست میگویم کہ مراہمان کس خواہد دید کہ از ہوا و ہوس وآرزوہا

والأمانی، وَلَیس مِنّی من یقول: ”أَبنائی ونسوانی، وبیتی وبُستانی“، وَإنّه من

دست بردار گردد۔ وآن کسے ازمن نیست کہ میگوید پسران من وزنان من۔ وخانہ من وباغ من۔ بلکہ اواز

المحجوبین. وَإنّی جئت قومی لأمنعهم من مساوی الأخلاق وشُعب النفاق،

مجوبان ست۔ ومن برائے این آمدم کہ از اخلاق بد منع کنم وطریق اخلاص وتوحید بنمائم۔

واراهم[2] طریق المخلصین الموحّدین. ولا دینَ لنا إلّا دین الإسْلام، ولا کتاب لنا

وہیچ دینے نداریم بجز دین الام وہیچ کتابے نداریم

﴿۱۴۴﴾

إلّا الفرقان کتاب اللّٰه العَلّام، ولا نبیّ لنا إلّا مُحمّدٌ خاتم النبیّین صَلّی اللّٰه علیه وسلم

بجز قرآن شریف وہیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء

[1] سہو کتابت ہے درست یُریه ہے۔(ناشر) [2] سہو کتابت ہے درست اُریھم ہے۔(ناشر)

وبــارَکَ وَجَـعَـل أعـداء ہ مـن الــمـلـعـونـیـن. اشهـدوا أنّــا نتـمسّـک

است خدا برو درودہا فرستاد وبرکت نازل کرد وبردشمنان او لعنت فرود آورد۔ گواہ باشید کہ ما

بـکتاب الـلّٰه الـقـرآن، وَنتّبع أقوال رسـول الـلّٰه مـنبـعِ الـحق والعرفان، ونقبَل

بکتاب الٰہی کہ قرآن شریف است پنجہ می زنیم۔ وسخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چشمہ حق ومعرفت است

مـا انـعـقـد عـلـيــه الإجـمـا ع بـذٰلک الـزمـان، لا نـزيد عليها ولا ننقص منها،

پیروی مےکنیم وہمہ آن اموررا قبول مےکنیم کہ درآن زمانہ باجماع صحابہ صحیح قرار یافتند۔ نہ بران امور

وعـلـيهـا نـحيـا وعـلـيهـا نموت، وَمَن زاد علٰی هذه الشريعة مثقال ذرّة أو نقص

زیادہ می کنیم ونہ از آنہا کم میسازیم۔ وبرآنہا زندہ خواہیم ماند وبرآنہا خواہیم مرد۔ وہرکہ بمقدار یک ذرہ برین شریعت

مـنهـا، أو كـفـر بـعـقـيـدة إجماعيّة، فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس أجمعين.

زیادہ کرد یاکم نمود یا انکارعقیدہ اجماعیہ کرد۔ پس برولعنت خدا ولعنت فرشتگان وہمہ آدمیان ست۔

هٰـذا اِعتِـقـادِیْ، وَهُــو مَــقـصُـودی و مـرادی، و لا أخـالف

این اعتقاد من است وہمین مقصود من است ومراد من۔ ومن

قـومـی فـی الأصـول الإجـمـاعية، وَمَـا جـئـتُ بـمـحدَثاتٍ كَالفِرق المبتدعة،

باقوم خود در اصول اجماعیہ اختلافے ندارم۔ وہمچو بدعتیان چیزہائے نو پیدا نیاوردہ ام۔

بيـد أنـی أُرسِـلـتُ لتجديد الدّين وإصلاح الأمّة، على رأس هذه المائة، فأُذكّرهم

مگراین ست کہ من برائے **تازہ کردن** دین واصلاح امت برسراین صدی فرستادہ شدہ ام۔ پس ایشان را

بـعـض مـا نسـوا مِن العُلوم الحكميّة . والواقعات الصَّحيُحَة الاَصُلية. وَجَعَلنی

بعض آن امور ازعلوم حکمیہ وواقعات صحیحہ یادمی دہانم کہ آن را فراموش کردہ بودند ومرا پروردگار من

رَبّـی عيسـی ابـن مريم على طريق البروزات الروحانية لمصلحةٍ أراد لنفع العامة،

برطریق بروزات روحانیہ عیسٰی بن مریم گردانید۔ برائے مصلحتے کہ بغرض افادہ مخلوقات

ولإ تمام الحُجَّة على الكَفَرة الفَجَرة وليُكمِّل نَبَأَه وليُنجِزَ وَعْدَه ويُتمّ كلمته يُفحِم قومًا مجرمين.

ارادہ فرمود۔ ونیز برائے اتمام حجت برکافران وفاجران۔ ونیز بدین غرض کہ تا پیشگوئی خودرا بپایہ کمال رساند وقوم مجرمان راملزم کند

هٰذَا دَعْوَایَ وتلکَ دَلائلی، وَلَن تَجِدوا زَیْغًا فی دَعْوایَ وَمَسَائلی،

این دعویٰ من است و آن دلائل من است۔ و در دعویٰ ومسائل من ہیچ کجی نیست۔

وإن کتابی هٰذَا لَبلاغٌ لِقَوم طَالبِیْن. ففكّروا يا علماء القوم، وفتّشوا الأمر

واین کتاب من برائے طالبان بلاغے است۔ پس اے علماء قوم فکر کنید۔ وقبل از ملامت تفتیش امر

قَبل اللَوم.يَا عِبَاد الله اسمعوا، واتقوا الله ثم اتقّوا، وَإنّي بلّغتُ مَا أمر بِهٖ رَبّی،

کنید۔ اے بندگان خدا بشنوید۔ وبترسید از خدا باز بترسید۔ ومن آنچہ خدائے من حکم کرد رسانیدم

وما بقی الإخفاء. فاسمعی أيتها الأرض، واشهدی أيتها السّماء.

پس اے زمین بشنو واے آسمان گواہ باش۔

وَمَا أخشى الخَلق ومكائدهم، وأتّبع الحق ولا أتّبع زوائدهم، وَإني

ومن از مخلوق ومکر ہائے ایشان نمی ترسم۔ وپیروی حق میکنم دامور زائدہ ایشان را پیرو نیستم۔ ومن بر

واثق بما وَعَدَ رَبِّی، وَهُو مَوئلُ كلِّ أَمَلی وأَرَبی. إنّ الأرض وَالسَّماء تتغيران،

وعدہ رب خود اعتماد کلی دارم۔ واو جائے بازگشت ہر امید وحاجت من است۔ وزمین وآسمان متبدل می شوند

والصَّيْف وَالشّتاء ينقلبان، ولكن لا يتغيّر قول الرَّحمٰن، ولا ينقلب مشيئته

وسرما وتابستان میگردند۔ مگر قول خدا تعالیٰ تبدلے نمی یابد۔ وخواستہ او بمکر انسان منقلب

بمكر الإنسان، وَإن مُحاربيه مِن الخاسرين.أَيّها الناس لا تُعرِضوا عن أيام الله

نہ تواند شد۔ وآنانکہ او جنگ میکنند از زیان کاران اند اے مردمان از روزہائے خدا و روشنی آن اعراض

وَضيَائها، وَلا تغفلوا فحسراتٌ بَعْد انقضائها، ولا تَغْلُوا وَلا تظلموا ولا تعتدوا

مکنید۔ وغافل مشوید کہ پس از گزشتن آن حسرتہا خواہند ماند۔ وغلو مکنید وبر جفا کمر مبندید واز حد مگذرید

﴿۱۴۶﴾ إن اللّٰه لا يُحبّ المعتدين. اتقوا اللّٰه يَا مَعشر المُسْلمين والمسلمات، وَإنما التقوى

کہ خدا آنانرا دوست نمی دارد کہ از حد بیرون روند۔ از خدا بترسید اے مردان مسلمان و زنان مسلمہ کہ تقویٰ برائے

لهذه الأيّام والأوقات، وفكّروا وقوموا فُرادَى فُرادَى، ثم فكّروا كالأتقياء

ہمین روز و وقت ہاست۔ و یک یک شدہ بایستید باز مثل پرہیز گاران فکر کنید۔

لا كرجُلٍ عَادَى، واسألوا اللّٰه مبتهلين طالبين.

نہ ہمچو شخصے کہ دشمنی می کند۔ واز خدا بتضرع تمام بخواہید۔

وكيف رضى عقلكم وَإيمانكم، وَدرايتكم وَعرفانكم، بأَوهامٍ لا تجدون

وچگونہ عقل شما و ایمان شما و دانش شما و عرفان شما بدان اوہام را راضی میگردد کہ از آنہا در

فى كتاب اللّٰه أثرًا منها؟ وتتركون طرق السلامة وتُعرضون عنها، ولا تتّبعون

کتاب اللہ اثرے و نشانے نیست۔ و راہ سلامتی رامی گزارید۔ و ازان کنارہ میکنید۔ و اصل محکم را کہ

أصلًا مُحكَمًا بَيِّنَ الوقوع، وتأخذون بأنيابكم صُوَرَ مسائلِ الفروع، مع أنها

بین الوقوع است پیروی نمی کنید۔ وصورت مسائل فرعیہ را بدندان مے گیرید باوجودیکہ آن

فى أنفسها مملوّة مِن الاختلافات وَالتناقضات، ثم لا يوجد تطابُقها بالأصل الذى

مسائل درحد ذات خود از اختلافات وتناقضات پرہستند۔ باز تطابق آن فروع باصل یافتہ نمی شود

هو لها كالأمّهات، وأين التطابق بل يوجد كثير من التباين والمنافاة.

کہ ہمچو امہات برائے فروع است۔ وتطابق کجا بلکہ مباین ست ومنافات بکثرت موجود است۔

فانظروا كيف جمعتم فى عقائدكم مِن أنواع الشناعة والتناقض و

پس بنگرید کہ چگونہ درعقائد خود انواع زشتی و تناقض و دروغ جمع کردہ اید۔

الفرية، وأمَدُتم بجهلكم أَعْداء المِلّة وعداء الشريعة المقدّسة، فهم يصولون

و از نادانی خود دشمنان دین و ملت را مدد دادہ اید۔ پس ایشان

علّی الحق مستهزئین.

برحق مے خندند۔

وَأمّا السّلف الصّالحون فما کانوا کمثلکم فی الاعتقادات، ولا فی الخیالات،

مگر سلف صالح درا عتقاد و خیال مثل شما نبودند۔

بل کانوا یُفوّضون إلی اللّٰہ علم المخفیّات، وکانوا متّقین.وما کان جوابھم فی ھذہ

بلکہ اوشان علم امور پنہانی را بسوئے خدا سپرد میکردند۔ و پرہیزگار بودند۔ وبوقت اعتراض

المسائل، عند اعتراض المعترض السائل، إلّا تفویض الأمر المخفیّ إلی

جواب ایشان ہمین بود کہ ما این امر پنہان بخدا سپرد کنیم کہ خبیر وعلیم است ۔

اللّٰہ الخبیر العلیم. وکانوا یؤمنون إجمالاً ویُفوّضون التفاصیل إلی اللّٰہ

وایشان اجمالاً ایمان مے آوردند۔ وتفاصیل راسوئے خدا تعالیٰ حوالہ میکردند

الحکیم.فلأجل ذالک ما بحثوا عن تناقضات ھذہ الأنباء ، وَمَا أرادوا أن یتکلّموا

پس از ہمین سبب است کہ از تناقضات این خبرہا بحث نکردہ اند۔ ونخواستند کہ قبل وقوع

فیھا قبل وقوعھا خوفًا من جُناح الزلّة والاعتداء ، وقالوا نؤمن بھا ولا ندخل

این پیشگوئیہا درین کلام کنند ازین اندیشہ کہ مبادا بلغزش وتجاوز از حد مبتلائے گناہ شوند۔ وگفتند کہ ما ایمان

فیھا وما کانوا علی أمرٍ مُصرّین.

بدین خبرہائے غیب می آریم ودرین ہا دخل نمی دہیم۔ غرض برچیزے اصرار نمی کردند۔

ثم خلف من بعدھم خلف وفَیُجٌ أعوَجُ، أضاعوا وصایاھم

باز نااہلان بعد ایشان آمدند کہ گروہ کج طبع بودند وصیت بزرگان و طریقہائے اوشانرا

وسُبُلَھم، وبدأ فیھم التعلّی والتموّج، فتکلموا فی أنباء الغیب بغیر علم مُجترئین.

ضائع کردند و در او شان این عادت پیدا شد کہ بلندی می نمودند و موج می زدند۔ پس

﴿۱۴۸﴾

وَبَحثوا عن أمور ما كان لهم أن يبحثوا عنها، فَضلّوا وأضلّوا وكانوا قومًا عمين.

درخبر ہائے غیب گفتگو ہا شروع کردند نہ از بصیرت بلکہ محض از دلیری وازان امور بحث ہا نمودند کہ ہرگز مناسب نبود

أما ترى كيف نحتوا مِن عند أنفسهم نزول المسيح من السّماء ؟ ولن تجد

کہ درآنہا افتند۔ پس گمراہ شدند وگمراہ کردند ومردمان کور بودند۔ آیا نمی بینی کہ چگونہ از طرف خود تراشیدند کہ مسیح از آسمان

لفظ السّماء فى ملفوظات خير الأنبياء ولا فى كَلِمِ الأوّلين.

نازل خواہد شد حالانکہ درتقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ آسمان ہرگز نیست ونہ درکلام پیشینیان۔

وَأمّا نفس النزول فهو حق ولا نجادلهم فيه، ولا نردّه عليهم بَلْ إنّا نؤمن به

مگر لفظ نزول پس آن حق است وما درین امر با اوشان مجادلہ نمی کنیم ونہ این را برایشان رد کنیم بلکہ بدان

كما يؤمنون وما نحن بمنكرين. وَلَيْسَ عنْدنا إلّا تسليمٌ فى هٰذا الباب،

ایمان می آریم۔ چنانکہ ایشان ایمان می آرند ومنکر نیستم۔ ودرین مسئلہ نزد ما بجز تسلیم ہیچ نیست۔

ومَن أنكر فقد كفر بما جاء فى الآثار وَالكتاب، وإنه من الملحدين. بيد أنّنا نحمِل

وہر کہ انکار کند پس او منکر حدیث و قرآن شد۔ مگر این است کہ ما

هذا النزول على أمرٍ فيه أمنٌ مِنَ التّناقضات، وَنجاة مِن الاعتراضات، وَهُو النزول

این نزول را برامرے محمول میکنیم کہ دران امن از تناقضات است واز اعتراضات نجات است۔ وآن نزول

البروزى الذى قد جرت سُنّة الله عليه من زمن الأوّلين. فليس إنكارنا إلّا من

بروزی است کہ سنت الٰہی برآن رفتہ۔ پس انکار ما صرف ازین امر است کہ مسیح بنفسہ از آسمان

نزول المسيح بنفسه مِن السّماوات، فإنه يخالف سُنن الله والبيّنات من الآيات، فإن القرآن

نازل شود۔ چراکہ این عقیدہ سنت اللہ وبینات قرآن رامخالف افتادہ

فرض عَلَيْنا أن نؤمن بوفاة المسيح☆ ونحسبه من الأموات، فالقول بحياة المسيح

است زیراکہ قرآن برما این فرض کردہ است کہ ما بوفات مسیح ایمان آریم واورا ازمردگان پنداریم۔ پس اعتقاد

☆ **نوٹ** : جاء فى بعض الاحاديث من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم بالتصريح. ان عمره نصف عمر المسيح. قال صاحب الفتح هذا حديث صحيح و رجاله ثقات۔ منه

در بعض احادیث از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتصریح آمدہ است کہ عمر آنحضرت از عمر مسیح نصف است۔ صاحب فتح البیان گفتہ اند کہ این حدیث صحیح است ورجال آن ثقات اند۔ منہ

وَرجوعه إلٰى دار الفانيات، يستلزم إنكارَ القرآن والمحكمات البيّنات، فلا يتكلم بمثل هٰذا

حیات مسیح وباز آمدن اودر دنیا موجب انکار قرآن ومحکمات آن ست۔ پس ہم چنین کلام صرف کسانے خواہند کرد

إلّا الذين هُم غُلُفُ القلوب، وكالمحجوب وَمِن المعرضين. أنترك لظنونٍ واهيةٍ

کہ دل شان در پردہ است ومثل محجوبان ہستند واز اعراض کنندگان۔ آیا برائے گما نہائے واہیات

القرآنَ، وَننبذ من أيدينا اليقين والعرفان، وَنرجع إلى أفسَدِ القولِ مِن أصلَحِه،

قرآن را ترک کنیم۔ واز دست خود یقین ومعرفت را بیندازیم۔ واز قول اصلح سوئے قول افسد رجوع کنیم

ونُلحِق أنفسَنا بالجاهلين؟ وَمَن يتدبّر آيات الله، وَلا يُعمٰى عينَ تميُّزه مِن بيّنات الله،

وبا نادانان خودرا یا میزیم۔ وہرکہ درآیات خدا تعالیٰ تدبر کند۔ وچشم خودرا از ملاحظہ بینات کورنسازد

فَلا بد له أن يؤمن بموت المَسِيح، وَيقرّ بأَن النزول عَلٰى سَبيل البُروز الصّريح،

پس اورا ضرور است کہ بموت مسیح ایمان آرد واقرار کند کہ نزول بطور بروز است نہ بطور دیگر

ويُعرِض عن الظالمين.

واز ظالمان اعراض کند۔

أَسمعتم قَبل ذٰلِكَ رجلًا ذَهَبَ مِنَ الدّنيا ثُم نَزَلَ بَعْدَ بُرهة من السّماء ؟

آیا پیش زین شنیدہ اید کہ شخصے سوئے آسمان از دنیا برفت باز بعد از روزگارے از آسمان نازل شد

أتجدون نظيره في أحدٍ من الأنبياء ؟ وَقَد سَمِعتم كَيف أُوِّلَ مِن قبل في نزول

آیا شما نظیر آن در احدے از انبیاء می یابید۔ وشما شنیدہ آید کہ چگونہ پیش زین در نزول الیاس

إلياس، يَا أولي الأبْصَار وَالقياس. ورأيتم قومًا حملوا قصّة نزول إيليا عَلٰى ظَواهرها،

تاویل کردہ شد۔ اے صاحبان چشم وقیاس۔ وشما قومے را دیدہ آید کہ قصہ نزول ایلیا را برظواہر آن حمل کردند۔

وكفّروا المَسيح بخُبث النَفس وَأباهِرِها، وَضُرِبَتْ عَلَيهم الذلّة وَالمسكنة وَجُعلوا مِن الملعونين.

واز وجہ خبث نفس وپر ہائی آن مسیح را کافر قرار دادند۔ وبر ایشان ذلت ومسکنت انداختہ شد واز ملعونان

﴿۱۵۰﴾

وَإن كنتم لا تؤمنون بموت عيسٰى يا معشر الإخوان، وترفعونه حيًّا إلٰى

گردانیده شدند۔ و اگر شما اے برادران بموت عیسٰی علیہ السلام ایمان نمی آرید و او را زنده سوئے

عرش الرّحمٰن، فما اٰمنتم بكتاب اللّٰه الفرقان، فانظروا مَنْ أحقُّ بالأمن

عرش رحمٰن می بردارید۔ پس شما بکتاب الٰہی کہ فرقان ست ایمان نیاوردہ آید۔ پس بنگرید کہ کدام کس از ما بامن وامان

وَالأمان، ومَن اتّبع ظنونًا وترَك سُبُل الإيقان. ثم أنتم تُكفّرون المُسلمين

زیادہ ترحق دارد۔ وکدام کس گمانہارا پیروی کرد وراہ یقین را بگذاشت۔ باز شما مسلمانان را کافر قرار می دہید

وتكذّبون الصّادقين، وتطيلون الألسنة على أهل الحق وَاليَقين. أكان هذا

وصادقان را کاذب می انگارید۔ وبر اہل حق ویقین زبانہا دراز می کنید۔ آیا این طریق پرہیزگاری

طريق التقوىٰ والمتّقين؟

وراہ پرہیزگاران است۔

وَقَدْ سَمِعتمُ أنّا قائلون بنزول المَسيح، والمقرّون به بالبيان الصّريح، وَ

وشما شنیده اید کہ ما بنزول مسیح قائل ہستیم و بابیان صریح اقرار می داریم۔ واین

إنه حقّ واجب ولا ينبغي لنا ولَا لِأَحَدٍ أن يُعرض عَنه كَالمُفسدين، أَو يمتعض مِنْ

حق واجب است نہ مارا شاید ونہ شمارا کہ ازان اعراض کنیم یا دربارہ قبول آن

قبوله كَالمتكبرين. فإنه لا يُعرض عن الحق إلا ظالمٌ معتدٍ خلّاب، أو فاسق مُزوِّر

مثل متکبران خشمناکی ظاہر کنیم۔ چرا کہ از حق ہمان کس اعراض می کند کہ ظالمے تجاوز کنندہ از حد باشد وفریب

كذّاب، ويُعرَفُ بقبوله قلبٌ توّابٌ. فالآن انظروا! أنحن نعرض عَنِ القبول أو

دہندہ وفاسق وسخن آرایندہ وکذاب بود۔ وبقبول حق شناختہ می شود کہ این دل سوئے حق گروندہ است پس

كنتم معرضين؟ أتظنون أنّ المسيح ابن مريم سيرجع إلى الأرض مِن السّماء؟ ولا تجدون

اکنون بنگرید آیا ما از حق کنارہ می کنیم یا شما کنارہ می کنید۔ آیا گمان مے دارید کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بسوئے

﴿۱۵۱﴾

لفظ الرجوع فی کَلِمِ سیّدِ الرسل وأفضل الأنبیاء . أَ أُلْهِمْتم بهذا أو تنحِتون

زمین از آسمان رجوع خواہد کرد۔ حالانکہ لفظ رجوع در کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی یابید۔ آیا این

لفظ الرجوع مِن عند أنفسِکم کَالخَائنین؟

شمارا الہام شدہ است یا لفظ رجوع از طرف خود مثل خیانت پیشگان می تراشید۔

وَمِنَ الْمَعلُوم أن هٰذا هُو اللفظ الخَاص الذی یُستعمل لرَجُل یأتی

واین معلوم است کہ ہمین یک لفظ است کہ برائے کسانے مستعمل می شود کہ بعد از

بَعد الذَّهاب، ویتوجّه مِنَ السَّفر إلی الإیاب، فهذا أبعدُ مِن أبلَغِ الخَلقِ وإمامِ الأنبیاء،

رفتن باز می آیند پس این امر از فصیح ترین خلائق و امام الانبیاء بسیار دور

أن یترک هٰهنا لفظ الرجوع ویَستَعْمل لفظ النزول ولا یتکلم کالفصحاء والبلغاء ، فلا

است کہ اینجا لفظ رجوع را ترک کند و بجائے آن لفظ نزول استعمال کند و ہمچو فصیحان و بلیغان تکلم نفرماید

تنظروا کَلامی هٰذا بنظر الاستغناء ، وَلَا تنبذوه وَراء ظهورکم کَأَهل الکبر والمراء،

پس این کلام مرا بنظر استغنا مبینید و آنرا مثل متکبران پس پشت میندازید

بل فکّروا کلّ الفکر بجمیع قوّة الدهاء ، فإنّ هذا أمرٌ جلیل الخطب عظیم القدر

بلکہ بتمام تر دانش کامل فکر کنید ۔ چرا کہ این امر در حضرت خدا تعالیٰ عظیم الشان است وقبول کردن

فی حضرة الکبریاء ، وقبوله برکة، وَتسلیمه فطنة وسعادة، وردُّه بلاء علی أهله المخذولین.

آن برکت است وتسلیم آن دانائی وسعادت است ۔ وردآن بر اہل مخذول آن بلائے است ۔

وَمِنَ العُلماء مَن یقول إن لفظ التوفّی قد یجیء فی لسان العرب بمعنی

وبعض از علماء میگویند کہ لفظ توفی درزبان عرب گاہے بمعنی استیفا می آید

الاستیفاء ، وهوُ المراد هٰهنا فی کَلام حضرة الکبریاء ، وَإذا طُلِبَ مِنهم السّند فَلا

وہمین معنی در قرآن شریف اینجا مراد است۔ وہرگاہ ازین علماء مطالبہ سند کردہ شود

﴿۱۵۲﴾

يأتون بسند من الشعراء ، وقد كفروا بمعنى بَيَّنَه خاتَمُ الأنبياء ، وَمَا أتوا بمعنى

پس ہیچ سندے از شعراء عرب نمی آرند۔ وایشان انکار آن معنی کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمود۔ باز چنان

أبلغ منه عند الفُصَحاء ، وَمَا أثبتوا دَعْواهم بل نَطَقُوْا كالعامهين.

معنی پیش نکردند کہ از معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزد فصحاء ابلغ باشد۔ بلکہ ہمچو سرگشتگان کلام کردند۔

وَمَا أُعطُوا وُسعةً فى هذا اللسان، وَلَا يعلمون إلا الحقد الذى هو تُراثهم

و در زبان عربی ایشان را ہیچ وسعتے نداده شد۔ و چیزے نمی دانند بجز آن کینہ کہ آن ورثہ قدیمہ

من قديم الزمان. فَيَا حَسْرة عليهم! ما لهم من معرفة فى العربيّة، وَليسَ عند هم

ایشان است۔ پس حسرت بر ایشان کہ در علم زبان عربی ہیچ معرفت نمی دارند۔ ونزد شان بجز دعویٰ ہائے

مِن غير الدعاوى الواهية، ومَعَ ذٰلك لا يتناهَون من القيل والقال، وَلا يتركون

بیہودہ چیزے نیست۔ و باوجود این جہالتہا از قیل و قال باز نمی مانند و نزاع خود را

نزاعهم بل يتصدّون لهٰذا النضال، ويقومون مع الجهل المحُكم للجدال، وكذٰلك

نمی گزارند بلکہ درین کارزار برائے تیراندازی پیش قدمی ہامی کنند۔ وباوجود جہل محکم خود برائے پیکارمی خیزند۔ وہمچنین اینجا

هَتكوا أستارهم بأيديهم فى هذا المقام، بما كانوا غافلين من موارد الكلام. سكتوا

پردہ ہائے خود بدستہائے خود بدریدند۔ چرا کہ از موارد کلام غافل بودند از بیان ہزار امرحق ساکت

ألفًا، ونطقوا خلفًا، وَمَا نبسوا بكلمة حكمية كالعاقلين. و أَرُأَوا أنفسهم كمَخاضٍ،

ماندند۔ وچون سخنے برزبان برانند بخطائے فاحش برانند۔ وہیچ کلمہ حکمت چون دانشمندان از زبان شان

وَظهروا كخَلِفَةٍ، ثم إذا حَان النِتاج فما ولدوا إلّا فأرة، أو أشوَهَ وأصغَرَ مِن فُوَيسقة.

بیرون نیامد۔ ونفوس خود را ہمچو آن شتران بنمودند کہ آبستنی باشند وہمچو ناقہ آبستنی ظاہر شدند۔ باز چون ایام وضع حمل

هذا علمهم، وَأَفسَدُ منها عملُ تلك العالمين. يأمرون الناس بالبرّ وينسون أنفسهم،

قریب رسیدند۔ پس موشے یا زشت تر وخورد تر از موشے بچہ دادند۔ این علم ایشان است وعمل این عالمان از علم

وَيَقُولُون ما لا يفعلون. وإذا جُعِلوا حَكَمًا فلا يُقسِطون، ويُحبّون أن يُحمَدوا بما لا يعملوا

فاسدتر است۔ مردم را برائے نیکوئی میفرمایند۔ وخویشتن را فراموش میکنند ومردم رامیگویند کہ این کنید وآن کنید

وإذا صلّوا فصلّوا مُرائين. وَيغتابون فی المساجد ويأكلون لَحم إخوانهم المُسْلمين، إلّا

وخودنمی کنند۔ وچون حاکم مقرر کردہ شوند۔ پس طریق انصاف نگہ نمی دارند۔ ومیخواہند کہ بدان خوبیہا تعریف کردہ

قليل من الخاشعين.

شوند کہ درایشان یافتہ نمی شود۔ وچون نمازمی خوانند پس بریاکاری نمازمیخوانند ودرمساجد غیبت مسلمانان میکنند

وَأمّا لفظ التوفّی الذی يُفتّشونه فی اللّسان العربيّة، فاعلم أنه لا يُستعمل حقيقةً

وگوشت برادران مومن میخورند۔ امالفظ توفی کہ تفتیش آن درزبان عربی می کنند۔ پس بدان کہ این لفظ بطور حقیقت

إلّا للإماتة فی هٰذه اللّهجة، سَيّما إذا كان فاعلُه اللّهَ والمفعولُ به رَجُلًا أو مِنَ النسوة،

صرف بمعنی میرانیدن استعمال می یابد۔ بالخصوص چون فاعل او خدا ومفعول انسان از مردان یا زنان باشد

فلا يأتی إلا بمعنی قبض الروح والإماتة وَمَا ترىٰ خلاف ذالک فی كتب اللغة والأدبيّة. وَ

پس درین صورت ہرگز بجز معنی قبض روح ومیرانیدن بمعنے دیگرنمی آید۔ ودر کتب لغت وادب ہرگز مخالف

مَن فتّش لغات العرب، وأنضى إليها رِكاب الطلب، لن يجد هذا اللفظ فی مثل هٰذه

این نخواہید یافت۔ وہرکہ تفتیش لغات عرب کند۔ وشتران جستجو برائے آن لاغرگرداند اوہرگز این لفظ را درمثل این

المقامات إلّا بمعنی الإماتة والإهلاک من اللّٰه ربّ الكائنات. وَقد ذُكِر هٰذا اللفظ مرارًا فی القرآن،

مقامات بجز معنی میرانیدن نخواہد یافت۔ واین لفظ بارہا در قرآن شریف ذکر کردہ شدہ است و

ووضعه اللّٰه فی مواضع الإماتة وأقامه مقامها فی البيان. وَالسِرُّ فی ذٰلک أن لفظ التوفّی يقتضی

خدا تعالیٰ این لفظ را در مقام میرانیدن استعمال کردہ است۔ وقائم مقام لفظ اماتت گردانیدہ۔ وآنرا ترک

وجود شیء بعد الممات، فهذا ردٌّ علی الذين لا يعتقدون ببقاء الأرواح بعد الوفاة، فإن لفظ

کردن واین رااختیار کردن برائے این حکمت است کہ لفظ توفی بعد میرانیدن وجودے رامیخواہد کہ باقی ماند۔ ودرین

﴿۱۵۴﴾

التوفّی یؤخذ من الاستیفاء ، وفیه إشارة إلی أخذ شیء بعد الإماتة والإفناء ، وَالأخذُ

ردکسانے ست کہ دہریہ ہستند وبعدازمردن قائل بقاء ارواح نیستند۔ چرا کہ لفظ توفی از لفظ استیفا ماخوذ است ودرین

یدلّ علی البقاء ، فإن المعدوم لا یؤخذ ولا یلیق بالأخذ والاقتناء. وَهٰذا من العلوم

اشارہ بسوئے این معنے است کہ بعدازمیرانیدن چیزے دردست باقیماندہ است۔ وآنچہ بدست آید آن چیز موجود مے

الحِکَمیّة القرآنیة، فإنه رجع القومَ إلی لسَانهم المبارکة الإلهامیّة، لیعلموا أن

باشد نہ معدوم چرا کہ معدوم این لیاقت ندارد کہ اورا گرفتہ شود یا جمع داشتہ آید۔ زیرا کہ معدوم چیزے نیست واین امراز

الأرواح باقیة والمعاد حقّ، ولینتهوا مِن عقائد الدهریین والطبعیین.

علوم حکمیہ قرآنیہ است۔ چرا کہ قرآن قوم عرب رابسوئے زبان شان کہ مبارک والہامی است توجہ داد۔ تابدانند کہ ارواح

فلما کان الغرض مِن استعمال هٰذا اللفظ صَرْفَ القلوب إلٰی بقاء الأرواح،

باقی خواہند ماند ومعاد حق است وتا کہ ازعقائد دہریہ وطبعیہ باز مانند۔ پس چونکہ غرض از استعمال این لفظ ہمین بود کہ

فمعنی التوفّی إماتة مع إبقاء الروح، فخُذِ الحقّ☆ واتّقِ طرق الجُناح. ولا یجادل فی هٰذا

تادلہارا بسوئے بقاء ارواح توجہ دہانیدہ شود۔ پس ازین سبب معنی توفی میرانیدن مع باقی داشتن روح است۔

☆ حاشیہ

لما کان الملحوظ فی معنی التوفی مفهوم الاماتة مع الابقاء، فلأجل ذٰلک

ہرگاہ کہ ملحوظ درمعنیٰ توفی میرانیدن مع باقی داشتن روح بود۔ پس برائے ہمین سبب این

لا یستعمل هٰذا اللفظ فی غیر الانسان، بل یستعمل فی غیره لفظ الاماتة والاهلاک

لفظ در غیر انسان مستعمل نمی شود۔ بلکہ در غیر انسان لفظ اماتت واہلاک وافناء استعمال می یابد۔ مثلاً

والافناء. مثلًا لا یقال توفی اللّٰه الحمار، أو القنفذ والافعی والفأر، فان

این نمی گویند کہ خدا تعالیٰ فلان خررا وفات داد یاسنگ پشت یا مار یا موش را متوفی کرد۔ چرا کہ

ارواحها لیست بباقیة کأرواح الآدمیین.

ارواح این چیزہا مثل ارواح آدمیان باقی نخواہند ماند۔

إلّا الجاهل الذی لا یعلم العربیّة، أو المتجاهل الذی یُغری مِن خبثه العامّةَ. وَمَن ﴿۱۵۵﴾

پس حق را بگیر واز راہ ہائے گناہ پرہیز۔ وہیچ کس درین بارہ بجز جاہلے کہ عربی نداند خصومت نخواہد کرد۔ یا

انتصب لإزراء هٰذا الكلام، وقام للتكذیب والإفحام، فعلیه أن یعرض فی هٰذا

کسیکہ دانستہ خودرا جاہل نماید ومردم را از خباثت خود برانگیزد۔ وہر کہ برائے عیب گیری این کلام بایستد وبرائے

الباب شعرًا من أشعار الجاهلیة، أو كلامًا من كَلِمِ فصحاء هٰذه المِلّة.

تکذیب ولاجواب کردن قائم شود۔ پس بذمہ این خصومت کنندہ است کہ بتائید دعوئ خود شعرے از اشعار

وَإن لم یفعلوا، ولن یفعلوا، وَلَمْ ینتهوا من الشرارة، فقد جمعوا لعنتَین

جاہلیت پیش کند۔ یا کلامے از کلمات فصحاء این ملت بنماید۔ واگر این مردم چنین نکنند وہرگز نخواہند کرد ونہ از

لأنفسهم بشامة النفس الأمّارة. اللعنة الأولٰی أنهم ما صدّقوا قولَ خیر البریّة،

شرارت باز آمدند پس برائے نفس خود دولعنت را جمع کردند۔ لعنت اول اینکہ ایشان قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم راباور نکردند

وما اطمأنت قلوبهم بشهادة إمام الملّة، واللعنة الثانی أنهم فتّشوا اللغة شاكّین،

ولعنت دوم اینکہ ایشان درحالت شک تفتیش لغات کردند باز بحالت نومیدی وبدان ندامتے

ثم رجعوا یائسین بالندامة التی هی تشابه عذاب الهاویة، ثم قعدوا مخذولین.

رجوع کردند کہ عذاب جہنم را می ماند۔

واعلم أن أحدًا من رجالٍ ذی غیرة، لا یقِف متعمّدًا موقف مندمة، إلّا الذی

ومیدانم کہ کسے از مردان ذی غیرت برجائے کہ از ان ندامت آید نخواہد ایستاد۔ مگر کسے کہ از نفس خود

نزع عن نفسه ثوبَ حیاءٍ وإنسانیة، ورضِی بكل تبعةٍ ومعتبةٍ، وألحَقَ نفسه

جامہ حیا وانسانیت برکشید وبہر عقوبت وعتابے راضی شد۔ ونفس خود را بآنان آمیخت کہ زیان کاران

بالخاسرین الملومین. وما تُجادلوننی فی لفظ التوفّی إلّا من السفاهة، فإنّی أعلم ما لا

وملامت برداران اند۔ وبامن در لفظ توفی محض از راہ سفاہت خصومت میکنند۔ چراکہ من چیزہا می دانم

﴿۱۵۶﴾

تـعلمون. وإنی تورّدتُ بحر العربية وتبحّرتُ، وعلَوتُ شوامخَها وتوغّلتُ، واجتنیتُ ثمارها

کہ شما نمی دانید۔ ومن دریائے علم عربی را وارد شدم وتاعمق آن رسیدم وبرکوہ ہائے بلند آن برآمدم وتوغل ہا

وتخبّشتُ، وفحّصتُ فی کلام القوم وتصحفتُ☆ ، فما وجدتُ لفظ التوفی فی کلامٍ

میدارم۔ وثمرہ ہائے آنرا چیدم واز ہرطرف گردآوردم۔ ودرکلام قوم تفحصہا کردم۔ وصفحہ صفحہ دیدم۔ پس بجز جسم

أو شعر الشعراء ، إلا بمعنی الإماتة مع الإبقاء ، وما استعملوا فی غیره إلا بعد إقامة القرینة

میرانیدن وروح باقی داشتن معنی توفی درکلامے یا شعر شاعرے نیافتم۔ ودرغیر این معنی این لفظ را بجز آن

والإیماء ، وما جاءوا به فی صورة کون اللّٰه فاعلًا إلّا بهذا المعنٰی، ویعلمه کل أحدٍ

صورتے خاص استعمال نکردہ اند کہ قرینہ یا اشارتے قائم کردہ باشند۔ ودرصورتے کہ فاعل این لفظ خدا باشد بہ

من علماء العرب من الأعلٰی إلی الأدنٰی؛ وإذا کتبتَ مثلًا إلٰی أحدٍ من أهل هٰذا اللسان،

ہمین معنی آوردہ اند نہ بدون آن۔ واین آن امر است کہ این را ہمہ مردم عرب از علماء آن تا عوام آن

أن اللّٰه تَوَفّی فلانًا من الأحباب أو الجیران، فلا یفهم منه هذا العربیّ إلا وفاة

می دانند۔ واگر مثلاً سوئے یکے از اہل عرب بنویسی کہ فلان شخص را خدا متوفی کرد۔ پس آن شخص عربی بجز

ذٰلک الإنسان، ولا یزعم أبدًا أنه أنامه أو رفعه بالجسم من ذٰلک المکان،

این نخواہد فہمید کہ آن شخص وفات یافت واین ہرگز نخواہد فہمید کہ خدا او را بخوابانید یا زندہ مع جسم برداشت

بل یسترجع علی موته کما هو عادة المؤمنین، فویل کل الویل للمنکرین.

بلکہ برموت متنبہ شدہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون خواہد گفت چنانکہ آن عادت مومنین است۔ پس واویلا

أفتنحتون للمسیح معنٰی وللعالمین کلهم معانیَ أُخریٰ؟ تلک إذًا قسمةٌ

برمنکران۔ آیا برائے مسیح معنے خاص می تراشید وبرائے ہمہ جہان معنی دیگر۔ این قسمت مبنی برانصاف

ضیزیٰ. فما لکم لا یوقظکم نصاحةٌ، ولا یُنبّهکم صراحة، ولا ترجعون إلٰی الحق

نیست۔ چہ شد شما را کہ ہیچ نصیحتے شما را بیدار نمی کند وہیچ تصریحے شما را خبردار نمی گرداند۔ وہمچو پرہیزگاران

☆ سہو کتابت ہے۔ ترجمہ کی روشنی میں صحیح لفظ ''تصفّحت'' ہے۔ (ناشر)

﴿۱۵۷﴾

كَالمتقين. أ كفّرني المكفّرون مع هٰذا العلم واللياقة؟ أجادلوني بهذا البلاغة و
سوئے حق رجوع نمی کنید ۔ آیا تکفیر کنندگان بدین علم ولیاقت تکفیر من کردند ۔ آیا بدین بلاغت وطلاقت با من
الطلاقة؟ فليموتوا متندّمين. ولا أظن أن يتندّموا. إنهم قوم لا يُبالون لعن اللاعنين؛
پیکار نمودند ۔ پس مے باید کہ بحالت ندامت بمیرند ۔ وگمان نمی کنم کہ ایشان متندم شوند ۔ چرا کہ ایشان قومے
إذا أفظعت الوقاحةُ، فكلٌّ خزيٍ الراحة. أكبّوا علٰى جارهم، وذهلوا
ہستند کہ پروائے لعنت لاعنان نمی دارند ۔ چون بیحیائی از حد درگزشت ۔ پس ہر رسوائی حکم راحت دارد ۔ بر
عن دارهم، فهتك اللّٰه أستارهم، وجعلهم من المهانين. وَسلّطني عليهم
ہمسایہ خود افتادند وخانہ خود را فراموش کردند ۔ پس خدا تعالیٰ پردہ ہائے ایشان بدرید وایشانرا از مردم ذلیل وحقیر
فاختفَوا كالطير في الوُكنات، واقتنّوا كالوعل عند التعاقبات، وعرَضْنا كَلْكَلَنا
گردانید ومرا بر ایشان مسلط کرد ۔ پس ہمچو پرندگان در آشیانہ ہا پوشیدہ شدند وہمچو بز کوہی بروقت تعاقب راہ کوہ ہا
للمناظرات، فأُهْرِعوا كالأوابد إلى الفلاة، وتصدّينا لهم لأنواع الدعوة، وما وضعنا
گرفتند ۔ وما سینہ خود برائے مناظرات پیش کردیم ۔ پس ہمچو چرندگان وحشی سوئے صحرا شتافتند ۔ وبرائے
عن كاهلنا عِصَام هذه القِربة، وَما كنّا لاغبين. نعَب علينا كلُّ أعورَ ذي غواية،
انواع دعوت از بہر ایشان آمادہ شدیم ۔ واز شانہ خود بند این مشک فرو نہادیم ۔ ونہ درماندہ شدیم ۔ ہر کلاغے گمراہ
ونعَق علينا كلُّ ابنِ داية، محرومٍ عن دراية، وعوَى كلُّ خليعٍ خليعِ الرسن، ونبَح
بر ما آواز کرد ۔ وہر زاغے محروم از عقل بر ما خروشید ۔ وہر گرگے وہر بے قیدے بآواز خود در ما افتاد ۔ وہر سگے
كل كلب ولو كان كاليَفَن، فإذا قمنا فكانوا مَديدَ الوَسَن، أو كانوا من الميتين.
اگرچہ چون پیر فرتوت بود عوعو کردن بر ما آغاز کرد ۔ وچون ایستادیم پس گویا ہمہ در خواب بودند ۔ یا مردہ بودند ۔

لما رأى النَّوكَى خلاصةَ أَنْضُرى — فـرُّوا وَوَلَّـوا الدُّبُـر كالمتشوّرِ
ہر گہ کہ بیوقوفان خلاصہ زرمرا دیدند — گریختند وپشتہا ہمچو سرگردانے وپریشانے نمودند

﴿۱۵۸﴾

إنْ یشتِموا فلقد نزَعتُ ثیابهمُ وترکتُهم کالمیّت المتنکّرِ

اگر مرادشنام دہند چہ دوراست چرا کہ من جامہ ہائے ایشان ازتن شان برکشیدم وہمچو مردہ ناشناختہ ایشان راگزاشتم

هم یشتِمون ولا أخاف لسَانهم إنی أریٰ ألطاف ربٍّ أکبرِ

ایشان دشنام می دہند ومن از زبان شان نمی ترسم چرا کہ من مہربانیہائے رب کبیر خود می بینم

نزلتْ ملامةُ لائمی مِن حُبّهِ مِنی بمنزلةِ المحبّ الموثَرِ

ازمحبت خدائے خود ملامت ملامت کنندگان بمنزلہ دوست مخصوص خودمرا می نماید

یا لائمی دَعْ کلَّ لوم وانتظِرْ ستَریٰ بروقَ الحق بعد تبصُّرِ

اے ملامت کنندہ من ملامت ہا بگذار وصبر کن کہ بعد از چشم بینا حاصل شدن روشنی حق را خواہی دید

جَلّت وَصَایانا هدًی لٰکنّها کبُرتْ علیک ولیتَها لم تکبُرِ

وصیتہائے من از روئے ہدایت بزرگ ہستند لیکن بر تو گران آمدند وکاش گران نیامدندے

أیها الناس! تَدبَّروا لطرفة عین، ولا تُهلکوا أنفسکم لِمَینٍ. إن موت المسیح ثابتٌ

اے مردمان برائے یک طرفۃ العین تدبر کنید وبرائے دروغے نفس خود را ہلاک مکنید۔ یقیناً موت مسیح بقرآن ثابت

بالقرآن، ثم بالحدیث، ثم بشهادة اللغة وأهل اللسان، ثم بالعقل والفراسة

است۔ باز ثبوت آن بحدیث بہم رسیدہ۔ باز از شہادت لغت واہل زبان ثابت گشتہ۔ باز از روئے عقل وفراست

والوجدان، ثم بنظائر سابق الزمان، فلا یزیل الأمرَ الثابت کیدُ الإنسان.

ووجدان۔ وباز بنظائر زمانہ گذشتہ تحقیق این معنی گشتہ۔ پس امر ثابت را فریب انسان دور نتواند کرد

والنــزول أیضًا حق نظرًا علی تواتُر الآثار، وقد ثبت مِن طرقٍ فی الأخبار،

و نزول از روئے تواتر آثار ہم راست است۔ چرا کہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ۔

فتعالوا إلٰی کلمة ترفع هٰذه التناقض من بین بعض الأحادیث وبین مجموعة

پس بسوئے آن کلمہ بیائید کہ این تناقض را از درمیان بعض احادیث ومجموعہ احادیث وفرقان بردارد۔

﴿۱۵۹﴾

أحَادیث أخریٰ والفرقان، فهو البروز الذی ثابت فی سُنن الرحمٰن، ولا
پس آن طریق بروز است کہ درسنت ہائے خدا تعالیٰ ثابت گشتہ۔
شک أنّه یهب أنواع الاطمئنان. ولا ریب أنّا إذا اعتمدنا علی طریق البروز فی معنی
ودرین ہیچ شک نیست کہ گونا گون تسلی ہا ازان حاصل می آیند۔ ودرین شبہے نیست کہ ماچون نزول مسیح را بر طریق
نزول المسیح، کما ذُکر نزول إیلیا بالتصریح، فحینئذ تنطبق العبارات، وترتفع
بروز محمول کنیم چنانکہ نزول ایلیا محمول شد۔ پس درین صورت ہمہ عبارات متناقضہ منطبق میشوند وہمہ شبہات
الشبهات، وتطمئن قلوب الطّالبین. ولولا هذا فلا سبیل إلیٰ أن نعتقد
رفع می گردند۔ واگر این طریق را اختیار نکنیم پس برائے این امر ہیچ
مع القرآن بالآثار والأخبار، فالخیر کل الخیر فی عقیدة البروز یا أولی الأبصار،
صورت نمی بندد کہ بعد از ایمان آوردن برقرآن براخبار وآثار نیز ایمان آریم۔ پس اے صاحبان بصیرت ہمہ خیر در عقیدہ
ولیس هذا بدعة بل قد مضت فیها نظائر من ربّ العالمین.
بروز است۔ واین عقیدہ چون بدعتے نیست بلکہ پیش زین نظائر این عقیدہ از خدا تعالیٰ درزمانہ گذشتہ یافتہ می شوند
فاعلموا أیها الظانون ظن السّوء والازدراء، والمُهرعون إلی الجدال
پس اے کسانیکہ ظن بد وطریق عیب گیریہا اختیار کردہ آید وسوئے جنگ وخصومت مے شتابید
والمِراء، أنی ما أرید إلا خیرکم من حضرة الکبریاء، وأقصد أن أنقلکم
من بجز بہبودی شما ہیچ چیزے نمی اندیشم وقصدمی کنم کہ شمارا از زمین
من خَبْتٍ إلی العلیاء، ومِن ذات حِقاف إلی حدیقة النعماء، ومِن ذات
پست ریگناک بسوئے زمین بلند بیارم۔ واز ریگ کج بسوئے باغ نعمت ہا منتقل کنم واز زمین نشیب وفراز
کُسور إلی سبیل السواء، فهل أنتم تریدون خیرکم أو کنتم من الآبین؟
بر راہ راست بیارم۔ پس آیا شما خیر خود میخواہید یا از سرکشان ہستید۔

﴿۱۶۰﴾

أليس الزمان كَلَيلٍ أرخَى سدوله، والدينُ كغريب فقَد عُزُهُوله؟ أتخافون عند قبولي

آیا زمانہ بدان شب نمی ماند کہ پردہ ہائے خود فروہشتہ باشد۔ وآیا دین بدان مسافرے نمی ماند کہ شتر خود را بجز گزاشتہ

أن تفقدوا ما حِيزَ مَغنمًا، أو تُضيعوا الفضل الذى صار بالنَشَب تَوأَمًا؟ كلا..إنه ظن

گم کردہ باشد آیا وقت قبول کردن من شمارا این اندیشہ است کہ آن غنیمتہا کہ جمع کردہ آید مفقود خواہند شد یا آن

لا يليق بأهل العلم والمعرفة، والعزةُ كلها لله فى هذه والآخرة. إن الرّجال لايخافون

فضیلت را ضائع خواہید کرد کہ با مال توام گشتہ۔ ہرگز چنین نیست بلکہ این ظنے است کہ اہل علم ومعرفت را نمی شاید۔

ولو ذُبِحوا بالمُدىٰ، أو نُزِع عنهم ثوب المَحْيا.

وعزت ہمہ خدا راست چہ درین عالم وچہ در آخرت۔ مردان نمی ترسند اگرچہ با کاردہا ذبح کردہ شوند یا جامہ حیات

أما تسلّتْ عِماياتكم إلى هذا الزمان؟ وما لى أجد كلَّ أحدٍ منكم ألوَى فى الكلام

از تن شان کشیدہ شود۔ آیا تا این وقت کوریہائے شما دور نشدہ۔ وچہ سبب است کہ ہر یکے را از شما در کلام وبیان

والبيان؟ وتعلمون أننى ما جئت بمفتريات كأهل الفسق والهنات، وَمَا فتحتُ عليكم

جنگجو می یابم۔ ومیدانید کہ من ہمچو فاسقان وبدکاران چیزہائے افتراء کردہ نیاوردہ ام۔ وبرشما

باب البدعات، بل هو حسراتٌ عليكم بعد الممات. فأين آذان تسمعون بها؟ وأين

دروازہ بدعات نکشادم۔ بلکہ این کاروبار من بعد از مردن برشما حسرتہاست۔ پس کجا آن گوشہا ہستند کہ

أعين تبصرون بها؟ وأين قلوب تفقهون بها؟ وما لكم لا تتركون الخرافات المتدلّسة،

بدانہا بشنوید۔ وکجا آن چشم ہا ہستند کہ بدانہا بہ بینید وکجا آن دلہا ہستند کہ بدانہا بفہمید۔ وچہ شد شمارا کہ آن

ولا تقبلون الجواهر النفيسة؟ تمنعون المسلمين من المساجد، وتُعظّمون لدنياكم

خرافات را ترک نمی کنید کہ در تاریکی افتادہ اند جواہر نفیسہ را قبول نمی کنید۔ مسلمانان را از مساجد منع می کنید۔ وبرائے

أهل العَساجد. حصحص الحق فلا تقبلون، وتبيّن الرشد فلا ترجعون،

دنیائے خود اہل زر را تعظیم مے کنید۔ حق ظاہر شد مگر شما قبول نمی کنید۔ ورشد پیدا شد مگر شما رجوع نمی کنید۔

﴿۱۶۱﴾

وتُكفِّرون أهل القِبلة ولا تمتنعون، أتموتونَ في يَومٍ أو أَنتم من الباقين؟ كيف تجدون

واہل قبلہ را کافرمی گوئید وبازنمی مانید۔ آیا در وقتے خواہید مرد یا شما از باقیان ہستید۔ بدین تعصب ہا

لذة الإيمان بهٰذه التعصّبات؟ وَمَا بقى حلاوته بتكفير المؤمنين وَالمؤمنات. حَسبتم أعراضنا

لذت ایمان چگونہ می یابید۔ وبا تکفیر مومنین ومومنات حلاوت ایمان چہ باقیماندہ۔ شما آبروہائے مارا

كفَيْءٍ، وتُغرُون علينا العوامَّ وتُلقون إليهم شيئًا بعد شيءٍ، وأفسدتم الناس بمكائدكم

ہمچو مال غنیمت پنداشتہ اید۔ وعوام را بر ما می دوانید ودردل شان چیزے بعد چیزے می اندازید۔ وشما بمکر وتزویر

وتزويرَاتِكم، وصرفتم قلوبهم عن الحق بخرافاتكم. فاعلموا أنّ إثم الأُمّيّين عليكم يا معشر

خودمردم را تباہ کردہ اید۔ واز خرافات خود دل اوشان از حق گردانیدہ اید۔ پس بدانید کہ گناہ نخواندگان برگردن

الخادعين. أحسبتم تكفير المؤمنين أمرًا هيّنًا، وتكذيب الصّادقين شيئًا خفيفًا،

شماست اے گروہ فریب دہندگان۔ آیا شما تکفیر مومنان وتکذیب صادقان امرے سہل پنداشتہ اید۔ وآن

وَهُوَ عند اللّٰه عظيم.

نزدخدا تعالیٰ امرے بزرگ است۔

وَلَمْ تزالوا كنتم مصرّين على الإنكار، وَمَا شفِقتم وَمَا خشِيتم أَخْذَ القهّار، حَتّٰى

وشما ہمیشہ بر انکار اصرار کنندگان بودید۔ وشما از مواخذہ خدا تعالیٰ ہیچ نترسیدید۔ تا آنکہ

بلغ أمرنا إلٰى ما بلغ، وردّ اللّٰه عَليكم دعواتكم، إنه لا يُحبّ قومًا مفسدين.

کارما رسید بجائے کہ رسید وخدا دعائے شما برشما رد کرد چرا کہ او مفسدان را دوست نمی دارد۔

أيها الناس، إنّى مُحقٌّ صادق فى ادّعائى، فإياكم ومِرائى، وإن كنتم لا تقبلون قولى،

اے مردمان من برحق وصادقم۔ پس از جنگ من پرہیزید۔ واگر چنین ہستید کہ نہ قول من قبول می کنید۔

ولا تخافون صولى، ولا تُهصَرون إلى الهداية، ولا تنتهون من الغواية،

ونہ از حملہ من می ترسید۔ ونہ سوئے ہدایت کشیدہ می شوید۔ ونہ از گمراہی بازمی مانید۔

﴿۱۶۲﴾

فَتَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَ كُمْ وَأَنْفُسَنَا
پس بیائید تا بخوانیم پسران خود را وپسران شمارا و زنان خود را و زنان شمارا و نفسہائے خودرا و
وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ،
نفسہائے شمارا باز مباہلہ کنیم و بردروغ گویان لعنت فرستیم۔

ونَستفتِحُ فيما وقع بيننا، ليُقضى الأمر، ويظهر الحق، وينجو عباد اللّٰه من قوم
واز خدا تعالیٰ درنزاع خود فیصلہ بخواہیم تا امرحق فیصلہ کردہ شود وبندگان خدا از دروغگویان خلاص
كاذبين. وإني أحضر بِرازَ المباهلة، مع كتاب فيه إلهاماتي من حضرة العزّة،
یابند۔ ومن درمیدان مباہلہ باکتاب الہامات خود حاضر خواہم شد۔

فآخذ الكتاب بيد التواضع والانكسار، وأدعو اللّٰه ربَّ العزّة والاقتدار، وأقول:
پس کتاب رابدست تواضع وانکسار خواہم گرفت۔ وبدرگاہے خدائے عزیز صاحب اقتدار دعا خواہم کرد۔ واین
يا ربّ، إن كنتَ تعلم أن كتابي هذا مملوٌّ من المفتريات، وَلَيس هٰذا
خواہم گفت کہ اے خدائے من اگر میدانی کہ این کتاب من از مفتریات پر است ۔ واین
إلهامك وكلامك ومخاطباتك مِن العنايات، فتَوَفَّني إلى
نہ الہامات تست نہ کلام تست نہ مخاطبات تست پس مرا تا مدت یکسال
سنةٍ، وعذِّبني بعذابٍ ما عذّبتَ به أحدًا من الكائنات، و
بمیران ومرا بعذاب معذب کن کہ ہیچکس را از مخلوقات بدان معذب نہ کردہ باشی۔ ومرا
أهلِكْني كما تُهلِك المفترين الكاذبين بأنواع العقوبات، لينجو الأُمّةُ
ز انسان ہلاک کن کہ مفتریان و کاذبان را بانواع عقوبت ہلاک میکنی تا این امت از
مِن فتنتي وَليتبيّن ذلّتي على المخلوقات.
فتنہ من نجات یابد وتا کہ ذلت من بر مخلوقات ظاہر گردد۔

﴿۱۶۳﴾

رَبِّ، وإن كنتَ تعلم أن هذه الكلمات كلماتک وَمِنَ الإلهامات، وَلَسْتُ

و اے خدائے من اگر میدانی کہ این کلمات کلمات تو ہستند۔ و من نزد تو

بكاذبٍ عندک بل أنت بعثتني عند ظهور الفتن والبدعات، فعذِّبِ

دروغ گو نیستم۔ بلکہ تو بروقت ظہور فتنہ ہا وبدعت ہا خود مرا مبعوث کردی۔ پس آنان را

الذين كفّروني وكذّبوني ثم حضروا اليوم للمباهلة، ولا تُغادِرْ منهم نفسًا سالمةً

معذب کن کہ مرا کافر قرار دادند وتکذیب من کردند۔ باز امروز برائے مباہلہ حاضر شدند۔ و ازیشان تا

إلى السنة الآتية، وسلِّطْ على بعضهم الجُذام، وَعَلٰى البعض

سال آیندہ یک نفس سلامت مگذار۔ و بر بعض شان جذام را مسلط کن و بر بعض

الآلام، وأنزِلْ عَلٰى أَبْصار بعضهم بلاءً، وسلّط على البعض صرعًا

دردہا۔ وبرچشم ہائے ایشان بلائے نازل کن۔ وبربعض مرض صرع

وفالِجًا واستسقاءً، أو داءً آخر أو توفهم معذَّبين.

و فالج و استسقا یا مرضے دیگر مسلط کن وبعض را بعذاب موت بمیران۔

وابْتَلِ بعضهم بموت الأبناء والأحفاد والأُخْتان، و

و بعض را بموت پسران و پسرانِ پسران و دامادان و زنان و محبوبان و برادران

الأزواج والأحباب والإخوان، وعليكم أن تقولوا آمين.

مبتلا کن و بر شما خواہد بود کہ شما آمین بگوئید۔

فإنْ يبق أحد منكم سالمًا إلٰى سَنةٍ فأُقِرّ

پس اگر یکے ہم ازشما تا سالے باقی ماند پس من اقرار خواہم کرد کہ

بأني كاذب وأجيئكم بعجزٍ وتوبة، وأحرق كتبي وأشيع هٰذا الأمر بخلوص نيّة،

من دروغگو ہستم وبعجز وتوبہ پیش شما بیایم۔ وکتاب ہائے خود را بسوزانم۔ واین امر را بخلوص نیت شائع کنم

﴿۱۶۴﴾ وأحسب أنكم من الصّادقين.

وخواہم پنداشت کہ شما از صادقان ہستید۔

وأمّا دعاؤكم فليَدْعُ كل أحدٍ منكم أحكمَ الحاكمين: ربَّنا، إنْ كان هٰذا

مگر مضمون دعائے شما۔ پس باید کہ ہر یکے از شما بحضرت احکم الحاکمین این دعا کند کہ اے خدائے ما اگر

الرجل كاذبًا فأَنزِلْ عليه نَكالك، وتَوَفَّه إلى سَنة بعذاب مهين. واجعَلِ

این شخص کاذب است پس برو عذاب خود نازل کن و اورا تا یکسال بعذاب اہانت کنندہ بمیران۔ و

الرِّجْسَ عليه ونَجّ عبادك منه يا أرحم الراحمين. ربّنا، وإنْ كان صادقًا

عذاب ذلیل کنندہ برو مسلط کن۔ وبندگان خودرا اے ارحم الراحمین از و برہان۔ واگر اے خدائے ما او صادق است

ومن الحضرة، فأَنزِلْ علينا رجسًا من السّماء إلى السنة، ولا تُغادِرْ منّا أحدًا

واز طرف تست۔ پس برما تا یکسال عذابے از آسمان نازل کن۔ و احدے از ما کہ در مباہلین

من المباهلين. وعذِّبْنا ومزِّقْنا وأهلِكْنا وأَعدِمْنا، وسلِّطْ علينا آفاتٍ و

داخل است مگذار۔ و مارا معذب کن وپارہ پارہ کن ومعدوم کن وبرما آفات و امراض مسلط کن

أمراضٍ كما تُسلِّط على المفسدين. وعلينا عند ختم دعائكم أن نقول: آمين.

چنانچہ برمفسدان مسلط میکنی۔ وبرما بروقت ختم دعائے شما لازم خواہد بود کہ بگوئیم: آمین۔

ثم عليكم أن تَقدّموا بين يديكم قبلَ المباهلة بالاستخارة المسنونة،

واین ہم برشما لازم خواہد بود کہ قبل از مباہلہ استخارہ مسنونہ کنید۔

وتلتمسوا فضل اللّٰه بتضرعاتٍ بهذه الأدعية: ربّنا إن كان هٰذا هو الحق

وفضل الٰہی بتضرعات باین دعاہا بخواہید۔ اے خدائے ما اگر ہمین حق است پس مارا

فلا تجعَلْنا من المحرومين. ربّنا وفِّقْنا لنقوم في سبيلك ولا نعصى الحق

از محرومان مگردان۔ اے خدائے ما مارا توفیق دہ کہ در راہ تو ایستادہ شویم ونافرمان حق نباشیم

﴿۱۶۵﴾

ولَا نکون مِن الخاسرين. ربّنا نخاف أن نُرَدّ إليک بوجوه مُسودّة، فارحَمْنا

واز زیان کاران نشویم۔اے خدائے ما می ترسیم کہ بروہائے سیاہ بسوئے تو واپس کردہ شویم۔ پس اے خدائے ما

ربّنا، واهدنا من لدنک سُبُلَنا، وافتَحْ اعيننا، وأَرِنا طريق الصالحين.

برما رحم کن و راہ ہائے ما مارا بنما۔ وچشمہائے ما بکشا۔ و راہ صالحان ما را بنما۔

فقوموا فی أواخر الليالی باکين، واسألوا ربکم متضرّعين، ولا تغلُوا فی ظنونکم،

پس در آخر شب ہا بحالت گریہ بخیزید۔ واز خدا تعالیٰ بتضرع بخواہید۔ ودر گمانہائے خود از حد بیرون

ولا تيأسوا مِن أيام اللّٰه، إن أيام اللّٰه تأتی کالمفاجئين.

مروید واز روزہائے خدا نومید نباشید۔ چرا کہ روزہائے خدا ہمچو ناگاہ آیندگان می آیند۔

وآخر العلاج خروجکم إلی بِرازِ المباهلة، وعليکم أن

وآخری علاج این است کہ سوئے میدان مباہلہ بیرون آئید۔ وبرشماست کہ جماعت

لا تکون جماعتکم أقلَّ من العشرة الکاملة، أو يزيدون ولو إلٰی ألفٍ

شما از دہ مرد کمتر نباشند۔ یازیادہ ازان باشند اگرچہ تا ہزار

فی تلک السّاهرة، ليفتح اللّٰه بيننا وبينکم ويقطع دابر الفَجَرة، ويُتِمّ الحجّة

درآن میدان جمع شوند۔ تا کہ خدا تعالیٰ در ما و شما فیصلہ کند وانجام بدکاران بدنماید وحجت خود

على العالمين.

کامل کند۔

هٰذا آخِرُ حِيَلٍ أردناه فی هٰذا الباب، فتدبَّرْ.

این حیلہ آخری است کہ درین باب خواستیم۔ پس تدبر کن

وادْعُ اللّٰهَ لِطُرق الصّواب، ولا تقعد کالقانطِين.

و از خدا تعالیٰ راہ ہائے ثواب بخواہ و ہمچو غافلان منشین۔

﴿۱۶۶﴾

| | |
|---|---|
| أَلَا يَا أيّــهَـا الـحُـــرُّ الكَــرِيُم | تَـدَبَّـرُ يَهُـدِکَ الــمَوُلَى الرَّحِيُم |
| اے مرد آزاد و کریم | تدبر کن خدائے رحیم ترا راہ نماید |
| وَلا تبـخَـلُ ولا تـقــصُدُ فسادا | أتُـطفـء مـا حَـضَـا الربُّ العظيم |
| و بخل مکن و قصد فساد مکن | آیا میخواہی کہ آنچہ خدا افروختہ است آنرا فرو میرانی |
| وَمَـا جِـئـنَـا الـورىٰ في غيرِ وقتٍ | وَقَـد هَبّـتُ لِـقَـارِئِهـا النَّسِيُــم |
| و ما بے وقت نزد مردم نیامدیم | و نسیم بروقت خود وزیدہ است |

مَـن رَجَـع مِـن قـولـه بَـعُـدَ مـا نـطق بالخطأ فله أجر عظيم فى حضرة الكبرياء ، و

وہر کہ از قول خود رجوع کند بعد زانکہ بخطا کلام کردہ بود۔ پس او را در حضرت کبریاء اجرے عظیم است۔ و

يُـحشَـر مَـعَ المتقين، وينال جزيل الثواب، وعظيم الأجر في دار المآب، الّتي لا

باپرہیز گاران حشر او خواہد بود۔ وثواب بزرگ واجر عظیم در آخرت خواہد یافت۔ و دانی کہ آخرت

مـوت بـعـد حيـاتها، ولا انقطا ع لنعيمها ولذاتها. فـمـن قـام ابتغاءً لمرضاة اللّٰه

چیست آن آخرت کہ پس از زندگی آن موت نیست ونعیم ولذات آنرا انقطاع نیست۔ پس ہر کہ برائے حصول

فله ثواب ذالک فى ملكوت السّماء ، ويُكرَم فى حضرة العزة ويُجزىٰ بأحسن الجزاء.

خوشنودی خدا تعالیٰ بایستد پس برائے او ثواب آن در ملکوت آسمان است واو در حضرت عزت بزرگی خواہد یافت ونیکو

فـعـليكم يا معشر الإخوان، أَنُ تسمعوا قولى لِلّٰه الدَّيّان، وتجتنِبوا سُبل الطغيان،

تر جزا و پاداش دادہ خواہد شد۔ پس اے معشر برادران بر شماست کہ برائے خدائے جزا دہندہ سخن مرا بشنوید واز راہ

وإياكم والكبرَ والمبالاة ، وا تقوا اللّٰه واذكروا المجازاة، واتقوا سير أرباب الدنيا

بے اعتدالیہا دور بمانید واز تکبر ولا پروائی خود را دور دارید واز خدا بترسید و روز جزا را یاد کنید واز سیرت ارباب دنیا

والمحجوبين. ولا تقرؤوا كتابى هٰذا واجدين علىّ أو كارهين، وعسٰى أَنُ تحسبوا

ومحجوبان پرہیز کنید۔ واین کتاب را در حالت غصہ وکراہت مخوانید۔ و نزدیک است کہ شما امرے را بر

أمرًا على صورة والحقيقةُ خلاف تلك الصورة، وعسٰى أن تظنوا أمرًا

صورتے پندارید و حقیقت برخلاف آن صورت باشد۔ و نزدیک است کہ شما امرے را خلاف

خلاف حقيقة وهو عين تلك الحقيقة، فإنكم ما تدرون لُبَّ النواميس

حقیقت انگارید و آن عین آن حقیقت باشد۔ چرا کہ شما مغز اسرار الٰہی نمی فہمید۔

الإلهيّة، وتتكلمون مستعجلين غير مفكّرين. انظروا كيف تهتمّون لأمور

و از شتاب کاری بغیر فکر کردن گفتگو می کنید بہ بینید کہ درباره امور دنیوی خود چہ اہتمام ہا

دنياكم، وإنْ نزل بلاء عليها فلا تصبرون على بلواكم، وتسعون حق السعي

می کنید۔ واگر چیزے از بلا بران امور نازل شود۔ پس برآن بلا صبر نتوانید کرد۔ وتمام تر سعی بجامی آرید تا آن چیز را

لتدفعوا ما آذاكم، وتنفقون لدفعه أموالكم وأوقاتكم وقواكم، وتتوجهون بكل

دفع کنید کہ اذیت دادہ است و برائے دفع آن مالہائے خود را واوقتہائے خود را وقوتہائے خود را خرچ میکنید۔ وبہمہ فکر و

فكركم ونُهاكم، ولا تقعدون كالصّابرين. فلما كانت عنايتكم بهٰذا القدر إلى

دانش سوئے آن متوجہ میشوید وہمچو صابران نمی نشینید۔ پس ہرگاہ کہ سوئے آن چیز ہائے فانیہ این توجہ وعنایت شما است

أشياء فانية ذاهبةٍ بعد وقتٍ ومُهْلة، فكيف تغفلون من الأمور الباقية الأبدية، التي

کہ در وقتے باشند و در وقتے دیگر نباشند۔ پس چگونہ در امور باقیہ ابدیہ غفلت می ورزید۔ آن امور کہ گم شدن

توصل فقدانها إلى النيران المحرقة ؟ أتؤثرون الفانيات على الباقيات، وتريدون

آنہا تا آتشہائے سوزندہ میرساند۔ آیا شما چیز ہائے فانیہ را بر چیز ہائے باقیہ اختیار می کنید۔ و دوام

الحياة الدنيا وتنسون خلود الجنات؟

بہشت ہا یاد نمی دارید۔

أيها الناس! زكُّوا نفوسكم، واجتبوا جذباتكم، وطهِّروا خطراتكم و

اے مردمان نفسہائے خود را پاک کنید واز جذبات خود دور بمانید وخیالہائے دل ونیات را پاک

﴿۱۶۸﴾ نیّاتکم، وانظروا إلی الحق متأمّلین. لا تخدعنّکم أخبار باردة، وخرافات واهیة،

کنید۔ وسوئے حق بنگاہ تامل بنگرید۔ باید کہ شمارا خبر ہائے سرد وسخن ہائے خرافات واہیات فریب ندہند۔

ولا ینبغی أن تلتفتوا إلیها وتنبذوا کلام اللّٰه وراء ظهورکم غافلین.

ونمی سزد کہ سوئے چنین سخنہا التفات کنید۔ و کلام خدا را پس پشت خود بیندازید۔

وقد سمعتم أنّ موت نبّی اللّٰه عیسٰی ثابت بکلام ربّ العالمین.

وشما شنیدہ اید کہ موت عیسٰی علیہ السلام بقرآن ثابت است۔

والأحادیث ساکتة فی رفعه الجسمانی، وما فی یدیکم إلا الأمانی، وما ثبت

واحادیث دربارہ رفع جسمانی او ساکت اند۔ و در دست شما بجز آرزوہا ہیچ نیست۔ و دربارہ رفع ہیچ اثرے

فیه أثرٌ مِن خاتم النبیین. وما نطق فیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نشدہ۔ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ لفظے درین بارہ برزبان نیاوردہ

بکلمة. ولا تفوّهَ بلفظة واحدة. وتعلمون أن النزول فرعٌ للصعود ☆ فلمّا

ومیدانید کہ نزول برائے صعود فرع است۔ پس ہرگاہ کہ صعود

☆ الحاشیة: الرفع الذی جاء فی ذکر عیسٰی علیه السلام فی القرآن. فهو

آن رفع کہ در ذکر عیسٰی علیہ السلام در قرآن شریف آمدہ است۔ آن رفع

لیس رفع جسمانی ولذالک قُدِّمَ علیه لفظ التوفّی فی البیان. لیعلم

جسمانی نیست۔ واز بہر ہمین بر سر آن لفظ توفی بیان کردہ شد۔ تا کہ مردم بدانند کہ آن

الناس انه رفع روحانی کما جرت علیه سنة اللّٰه بعد موت اهل الایمان.

رفع روحانی است چنانکہ برآن سنت خدا تعالیٰ برائے مومنان بعد از مردن شان رفتہ

فانهم یرفعون الی اللّٰه بعد قبض الروح و یدخلون فی نعیم الجنان. فرحین

چراکہ اوشان بعد از مردن سوئے خدا تعالیٰ برداشتہ می شوند و در بہشت بحالت خوشی داخل کردہ مے شوند

لمّ یثبت الصّعود فالنزول رجاءٌ باطل، فلا تأخذوا بالقول المردود. وإن

جسمانی ثابت نشد پس نزول امیدے باطل است۔ پس قول مردود را مگیرید۔ واگر از نصیحت من کنارہ کنید

تُعرضوا عن نصیحتی، ولم تعملوا علٰی وصیتی، فأخاف عَلَیکم أن تُحسبوا فی الذین

و بر وصیت من عمل نکنید۔ پس بر شما می ترسم کہ از ان مردم شمار کردہ شوید کہ نعمتہائے الٰہی را شکر نمی کنند۔ و ہرچہ

یغمِّطون نعم اللّٰہ ویقطعون ما أمر اللّٰہ بہ أن یوصل، ویمدّون أعناقھم

برائے پیوند کردن آن حکم است آنرا قطع می نمایند۔ وگردنہائے خود را از روئے انکار دراز می کشند۔ و درین

جَاحدین. وما کنتُ بِدْعًا فی ھذا الأمر وما جئت شیئا إمْرًا، فکیف تؤاخذوننی

امر من اول کسے نیستم و من امرے نیاوردہ ام کہ کسے نیاوردہ۔ پس گونہ مرا سخت

**بقیۃ الحاشیۃ**

وَالآیات نزلت لیقضی بین الیھود والمسیحیین. فان الیھود زعموا ان المسیح

واین آیت برائے فیصلہ کردن در یہود ونصاریٰ نازل شدہ است چرا کہ یہود زعم کردند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کان من الکاذبین. و ملعونًا و ما کان من المقربین المرفوعین. و قالوا انّہ

از کاذبان بودند۔ و نعوذ باللہ ملعون بودند۔ و از انان نبودند کہ بسوئے خدا تعالیٰ رفع ایشان میشود

صُلب والمصلوب لا یُرفع الی اللّٰہ بحکم التوراۃ بل یُلعن من حضرتہ و یُجعل

وگفتند کہ او مصلوب شد۔ و بحکم تورات مصلوب از رفع محروم می ماند بلکہ او از جناب باری ردّ کردہ میشود

مِن المردودین. و قال النصاریٰ انہ ابن اللّٰہ فصُلب لانجاء الخلق و مُنع

و نصاریٰ گفتند کہ عیسیٰ پسر خدا بود و برائے نجات خلق مصلوب شد۔ و در ابتدا از رفع

من الرفع فی اول الامر و لُعن و عُذّب واُدخل فی جھنم الی ثلٰثۃ ایام کالفاسقین.

منع کردہ شد۔ و ملعون شد و معذّب شد۔ و تا سہ روز چون بدکاران داخل جہنم گردید۔

ثُم رفع الی العرش و آواہ اللّٰہ الٰی یمینہ الٰی ابد الآبدین. فالیھود ذھبوا الٰی

باز رفع او سوئے عرش خدا تعالیٰ شد۔ و خدا او را بجانب راست خود جا داد۔ پس یہود بسوئے تفریط و شتم و

﴿۱۷۰﴾

وترهقونني عَنْ أمري عُسرا ؟ أعُمِّيتْ علَيْكم أقوال الأولين؟ بل هو نبأ عظيم

میگیر ید و درمشکلہا مے اندازید۔ آیا برشما سخنہائے اولین پوشیدہ شدند۔ بلکہ آن چیزیست بزرگ کہ ازان

كنتم عنه معرضين. لا تظلموا أنفسكم وأتوني بصفاء نيّة، يدرَأ اللّٰه عن

کنارہ کش شدہ اید۔ برخود ظلم مکنید وبصفاء نیت نزدم بیائید۔ خدا ہر شبہ شما از دل شما

قلوبكم كل شبهة، وينزل عليكم أنوار سكينة.

دورخواہد کرد۔ ونوراطمینان برشما نازل خواہد کرد۔

وتعلمون أن فتن النصارىٰ وغلوَّهم في الخزعبيلات، كانت تقتضي حَكمًا

و میدانید کہ فتنہ ہائے نصاریٰ وجوش ایشان در امور باطلہ یک حکم را از خدا میخواست۔

تفريط و همط واهباطٍ. والنصارىٰ مع التفريط الى افراط. فبيّن اللّٰه ما

فرو افگندن رفتند۔ و نصاریٰ باتفریط افراط راہ ہا اختیار کردند۔ پس خدا تعالیٰ آنچہ راست

كان احق واقوم في امر عيسٰى. فقال انه ما صُلب بل توفي بحتف انفه

بود بیان فرمود کہ مسیح مصلوب نشدہ است تا از رفع محروم ماند۔ بلکہ بموت خود بمرد

والحق بالموتٰى. ثم رُفع كالمقربين من غير ان يُلعن و يُدخل في اللظىٰ.

باز بغیر ملعون شدنمرفوع شد و رفع او ہمچو رفع مومنان شد

فالحَاصِل انَّ هٰذا قَضَاء مِن اللّٰه الاعلٰى. بَيْن اليَهُود

پس حاصل کلام این است کہ این حکم فیصل از خدا تعالیٰ در یہود و نصاریٰ است۔

وَالنَصَارىٰ ليُبرّء عَبْده مِنْ بُهتَان اللَعْن ☆

تا خدا تعالیٰ بندہ خود را از تہمت لعنت و عدم رفع بری کند۔

وَ عَدم الرفعَ و يقضي بمَا هُوَ احقّ وَ اَوْلى

پس خدا تعالیٰ بدین حکم اختلاف را از میان برداشت۔

بقیہ الحاشیہ

☆ **الحاشيه** : لولا هذا الغرض لكان ذكر التطهير لغوا بعد ذكر الرفع فان عدم الرفع الجسماني ليس بعيب واجب الدفع. منه

اگر این غرض نبودے البتہ ذکر تطہیر بعد ذکر رفع لغو بودے۔ چراکہ عدم رفع جسمانی آن عیبے نیست کہ دفع آن واجب باشد۔ منہ

﴿۱۷۱﴾

مِنْ ربّ السّماوات، فاللّٰه الذی نجّی المسیح مِنْ صَلیْب الیَهُود، ورفعه

پس آن خدائے کہ مسیح را از صلیب یہود نجات دادہ بسوئے مقام بلند برداشت

إلی المقام الأعلٰی، أراد أن یُنجّیه من صَلیْب النصَاریٰ مَرّة أُخریٰ،

ارادہ کرد کہ بار دوم او را از صلیب نصاریٰ نجات دہد۔

فأرسلَنی حَکَمًا عَدْلًا لهٰذه الخُطّة، وسَمّانی باسمه لأکسر الصّلیْب وأُتِمَّ

پس مرا بطور حکم عدل و برائے این کار فرستاد و نام من مسیح نہاد تا کہ من صلیب را بشکنم۔ و کارے کہ از

ما بقی منه من فرائض النّصیحَة، فکلّ ما أفعل کان علیه

مسیح باقی ماندہ بود باتمام رسانم۔ پس ہمہ آنچہ من مے کنم او کردے۔

بقیہ الحاشیہ

فحکم بینهم فیما اختلفوا فیه. و هو خیر الحاکمین.

پس حکم کرد در آنچہ اختلاف مے داشتند

و لو لا هٰذا الغرض فما کان وجه لذکر هٰذه القصة. بل لو فُرضت

پس اگر این غرض نبودے پس برائے ذکر این قصّہ ہیچ وجہے نبود بلکہ اگر این قصّہ را برخلاف

القصة علٰی خلاف هٰذه الصّورة. لکان لغوًا کلها و محل اعتراض علٰی

این صورت فرض کردہ شود ہمہ قصّہ لغو و محل اعتراض بر حضرت باری مے گردد۔

فعل حضرة العزة. الم تکن ارض الله واسعة فیخفی المسیح فی مغارة

آیا زمین خدا فراخ نبود پس می بالیست کہ در غارے از غار ہا پوشیدہ

مِن المغارات. کما اخفی افضل الرسل عند التعاقبات. ففکر ایّ حاجة اشتدّت

کردے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بوقت تعاقب پوشیدہ کرد۔ پس فکر کن کہ کدام حاجتے پیش

لرفعه الَی السّمٰوٰت. اخشی اللّٰه رعب الیهود المخذولین. و ظنّ انهم

آمدہ بود کہ مسیح را بر آسمان برد۔ چہ خدا از رعب یہود بترسید و گمان کرد کہ ہر جا کہ در زمین پوشیدہ

﴿۱۷۲﴾

لوٓ کان فی قید الحیات، و کذٰلک قدّر عالم المغیبات. وَجئت بعده عَلٰی قدر

اگر درقید حیات بودے۔ وہمچنین خدائے عالم الغیب مقرر کرد۔ ومن بعد از مسیح بمقدار آن زمانہ

جَـاءَ هُـو مِـن بَـعُـد مُـوسٰـی، وإنّ فـی ذالک لآيةً لأولـی النُّهٰی. وَمِن

آمدہ ام کہ او بعد از موسیٰ علیہ السلام آمدہ بود۔ و درین مناسبت برائے عقلمندان نشانے است۔ واز

آیـات الـلّٰـه أنـه أخـفـی فـی عـدد اسـمـی عـددَ زمـانـی، وإن شـئـتَ فـفـكّـر فـی

نشانہائے خدا یکے این است کہ او درعدد نام من عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشتہ است۔ واگر خواہی درعدد فکر کن۔

غلام أَحُمَد قادِيَانی

غلام احمد قادیانی
۱۳۰۰ھ

فـذٰلک خـاتَـمُ ربِّ الـعالمين، وفيه إشـارة إلٰی أنـه جـعـلـنی لهذه الملّة مجدِّد

پس این مہر خداست و درین اشارہ است کہ او خدا تعالیٰ مرا مجدد این صدی گردانیدہ است

الـدّیـن، ولا یـقبَـل الـعـقـل السّـلیم أن یـصـمـت الـلّٰـه الغیور عـنـد هٰذه الفتن

وہیچ عقل سلیم قبول نمی کند کہ خدائے غیور بر وقت این فتنہ ہا خاموش ماند۔

الـعـظیـمة، حتـی لا یبعث مجدِّدًا علی رأس هذه المائة. أتـطـمـئن قلوبكم بأن

تا آنکہ برسر این صدی ہیچ مجددے را نفرستد۔ آیا دلہائے شما بدین امر

**حاشیہ:**

يـخرجونه من الارضين. الا تعلم انّ اللّٰه حكيم لا يفعل فعلًا الا بقدر ضرورةٍ

کنم ایشان خواہند برآورد۔ آیا نمی دانی کہ خدا حکیم است۔ ہر کارے کہ میکند صرف بقدر ضرورت

ولا یتوجه الٰی لغوٍ بغير حكمة داعية. فایّ حكمة الجاء اللّٰه لرفع المسيح الی

میکند۔ وبسوئے لغو بغیر حکمت داعیہ توجہ نمی فرماید۔ پس کدام حکمت خدا را برائے رفع مسیح بیقرار کرد۔

السماء. اما وجد موضعًا فی الارض للاخفاء. ففكّر كالمبصّرين. منه

آیا ہیچ مکان برائے پوشیدن او برزمین نماندہ بود۔ پس ہمچو بینایان بیندیش۔ منه

يـرى الـلّٰـه هـذه البـلايـا تتنــزل على الأمة الضعيفة، ثم لا يتوجه إلى دفعها ولا

اطمینان میگیرند کہ خدا بہ بیند کہ این آفات برامت ضعیفہ نازل می شوند و باز برائے دفع آن آفات و دور کردن

لإزالة هذه الظلمة، ولا يبدء شيء من نصرة حضرة الكبرياء ، ولا تتنـزل رحمته

تاریکی متوجہ نگردد۔ و چیزے از مدد خدا تعالیٰ ظاہر نشود۔ وہیچ رحمتے بروقت

عـند كمال هذا البلاء ، وتسبّ ذرارى الشيطان أولياءَ الرحمٰن فرحين مطمئنين

نزول این بلا نازل نشود۔ واولاد شیطان اولیاء رحمٰن را دشنام ہا دہد۔ درحالیکہ خوش و مطمئن اند۔

ألا تنظرون كيف بلغت غشاوة الجهل منتهاها، وكيف نسيت كل نفسٍ عقباها،

آیا نمی بینید کہ چگونہ پردہ جہل تا انتہائے آن رسید۔ وچگونہ ہر نفس عاقبت خود را فراموش کرد۔

إلا التـى حـفـظهـا الـلّٰـه وحـمـاهـا. ألا تشـاهـدون كيف زادت

مگر آنکہ خدا حفاظت او کرد ونگہ داشت۔ آیا مشاہدہ نمی کنید کہ چگونہ ملت ہائے

الـمـلـل الـضـالة فـى طـغـواها، ووقع الفتور فى سفينة الحق ومجراها ومرساها؟

گمراہ شدہ در تجاوز از حد زیادتہا کردند۔ ودر کشتی حق وجاری کردن ولنگر نہادن آن چہ فتورہا افتاد۔

ألا يـصـرخ الـوقـت لـمـجـدّد الـديـن؟ ألم يأنِ للذين ظُلموا أن يُنصَروا

آیا وقت موجودہ برائے مجدد دین فریاد ہا نمی کند۔ آیا برائے مظلومان وقت نصرت ہنوز نرسیدہ

مـن ربّ الـعـالـمـيـن؟ أتـنـتـظـرون وقـت استـئـصـال الإسلام، وَقَدْ

است۔ آیا وقتے را انتظار مے کنید کہ اسلام از بیخ برکندہ گردد۔ حالانکہ

وَصَـلَ إلـٰـى شفـا حـفـرةٍ ديـنُ سيّـد الأنـام؟ مالكـم

دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا سوراخ ہلاکت رسید۔ چہ شد شمارا

لا تغتمّـون كالمـواسيـن؟

کہ ہمچو غمخواران غمگین نمی شوید۔

أحَاط الناسَ مِن طَغوَی ظلامٌ عَلامـاتٌ بهَا عُـرِفَ الإمـامُ

تاریکی طاغی گشتن بر مردم احاطہ کرد این آن نشانیان ہستند کہ بدانہا امام شناختہ شد

فــلا تـعـجَبْ بـما جئنا بنورٍ بَـدَتْ عيـنٌ إذا اشتـدّ الأوامُ

پس ازان نور ہیچ تعجب مکن کہ آوردیم حقیقت این است کہ چون مردم را بشدت حرارت تشنگی گرفت چشمہ از غیب ظاہر شد

أيـأتـي مسيـحـكم بعد تفطُّر السّماء واختلال النظام؟ ما لكم لا تعرفون الأوقات

آیا مسیح شما بعد شگافتن آسمانہا واختلال نظام خواہد آمد۔ چہ شد شمارا کہ وقتہا را شناخت نمی کنید

ولا تـفـكّرون في الأيام؟ ألا ترون أنّ الآفات نزلت، والآيات ظهرت، والمعاصي

و در روزہا فکر نمی نمائید۔ آیا نمی بینید کہ آفات فرود آمدند۔ ونشانہا ظاہر شدند۔ وگناہان

كثـرت، والـفتـن تـواتـرت، والـمـصيبة جَـلّـتْ. أليسـت فيـكـم نفـس مُفكّرة.

بسیار گشتند۔ وفتن ہا پیہم پدید آمدند۔ ومصیبت بسیار بزرگ شد۔ آیا درشما ہیچ جانے فکر کنندہ نیست۔

أو تـحبّـون الـدنيـا الـخاسرة، أو يئِستم من رحمة الحضرة الأحدية، أو رجعتم

یا این جہان پرزیان را دوست میدارید یا از رحمت الٰہی نومید شدہ اید۔ یا سوئے جاہلیت رجوع کردہ اید۔

إلٰـى الـجـاهـلية، ورُددتـم فـى الـحافرة؟ أتظنون أنّ اللّٰه مَا بعث مجدّدًا لإصلاح

وسوئے مکانے بازگشتہ اید کہ ازآنجا ترقی کردہ بودید۔ آیا گمان شما این است کہ خدا ہیچ مجددے را برائے

هٰذه المَفْسدة، عـلـى رأس هٰـذه الـمائة؟ أو بَذل سننه عند هذه الفتن المهلكة ؟

اصلاح این مفسدہ برسر این صدی نفرستادہ است۔ یا در وقت این فتنہ ہائے ہلاک کنندہ سنت خود را

ألـم يـكـن حـاجةٌ إلٰـى روح الـقدس عـند كثـرة الشيـاطيـن؟ فـلا تـميـلوا

تبدیل کرد۔ آیا وقت کثرت شیاطین حاجت روح القدس نبود۔ پس از راہ

كـل الـميـل وانـظروا كَلِمَ اللّٰه متدبرين. ألا تـرون نيـران الفتن وزمان المحن؟

راست دور نروید و کلام خدا را بتدبر بنگرید۔ آیا شما آتش فتنہ ہا وزمانہ محنتہا را نمی بینید۔

وتُسمعون ثم لا تسمعون، وتُنادَون ثم تصمِتون، كأنكم متُّم أو أُغمِيَ عليكم

وشنوید و باز نمی شنوید۔ وشمارا آواز دادہ می شود و باز خاموش میمانید۔ گویا مردہ اید یا ہمچو مصروعان برشما

كالمصروعين. وإذا نطقتم نطقتم كالعادين، وإذا بطشتم بطشتم جَبّارين،

غشی افتادہ۔ وچون سخن میگوئید ہمچو ظالمان سخن میگوئید۔ وچون حملہ میکنید پس ہمچو جابران حملہ می کنید

وإذا ناظرتم فناظرتم بآراء أنحَف من المغازل، وأضعف مِن الجوازل،

وچون مناظرہ میکنید پس رائے ظاہر میکنید کہ ضعیف تر از دوک باشد و کمزور تر از بچہ کبوتر۔

وأحاطت بكم أخلاط الزمر من ذو الغمر[1]، فجعلتموهم كأنفسكم من الضالين.

وعوام را از نادان گرد خود جمع کردہ اید۔ پس ایشان را ہمچو خود گمراہ ساختہ اید۔

أُعطيتم مفاتيح الهداية، فاستبدلتم الغيَّ بالرشد والدراية، وتمايلتم

شمارا کلید ہائے ہدایت دادند۔ پس بجائے ہدایت گمراہی را گرفتہ اید۔ وہمچو محبت کنندگان

إلى الجهل كالمُحبّين.

بر جہل نگونسار شدہ اید۔

ومنكم قوم أغرَوا علىّ العامة، وندّدوا بأنه ترَك الكتاب و

و ازشما قومے ہستند کہ برمن عوام را برانگیختند وچنین ظاہر کردند کہ این شخص کتاب و

السنة، ألا لعنة اللّٰه على الكاذبين المفترين، الذين يستمرّون علٰى

سنت را ترک کردہ است۔ خبردار باشید کہ لعنت خدا بر کاذبان ومفتریان است۔ آنانکہ بر گمراہی خود مداومت

غيّهم، ولا يتناهَون عن زهوهم وبغيهم، وَمَا كانوا منتهين. وما

می ورزند۔ واز کار باطل وبغاوت خود باز نمی آیند و نہ باز آیندگان ہستند۔ وبرما جفا نکردند

ظلمونا ولٰكن ظلموا أنفسهم، وسقط المكر علٰى وجوه الماكرين. أشاعوا

مگر برنفس ہائے خود جفا میکنند۔ ومکر برروئے مکر کنندگان افتاد۔ کارہائے جہالت خود را

[1] سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست ”ذوی الغمر“ ہے (ناشر)

﴿۱۷۶﴾

جہلا تھم فی الجرائد، وکادوا کالصّائد، وجاءوا بزُور مبین. ولما رأیت

در اخبارہا شائع کردند۔ وہمچو شکاریان مکرہا نمودند۔ و دروغے صریح آوردند۔ پس ہرگاہ کہ دیدم

أنهم أخلَوا كِنانتهم، وقضوا من المفتريات لُبانتهم، أشعتُ ما أشعت

کہ اوشان تیردان خودہا خالی نمودند۔ و از مفتریات حاجت روائی خود کردند۔ شائع کردم

كما هو فرض الصادقين، فأعرضوا عن نِضالي، وفرّوا مِن عَسّالي،

آنچہ شائع کردم چنانچہ فرض صادقین است۔ پس از مقابلہ من کنارہ جوشدند۔ واز نیزہ من بگریختند

ووارَوا وجوههم كالكاذبين.

وروہائے خودرا ہمچوکاذبان پوشانیدند۔

أيها الناس! ارقعوا علٰى ظَلْعِكم ولا تظلموا، وانتهوا ولا تفرطوا،

اے مردمان برجانہائے خود نمی کنید وظلم مکنید۔ و باز ایستید و کار را بافراط

واحذروا ولا تجترؤوا، واذكروا الموت ولا تغفلوا، واذكروا آباءكم الغابرين.

مرسانید۔ وبترسید و دلیری مکنید ومرگ خود را یادکنید و غافل مباشید۔ و پدران خود را کہ گذشتہ اند یاد کنید

أتظنون أنكم تُتركون في الدنيا ولذّاتها، ولا تُقادون إلٰى الحاقّة ومُجازاتها،

آیا گمان می کنید کہ شما در دنیا ولذات آن گزاشتہ خواہید شد۔ وسوئے قیامت وپاداش آن کشیدہ نخواہید شد

ولا تُساقون إلٰى مالك يوم الدين؟ ما لكم لا تنتهجون مهجة الاهتداء،

وسوئے مالک یوم جزاء ہمچو گرفتاران روانہ نخواہید شد۔ چہ سبب است کہ راہ راست را نمی گیرید۔

ولا تعالجون داء الاعتداء، وتمرّون بالحقّ محقرِّين؟

وبیماری تجاوز از حدرا علاج نمی کنید۔ وبرحق چون میگزرید بہ تحقیر مے گزرید۔

اعلموا أن فضل اللّٰه معي، وأن روح اللّٰه ينطق في نفسي،

بدانید کہ فضل خدا بامن است۔ و روح خدا در من سخن ہامے کند۔

﴿۱۷۷﴾

فلا يعلم سرّى، ودخيلة أمرى إلا ربّى، هُوَ الذى نزل على وجعلنى من

پس ہیچکس رازمن وحقیقت اندرونی من بجز خدائے من نمی داند۔ ہمان است کہ برمن فرود آمد ومرا از روشن شدگان

المنوّرين. وكم مِن آياتٍ كُشفتْ عليكم ثم تمرّون بها غافلين. ألا ترون أن الخسوف

گردانید۔ وبسیارے از نشانہا است کہ برشما کشادہ شدند باز برآنہا بحالت غفلت میگذرید۔ آیا نمی بینید کہ

والكسوف ما كانا فى قدرتى ولا قدرتكم؟ بل كان جمعُهما فى رمضان خلافَ

خسوف وکسوف نہ درقدرت من بود نہ در قدرت شما۔ بلکہ جمع شدن آن ہر دو درماہ رمضان خلاف مراد شما

مُنيتكم، فرأيتم الآيتين المذكورتين كارهين. فكأنّ الله عذّبكم بما لا تهوىٰ

بود۔ پس شما آن ہر دو آیات ذکر کردہ شدہ را درحالت کراہت مشاہدہ کردید۔ پس گویا خدا تعالیٰ بچیزے شمارا

أنفسكم، فما فكرتم كالراشدين.ولو كان فى قدرتكم لَحَوَّلْتم الشمس والقمر من مكان

عذاب کرد کہ دل شما نمی خواست۔ پس ہمچو صاحبان رشد ہیچ فکرے نکردہ اید۔ واگر درقدرت شما بودے البتہ شما آفتاب

خسوفهما ونلتم إلَى السّماء لتغيير صفوفهما لو كنتم قادرين. فسوّد الله وجوهكم

وماہتاب را ازمقام خسوف وکسوف بمقامے دیگر منتقل کردندے۔ پس خدا روہائے شمارا سیاہ کرد و

ورَضَّ فُوْهَكم، وما استطعتم أن تردّوا فعل الله فكَنَسْتم نادمين.

دہن شمارا بکوفت ودرطاقت شما نماند کہ فعل خدارا ازحالت آن بگردانید۔ پس ہمچو شرمندگان پوشیدہ شدید۔

أتُقسِمون أنكم رضيتم بهذا الفعل مِنَ الرحمٰن، وما جادلتموه بأنفسكم

آیا قسم میخورید کہ شما بدین فعل خدا تعالیٰ راضی بودید۔ و در دلہائے خود ہمچو شیطان با او

كالشيطان، وما أخذكم القبض كالغضبان؟ فأَقسِموا إن كنتم صادقين. أتُقسِمون

جنگ نکردہ اید۔ وشمارا ہمچو خشمناکان قبض نگرفتہ است۔ پس قسم خورید اگر راست گو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ

أنكم رضيتم بموت ”آتهم“ بعد ما أخفى الحق وما أقسَمَ؟ فأَقْسِموا إن كنتم

شما بموت عبد اللہ آتھم عیسائی راضی شدہ اید بعد زانکہ او حق را پوشیدہ داشت وقسم نخورد۔ پس قسم خورید

﴿۱۷۸﴾

صادقین. أتقسمون أنکم رضیتم بما أیّدنی ربّی، وأکرمنی وأعزّنی، وزاد کل

اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بآن تائیدات خدائے من کہ لازم حال من اند خوشنود ہستید۔ وشمارا آن ہمہ اکرام

یوم حزبی؟ فأَقْسِموا إن کنتم صادقین. أتُقْسِمون أنکم رضیتم بما أخزاکم ربی

واعزاز الٰہی کہ دوبارہ من مبذول است خوش مے آید۔ پس قسم خورید اگر راست گو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بدین فعل

بحذائی، وما استطعتم أن تکتبوا شیئًا فی العربیة کإملائی؟ فأَقْسِموا إن

حق راضی بودید کہ او بمقابلہ من شمارا رسوا کرد۔ ودر قدرت شما نماند کہ چیزے بمقابل من در عربی بنویسید۔ پس قسم خورید

کنتم صادقین. أتُقْسِمون أنکم رضیتم بما قصّرتم عن فهم القرآن،

اگر راستگو ہستید۔ آیا قسم میخورید کہ شما بدان قصور راضی شده اید کہ درباره فہم قرآن در شما ثابت شد

فما استطعتم أن تکتبوا مثل ما کتبتُ من معارف الفرقان، وَمَا قدرتم أَنْ

پس شمارا این طاقت نماند کہ آنچہ من نوشتم بنویسید۔ وشمارا این قدرت نشد کہ

تبارزونی فی هذا المیدان؟ فأَقْسِموا إن کنتم صادقین.

درین میدان مقابلہ من کنید۔ پس قسم خورید اگر بر راستی ہستید۔

وقد شهد صالح علٰی صدقی من قبلی وقبل دعوتی، وقال

و بہ تحقیق نیک بختے قبل از من وقبل از دعوت من برصدق من گواہی داد۔ وگفت

إنه هو عیسٰی المسیح الآتی، وسمّانی وسمّٰی قریتی، وقال لفتاه هذا ما

این ہمان عیسیٰ مسیح است کہ خواہد آمد۔ و نام من و نام ده من بر زبان راند۔ و مرید خود را کہ کریم بخش

أُنبِئتُ مِن ربّی، فخُذْ مِنّی هذه وصیّتی، وقال: إن العلماء یکفّرونه ویکذّبونه،

نام داشت گفت کہ این خبر از خدائے خود یافتم۔ پس این نصیحت من از من بگیر وگفت علماء آن وقت او را کافر

فلا تقعد معهم وتَذکَّرْ نصیحتی. فلما کبر فتاه وشاخ أدرکَ وقتی، فجاء نی

خواہند قرارداد وتکذیب او خواہند کرد بااوشان منشین ونصیحت من یاد دار۔ پس ہرگاه کہ آن مرد بکہ سن رسید

فیّ وقت غُربتی، وقال: عندی لک شهادة فاسمع مِنّی کلمتی، فرویٰ

و پیرشد وقت مرا یافت۔ پس درحالت مسافرت من نزدم آمد وگفت برائے تو نزدمن گواہی است۔ پس

ما سمع من شیخه بعین باکیة، ودموع متحدّرة، حتی هیّج عبرتی، ثم

کلام من بشنو۔ پس ہرچہ از شیخ خود شنیدہ بود بمن روایت کرد و درحالت روایت چشم او گریان بود واشک ہائے

أشاع کما أوصاه شیخه الولیّ هٰذا الخبر، وبلّغ حالفًا ومهلّلا إلٰی کل

او جاری بودند۔ بحدیکہ مرا مستعد گریہ کرد۔ باز ہمچنان کہ شیخ خدا رسیدہ او وصیت کردہ بود این خبر را

أُذن هذا الأثر، وأشعتُ بإیمائه رسالةً مطبوعةً، وأودعتُها أخبارًا

درمردم شائع کرد وبقسم وکلمہ تشہد این نشان را بہر گوشے رسانید۔ ومن باشارہ او یک رسالہ کہ دران این روایت بود طبع

مسموعةً، وزاحمَه علماء تلک الخِطّة، وکادوا کل کَیْد لیصرفوه عَنْ هذه

کردہ شائع کردم ودرآن رسالہ آن اخبار مسموعہ درج کردم۔ وعلماء آن نواح مزاحم اوشدند۔ واز ہرقسم مکرے کردند تا اورا

الشهادة، فقال: لا أکتمها أبدا ولا أتعامٰی بعد البصیرة، فأشاعها حق الإشاعة،

ازین شہادۃ باز دارند۔ پس گفت کہ من ہرگز این گواہی را پوشیدہ نخواہم کرد۔ وبعد از بصیرت کور نخواہم شد۔ پس آن

وبَلّغها إلٰی الخواص والعامة، ثم توفاه اللّٰه ورفعه إلی مقرّ المؤمنین.

گواہی را در خاص وعام چنانچہ باید شائع کرد۔ باز خدا تعالیٰ او را وفات داد۔ وسوئے قرارگاہ مومنان برداشت۔

فبَیِّنُوا.. أتُقسِمون أنکم رضیتم بهذه الآیة من الرّحمٰن، وما

پس قسم خورید آیا شما بدین نشان الٰہی راضی شدہ اید۔ وہیچ

کرهتم وما غاضبتم فی قلوبکم بالعدوان؟ فأَقْسِموا إن کنتم صادقین.

کراہت نکردہ اید ونہ در دلہائے خود بظلم صریح خشمناک شدہ اید۔ پس قسم خورید اگر شما برراستی ہستید۔

أهذه کانت تُقاتکم ودیاناتکم أن شیخًا کبیرًا من المسلمین رویٰ هذه

آیا این پرہیزگاری شما بود واین دیانت بود کہ پیرے بزرگ از مسلمانان این روایت را بقسم وکلمہ تشہد بیان کرد۔

﴿۱۸۰﴾

الـروايةَ مُـقسِـمًـا بـالـلّـه ومهـلًلا فـولّيتـم معرضين؟ مع أن أشهادًا عَدُلًا مِن قومه

پس شما اعراض کردید۔ باوجودیکہ بسیارے از گواہان عادلان کہ از قوم او بودند گواہی دادند

شهـدوا عـلـى أنـه مـن الـصّـالـحيـن الـصّـادقيـن الـمصلّين الصائمين الزاهدين.

کہ او نیک بخت وراست گو و پابند صوم و صلوٰۃ و مردے زاہد است۔

وكذٰلک نبّهكم الله كل مرّة، فما تنبّهتم كالمسترشدين.

وہمچنین خدا تعالیٰ ہر بار شمارا خبر دار کرد پس ہمچو ہدایت مندان خبر دار نشدید۔

أتُـقسِـمـون أنـكـم رضيتـم بـمـا لـم يسـمـع الـلّـه دعواتكم، وحفظني

آیا قسم میخورید کہ شما بدین امر راضی شدہ اید کہ خدا تعالیٰ بددعا ہائے شمارا قبول نکرد ومرا نگہداشت

وعـصـمـنـي وكـرّمـنـي وأرغمَ أنفكم لسوء نيّاتكم؟ فأَقْسِموا إن كنتم صادقين.

وبزرگی داد وشمارا بباعث بدنیتی شما ذلت داد۔ پس قسم خورید اگر برراستی ہستید۔

فإن كـنتـم تـظـنـون أنـكم على الحق ونحن على الباطل، فلمَ يعذّبكم الله بما لا

پس اگر شما گمان می کنید کہ شما برحق ہستید وما برباطلیم۔ پس چرا خدا تعالیٰ شمارا بآن دلائل

تـرضـون بـه مـن الـدلائـل، وتتـربـصـون عـلينا الذلة فتؤخذون فيها منخوسين.

کہ خلاف رضائے شماست عذاب می دہد۔ وبرما امید ذلت میدارید وہمہ ذلت برشما می افتد۔

بـل الـلّـه يـكسِـر جبتـكـم فـي كـل آن، ويُعـلـي عبده ببرهـان، ويمزّق أجيـاد

بلکہ خدا تعالیٰ ہردم بت شمارا می شکند۔ وبندہ خود را بہ حجت بلندمی گرداند۔ وگردن متکبران را می شکند

الـمستكبرين. فـمـا لـكـم لا تُـرفِـئون بالاستغفار، ولا تدركون وقت الاعتذار،

پس چہ شد شمارا کہ جامہ دریدہ خود را باستغفار پیوند نمی کنید۔ ووقت عذر آوردن رانمی دریابید

ولا تتـوبـون خـائـفيـن؟ وإنّـي بـزعـمـكـم أخـادع الـنـاس وأُضِلّ الـورىٰ،

وہمچو ترسندگان توبہ نمی کنید۔ ومن بگمان شما مردم را فریب مے دہم ومخلوق را گمراہ مے کنم۔

﴿۱۸۱﴾

وأفترىٰ علَى اللّٰـه وأترک سبل التقوىٰ، وفي نفسي معها رزائل أُخرىٰ،

وبر خدا تعالیٰ افترامی کنم و راہ تقویٰ رامے گذارم۔ و درنفس من سوائے این رزیلت ہا بسیار اند

وأنتم قوم مُطهّرون لا عيب فيكم ولا طغوىٰ، ثم مع ذٰلک يخزيكم اللّٰه ويعذبكم

وشما قومے پاک ہستید نہ درشما عیبے ونہ ہیچ زیادتی۔ باز بااین ہمہ خدا تعالیٰ شمارا رسوامی کند و بعذاب خستہ کنندہ

بعذاب أَدْفَى، فلا تقدرون على أن تردّوا عذابه ولا تأتونني معارضين.

وکشندہ می میراند۔ پس ہیچ قدرت ندارید کہ عذاب او را رد بکنید و نہ بامن درمقام معارضہ می آئید

وإن اللّٰـه قد أنزل علىّ غيث نعماء مِدْرارًا ظاهرةً وباطنة، وأنعم علىّ

و خدا تعالیٰ برمن باران نعمت ہا کہ متواتر می بارد فرود آورد و در ظاہر و باطن و اول و آخر مرا نعمت ہا داد

في الأولٰى والآخرة، وفتح علىّ أبوابًا من الإلهامات، وحدائق من

و برمن دروازہ از الہامات کشود　　　　و باغہائے مکاشفات

المكاشفات، فمن يمكث عندى نحو أربعين يومًا فأرجوا أنه يرىٰ شيئًا

مفتوح کرد۔ پس ہرکہ نزد من تاچہل روز بماند۔ پس امید دارم کہ چیزے از آنہا خواہد دید۔

منها، فهل لكم أن تعارضوا أو تُعرِضون عنها؟

پس آیا شما معارضہ توانید کرد یا کنارہ میکنید۔

وإن اللّٰـه بشّرني وقال: ”يا أحمدُ أجيب كلَّ دعائک، إلّا في

و خدا مرا بشارت داد۔ وگفت کہ اے احمد من ہر دعائے تو قبول خواہم کرد۔ مگر دربارہ

شركائک☆، فأجاب دعواتٍ ضاق المقام عن الإتيان بذكر إجمالها،

شرکاء تو۔ پس بان کثرت دعاہائے من قبول کرد کہ این مقام این قدر ہم گنجائش ندارد کہ بطور اجمال

☆ **الحاشية:** لهذه الفقرة قصّة لا يقتضى المقام ذكرها. منه

متعلق این فقرہ قصہ ایست کہ بدین مقام ذکر آن مناسبت ندارد۔

﴿۱۸۲﴾

فضلًا عن إدراج تفاصيلها وكيفية كمالها، فهل لكم أن تعارضوني فيها أو

ذکر آنہا را بیان کنم۔ چہ جائیکہ بہ تفصیل بنویسم وکمال عظمت آنہا بیان کنم۔ پس آیا رغبتے دارید کہ در قبولیت دعاہا

تنقلبون معرضين؟

بمن مقابلہ کنید یا بحالت اعراض مے گریزید۔

وإنّ اللّٰه بشّرني في أبنائي بشارةً بعد بشارةٍ حتى بلّغ عددَهم

وخدا تعالیٰ درباره پسران من مرا خوشخبری بر خوشخبری داد۔ تا آنکہ عدد آناں را تا سہ رسانید۔

إلٰى ثلاثة، وأنبأني بهم قبل وجودهم بالإلهام، فأشعتُ هذه الأنباء قبل

ومرا ازان ہرسہ پسر قبل وجود آنان بذریعہ الہام خود خبر داد۔ پس من این خبرہا را قبل

ظهورها في الخواص والعوام، وأنتم تتلون تلك الاشتهارات، ثم تمرّون بها غافلين

ظہور آنہا درخواص وعوام شائع کردم۔ وشما آن اشتہارات می خوانید۔ باز از تعصّبات خود غافل می روید

من التعصبات، وبشّرني ربّي برابعٍ رحمةً، وقال إنّه

وخدائے من مرا از روئے رحمت بہ پسر چہارم مژدہ داد۔ وگفت کہ آن پسر سہ را

يجعل الثلاثة أربعة، فهل لكم أن تقوموا مزاحمة،

چہار خواہد کرد۔ پس آیا شمارا طاقت است کہ برائے مزاحمت برخیزید۔

وتمنعوا مِن الإرباع المُربِعين؟ فكيدوا كيدا إن كنتم صادقين.

وچہارشوندگان را از چہار شدن مانع آئید۔ پس مکرے کنید تا این پیشگوئی را باز دارید۔

وقد كتبنا ذٰلك في اشتهار من قبل من سنين، فاقرأوه متأمّلين، إنّ في

وسالہا شد کہ ما این الہام را در اشتہارے نوشتہ ایم۔ پس آن اشتہار را بتامل بخوانید کہ

ذٰلك لآيات للناظرين. ثم كُرّر عليّ صورة هذه الواقعة، فبينما أنا كنت بين

دران برائے بینندگان نشانہا است۔ باز صورت این واقعہ برمن مکرر کردہ شد۔ پس درآن وقتیکہ من

﴿۱۸۳﴾

النوم والیقظة، فتحرّکَ فی صُلبی روحُ الرابع بعالم المکاشفة،

درحالتے بودم کہ جامع خواب و بیداری بود در پشت من روح آن چہارم بجنبید ۔

فنادی إخوانَه وقال: بینی وبینکم میعاد یومٍ من الحضرة.

پس برادران خود را ندا درداد ۔ وگفت در من و در شما میعاد یک روز است ۔

فأظن أنه أشار إلٰی السنة الکاملة، أو أمدٍ آخر من ربّ العالمین.

پس گمان میکنم کہ از یک روز اشارہ سوئے یک سال است یا مدتے دیگر است از خدا تعالیٰ ۔

واعلموا أن اللّٰه ینصرنی فی کل موطن، ویخزیکم من کل محتضنٍ،

وبدانید کہ خدا تعالیٰ مرا در ہر میدانے فتح میدہد ۔ واز ہر کنار شمارا رسوامی گرداند ۔ و

ویردّ کیدکم علیکم یا معشر الکائدین. وإن کنتم تزدرینی عینُکم فتعالوا نجعل اللّٰه

مکر شما بر شما می افگند ۔ واگر چشم شما مرا حقیر مے شمارد پس بیائید تا خدارا در ما

حَکَمًا بیننا وبینکم. أتریدون أن یظهر مَینُنا أو مینُکم؟ فتعالوا نَقُمْ تحت مجاری الأقدار

وشما حکم مقرر کنیم ۔ آیا می خواہید کہ دروغ ما یا دروغ شما ظاہر شود ۔ پس بیائید کہ با مباہلہ زیر مجاری قدرت الٰہی

مباهلین، وإن کنتم تُعرضون عن المباهلة، فأْتونی وامکثوا عندی إلی السنة الکاملة،

بایستیم ۔ واگر شما از مباہلہ کنارہ میکنید پس نزدم بیائید وتا سالے کامل نزدم بمانید ۔

لأریکم بعض آیات حضرة العزة إن کنتم طالبین. وإن کنتم تُعرضون عن رؤیة

تا شمارا بعض نشان حضرت عزت بنمایم اگر شما طالب حق ہستید ۔ واگر شما از دیدن این نشانہا کنارہ

هذه الآیات، فلکم أن تعارضونی فی معارف القرآن والنکات، ولن تقدروا علیها

میکنید ۔ پس اختیار شما است کہ در معارف قرآن ونکات آن با من معارضہ کنید ۔ وہرگز بران قادر نخواہید شد

ولو متّم حاسرین. فإنه علم لا یمسّه إلا الذی کان من المطهَّرین. فإن لم تفعلوا

اگر چہ بحسرت بمیرید ۔ چرا کہ علم قرآن علمے است کہ بجز پاک شدگان دیگرے را در آن کوچہ راہے نیست

﴿۱۸۴﴾ هٰذا فعارِضونی فی إنشاء لسان العرب، فإن العربية لسان إلهامية،

پس اگر این کار نتوانید کرد۔ پس در انشاء زبان عرب بمن مقابلہ کنید۔ زیرا کہ آن زبان الہامی است۔ و

لا يُكمَّل فيها إلا نبیّ أو ولی من النُخب. وإن لم تبارزوا فيها، ولن تبارزوا،

درو بجز نبی یا ولی دیگرے مکمل نتواند شد۔ واگر درآن مقابلہ نتوانید کرد پس کتابے بنویسید و من نیز

فاكتبوا كتابًا وأكتبُ كتابا لإصلاح مفاسد هذه الأيام، ورَدِّ النصارى وفِرقٍ

بنویسم کہ مشتمل باشد براصلاح مفاسد این زمانہ۔ وردنصاریٰ۔ وردّ دیگر

أخرىٰ من عَبَدةِ الأصنام، وإفحامِهم بالبرهان التام، وعلينا أن لا نقول

فرقہ ہا ازبت پرستان۔ وساکت کردن اوشان بحجت کامل اما باید کہ ہرچہ نویسیم

شيئا من عند أنفسنا ولا أنتم من عند أنفسكم، إلّا من كتاب اللّٰه العزيز العلّام.

از قرآن بنویسیم

وَلَن تفعلوا ذٰلك أبدا ولن تُعطَوا عزّةَ هذا المقام، فإن هذا فعلٌ من أفعال

وہرگز چنین نتوانید کرد۔ واین مقام عزت ہرگز شمارا دادہ نخواہد شد۔ چرا کہ این کار از کارہائے امام وقت

إمام الوقت ومُزيلِ الظلام، الذی أُيِّدَ بروح من اللّٰه وزِيدَ بسطةً فی العلم و

است کہ دور کنندہ تاریکی است۔ واز روح القدس تائید یافتہ۔ ودر علم و بلاغت وسعت

أُعطِیَ بلاغة الكلام. وإن تغلبوا فی أحد منها فلستُ من اللّٰه العلام. فإن

حاصل کردہ پس اگر شما ازین ہا در یکے غالب شوید پس من از خدا تعالیٰ نیستم۔ پس

أعرضتم عن كل ما عرضنا عليكم، فما بقى عذر لديكم، وشهدتم أنكم من الكاذبين.

اگر شما از ہمہ آنچہ پیش کردم کنارہ کنید۔ پس عذر شما باقی نماند۔ وشما خود گواہ خواہید شد کہ دروغگو ہستید۔

أتكذبوننی من غير علم، ثم إذا دعوناكم ففررتم جاحدين غير مبالين؟

آیا بدون علمے تکذیب من میکنید۔ باز چون بخوانیم پس درحالت انکار ولاپروائی می گریزید۔

وذَکرنا هذه الآيات تلذُّذًا بالنعم الرحمانية، وشكرًا للتفضلات الربّانية، ﴿۱۸۵﴾

وما این نشانہا را محض از روئے لذت یافتن بہ نعمتہائے الٰہی نوشتیم۔ ونیز بہ نیت شکر خدا تعالیٰ

ثم إتمامًا للحجة على الطبائع الشيطانية، واستزادةً لنعم ربّ العالمين،

و اتمام حجت بر طبائع شیطانیہ وبطمع زیادت نعمت باری تعالیٰ بنگاشتیم۔

إذ بالشكر تدوم النعم وتزيد الآلاء وتثبُت عطايا أرحم الراحمين.

چراکہ شکر کردن موجب دوام نعمت وزیادت وثبات آن می گردد۔

فالحاصل أنّني قد عرضتُ هذه الأمور دعوةً للطلباء ، ورحمًا

پس حاصل کلام این است کہ من این امور را بطور دعوت طالبین پیش کردم۔ و بطور رحم

على الأتقياء الضعفاء . فمن كان في شك من أمرى، وكان مُكفِّرَ زُمَرى، فعليه

بر پرہیزگاران کمزور بیان نمودم۔ پس ہر کہ در امر من شک دارد۔ ومکفر جماعت من باشد۔ پس برو

أن يسعٰى إلىَّ بقدم الرضاء ، ويختار طريقًا من هذه الطرق للاهتداء ،

لازم است کہ بقدم رضاء سوئے من بدود۔ و راہے را ازین رہ ہا برائے ہدایت یافتن نہ برائے جنگ و

لا للمِراء وطلب العَلاء ، ولا يرضى بغشاوة الجهل والخطاء ، ويأتيني

بلندی جستن اختیار کند۔ و باپردہ جہل وخطا راضی نشود۔ ونزدم ہمچو تواضع

كالمتواضعين. فأرجو أن يرحمه الله ويجعله من المطمئنين. بيد أني ما أُمِرتُ

کنندگان بیاید۔ پس امید میدارم کہ خدا تعالیٰ برو رحم فرماید و اورا اطمینان بخشد۔ مگر این است کہ من

أن أدعو الذين ينحتون الآيات من عند أنفسهم ومن أماني الجَنان، ثم

برائے این کار مامور نشدہ ام کہ کسانے را بخوانم کہ از طرف خود نشانہا بتراشند۔ باز مرا

يقولون أَرِنا هذه لو كنتَ من الرحمٰن، وإن لم تأت بها فلسنا بمؤمنين. أولئك

گویند کہ این نشانہا مارا بنما۔ اگر از طرف خدا تعالیٰ ہستی۔ واگر ننمائی پس ما ازقبول کنندگان نیستیم۔ این مردم

﴿۱۸۶﴾ الّذين يحبون آراء هم، ويريدون أن يأمروا اللّٰه ليتبّع أهواء هم، فيُترَكون في

کسانے ہستند کہ بارائے ہائے خود محبت می کنند ومیخواہند کہ برخدا تعالیٰ این حکم کنند کہ تا پیروی آرزو ہائے ایشان

الضلالة خالدين. وإنّ اللّٰه لَن يَرفع حجبهم ولن يزكّيهم، إنهم كانوا مستكبرين.

کند۔ پس برائے ہمیشہ درضلالت گزاشتہ می شوند۔ وخدا تعالیٰ ہرگز حجاب شان دور نخواہد کرد ونہ ایشانرا پاک خواہد نمود

إلا الذين تابوا وأصلحوا فأولئك من المرحومين. ما كان اللّٰه محكومَ أحد في

چرا کہ ایشان متکبر اند۔ مگر آنانکہ توبہ کردند واصلاح حال نمودند۔ پس ایشان از جملہ کسانے ہستند کہ برایشان رحمت

البلاد، وهو القاهر فوق عباده لا كالغلمان والعباد، سبحان ربي!

خدا تعالیٰ است۔ خدا درزمین ہا محکوم احدے نیست او بر بندگان خود غالب است۔ نہ مثل غلامان وبندگان۔ خدائے من

هل كنتُ إلّا بشرًا من المأمورين.

پاک است نمی شاید کہ بدو این بے ادبی ہا کردہ آید۔ ومن چیزے نیستم مگر یک بندہ مامور۔

ثم القوم احتجّوا عليّ بأمور نذكرها برعاية الاختصار،

باز قوم من برمن در چند امور حجت ہا گرفتند کہ برعایت اختصار ذکر آن امور مے کنم۔

لنستأصل كل ما أوردوا على سبيل الاعتذار، ولنكشف باب الحق على

تا کہ ما آن ہمہ خیالات را از بیخ برکنیم کہ برسبیل عذر بیان کردہ اند۔ وتا کہ ما دروازہ حق برطالبان کشائیم۔

الطالبين. فمنها أنهم يقولون إن ”آتم“ ما مات في الميعاد، بل مات بعده

پس ازان اعتراضہا یکے این است کہ عبد اللہ آتھم نصرانی در میعاد پیشگوئی نمردہ است بلکہ بعد از

وما ثبت إيمانه بالأشهاد، ولم يثبت أنه كان من الخائفين الراجعين.

گزشتن میعاد مردہ۔ وایمان او از روئے گواہان بپایہ ثبوت نرسیدہ ونہ ثابت گشتہ کہ او بترسید ورجوع بحق

فاعلم أن نبأ موته كان مشروطًا بعدم الرجوع إلى الحق والصواب،

آورد۔ پس بدانکہ خبر موت او مشروط بعدم رجوع الی الحق بود۔

﴿۱۸۷﴾

ومَا كان كحُكْمٍ قطعي كما فهِم بعض الدوابّ. ثم كان من المشروط في حياته

ومثل حکم قطعی نبود چنانکہ بعض چارپایان فہمیدہ اند۔ باز دربارہ زندہ ماندن اوشرط الہام این ہم بود

أن يثبُت على الحق بعد القبول، وإن لم يثبت فكان حُكْم الموت لذٰلك الجهول،

کہ بعد از رجوع الی الحق برحق قائم بماند۔ ودرصورت عدم ثبات برحق نیز بران جاہل حکم موت بود۔ پس گفتہ

فتمّتْ كلمة ربّنا صدقًا وحقًّا ولو أنكرها بعض الجاهلين.

پروردگار ماحقاً وصدقاً بکمال رسید۔ اگرچہ بعض جاہلان درانکار باشند۔

وقد سمعتَ أنّه مات بعد الإخفاء وعدم الإظهار، وإغضاب الربّ

وتو شنیدی کہ عبد اللہ آتھم بعد از اخفاء وعدم اظہار وبعد خشمناک کردن رب خود

بالإصرار علَى الإنكار، وكذٰلك كان إلهام ربّ العالمين. أفلا ترون موت

باصرار برانکار بمرد۔ وہمچنین الہام خدا تعالیٰ بود۔ آیا شما موت این نادان

هذا الجاهل الكفّار، كيف فاجأه بعد الإصرار على الإنكار؟ وقد كُتِبَ قبل موته

کافر را نمی بینید۔ کہ چگونہ بعد از اصرار برانکار بطور ناگہانی رسید۔ وپیش از موت او این ہمہ

ذٰلك كلُّه في إلهام الله القهّار، وصُرِّحَ أنه سيؤخذ ويُمات بعد إخفاء الشهادة

در الہام الٰہی نوشتہ شد۔ وتصریح کردہ شد کہ او بعد اخفائے شہادت وتکبر و ازحد

والغلوّ والاستكبار، ثم طُبع وأُرسلَ في البلاد والديار. وما مات "آتم" إلا بين

درگزشتن بسزائے موت ماخوذ خواہد شد۔ باز این اشتہار مطبوع شد وجابجا فرستادہ شد۔ واز اشتہار اخیر

سبعة أشهر من الاشتهار الأخير، وكان ذٰلك الاشتهار نبأ موته وكالنذير.

ہنوز ہفت ماہ نگذشتہ بود کہ آتھم بمرد۔ واین اشتہار برائے او پیغام رسانندہ موت وترسانندہ بود

أفلا يتدبرون إلهاماتي، ولا يفكرون في كلماتي، ويمرّون ضاحكين علٰى آياتي،

آیا این مردم در الہام من تدبر نمی کنند ودرکلمات من فکرے نمی نمایند۔ وتمسخر کنان برنشانہائے من بگذرند

﴿۱۸۸﴾ رَضوا بهذه الدنيا ونسوا يوم الدين، فكيف أُداوى خَتْمَ قلوبهم وأقفال ربّ العالمين؟

بدنیا راضی شدند وآخرت را فراموش کردند۔ پس چگونہ مہر دلہائے ایشان وقفلہائے خدا تعالیٰ را علاج کنم۔

فالحاصل أن ”آتم“ خشِى فى الميعاد نبأَ الرحمٰن، ورجع إلى الحق

پس حاصل کلام این است کہ او در میعاد پیشگوئی از خبر خدا تعالیٰ بترسید وسوئے حق بخوف دل

بخوف الجَنان، لأنّه ظنّ أن رِحْلته قربت ودنت، وخيامه طُوِيَتْ، و

رجوع کرد۔ چرا کہ اوظن کرد کہ وقت کوچ اونزدیک رسید۔ وخیمہ ہائے او تہ کردہ شدند۔ و

أوتادها قُلِعتْ، فخشِى علىٰ نفسه كالمأخوذين. فكان حقه أن يُمهَل إلىٰ

میخہائے آن خیمہ ہا کندہ شد۔ پس بر جان خود ہمچو گرفتاران بترسید۔ لہذا این حق او بود کہ تا زمانہ بیبا کی اورا

زمان الاجتراء، وتُرك إلى ساعة المراء والإباء، فمهّله الله إلى وقت رجَع

مہلت دادہ شود وتاساعت جنگ و انکار گزاشتہ شود۔ پس خدا تعالیٰ او را تا وقتے مہلت داد

إلى كفره وطغىٰ، ثم أماته تعذيبًا فى الدنيا والأخرىٰ، وكذٰلك مضت سنّته فى

کہ سوئے کفر خود رجوع کرد وطاغی شد۔ باز برائے سزا دادن در پنجہ موت گرفتار کرد۔ وہمچنین سنت خدا تعالیٰ

الأولين. وأمّا خوف ”آتم“ من الله القهار، فلا يخفى عليك عند التعمق فى الأخبار.

در پیشینیان گزشتہ است۔ مگر ترسیدن او از خدا تعالیٰ۔ پس بدان کہ آن امریست کہ بعد از فکر کردن در اخبار برتو

ألا ترىٰ أنه بعد ما سمع منى نبأ العذاب. كيف ألقى نفسه فى أنواع الاضطراب،

پوشیدہ نخواہد ماند۔ نمی بینی کہ او بعد از شنیدن خبر موت چگونہ جان خودرا در انواع بیقراری ہا انداخت۔

وانقطع من الأحزاب والأتراب، واختار كمجنونين شدائدَ الاغتراب، وأناءَتْه

و از گروہ خود و یاران خود جدائی ہا اختیار کرد۔ و ہمچو دیوانگان مصیبت ہائے مسافرت برخود پسندید۔ و

الدهشةُ عن الأهل والأحباب، حتى طارت حواسّه من الهيبة، وأصابت

دہشتے کہ در دل نشستہ بود ہمان دہشت او را از اہل و دوستان دور انداخت۔ تا بحدّیکہ از ہیبت آن

﴿۱۸۹﴾

عقلَه صَابةٌ من كمال الخشية، وطفِق يجشأ من بلدٍ إلى بلدٍ كالمجنون،

پیشگوئی حواس او پرید ند۔ وعقل اورا از کمال خوف عارضہ دیوانگی لاحق شد۔ وشروع کرد کہ از شہرے بشہرے

ويجوب كل طريق كالذى يطوّحه طوائح المنون. ورآه أناس كثير فى زمن السياحة،

ہمچو دیوانہ میگشت ۔ وہر راہے را ہمچو شخصے می برید کہ اورا حوادث روزگار دور می اندازند۔ ومردم بسیار اورا

وهو يبكى أو له رنّة النياحة، وشهدوا أنه كان بادئ الغمّة كثير الكربة، كالذى

در زمانہ سیاحت دیدند کہ او میگریست یا آواز گریستن میداشت وگواہی دادن کہ آثار غم بروظاہر بودند وبسیار

يموت من الغُلّة، أو كالمجرمين المأخوذين.

بیقراری مے کرد۔ ہمچو کسے کہ از تشنگی می میرد یا ہمچو مجرمانے کہ گرفتاری باشند۔

فلا شك أنه خشِى وتنزّلَ إلى الخوف من طغيانه، ولا ريب أن زواجرَ

پس ہیچ شک نیست کہ او بترسید واز طغیان خود سوئے خوف فرود آمد۔ وپیشگوئی ما در دل او

نَبَئِنا نجعتْ فى جَنانه، وقرَعت كلماتى صِماخَ آذانه، فخاف بها قَهْرَ حضرة الكبرياء

اثر کرد۔ وصماخ گوش اورا کلمات من بکوفت۔ پس بباعث آن کلمات از قہر باری تعالیٰ

وانتهج على قدرٍ مهجّةَ الاهتداء، على طريق الإخفاء. ثم قسا قلبه بعد الأمن

بترسید۔ وقدرے بطریق پوشیدہ راہ راست اختیار کرد۔ باز چون از موت بے غم شد دل او

من الفَناء، وإن الله لا يعذب خائفين فى هذه الدنيا حتى يغيّروا سير الخائفين. وإنه أقرّ

سخت گشت ۔ وخدا تعالیٰ ترسندگان را درین دنیا سزا نمی دہد تا وقتیکہ سیرت ترسیدن را تبدیل نکنند ۔ واو نزد دوستان

بخوفه عند أحبابه، وأخبرهم عمّا جرىٰ عليه فى أيام اضطرابه، وكل أمر أخفاه

خودرا اقرار خوف خود کرد۔ و او شان را از ان ہمہ ماجرا خبرداد کہ در روزہائے بیقراری بر وگزشتہ بود۔ و

من جمعه، أبدأه سيل دمعه، وكل ما ستر من المَين، أبدَءتْه دموع العين.

ہر امرے کہ او از جماعت خود پنہان داشت سیلاب اشک او او را ظاہر کرد۔

﴿۱۹۰﴾

ومَن دلَف إليه كالمفتّشين، وجَده كالمجانين، وخابطًا كالمصابين، ورأى

وہر کہ مثل تفتیش کنندگان پیش اورفت اورا مثل دیوانگان یافت۔ ودست و پازنندہ مثل مجنونان مشاہدہ کرد۔

أنه يمضى الأيام كيوم حامِى الوَديقة، ويصيح كضالّ من الطريقة، ويُزجّى

و او را دید کہ او روزہائے خود مثل روزیکہ بسیار گرم باشد می گذارد۔ وہمچو کسیکہ ازراہ دوری افتد وفریادہا

الأوقات بهموم وأفكار، كأنّ التلف استشفّه بآثار. ومَن انتهى من أحبابه

می کند ووقتہائے خودرا درفکر وغم میگذارد۔ گویا ہلاکت اورا بہ نشانہا نوشیدہ است۔ وہر کہ بصحن خانہ او رسید

إلٰى فِنائه، وتصدّىٰ لاستنشاء أنبائه، وجَده كمختلّ الحواسّ، بادى الإيجاس،

وبرائے دریافت خبرہائے اوقدم خود پیش انداخت اورا مثل بدحواس وصریح خوف زدہ دید۔ واورا درشادمانی

وما رآه فى فرح، بل فى غمّ وترح. ثم إذا انسلخت أشهر الميعاد، وظن أنه نجا، أخفى سِرَّ خوفه

ندید بلکہ درغم واندوہ یافت۔ باز چون ماہ ہائے میعاد درگزشتند وگمان کرد کہ نجات یافتہ است۔ راز ترسیدن

وما أبدىٰ، ولكنه ما استطاع أن يخفى قرائن إيجاسه، فنحَت تأويلاتٍ بتعليم خنّاسه،

خودرا پوشیدہ کرد وظاہرنکرد۔ مگراین نتوانست کہ قرائن ترسیدن را پوشیدہ کند۔ پس بہ تعلیم شیطان خودتاویل ہا

وقال لا شك أنى أنفدتُ أيام الميعاد بالخوف والارتعاد، ولكنى ما خفت نبأ

تراشید وگفت درین شک نیست کہ من درایام پیشگوئی می ترسیدم۔ لیکن من از پیشگوئی نترسیدہ ام۔ بلکہ ازان

الإلهام، بل خفت أعداءً صالوا علىّ كالضرغام، فإنهم أغرَوا علىَّ فى مقامى الأول

دشمنان ترسیدم کہ برمن چون شیر حملہ کردند۔ چرا کہ اوشان در مقام اول من برمن مارے تعلیم یافتہ

حيّةً مُعلَّمةً من أنواع الحيل ورأيتها كالصائلين. ففررتُ علٰى خوف منها إلٰى البلدة

بر انگیختند۔ وآن ماررا چون حملہ کنندگان دیدم۔ پس ازان خوف بسوئے شہرے دیگر گریختم۔

الثانية، لَعَلِّى أُعصَم مِن هذه الزبانية، ولكن ما تُرِكتُ فيه كالمؤمنين، بل صَال علىّ

تا کہ من ازان سرہنگان عذاب نجات یابم۔ لیکن درآن شہر نیز ہم ہمچو امن یابان گذاشتہ نشدم بلکہ درآنجا

| |
|---|
| بعض رجال مُسلّحين. ثم فررت إلى الخَتَن الثانى، فصال العدا كما صالوا |
| بعض مردان مسلح برمن حملہ کردند۔ باز بسوئے داماد دیگر بگریختم ۔ پس دشمنان درآنجا نیز ہم چنان |
| قبل إتيانى. وإنهم كانوا ملائكة سفّاكين، فرأيتهم فى كل مقام تبوّأتُه، وفى |
| حملہ کردند کہ پیش زان کردہ بودند۔ وایشان را بہر مقامے کہ اقامت کردم و بہر زمینے |
| كل بلد وطّأته، ورأيتهم مخوّفين، وكانوا يتبوّء ون الرماح نحوى كالقاتلين. |
| کہ زیر پا سپردم دیدم کہ مے ترسانند۔ وہمچو قاتلان بمقابل من نیزہ ہا راست کردند۔ |
| فلأجل ذلك فررت من بلدة إلى بلدةٍ لـمّا خوّفونى بقناة وصَعْدةٍ، ورُمحٍ و |
| پس ازہمین سبب از شہرے بشہرے بگریختم ۔ چرا کہ مرا نیزہ ہا وشمشیر و آواز مار بترسانیدند۔ |
| مَشْرَفيّة وفحيحِ تِنّينٍ، وأرادوا أن يَسُمُّونى فاجئين. ولما جشأ جَنانى |
| وارادہ زہرخورانیدن من کردند۔ وچون دل من ہمچو مخنو قے |
| كالمخنوق، وهاجت الهموم كالسَّهوق، رأيت أن أُلقى بآخر المقام جِرانى، |
| تنگ شد۔ ومانند بادسخت غمہا برخاستند مناسب دیدم کہ گردن خودرا در مقام آخر خود |
| وأتخذ أهلَ خَتَنى جيرانى، وأُلقى عصا التَّسيار كالقاطنين. |
| بیفگنم ۔ ومردمان داماد خودرا ہمسایہ خود گردانم ۔ ودرآنجا چوب سیر افگندہ اقامت اختیار کنم |
| هذه ظنون أظهرها بعد انقضاء الميعاد، وما تفوّهَ بلفظةٍ |
| این گمان ہا است کہ بعد از انقضائے میعاد آنہا را ظاہر کرد۔ وقبل گزشتن میعاد ہیچ لفظے |
| مِن مثلها فى الميعاد عند الأشهاد، وما أشاع ظنونه فى الجرائد، وما اطلعَ عليه |
| ازمثل آن برزبان نیاورد۔ ونہ دراخبار شائع کنانید۔ ونہ کسے را از عوام و |
| أحدًا من العوام والعمائد، بل ما رافَعَ إلى الحكّام، وما أخبر حاكمًا عن هذه |
| خواص اطلاع داد۔ ونہ نزد حکام فریاد خود برو۔ وہیچ حاکے را ازین دردہا آگہی نداد۔ |

﴾۱۹۲﴿ الآلام، وأمضَى الوقت كالصّائمين. ثم أقرّ معها برؤية ملائكة العذاب، والخوف والاضطراب،

وچون خاموشان وقت را گزرانید۔ باز با این ہمہ اقرار کرد کہ او فرشتگان عذاب را دیدہ است وسختی خوف کشیدہ

وأقرّ أنه أنفد الأيام خافًا، وخشِي موتًا زُعافًا، وظن أنه من الدارسين. فانظروا

واقرار کرد کہ او روزہائے خود را در نہایت خوف گزرانید واز موت ناگہانی ترسید وگمان کرد کہ او از ناپدید شوندگان است

إلى حيّةٍ يذكرها.. أتقبَلها فراسةٌ أو تنكرها؟ فافهموا السرّ إن كنتم متدبرين.

پس بسوئے مارے کہ ذکر میکند۔ نگہ بکنید۔ آیا فراستے این را قبول میکنید یا انکار میکنید۔ پس اگر تدبر دارید راز را بفہمید۔

ثم تعلمون أنه هرب من مكان إلى مكان، ومن جيران إلى جيران،

وتو میدانی کہ او از مکانے سوئے مکانے بگریخت۔ واز ہمسائیگان سوئے ہمسائیگان رفت

ولفظتُه بلدةٌ إلى بلدان، ولكن مع ذٰلك ما أظهر فى الميعاد عذرا نحَت بعده

وزمینے او را سوئے زمینے انداخت۔ مگر او در میعاد نزد ہیچکس از حاکمان ومددگاران ومردان و

كشيطان، وما بكى عند حكّام ولا أعوان، ولا رجال ولا نسوان ولا بنين.

زنان و پسران آن امر را ظاہر نکرد کہ بعد از گزشتن میعاد تراشید۔

أيقبل عقل فى مثل هذه الخصومات وزوبعة التعصبات والنقمات،

آیا ہیچ عقلے در مثل این خصومتہا و با دگر دتعصب ہا وکینہ ہا قبول مے کند۔

أن يصبر الرجل الذى هُوَ عدوٌّ ديننا وحاسدُ عِرضنا

کہ آن شخصے کہ دشمن دین ما وحاسد آبروئے ما باشد۔ او بروقت چنین

عند هذه السطوات، ولا يأخذنا ولا يرفع إلَى القُضاة؟ بل كان عليه

حملہ ہا صبر کند۔ و ما را گرفتار نکند ونزد حکام نرساند۔ بلکہ برو واجب بود

أن يُفشِي جريمتنا، ويُثبِت صريمتنا، وأذاقنا جزاء السّيئات.

کہ جرم ما را شائع کردے۔ وقصد ما را بپایہ ثبوت رسانیدے۔ وجزائے بدی ما را چشانیدے

«۱۹۳»

أمّا رأيت أن ’’آتم‘‘ وقومه كيف فرحوا بعد الميعاد باطلًا، ورقص كل أحد

آیا ندیدی کہ آتھم وقوم او بعد از گزشتن میعاد براہ باطل چہ شادی ہا کردند وہر یکے از ایشان بطور فریب

ختالًا، ورمٰى من قوس الخبث عاتلًا، فكيف أعرضوا عن مثل ذٰلك الفتح

دادن رقص ہا کرد۔ وکمان خباثت را بزور تمام کشیدہ تیر انداخت۔ پس چگونہ از چنین فتح ظاہر اعراض کردند

المبين؟ أهذا أمر يقبله عقل الثقات، أَو يطمئن به قلب العاقلين

آیا این امریست کہ عقل مردمان ثقہ آن را قبول کند۔ یا دل عقلمندان بدان اطمینان یابد

والعاقلات؟ أهذا هُو المرجوّ من هؤلاء الدجّالين أعداء الدين وأعداءِ

آیا ازین دجالان کہ دشمنانِ دین و دشمنان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند ہمین

خيرِ الكائنات؟ ففكّروا إن كنتم مؤمنين.

امید باید داشت۔ پس اگر ایمان دارید فکر کنید۔

ألا ترون أنّ رسائلهم وجرائدهم مملوّة من إهانة دين الإسلام

آیا نمی بینید کہ رسائل واخبار این قوم از اہانت دین اسلام وپیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

وخير الأنام، فكيف غَضّوا أبصَارهم في مثل هذا

پر ہستند۔ پس چگونہ در مثل این مقام چشم پوشی اختیار کردند۔

المقام؟ ووالله إنهم عدو لي وعدو لسيّدي المصطفٰى، وحِراصٌ عليّ لو

وبخدا اینان دشمن من ودشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہستند وبرمن حریص ہستند اگر

يقدرون علٰى نوعٍ من الأذى ولو كسَرُنا بيضةً من بيضهم، لحثّوا الحكام علينا

برائے ایذائے من موقعہ یابند۔ واگر ما یک بیضہ از بیضہ ہائے ایشان بشکنیم۔ ہر آئینہ باغوائے خود

بتحريضهم، فكيف صبروا علٰى ما رأوا مِنّا سطواتٍ للإهلاك،

حکام را برما برانگیزانند۔ پس چگونہ بعد از دیدن حملہ ہائے ما کہ برائے قتل آتھم بودند صبر کردند۔

﴿۱۹۴﴾

وحرکات کالسفّاک؟ أَدَرَءُوا بالحسنة، وما أرادوا جزاء السيئة بالسيئة؟

آیا جواب بدی بہ نیکی دادند۔ ونخواستند کہ بدی را بدی پاداش دہند۔

رأوا صولةً أولٰی منا فعفوا وصبروا، ثم رأوا صولة ثانية فعفوا وصبروا، ثم رأوا

از ما حملہ اول دیدند۔ پس درگزاشتند وصبر کردند۔ باز حملہ دوم دیدند پس درگزاشتند وصبر کردند۔ باز

ثالثة فعفوا وصبروا، وكذٰلك عملوا إلٰی سطوات ثلاث! فأَقْسِموا

حملہ سوم دیدند پس درگزاشتند وصبر کردند۔ وہمچنین تاسہ حملہ صابر ماندند۔ پس قسم خورید

أهذه أخلاق تلك الشياطين؟

آیا ہمین اخلاق این شیاطین است۔

أتُفتي فراستكم أن هؤلاء الأشرار الكفّار، والأعداء

آیا فراست شما فتویٰ می دہد کہ این شریران وکافران ودشمنان بدکار کہ در عداوت

الفجّار، الذين سبقوا كل قوم في عداوة الملة الإسلامية، والشريعة

ملت اسلام از ہرقوم سبقت بردہ اند۔

الربانية، وجدونا مجرمين سفاكين، ثم آلَونا خبالاً عافين؟ بل هو

مارا مجرم اقدام خونریزی یافتند۔ باز در تباہ کردن ما کوتاہی کردند ودرگزاشتند۔

مكرٌ وحيلة لإخفاء الخوف الذي ظهر من آتم بأنواع الارتعاد، في أيام الميعاد،

بلکہ این ہمہ مکر وحیلہ برائے پوشیدن آن خوف است کہ در ایام میعاد از آتھم ظاہر شد۔

ولذٰلك ما تألّى وما رفع الأمر إلٰی حكام هذه البلاد، وولّى ومكر وقال

و از ہمین سبب او قسم نخورد ونہ نزد حاکے استغاثہ برد۔ و روگردانید ومکر کرد وگفت

نحن قوم نجتنب الألايا، وقد حلَف من قبل في القضايا. والحلف واجب

کہ ما قومے ہستیم کہ قسم نمی خورند۔ وحالانکہ پیش ازین در بسیارے از مقدمات عدالت ہا قسم بخورد وبرائے رفع نزاع

﴿۱۹۵﴾

عنـدهـم لـرفع الخصومة، ومَن أبى فهو عندهم من الفَجَرة، وقد حلَف يسوعُهم

قسم در مذہب عیسائیان واجب است وہرکہ انکار کند از بدکاران است۔ ویسوع ایشان و حواریان

والآخـرون مـن الـحـواريّيـن وأئـمة الـنصـرانية. وقـال كلارك أن القَسم

و دیگر اکابر نصرانیان قسم خوردند۔ و ڈاکٹر کلارک گفت کہ قسم نزد ما ہمچو

عـنـدنـا كـالـخـنُـزيـر عند المسلمين! وقـد أكـل خـنُـزيرَ الحلفِ

خنزیر است نزد مسلمانان۔ حالانکہ این خنزیر قسم را ہرفردے از پادریان خوردہ است

كـلّ أحد مـن الـقسّيسيـن، وبـولص الـذى كـان رئيـس الـمفـترين.

وخود پولس کہ رئیس مفتریان بود خوردہ۔

فـانـظـروا إلى ”آتـم“ وكـذبِـه الـصـريـح، وعـملِـه الـقبيـح، كيف أعـرض

پس آتھم وکذب صریح وعمل قبیح اورا بہ بینید۔ چگونہ از قسم خوردن

عـن الإقسـام، خـوفـا مـن قهـر الـلّٰه العلام؟ وكنت أعطيه مالا كثيرًا علٰى إيلا ئه،

اعراض کرد۔ ازین خوف کہ مبادا قہر الٰہی برو نازل گردد۔ ومن اورا برقسم خوردن اومالے کثیر می دادم

وقـلـتُ خُـذْ مِـنّـى قبل حـلـفـك لـو كـنـت تشكّ فـى قـضـائـه. بـل زدتُ

وگفتم کہ اگر ترا شکے است پس این مال قبل از قسم خوردن از من بگیر۔ بلکہ من

وعـد الـصـلـة مِـن ألفٍ إلـى آلافٍ، ولـو اسـتـزاد لـزدنـاه مـن غـيـر إخـلاف.

وعدہ انعام را از یک ہزار تا چند ہزار زیادہ کردم۔ واگر ازان ہم زیادہ خواستے البتہ بغیر تخلف وعدہ

فـكـان فـرضـه أن يـجيـئـنـى جـارًّا ذيـلَ الـطـرب، ويـحلف ويُشيع صدقه

زیادہ می کردم۔ پس برو فرض بود کہ بشادی دامن کشان پیش من آمدے وقسم خوردے وراستی خودرا

فـى الـعـجـم والـعـرب، ولـكـنـه فـرّ كـالـمبهوت، وخرّ كـالمكبوت، وأُعْقبَـه

درعرب وعجم شائع کردے۔ مگر او ہمچو سراسیمہ بگریخت۔ وہم چو کسیکہ دست زور آورے بروافتد

﴿۱۹۶﴾

طَائفُ الهول كالمجانين. فظهر من هذا ضَحْضاحُه، وهتَك وجاحَه، و

فرو افتاد وہمچو دیوانگان بار بار اورا جنون افتاد۔ پس ازین حرکت پایاب او معلوم شد و پردہ او دریدہ گشت

حصحَصَ الحقُّ وبدا كذب الخائنين. ثم كان عليه عند الإعراض عن الحلف

وحق ظاہر شد و دروغ خیانت پیشگان پدید آمد۔ باز برو واجب بود کہ اگر قسم نخوردہ بود

أن يأتي بدلائل علٰى بهتانه، ويُثبِت بأشهادٍ مضمونَ هذيانه، ولكنه ما

بارے بدلائل دعویٰ بہتان خودرا بپایہ ثبوت رسانیدے۔ واز روئے گواہان ہذیان خودرا ثابت کردے۔ مگر او

جاء بدليل على تلك الخرافات، وما صرخ علٰى بابِ حاكم عند هذه

برین خرافات ہیچ دلیلے نیاورد۔ ونہ بروقت این آفات بر در حاکے فریاد کرد

الآفات، كما هو سيرة المظلومين. فأىّ دليل أكبر من هذا علٰى

چنانکہ آن طریق مظلومان است۔ پس بر مفتریات او ازین بزرگتر کدام دلیل

مفترياته، وعلٰى كذبه وخزعبيلاته عند الناظرين؟ وإنه أقرّ غير

وبر کذب واباطیل او ازین ظاہر تر کدام شہادتے نزد ناظرین ضروری است۔ واو

خواہد بود

مرة أنه خشِي علٰى نفسه فى تلك الأيام، ووجد ما يجد الموقِن بقرب الحِمام.

بارہا اقرار کرد کہ او برجان خود ترسیدہ است۔ وآن غم دید کہ کسے بیند کہ بر نزدیکی موت خود

وبعد ما خرج من سجن الأحزان، ومارِستان الذوبان،

یقین دارندہ باشد۔ وچون از زندان غمہا و بیمارستان گداختن بیرون آمد۔

أهرَعَ الناس لِلُقَاه، وعجبوا بِمُحَيّاه، فمن حَدّق إلى أساريره، وفكّر فى

مردم برائے دیدن او شتافتند وبر زندگی او تعجب کردند۔ وہر کہ بتامّل نشانہائے چہرہ او دید۔ ودر آواز او

شخيره، علم أنه بدّل الهيئة السابقة، وأطفأ النار المُضطرمة، وظهر

غور کرد۔ بدانست کہ او ہیئت سابقہ را مبدل کردہ است۔ وآتش افروختہ را منطفی گردانیدہ۔ و

كـالمساكين. وبـكـىٰ مـرارًا فـي كل نادٍ رحيب، بتذلّل عجيبٍ، فسمع من كان

ہمچو مسکینان ظاہر شدہ۔ وبارہا در مجلس ہائے فراخ بتذلّل عجیب بگریست۔ پس ہر کہ درمیان

فى بُهْرة الـحـلقة وحواليها، وفهِم أنه خشِي قنا الموت وعواليها، وأمضى الأيام

حلقہ جماعت یا گرد آن بود شنید وفہمید کہ او از نیزہ ہائے موت وسرآن نیزہ ہا ترسید۔ وہمچو بیقراران

كـالـمضطرين. وأمّـا قـومـه فـنسـوا مـا كان فى إلهامى من قيد الاشتراط، الذى

روزہا گزرانید۔ مگر قوم او شرط الہام مرا فراموش کردند آن شرط کہ مدار

كـان فيـه كـالـمـنـاط، ومَـا فـكـروا فى خوفه الذى بلغ إلى الإفراط، وتعامَوا من

مفہوم الہام بود۔ ودر خوف آتھم ہیچ فکرے نکردند آن خوف کہ بافراط رسیدہ بود۔ واز غضب

الـغـيـظ والاحـتـلاط، وأرَوا كـلَّ خبثهـم كـالـشيـاطيـن، وأبـدوا نـواجذَ طيـشٍ

وخشمناک شدن کور گشتند۔ وہر خباثت خود را ہمچو شیاطین نمودند۔ ودندان طیش وغضب

وغضب، وغيظ ولهبٍ، وكانوا معتدين.

ظاہر کردند۔ وخشم وافروختگی نمودند۔ واز حد تجاوز کنندگان بودند۔

وأَخْـنَـتْ عـلـيّ الـسـفـهـاءُ ورفـقـاؤه الـجـهـلاء، وقـالـوا إنـا مِـن

ومردم سفیہ و رفیقان جاہل او برمن بہ سخت گوئی زبان کشادند۔ وگفتند کہ ما غالبیم۔

الغالبين. وفهّمناهم فما أقلعوا عن الجهلات، وانصلتوا كل الانصلات، وأضرموا

وما ایشان را فہمانیدیم پس از جہالتہا باز نہ ایستادند۔ وبغایت درجہ از حد درگزشتند۔ وآتش جنگ

نـار الـوغى، والتهبوا كجَمْرِ الغَضى، ومَا أنْقَروا وما فكّروا، بل اضطرموا وتنكّروا،

افروختند۔ وہمچو اخگر درخت غضا افروختند۔ وباز نہ ایستادند ونہ فکر کردند بلکہ بیفروختند وخصومت

وأبرزوا عـربدةً واعتـداءً، وافتـرَوا أشيـاءً، وتـمـايـلـوا علٰى سبٍّ واستجراحٍ،

وجنگ وزیادتی را ظاہر کردند۔ وبہتانہا بستند۔ وبردشنام دہی وعیب گیری و استہزاء مائل شدند

﴿۱۹۸﴾ وشتمٍ ومزاحٍ، واعتدَوا هذيانًا وبهتانًا، وطاروا إلينا زُرافاتٍ ووُحدانًا كالمجانين.

و در ہذیان وبہتان از حد درگزشتند۔ وسوئے ما گروہے گروہے و یکے یکے پریدند۔

وأخفَوا الحقيقة كالحُوَّل المحتال، أو المغطّى الدجّال، وكانوا يستهزء ون

واصل حقیقت را ہمچو مکاران وحیلہ گران۔ ودجالان حقیقت پوشان پوشیدہ داشتند وباستہزاء

سائرين في الأسواق، كما هي عادة الفسّاق، وكانوا يزيّنون الكذب والافتراء،

در بازار ہا بگشتند۔ وچون فاسقان تمسخر راعادت کردند۔ وکذب وافترا رامزین کردہ بمردم نمودند

وكل أحد قال فينا أشياء كما شاء، وقد استتلَوا الصبيانَ والسفهاء

وہر یکے از ایشان ہر چہ خواست درحق ما گفت۔ ودر وقت استہزا کودکان وسفیہان را در پس خود کردند

مستهزئين. وكانوا يخدعون الناس بنبأٍ ما فهِموه، أو فهِموه ثم حرّفوه، و

ومردم را بخبرے فریب می دادند کہ خود نہ فہمیدند۔ یا فہمیدند مگر تحریف می کردند

عثَوا في الأمصار مفسدين. وسعٰى معهم علماؤنا كساعٍ، بل كسِباعٍ، لابِسِي

وبطور فساد انگیزی در شہر ہا بگشتند۔ وعلماء ما با اوشان ہمچو نمّامان بودند۔ نے نے بلکہ ہمچو درندگان پوست

جلدِ النمر، وهاجمي هجوم السيل المنهمِر، واتبعوا النصارىٰ وزخارفَ زورهم،

پلنگ پوشیدہ رفیق شدند۔ وہمچو سیلے کہ بزودی وتیزی می آید بناگاہ بر ما افتادند۔ وعیسائیان ودروغہائے آراستہ

ونبذوا لباس التقوىٰ وراء ظهورهم، مجترئين. وأرادوا جَوْحَنا بحصائد اللسان.

اوشانرا پیرو شدند۔ ولباس تقویٰ را پس پشت خود انداختند۔ وخواستند کہ باداسہائے زبانہا استیصال ما کنند

وغوائل الافتنان، وأيّدوا النصارىٰ كالشاهدين. وكان كلٌّ كحسينٍ

وازغوائل فتنہ اندازی ما را تباہ گردانند۔ وہمچو گواہان تائید عیسائیان کردند۔ وہر یکے از ایشان مثل محمد حسین

بطالويّ أو شيخ نجديّ بعيدًا من الديانة والدّين.

بٹالوی یا شیطان نجدی از دیانت ودین دور بود۔

والعجب أن ''آتم'' كان مُرِمًّا لا يترَمْرَمُ، وصامتًا لا يتكلّمُ، بل كتب إليّ

وتعجب اینکہ عبداللہ آتھم بالکل ساکت وخاموش بود کہ یک لفظے ہم برزبان نمی آورد وہیچ کلامے نمی کرد

أنّي بريّ منهم ومِن فعلهم، وأعلم أنّهم من الجَاهلين المعتدين، ثم بعد مَلِيٍّ

بلکہ سوئے من نوشت کہ من ازین مردم وکار این مردم بیزارم ومیدانم کہ ایشان از نادانان وتجاوز کنندگان ہستند۔

قسَا قلبه وصار من الغاوين. ومع ذٰلك ما أشرك نفسه في سبّهم و

باز بعد از مدتے قلیل دل او سخت شد و از گمراہان شد و باوجود امر خویشتن را در دشنام و

بهتانهم، وسفاهتهم وهذيانهم، وتنحّى عنهم وقعد كالمعتزلين المختفين.

بہتان وہذیان اوشان شریک نکرد۔ بلکہ از وشان یکسو ماندہ۔ وہمچو گوشہ نشینان پوشیدہ نشستہ۔

ولو كان يحسبني كذّابًا، ويحسب نفسه مظلومًا مصابًا، لكان حَقّه أن

و اگر او مرا کذاب خیال کردے وخویشتن را از مظلومان شمردے۔ پس ہر آئینہ حق او بود کہ

يكون أوّل المكذّبين وأوّل اللاعنين، بل كان الواجب عليه أن يشيع

از ہمہ تکذیب کنندگان اول تکذیب من کردے واز ہمہ لاعنان اول لاعن او بودے بلکہ برو واجب بود

كذبي بالاشتهارات، ثم لا يقنَع بها ويرفع إلى الحكام للمكافاة، لكنّه ما فعل

کہ باشتہارات کذب مرا شائع کردے۔ باز بدین قدر کفایت نکردے بلکہ بذریعہ حکام مرا سزا دہانیدے۔ مگر

ذٰلك بل صمت كَالمتخوفين. وأنت تعلم أنه إن كان مُطّلعًا علٰى كذبي، وكان

او چنین نکرد بلکہ ہمچو ترسندگان خاموش شد۔ وتو میدانی کہ اگر او برکذب من اطلاع یافتہ بود۔ وخبث دل من

ظهر عليه خبث قلبي، مع أنه تأذّى كلَّ الأذىٰ بسببي، فكان من مقتضى

برو منکشف گشتہ بود۔ باوجود این امر کہ از سبب من تکالیف برداشتہ ومحنت کشیدہ بود۔ پس درین

الفطرة الإنسانيّة، والضرورة الدينيّة والعقليّة، أن تتحرك غضبه كالطوفان،

صورت مقتضائے فطرت انسانی وتقاضائے ضرورت عقلیہ دینیہ این بود کہ غضب او مثل طوفان جنبش کردے۔

﴿۲۰۰﴾

ویشتعل لمجازاة العدوان. فما منعه أنه صار کالمیّت المَدفُون، واختفیٰ

وبرائے پاداش ظلم مشتعل گشتے۔ پس اورا این چہ پیش آمد کہ ہمچو میت دفن کردہ گردید۔ وچون شرمندہ

کالمتندم المحزون؟ ألیس هذا مقام یحار فیه الفهم، وتهیج الظنون

غمناک پوشیدہ گشت۔ آیا این آن مقام نیست کہ درآن عقل انسان متحیر میشود۔ وگمان ہا در دل

ویفرُط الوهم؟ ثم دعوتُه للحلف لکشف الحق علی العوام، ووعدتُه قنطارًا

می آیند۔ ووہم زیادت میکند۔ باز اورا برائے قسم بخواندم تا کہ حق برعوام ظاہر گردد۔ وبرقسم خوردن وعدہ

علی الإقسام، لا یسیرا من الحُطام، لیرجع بِرُدْنٍ ملآن وقلبٍ جَذْلان،

مالے کثیر دادم۔ نہ اندکے از مال۔ تا کہ آستین خود از مال پر کند و با دل شادان باز گردد۔

فولّی وما تألّی. ثم لعنتُه لعنًا کبیرًا، فقلت لعنةُ الله علیک إن

پس رو بگردانید وقسم نخورد۔ باز برو لعنت فرستادم۔ وگفتم کہ خدا برتو لعنت کند اگر از روئے سخت دلی

أعرضت مَزیرًا، وما جئتنی وما ترکت تزویرا، فما جاء وما حلَف،

کنارہ کنی۔ ونزدم نیائی ودروغ آرائی را نگذاری۔ پس نیامد و نہ قسم خورد۔

وتذکر رُزْءًا سلَف، وظَنّ أنه الآن من المأخوذین.

ومصیبت اول را یاد کرد۔ وگمان کرد کہ اکنون او از گرفتاران خواہد شد۔

وکفاک ما ظهر منه عند سماع نبأ الموت، وتراءت له

و ترا این امر کافی است کہ وقت شنیدن خبر موت چہ حرکت ہا ازو صادر شد

آثار الفوت، وأخذه خافٌ حتی ظهر التغیر فی الصّوت، وطفق یفرّ

ونشانہائے درگزشتن برائے او ظاہر شدند۔ واو را خوفے شدید گرفت تا آنکہ در آواز وتغیرے پدید آمد

کصید مذعور یجوب البیداء، ولا یریٰ شجراءَ ولا مرداء، وترَک سبل العاقلین.

وچنانکہ شکارے ترسندہ بیابان را قطع میکند۔ ونہ زمینے درختناک می بیند ونہ بے درخت ہمچنین بگریخت۔ وراہہائے عاقلان ترک کرد۔

﴿۲۰۱﴾

ثمّ إذا رأى أن الخوف لا يخفي، وأن ليس الناظرون كالأعمٰى، فاشتهر أن الصائلين في

باز چون دید کہ خوف پوشیدہ نتواند ماند۔ وبینندگان ہمچو کوران نیستند۔ پس مشہور کرد کہ حملہ کنندگان در

كل مكان قفَوه، وما وجدوا قصرًا إلا علَوه، حتى بُهِتَ مِن نمط تعاقُبهم،

ہر مکانے پس او رفتند۔ وہیچ کاخے نیافتند کہ بران نہ برآمدند۔ تا آنکہ از طریق تعاقب شان مبہوت شد۔

وَمَا رأى راجِلَهم ولا راكِبَهم. فما أمهلَه هذا الخوف، بل احترق منه الجوف،

ونہ پیادہ شان دید ونہ سوارشان۔ پس این خوف اورا نگذاشت بلکہ ازان بیم اندرون او بسوخت۔

ورآه الزائرون أنه يُمضي وقته بالبكاء والزفرات، ويجري مِن مُقْلته سيلُ

وملاقات کنندگان اورا دیدند کہ وقت خود بگریہ وآہہا می گذارد۔ واز چشم او سیلاب اشک ہا میرود۔ و

العَبرات، ولا كدمعِ المِقْلات، وكان يستيقن أنه المغلوب، وسيَعْلَق به

می گرید۔ ونہ ہمچو گریستن زنے کہ پسران او مردہ باشند۔ وگویا او یقین می کند کہ او مغلوب است۔ وعنقریب مرگ

الشَّعوبُ. فكما أنّ القنص عند حسِّ جوارح باطشةٍ يختفي في سرحةٍ كثيفة

بدوخواہد آویخت۔ پس مثل آن صیدے کہ بوقت دریافتن جانوران شکاری کہ بروحملہ می کنند در درختے پوشیدہ میشود

الأغصان وَريقةِ الأفنان، ويواري عِيانَه تحت كل عِيصة، بإرعاد

کہ شاخہائے آن بانبوہ باشند ونیز شاخہائے پر برگ باشند۔ وزیر ہر درختے کلان وجود خود را می پوشاند۔ واز

فريصة، كذٰلك تاهَ كالمجانين.

شدت خوف گوشت شانہ خود را می لرزاند۔ ہم چنین این شخص از جنون وخوف سرگردان می گشت۔

ثم نحَت مِن بعد الميعاد، علٰى طريق الإفناد، أن جَمْعَنا حَلّوا بساحته،

باز بر طریق دروغ گفتن بعد ازگذشتن میعاد این تراشید۔ کہ گروہ ما بساحت خانہ او درآمدند۔

وعجَروا عليه شاهِري سيوفِهم لإبادته، ليغتالوه كالمفاجئين. فمِن

وشمشیرہا برکشیدہ برائے اہلاک او حملہ کردند۔ تا بیک ناگاہ او را قتل کنند۔ پس ازین

﴿۲۰۲﴾ مثل هـذه الافتراء ات ونحت البهتانات، ظهَر عُجَرُه وبُجَرُه، وعُرِفَ نجمُه وشجره،

افترا‌ہا وبہتان ہا حقیقت پوشیدہ او منکشف گشت و نبات او و درخت او شناختہ شد۔

وظهـر أنـه هـاب الإسـلامَ، ولو أخفى المرام. ألا تـعـلـم أنّـه كيف أقرّ بأنه خاف

وظاہر شد کہ اوضرور از ہیبت اسلام بترسید۔ اگر چہ این مقصد را پنہان داشت۔ آیا نمی دانی کہ او چگونہ اقرار کرد

حَيّةً، ومـن الـمـعـلـوم أن الحيّة ما كان مـأمـورة مـنـا ولا مـعـلَّمةً، وتلدغ الحيّة

کہ اواز مار بترسید۔ واین ظاہر است کہ مار از ما حکم یافتہ نبود ونہ تعلیم یافتہ۔ ومار بامر خدا تعالیٰ می گزد

بـأمـر الـلّـه لا بـأمـر الإنسـان، فثبـت أنـه خشِـي قهـر الديّان، وأوجس فى نفسه

نہ بامر انسان۔ پس ثابت شد کہ او از قہر خدائے جزاء دہندہ بترسید ودر دل خود خوف

خِيـفةَ نبـأ الـرحـمٰـن، وهـذا هـو شـرط الـرجـوع الذى كـان فى إلهـام المنّـان،

پیشگوئی پوشیدہ داشت۔ واین ہمان شرط رجوع است کہ در الہام بود۔

فانتفع من الشرط بخوف الجَنان، ثم ستر الأمر كالماكرين.

پس بباعث خوف ازان شرط منتفع شد۔ باز حقیقت حال را ہمچو مکر کنندگان پوشیدہ کرد۔

وإن قـصـة الـحـيّة تشهـد بـكـمــال الـصـفــاء ، أن الـخـوف كـلـه كـان

وقصہ مار بکمال صفائی گواہی می دہد کہ ہمہ خوف از تقدیر آسمان بود۔

مـن قـدر السّـمـاء ، لا من هٰؤلاء وهؤلاء . وقـد سـمـعـتَ أنّـى دعوتـه للإيلاء ،

نہ ازین گروہ وازان گروہ۔ وتو شنیدی کہ من اورا برائے قسم خوردن خواندہ بودم

فـكـان هـو الـخـوف الذى رجَعه إلٰى الإباء . وقُـلـت إنّـى مـجيزك كالغرماء ،

پس ہمان خوف او را از قسم خوردن باز داشت۔ ومن بدو گفتم کہ ہمچو تاوان دہندگان ترا زر کثیر

ولـو شـئـت اجـمَـعُ عَـنّـى قبـلَـه عـنـد أحـد مـن الأمناء ، فخاف عُكّازتى، مع أنه

انعام خواہم داد۔ واگر بخواہی پیش از قسم خوردن نزد امینے زر انعام جمع کنانی۔ پس از عصائے من بترسید۔

﴿۲۰۳﴾ اطّلع علٰی إجازتی، وإذا ولّی وما تألّی. فقلتُ: یا هذا قد آلَوا مِن قبل خواص

باوجوداین امر کہ برانعام من اطلاع یافت پس ہرگاہ کہ روگردانید وقسم نخورد۔ گفتم کہ اے فلان بہ تحقیق قبل از تو

أئمّتک، وأکابر ملّتک، أ أنت أفضل منهم أو تحسبهم من الفاسقین؟

خواص پیشوایان تو قسم ہا خوردند۔ آیا تواز آنان بزرگتر ہستی یا تو آنان را از فاسقان می شماری۔

فما رد قولی وما آلٰی کالصادقین. فکِذْبُه شیء لا یختفی بإخفاء، ولا یستقیم

پس نہ قول مرا رد کرد ونہ ہمچو صادقان قسم خورد۔ پس دروغ او چیزیست کہ از پوشیدن پوشیدہ نمی شود

بافتراء، بل هو أجلی البدیهیات، وأسنی المسلّمات، ولکن المخالفین قوم

وبافتراءصورت درستی نمی پذیرد۔ بلکہ آن اجلیٰ بدیہیات وروشن ترین مسلمات است۔مگرمخالفان قومے ہستند کہ

أعماهم إعصار التعصب والشحناء، کما یُعشی الهجیر عینَ الحرباء. فلا شک

بادگردتعصب وکینہ چشم شان کور کردہ است۔ چنانکہ دوپہر چشم حربا را کورمی کند۔ پس ہیچ شک

أن الحق أبلَجَ، والباطل لَجُلَجَ، واسودّت وجوه المبطلین. ولا ریب أن

نیست کہ راستی درخشید وباطل رو بزوال نہاد۔ وروئے باطل پرستان سیاہ شد۔ وہیچ شک نیست

موت هذا الکذّاب، أمات کلَّ مکذّب فی هذا الباب. وَإنی أریٰ

کہ موت این کذاب ہرمکذب این امررا بمیرانید۔ ومن مے بینم

أنّ الألسنة قد زُمّت. والحجّة قد تمّتْ.

کہ برزبان ہا لگام دادہ شد۔ وحجت با تمام رسید۔

وظهر الحق ولو کانوا کارهین.

وحق ظاہر شد اگرچہ ازان کراہت می داشتند۔

وقد ذکرنا قبل موت ”آتم“ فی الاشتهارات السابقة، أنه

وما قبل از موت آتم در اشتہارات سابقہ ذکر کردیم کہ او بعد از انکار

﴿۲۰۴﴾

يموت بعد الإنكار من الرجوع والإنابة، والإصرار على الكذب والفِرية،

رجوع واصرار بر دروغ خواہد مرد۔

فنُوالى شكر الله المنّان، أنه فعَل كما كُتب قبل هذا الزمان، وأتمّ كما

پس ما شکر خدائے منان متواتر می کنیم کہ او چنانکہ پیش زین نوشتہ شدہ بود ہمچنان کرد۔ و ز انسان بکمال

كنت ألهَجُ بشوق الجنان، ومات ”آتم“ بعد مرور نصفٍ من الأشهر المسيحية،

رسانید کہ من بشوق دل آرزو می کردم۔ وآتم بعد گزشتن نصف از ماہ ہائے عیسائیان یعنی در ماہ جولائی ۱۸۹۶ء بمرد۔

وما نفعه فراره من البلدة إلى البلدة، وإن شئت فافهَمْ زمان وفاته من هٰذه الفقرة.

وگریختن اواز شہرے بشہرے او را فائدہ نہ داد۔ واگر بخواہی تاریخ وفات اورا ازین فقرہ مندرجہ ذیل

هوَى دجّالٌ بَبٌّ في عذاب الهاوية المهلكة. (۱۸۹۶ السنة العيسويه) وهٰذه

معلوم کن۔ دجال فربہ آتھم بد اطوار در ہاویہ (۱۸۹۶ سنہ عیسوی) ہلاک کنندہ افتاد۔ واین

آية من آيات حضرة العزة، فإنه ما تركه حيًّا إذا ترك سبل الديانة، بل

نشانہائے خداتعالیٰ است چراکہ اوآتھم را زندہ نگذاشت وقتیکہ دید کہ اوراہ حق را گزاشتہ است

أخفاه تحت التربة، إذا ما أخفٰى سرّ الحقيقة. فحصحص الحق وزهق الباطل

بلکہ اورا زیر خاک پوشیدہ کرد۔ چون دید کہ اوراز حقیقت را پوشیدہ کردہ است۔ پس حق ظاہر شد وباطل گریخت

وبطلت دقارير الكَفَرة، فأنّى تُسحَرون يا أهل البخل والعصبية؟ ألم يأنِ لكم

ودروغہائے کفر باطل شد۔ پس اے بخیلان ومتعصّبان از حق کجا میروید وکدام جادوئے شمارا مسخر کردہ

أن تتوبوا يا متخلفى القافلة، فقوموا وأَمهِلوا بعض هذا التدلّل

اے پس ماندگان قافلہ آیا ہنوز وقت شمانرسیدہ است کہ توبہ کنید۔ پس برخیزید وبعض نازہا وتکبرہا

والنخوة، ولا تبارزوا الله مجترئين.

بگذارید۔ ومقابلہ خداتعالیٰ از دلیری مکنید۔

﴿۲۰۵﴾

أیّھا الأناس! إن "آتم" مات، وبازی الحق علی الباطل خاتَ، فَارْثُوا

اے مردمان بہ تحقیق آتھم بمرد۔ وباز حق بر باطل بحملہ تمامتر افتاد۔ پس برنفس خود

علٰی ظَلْعِکم واذکروا الأموات، وتوبوا مسترجِعین. وإن التقویٰ

نرمی کنید ومردگان را یاد کنید۔ وباناّ للہ گفتن توبہ کنید۔ وتقویٰ درین امر نیست

لیس فی لِمَّةٍ مَشیطة، ولُحًی طویلةٍ، وکِعابٍ مکشوفةٍ، وعمائم ملفوفة،

کہ موہائے خود را بشانہ مصفا دارید۔ وریشہارا دراز بگذارید۔ وکعبین برہنہ ودستارہا خوب پیچیدہ

وشوارب مقطوعة، ورسوم مجموعة، إنما التقویٰ فی اختیار الصواب

وبروت بریدہ۔ وہمہ رسوم ظاہری اسلام درنفس خود جمع کردہ شوند۔ بلکہ حقیقت تقوی این است

بعد الخطاء، والرجوع إلی الحق بعد الإدراء ، والالتیاع بذکر أیام الإباء،

کہ بعد از خطا ثواب را اختیار کنید۔ وبعد از آ گاہانیدن سوئے حق رجوع فرمائید۔ وایام سرکشی را یاد کردہ

والتناھی عن القوم المفسدین، وترکِ بخل النفس وکبرھا للّٰہ ربّ

غمگین شوید۔ واز مفسدان دور نشینید۔

العالمین. وإن الأتقیاء یُسَرّون بقبول الحق کسرورھم بلقاء الفٍ لقِی

وپرہیزگاران بقبول حق چنان خوش می شوند کہ بدیدن دوستے خوش میشوند کہ بعد از

بعد الفقدان، أو حصولِ مرام تأتّی بعد الحرمان، وإذا ذُکّروا فیتذکرون

گم شدن ملاقات کرد۔ یا مثل شخصے خوش میشوند کہ بعد از نومیدی مقصود خود را یافت۔ وچون یاد دہانیدہ

متواضعین. فأحسِنوا النظر فی الأعمال، أتجدون تقواکم کمثل ھذہ

شوند بتواضع یاد می آرند۔ پس در اعمال خود نیکو نظر کنید۔ آیا شما پرہیزگاری خود را مانند این مثال ہا

الأمثال؟ ما لکم لا تتناھون عن الفساد، ولا تھولکم تھاویلُ المعاد؟

می یابید۔ چہ شد شمارا کہ از فساد باز نمی آئید۔ وخوفہائے سخت قیامت شمارا نمی ترساند

﴿۲۰۶﴾

أصاب بستانكم جائحةٌ، فكيف ألهتكم غفلةٌ يا معشر النائمين؟ إن في موت

باغ شمارا آفتے رسید۔ پس چگونہ غفلت شمارا باز داشتہ است۔ بہ تحقیق در موت

" آتم" لآيات لأولى الأبصار. أما قرأتم من قبل اشتهاري في هذه الأخبار؟

آتھم برائے بینندگان نشان ہاست۔ آیا شما پیش زین اشتہار من درباره این خبر ہا نخوانده اید۔

فالآن لا ينكرها إلّا حزب الشياطين.

پس اکنون منکر آن بجز گروه شیطانان ہیچکس نخواہد ماند

تَذَكَّرُ مَوْتَ دَجَّالٍ رُذَالٍ وَقُوْدِ النَّارِ اٰتَمَ ذِی الْخَبَالِ

مردن آن دجال کمینہ را یاد کن کہ ہیزم آتش آتھم مفسد است

اَتَاهُ الْمَوْتُ بَعْدَ كَمَالِ دَجْلٍ وَاِنْكَارٍ وَّ مَكْرٍ فِی الْمَقَالِ

بعد کمال دجالیت وانکار و مکر در گفتگو موت برو وارد شد

اَرَاهُ اللّٰهُ هَاوِيَةً وَّ ذُلًّا وَفِی النِّيْرَانِ اُلْقِیَ كَالدَّمَالِ

خدا تعالیٰ او را جہنم و ذلت بنمود و ہمچو سرگین خشک در آتش انداخت

كَمِثْلِیْ كَانَ فِیْ عُمْرٍ وَّسِنٍّ سَمِيْنَ الْجِسْمِ اَبْعَدُ مِنْ هُزَالِ

او در عمر و سِنّ مانند من بود فربہ جسم و از لاغری دور بود

وَمَا اَرْدَاهُ اِلَّا حُبُّ كُفْرٍ وَاَحْبَابٍ وَّ اَمْلَاكٍ وَّمَالِ

و ہیچ چیزے بجز حب کفر او را ہلاک نہ کرد و دیگر اسباب ہلاکت محبت دوستان کافر و محبت ملک و مال بود

فَرَی اَرْضًا بِخَوْفٍ بَعْدَ اَرْضٍ فَمَا نَفَعَتْهُ حِيَلُ الْاِنْتِقَالِ

و از شدتِ خوف زمینے را بعد زمینے برید پس حیلہ تبدیل جا ہا ہیچ نفع او را نہ بخشید

وَدُقَّتْ هَامَةُ الْكَذَّابِ حَقًّا بِاَطْرَافِ الزِّجَاجِ اَوِ الْعَوَالِیْ

و در حقیقت سر این کذاب باطراف پائین و اطراف سرنیزه ہا کوفتہ شد

وَقَدْ هَابَ الْمَنَايَا ثُمَّ اَنْسٰى زَمَانَ الْمَوْتِ مِنْ زَهْوِ الضَّلَالِ

واز موت بترسید باز زمانہ موت را از تکبر ضلالت فراموش کرد

فَفَكِّرْ كَيْفَ اَدْرَكَهُ الْمَنِيَّه مُقَدَّرَةً لَّهُ بَعْدَ الْخَبَالِ

پس فکر کن کہ چگونہ موت او را دریافت آن مرگ کہ بعد از مفسد گشتن برائے او مقدر بود

تَوَفَّاهُ الْمُهَيْمِنُ عِنْدَ خُبْثٍ وَاِصْرَارٍ عَلٰى سُبُلِ الْوَبَالِ

خدا تعالیٰ او را در وقت خباثت واصرار بر راہ وبال بمیرانید

فَاَيْنَ الْيَوْمَ اٰتَمُ يَاعَدُوِّىْ اَلَمْ يَرْحَلْ اِلٰى دَارِ النَّكَالِ

پس اے دشمن من امروز آتھم کجاست آیا بسوئے دار العقوبت کوچ نکردہ است

اَلَمْ يَثْبُتْ بِفَضْلِ اللّٰهِ صِدْقِىْ اَلَمْ يَظْهَرْ جَزَآءُ الْاِفْتِعَالِ

آیا بفضل خدا تعالیٰ صدق من ظاہر نشد آیا جزائے بہتان ودروغ گفتن بظہور نرسید

وَمَا نَجَّاهُ عِيْسٰى وَالصَّلِيْبُ وَلَمْ يَعْصِمْهُ اَحَدٌ مِّنْ عِيَالِ

واورا نہ عیسیٰ علیہ السلام نجات داد ونہ صلیب نجات داد وکسے از عیال او اورا نہ رہانید

تَجَلَّتْ اٰيَةُ الرَّبِّ الْعَظِيْمِ فَاَيْنَ الطَّاعِنُوْنَ مِنَ الدَّلَالِ

نشان آن قادر ظاہر شد کہ خدائے بزرگ است پس کجا ہستند آنانکہ از ناز طعنہ می زدندے

وَاَيْنَ اللَّاعِنُوْنَ بِصَدْرِ نَادٍ وَاَيْنَ الضَّاحِكُوْنَ مِنَ الْحَوَالِىْ

وکجا کسانے ہستند کہ بحیثیت صدر نشینی مجلس بر من لعنت کردندے وکجا کسانے ہستند کہ از گرداگرد مجلس خندہ ہا می زدندے

وَاَيْنَ السَّاخِرُوْنَ مِنَ الْاَدَانِىْ وَمِنْ اَهْلِ الْمَطَابِعِ كَالرِّئَالِ

وکجا از کمینہ مردم تمسخر کنندگان ہستند وکجا مہتممان وایڈیٹران مطابع ہستند کہ بہ بچگان شترمرغ میمانند

فُؤَادِىْ قَدْ تَاَذّٰى مِنْ اَذَاهُمْ وَقَلْبِىْ دُقَّ مِنْ قِيْلٍ وَّقَالِ

دل من از ایذائے شان آزارہا یافت ودل من از قیل وقال شان کوفتہ شد

﴿۲۰۸﴾

| | |
|---|---|
| اَطَالُوْا السنَ التَّذْمِیْمِ ظُلْمًا | فَاُمْرِرْنَا کَاِمْرَارِ الْحِبَالِ |

ایشان زبان ہا مذمت کردن بر ما از راہ ظلم کشادند پس از شدت گرفت شان چنان سخت تافتہ شدیم کہ رسن را می تابند

| | |
|---|---|
| وَقَالُوْا کَاذِبٌ یُؤْذِی الْاُنَاسَا | وَ یَعْلَمُ مَنْ یَّرَانِیْ سِرَّ حَالِیْ |

وگفتند شخصے دروغگوست کہ مردم را ایذاء مے دہد و راز حال من کسے میداند کہ مرا می بیند

| | |
|---|---|
| وَ مَلَاُوْا کُلَّ قِرْطَاسٍ بِذَمِّیْ | فَاَصْبَحْنَا کَمَجْرُوْحِ الْقِتَالِ |

و ہر کاغذے را بہ بدگوئی ما پر کردند پس ہمچو مجروحان جنگ صبح کردیم

| | |
|---|---|
| وَمَا خَافُوْا عِقَابَ اللّٰہِ رَبِّیْ | اِذَا مَا جَاوَزُوْا سُبُلَ اعْتِدَالِ |

ومواخذہ خدا را ہیچ پروائے نداشتند و از راہ ہائے اعتدال تجاوز کردند

| | |
|---|---|
| فَسَلْ ھُمْ اَیْنَ آتَمُ فِی النَّصَارٰی | اَرُوْنِیْ فِی الْجُمُوْعِ اَوِالْعِیَالِ |

پس از یشان بپرس کہ آتھم کجاست مرا شکل او بنمائید در گروہے باشد یا در عیال

| | |
|---|---|
| اَمَا مَاتَ الَّذِیْ زَعَمُوْہُ حَیًّا | اَمَا دُفِنَ الْمُکَذِّبُ فِی الدِّحَالِ |

آیا آنکس نمردہ است کہ او را زندہ پنداشتند آیا تکذیب کنندہ در مغا کہا دفن کردہ نشد

| | |
|---|---|
| اَمَا شَاھَتْ وُجُوْہُ الْمُنْکِرِیْنَا | فَقُوْمُوْا وَاشْھَدُوْا لِلّٰہِ لَا لِیْ |

آیا روئے منکران سیاہ نشدہ است پس برخیزید و برائے خدا نہ برائے من گواہی دہید

| | |
|---|---|
| وَلَمْ یَقْتُلْہُ مِنْ اَمْرِیْ ثُبُوْنٌ | وَلٰکِنْ جَذَّہٗ حِبٌّ قَلَا لِیْ |

و او را جماعت می نکشتہ است بلکہ آن دوست او را کشت کہ برائے من او را دشمن گرفت

| | |
|---|---|
| بَدَتْ آیَاتُ رَبِّیْ مِثْلَ شَمْسٍ | فَمَا بَقِیَ الظَّلَامُ وَلَا اللَّیَالِیْ |

نشانہائے خدائے من مثل آفتاب ظاہر شدند پس نہ تاریکی ماند و نہ شب ہا

| | |
|---|---|
| سِھَامُ الْمَوْتِ مَاطَاشَتْ بِمَکْرٍ | وَاِنَّ اللّٰہَ یُخْزِیْ کُلَّ غَالِیْ |

و تیر ہائے مرگ از مکر آتھم خطا نرفتند و خدا ہر غلو کنندہ را رسوا مے کند

تَوَفّٰی کَاذِبًا رَبٌّ غَیُوْرٌ وَمَا آوَاہُ اَحَدٌ مِّنْ مَّوَالِیْ

خدائے غیور دروغ گورا بمیر انید و ہیچکس از دوستان او را در پناہ خود نیاورد

تُوُفِّیَ وَالسُّیُوْفُ مُسَلَّلَاتٌ عَلٰی اَمْثَالِہٖ مِنْ ذِی الْجَلَالِ

او بمرد و شمشیر ہا بر امثال او از خدا تعالیٰ کشیدہ ہستند

تَجَلّٰی صِدْقُنَا وَالصِّدْقُ یَجْلُوْ فَاَشْرَقْنَا کَاِشْرَاقِ اللَّآلِیْ

صدق ما ظاہر شد و صدق چیزیست کہ بالضرور روشن میشود پس ہمچو در ہائے تابان درخشیدیم

فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْنَا یَا ابْنَ ضِغْنٍ وَخَفْ سُوْءَ الْعَوَاقِبِ وَالْمَآلِ

پس اے انسان کینہ ور بر ما جلدی مکن و از سوء انجام و سوء خاتمہ بترس

نَزَلْنَا مَنْزِلَ الْاَضْیَافِ مِنْکُمْ فَنَرْجُوْ اَنْ تَقُوْلُوْا لِیْ نَزَالِ

ما ہمچو مہمانان نزد شما فرود آمدیم پس امید داریم کہ بگوئید کہ نزد ما فرود آمد

وَلِیْ فِیْ حَضْرَۃِ الْمَوْلٰی مَقَامٌ وَشَأْنٌ قَدْ تَبَاعَدَ مِنْ خَیَالِ

و مرا در حضرت مولیٰ کریم مقامے است و شانے است کہ از خیالہا برتر است

وَصَافَانِیْ وَ وَافَانِیْ حَبِیْبِیْ وَاَرْوَانِیْ بِکَأْسَاتِ الْوِصَالِ

و دوست من با من محبت صافی کرد و نزدم آمد و مرا با جامہائے وصال سیراب کرد

اَرَانِی الْحُبُّ مَوْتِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَاَنْأَی تُرْبَتِیْ فَبَدَا زُلَالِیْ

محبت الٰہی مرا مرگ من بعد مرگ من بنمود و خاک مرا از من دور کرد پس آب زلال پیدا شد

وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا بَعْدَ وَجْدٍ وَاِقْبَالِیْ اَتٰی بَعْدَ الزَّوَالِ

ہر چہ یافتیم از غم و اندوہ یافتیم و اقبال من بعد زوال من آمد

اِذَا اَنْکَرْتُ مِنْ نَفْسِیْ بِصِدْقٍ فَوَافَانِیْ حَبِیْبِیْ رَوْحُ بَالِیْ

در وقتے کہ من از نفس خود انکار کردم پس دوست من و آرامِ جان من نزدم آمد

| | |
|---|---|
| اَطَعْتُ النُّوْرَ حَتّٰی صِرْتُ نُوْرًا | وَلَایَدْرِیْ خَصِیْمٌ سِرَّحَالِیْ |

من نور را اطاعت کردم بحدیکہ خود نور شدم پس ہیچ خصومت کنندہ راز حال من نمی داند

| | |
|---|---|
| طَلَعْتُ الْیَوْمَ مِنْ رَبٍّ رَحِیْمٍ | وَجَلَّتْ شَمْسُ بَعْثِیْ فِی الْکَمَالِ |

امروز از طرف ربّ رحیم خود طلوع کردم وآ فتاب بعث من در کمال بزرگیہا حاصل کرد

| | |
|---|---|
| فَلَا تَقْنُطْ مِنَ اللّٰہِ الرَّءُوْفِ | وَقُمْ وَبِتَوْبَۃٍ نَحْوِیْ تَعَالِ |

پس از خدائے مہربان نومید مباش و برخیز وتوبہ کن ونزد من بیا

| | |
|---|---|
| قَرَیْنَا مِنْ کَمَالِ النُّصْحِ فَاقْبَلْ | قِرَانَا بِالتَّہَلُّلِ کَالرِّجَالِ |

بکمال اخلاص دعوت شما کردیم پس این دعوت را ہمچو مردان بخندہ پیشانی قبول کن

| | |
|---|---|
| وَخَیْرُ الزَّادِ تَقْوَی الْقَلْبِ لِلّٰہِ | فَخُذْ اِیَّاہُ قَبْلَ الْاِرْتِحَالِ |

ونیکوترین زاد از خدا ترسیدن است پس بگیر آنرا قبل از کوچ کردن

| | |
|---|---|
| وَفَکِّرْ فِیْ کَلَامِیْ ثُمَّ فَکِّرْ | وَلَا تَسْلُکْ کَمَرْءٍ لَا یُبَالِیْ |

وفکر کن در کلام من باز فکر کن وہمچو لا پروائے مرو

ثم العلماء أوسعونی سبًّا، وأوجعونی عتبًا فی خَتَنِ ”أحمد“، وقالوا

باز علماء مرا دربارہ داماد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری بسیار بدگوئی کردند۔ وبسرزنش ہا دل مرا

إنہ ما مات فی المیعاد کما وُعِد فی الإلہام وأُکِّدَ، بل نجدہ ببَخْتٍ أسعَدَ، و

ایذا دادند۔ وگفتند کہ داماد احمد بیگ درمیعاد پیشگوئی نمردہ است۔ واین برخلاف آن وعدہ تاکیدی است

عیشٍ أرغَدَ، وما نریٰ أثرًا فیہ من ضعف المریرۃ، ولا عُسْرًا فی امتراء المِیرۃ،

کہ در الہام بود۔ بلکہ اورا بہ بخت نیکتر وعیش فراخ ترمی یابیم وہیچ اثرے از ضعف طبیعت وتنگی تحصیل رزق نمی بینیم

وإنہ حیٌّ سالِمٌ إلی ہذا الحین. **أمّا الجواب** فاعلم أنّ ہذا الإلہام

و او تا این وقت زندہ سلامت موجود است۔ اما الجواب۔ پس بدان کہ این الہام

﴿۲۱۱﴾

كَانَ مشتملًا على الشُّعبتين، شُعبة فى موت ''أحمد'' وشعبة فى خَتَنِه الذى

بر دو شاخ مشتمل بود شاخ اول آن درباره موت میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری بود۔

جعله كقُرّةِ العين. فأتمَّ اللّٰه شعبةً أولٰى فى الميعاد، ومات ''أحمد'' كما

وشاخ دوم درباره مرگ داماد او که ہمچو قرة العین او را بود۔ پس خداتعالیٰ شاخ اول را که موت احمد بیگ است

أُخْبِرَ فى إلهام رب العباد، وتلظّى أقاربه مِن همِّ موته، وقد لاحت

درمیعاد پیشگوئی باتمام رسانید و صدق آن ظاہر کرد واحمد بیگ مطابق الہام خدا تعالیٰ وفات یافت۔

لك تفاصيل فوته، فلا بدّ لك أن تقرّ بصدق هذه الشعبة باليقين.

و دل اقارب او از موت او بسوخت۔ وتفصیل وفات یافتن او برتو ظاہر است۔ پس ترا این امر ضروری افتاد

وأمّا الشعبة الثانية التى تتعلق بخَتَنِه وفوته، فلا يختلج فى

است که بصدق شاخ اول اقرار کنی۔ واما شاخ دوم که متعلق بداماد احمد بیگ ومردن اوست پس سینہ ترا این نگیرد

صدرك تأخير موته، فإنه أمرٌ لا تفهمه إلّا بعد الإحاطة على الواقعات، فإذا فهِمتَ

که چرا در موت او تاخیر شد۔ زیرآنکه این امرے است که این را بجز احاطه بر واقعات نتوانی فہمید۔ وچون فہمیدی

فيظهر عليك خطاءك كالبديهيات، وتقرّ بأنّ الشيطان أنساك طريق الحق

پس برتو خطائے تو ظاہر خواہد شد۔ واقرار خواہی کرد که شیطان ترا راه حق وحقیقت فراموش

والحقيقة، وبَعَّدَك عن الصراط والطريقة، وأراد أن تلحقك بالغاوين.

کنانیده است واز راه حق دور انداخته است۔ واراده کرده است که ترا بگمراہان آمیزد۔

فالآن نقصّ عليك القصة، لتطّلع على الحقيقة وتجد منها الحصّة،

پس اکنون این قصه برتو می خوانیم۔ تابرحقیقت مطلع شوی وازان حصه یابی۔

ولتكون من المستبصرين. **فاعلم** أنّ زوجة ''أحمد'' وأقاربها كانوا من

وتا از جمله صاحبان بصیرت شوی۔ پس بدان که زنِ احمد بیگ و دیگر اقارب او از قبیله من بودند

﴿۲۱۲﴾ عشیرتی، وکانوا لا یتخذون فی سبل الدین وَتیرتی، بل کانوا یجترئون علی السیئات

وعادت شان بود کہ اوشان در راہ ہائے دین طریقہ من اختیار نمی کردند بلکہ بر بدی ہا و

وأنواع البدْعات، وکانوا فیها مُفرطین. فأُلْهِمتُ من الرحمٰن أنه معذِّبُهم

گونا گون بدعت ہا دلیری می کردند۔ واز حد در گزشتہ بودند۔ پس از خدا تعالیٰ الہام یافتم کہ اگر اوشان

لو لم یکونوا تائبین. وَقَال لیْ رَبِّی إنهم إن لم یتوبوا ولم یرجعوا فنُنزِل علیهم

تائب نشدند او آنانرا در عذاب گرفتار خواہد کرد۔ ومرا پروردگار من گفت کہ اگر این مردم توبہ نکردند نہ از

رِجْسًا من السماوات، ونجعل دارهم مملوّة مِنَ الأرامل والثیّبات، و

بدروشی ہا باز آمدند۔ پس ما بر ایشان از آسمان عذاب نازل خواہیم کرد۔ وخانہ اوشان را از بیوگان پر خواہیم کرد

نتوفّٰهم أباتِرَ مخذولین. وإن تابوا وأصلحوا فنتوب علیهم بالرحمة، ونغیّر

واگر توبہ کردند واصلاح خود نمودند پس ما برحمت سوئے شان رجوع

ما أردنا من العقوبة، فیظفرون بما یبتغون فرحین. فنصحتُ لهم

خواہیم نمود۔ وخانہ اوشان را از بیوگان پر خواہیم کرد۔ وارادہ عقوبت را تبدیل خواہیم کرد۔ پس آنچہ میخواہند

إتمامًا للحجّة، وقلتُ استغفِروا ربّکم ذی المغفرة فما سمعوا کلماتی، وزادوا فی

بخوشی خاطر خواہند دید۔ وایشان را برائے اتمام حجت نصیحت کردم وگفتم کہ از خدائے بخشندہ مغفرت بخواہید۔ پس

معاداتی فبدا لی أن أشیع الاشتهار فی هذا الباب، لعلهم یتقون ویرجعون

سخن من نشنیدند ودر دشمنی افزودند۔ پس در دلم آمد کہ درین بارہ اشتہارے شائع کنم۔ شاید این مردم بترسند وبسوئے

إلٰی طرق الصواب، ولعلهم یکونون من المستغفرین.

راہ صواب رجوع کنند۔ وشاید از خدا تعالیٰ آمرزش بخواہند۔

فأشعتُ الاشتهارَ، وَأنا فی ''هُشْیَار''، فنبذوه وراء ظهورهم

پس اشتہار را شائع کردم۔ ومن دران وقت در شہر ہوشیار پور بودم۔ مگر اوشان آن اشتہار

﴿۲۱۳﴾

غیــر مبَالین. وکــان ذٰلک أول الاشتهــارات فــی هـذه الـمقدّمة، والبواقـی

را بہ لاپروائی پس پشت خود انداختند ۔ وآن اول اشتہار بود کہ درین مقدمہ شائع کردم۔ وباقی ہمہ اشتہارات

التـی أُشیعـتُ بـعـدهـا فهـی لهـا کـالأنبـاء الـمـفـصّـلة الـمصرّحة، وکالتفصیل

کہ بعدازان شائع کردم تفصیل آن اجمال بود۔

لـلعبــارات الـمُـجملة السابقة. وأنـت تـعـلـم أنّ وعید ذٰلک الاشتهـار کـان

وتو میدانی کہ وعدہ عذاب آن اشتہار مشروط بشرط توبہ بود۔

مشــروطًــا بشــرط التـوبة، لا کـــالـعـقـوبة الـقـطـعیّة الـواجبة الـنـــازلة مـن

نہ مثل آن سزائے کہ قطعی باشد وبغیر توقفے ومہلتے فرود آید۔

غیـر المُهْلة. وإن شئـت فـاقـرأْ اشتهـارًا مِـنّی طُبع فی ”غوضفٍ“ من السنوات

واگر بخواہی آن اشتہار من بخوان کہ در ۱۸۸۶ء یک ہزار وہشتصد وہشتادوشش مسیحی

الــمسیـحیة، لِـغَضُفِ کبرِ هـذه الـفـئة البـاغیة. فــلــمــا لـم ینتهـوا بهـذا

برائے شکستن کبر آن گروہ باغی جاری کردہ بودم۔ پس ہرگاہ اوشان بدین اشتہار از

الاشتهـار، ولـمَ یتـر کـوا طـریـق التبار، فکشف اللّٰه علیّ أمورًا لتلک الفئة، وأنا

بدی ہائے خود باز نیامدند وطریق ہلاکت را نگذاشتند ۔ پس خدا تعالیٰ برائے این گروہ چند امور دیگر برمن ظاہر کرد

بیـن الـنـوم والیـقظة، وکان هذا الکشف تفصیل ذٰلک الإلهام فی المرّة الثانیة.

ومن دران وقت درحالتے بودم کہ بین بین خواب وبیداری می باشد۔ واین کشف تفصیل آن الہام بمرتبہ دوم بود

وبیـانــه أنـی کـنـت أریـد أن أرقُـد، فـإذا تـمثّلتُ لی أمُّ زوجة ”أحمد“،

وبیان آن این است کہ من ارادہ خفتن می داشتم کہ ناگاہ مادر زنِ احمد بیگ درحالت کشفی برمن

ورأیتهــا فـی شـأنٍ أحـزَنَـنـی وأرجَـدَ، وهـو أنـی وجـدتُهــا فی فزع شدید عند

متمثل شد۔ واورا درحالے دیدم کہ مرا غمگین کرد وبدن من بلرزانید۔ وآن این است کہ وقت ملاقات اورا درخوف

﴿۲۱۴﴾ التلاقی، وعبراتها یتحدّرن من المآقی، فقلت: أیتها المرأة توبی توبی

شدید یافتم۔ ودیدم کہ اشکہائے اواز چشمان او روان ہستند۔ پس گفتم کہ اے زن توبہ کن توبہ کن

فإنّ البلاء علٰی عَقِبکِ. أی علٰی بنتِک وبنتِ بنتک. ثم تنزّلتُ مِن هذا

کہ بلا برعقب تو نازل شدنی است۔ یعنی بلا بردختر تو و دختر دختر تو فرود آمدنی است۔ باز ازین مقام کشفی

المقام، وفُهِّمتُ مِن رَبّی أنه تفصیل الإلهام السابق مِن اللّٰه العلام،

فرود آمدم۔ واز خدائے خود فہمانیدہ شدم کہ این تفصیل الہام سابق است۔

وأُلقِیَ فی قلبی فی معنی العَقِب من الدیّان أن المراد هٰهنا بنتها وبنت بنتها لا أحدٌ

ودر بارہ معنی عقب در دل من انداختند کہ مراد ازان اینجا دختر آن زن کہ زوجہ احمد بیگ است ودختر آن دختر است

من الصبیان، ونُفِث فی رُوعی أن البلاء بلاء ان، بلاء علٰی بنتها وبلاء

نہ احدے از پسران۔ ودر ضمیر من دمیدند کہ بلائے کہ در عبارت کشف مذکور است آن دو بلا ہستند بلائے بر دختر

علٰی بنت البنت مِنَ الرَّحمٰن، وأنهما متشابهان من اللّٰه أحکم الحاکمین.☆

مذکور یعنی زوجہ احمد بیگ است وبلائے دیگر بر دختر دختر است۔ وآن ہر دو بلا باہم مشابہت میدارند۔

وإذا رجعتُ لتفتیش لفظ العَقِب إلی اللغات العربیة، فإذا فراستی صحیحة مطابقة

وچون برائے تفتیش لفظ عقب سوئے لغت عرب رجوع کردم۔ پس آن الہام خود مطابق بیان کتب

☆ **الحاشیه.** قد سمع منی هذا الکشف بمقام هوشیار پور قبل موت احمدبل قبل اشاعة

این کشف را بمقام ہوشیار پور پیش از مردن میرزا احمد بیگ بلکہ پیش از اشاعت این ہمہ واقعات

واقعات کلها رجل من ولد شیخ صالح غزنوی. وکما تعلم کان هذا الرجل ابن تقی. ونسیت

شخصے از من شنیدہ بود کہ از پسران مولوی عبد اللہ غزنوی مرحوم است وچنانکہ میدانی این شخص پسر پرہیزگارے

الیوم اسمه واعرف وجهه. لعل اسمه عبدالرحیم او عبد الواحد علی اختلاف انتقال الخیال.

بود۔ وامروز نام او فراموش کردم وروئے اوی شناسم۔ شاید نام او عبد الرحیم یا عبد الواحد بود کہ ذہن بسوئے این

واظنّ انه لا ینکره عندالسوال. والله یعلم ما فی البال. وهو اعلم مافی صدور العٰلمین.

ہر دو انتقال می کند۔ وگمان میدارم کہ او وقت پرسیدن انکار نخواہد کرد۔ آئندہ خدا تعالیٰ حال دل بہتر می داند۔

بالمعانی المرویّة، فشکرتُ اللّٰه مؤیّد الملهَمین.

لغت عرب یافتم۔ پس خدائے ملہم را شکر کردم۔

فالحاصل أن اللّٰه صرّح فی هذا الکشف ما أراد من نوع التخویف

پس حاصل کلام این است کہ خدا تعالیٰ درین کشف تصریح آن انذار وتخویف کرد کہ

والإنذار، وأشار إلی أنّ الآفة علٰی زوج "أحمد" وبنتها من اللّٰهِ

در ارادہ او بود واشارت فرمود کہ آفت برزن احمد بیگ ودختر احمد بیگ است۔

القهار. ومع ذٰلک حث علَی التوبة والاستغفار، وأومأ به أن العذاب

وباجود این انذار سوئے توبہ واستغفار رغبت داد واشارت کرد کہ درصورت

یؤخَّر بالتضرع والرجوع إلٰی الغفار، ولا یحل الغضب إلّا عند الإباء،

توبہ و استغفار در عذاب تاخیر خواہد شد۔ وغضب الٰہی صرف در وقت بیباکی و نافرمانی نازل

والاجتراء والاعتداء، ومن تاب واستغفر فله حظ من رحمة حضرة

خواہد شد۔ وہرکہ توبہ کند حصہ از رحمت خواہد یافت۔

الکبریاء، ولا یأخذه عذاب مهین، إلا بعد العود إلٰی سیر الفاسقین.

ودر عذاب مبتلا نخواہد شد۔ مگر دران صورتے کہ باز سوئے سیرتہائے فاسقان عود کنند

**حاشیہ**

ومعه اشهاد اٰخرون کانوا هناک حاضرین. واظنّ انّ احدا منهم کان بابو الٰهی بخش

وبا او گواہانے دیگر نیز ہستند کہ در آنجا حاضر بودند۔ وگمانم چنیں است کہ یکے از ایشان بابو الٰہی بخش

اکونتنت الملتانی. ومحمد یعقوب اخ الحافظ محمد یوسف ومعه محمد یوسف

اکونٹنٹ ملتانی است۔ و دوم محمد یعقوب برادر حافظ محمد یوسف وخود محمد یوسف نیز ہست و دیگر اکثرے از

وکثیر من المسلمین. وعفا الله عنی ان کنت اخطأت فی ذکر احد منهم. فانی

مسلمانان نیز ہستند۔ واگر من در ذکر نام احدے خطا کردم پس خدا تعالیٰ مرا معاف دارد۔ چرا کہ من

لست احصیهم بالیقین وقد مضٰی علٰی هذا احدی عشرة من سنین. منه

بالیقین این نامہا نہ شمردم و برین واقعہ یازدہ سال گذشتہ اند۔

﴿۲۱۶﴾

فأشعتُ هذا الكشف بالاشتهار، كما أشعت إلهامى قبله لهداية الأحرار.

پس این کشف را باشتہار شائع کردم۔ ہمچنان کہ الہام پیشین را برائے ہدایت آزاد منشان شائع کردہ بودم

ثم إذا مضٰى عليه ملِيٌّ من الزمان، أُلهِمتُ فيهمْ مرّة ثالثة مِن اللّٰه الديّان،

پس چون برشائع کردن این اشتہار مدتے از زمانہ گزشت درباره آن مردم بمرتبہ سوم مرا الہام شد۔

وتجلّٰى هذا الإلهام كالنور فى الظهور، ورفع الحجب كلها من السرّ المستور،

و این الہام درظہور مانند نور تجلی کرد۔ وہمہ حجاب ہا کہ برراز پوشیدہ بود از میان برداشت۔

وكان هذا شرحًا مبسوطا للإلهامات السابقة، وتفصيلا للكَلِم المجمَلة

و این الہام برائے الہامات سابقہ بطور شرح بود مبسوط۔

الكشفية، وبيانًا واضحًا للسامعين.

و برائے کشوف مجملہ تفصیلے بود واضح۔

وبيانه أن اللّٰه خاطبنى فى عشيرتى المعتدين، وقال: ”كذّبوا بآياتى

وبیان آن این است کہ خداتعالیٰ مرادر بارہ قبیلہ من مخاطب کردوگفت کہ این مردم مکذب آیات من ہستند

وكانوا بها مستهزئين، فسيكفيكهم اللّٰهُ ويردّها إليک، لا تبديلَ لكلمات اللّٰه،

وبدانہا استہزا می کنند۔ پس من ایشانرا نشانے خواہم نمود۔ وبرائے تو این ہمہ را کفایت خواہم شد۔ وآن زن را کہ زن

إن ربّک فعّالٌ لما يريد. فأشار فى لفظ ”فسيكفيكهم اللّٰهُ“ إلٰى أنه يرُدّ بنتَ

احمد بیگ رادختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد۔ یعنی چونکہ اوازقبیلہ بباعث نکاح اجنبی بیرون شدہ باز بتقریب نکاح

”أحمد“ إلىّ بعد إهلاک المانعين. وكان أصل المقصود الإهلاک،

تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد۔ درکلمات خدا و وعدہ ہائے او ہیچکس تبدیل نتواند کرد۔ وخدائے تو ہرچہ خواہد آن امر بہرحالت

وتعلم أنه هو المَلاک، وأما تزويجها إيّاى بعد إهلاک الهالكين والهالكات،

شدنی است ممکن نیست کہ درمعرض التوا بماند۔ پس خداتعالیٰ بلفظ فسیکفیکهم الله سوئے این امراشارہ کردکہ او

فهوّ لإعظام الآية فى عين المخلوقات بإدراج المشكلات المعضلات، أو لِحِكمٍ أخرىٰ من عالم

دختر احمد بیگ رابعد میرانیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ واصل مقصود میرانیدن بود۔ وتو میدانی کہ ملاک این امر

المغيبات، أو لرحمٍ على المصابين والمصابات، فإنه يضع المرهم بعد الجرح،

میرانیدن است وبس۔ واما تزویج آن زن با من بعد ہلاک کردن ہلاک شوندگان پس آن مشکل الوقوع مشکلات اند کہ

ويعطى الفرح بعد الترح، ولا يريد أن يجيح عباده المستضعفين. ومَن أزيدُ

برائے بزرگ کردن نشان درچشم مردم داخل نشان کردہ شدہ۔ یا برائے حکمت ہائے دیگر کہ خدا میداند یا بطور رحم بر مصیبت

منه جُودا و رحمًا؟ وهو أَرْحم الراحمين.

زدگان چرا کہ او بعد از زخم رسانیدن مرہم می نہد وبعد از غمگین کردن فرحت می بخشد ونمی خواہد کہ بکلی استیصال بندگان کمزور

وإنى أجد إشارةً فى الاشتهار الأول فى هذا الباب، من اللّٰه الراحم الوهّاب،

کند واز ورحیم تر وکریم تر کیست۔ ومن دراشتہار اول درباره رحم الٰہی کہ خدائے کہ رحم کنندہ وتوبہ پذیرندہ است اشارتے

فإنه قفّى بذكر رحمته بعد ذكر عقوبات نازلة على هذه الفئة،

مے یابم۔ چرا کہ او بعد ترسانیدن این مردم وذکر بیوگان ایشان ومصیبت ہائے ایشان ذکر رحمت خود

وبعد ذكر أراملهم ومصائبهم المتفرقة، فخاطبني بنهجٍ كأنّه يشير إلى الرحم

آوردہ است پس مرا بطرزے مخاطب کرد کہ گویا او بسوئے این امر

عليهم فى الأيام الآتية، فقال :"يبارکک اللّٰه ببركات مستكثرة، ويُعمَر بک بيتٌ

اشارہ میفرماید کہ درآخر ایام بران مردم رحم خواہد کرد۔ پس گفت کہ خدا تعالیٰ ترا ببرکت ہائے بسیار برکت یافتہ خواہد کرد

مخرَّبٌ، ويُملأُ بک مِن بركات دارٌ مخوّفةٌ. فهذه إشارة إلى زمان يأتى

وبتو یک خانہ ویران آباد کردہ خواہد شد وبتو یک خانہ ویران از برکت ہا پر کردہ خواہد شد کہ خانہ ترسانندہ وخوفناک است

عليهم بعد زمان الآفات. عند وُصْلة مقدّرة موعودة فى الاشتهارات،

یعنی از غایت وحشت وویرانی کہ در دست از دیدن آن مردمان را خوف می آید۔ پس اشارت بسوئے آن زمانہ

وتتم يومئذ كلمة ربّنا، وتسودّ وجوه عِدانا، ويظهر أمر اللّٰه ولو كانوا كارهين.

است کہ برایشان بعد زمانہ آفات خواہد آمد۔ نزد آن پیوندے کہ مقدر ودر اشتہارات وعدہ دادہ شدہ است۔ وآن روز

﴿۲۱۸﴾

وإن اللّٰه غالب علٰى أمره وإن اللّٰه يخزی قومًا فاسقين. فأهلك كما وعد فی

کلمہ پروردگار ما باتمام خواہد رسید وروئے دشمنان سیاہ خواہد شد وامر خدا ظاہر خواہد شد اگرچہ اوشان کراہت کنندگان

"فسيكفيكهم" أربعةً منهم بعد تزويجها، وعاث فيهم ذئبُ الآفات عَقِبَ

باشند وخدا برامر خود غالب است۔ وخدا قوم فاسقان را رسوامی کند۔ پس خدا تعالیٰ چنانکہ در آیت فسیکفیکھم اللہ وعدہ

تزليجها، كما لا يخفٰى على المطلعين. فإنه أهلك أباها وعمّتَيها

کردہ بود چارکس از یشان بمیرانید۔ وبراوشان بعد این پیوند اجنبی گرگ آفات بتاخت چنانچہ برواقفان پوشیدہ نیست

وجدّتَها، وكان كل أحد من الغالين المعتدين. والآن ما بقی إلا واحد

چرا کہ خدا تعالیٰ پدر آن زن موعود فیہ را وہر دو عمّہ اورا ومادر مادر اورا کہ بیخ فساد بودند بمیرانید واز آنان صرف

من الهالكين. فانظروا إلى حكم اللّٰه كيف أتى الأرض من أطرافها، وانتظِروا

شخصے واحد ماند کہ بروحکم ہلاکت است۔ پس بسوئے حکمتہائے خدا تعالیٰ نظر کنید کہ چگونہ درین پیشگوئی از اطراف

ساعة يوفى فيها شَظافَها. إنه لا يبطل قوله، وإنه لا يخزی قومًا ملهَمين.

شروع کرد۔ پس انتظار آن روز کنید کہ درآن سختی آن بکمال خواہد رسید۔ چرا کہ او قول خود را باطل نمی کند

واعلم أن حرف الفاء علٰى لفظ "فسيكفيكهم اللّٰه" من الرحمن

وملہمان خود را رسوانمی گرداند۔ وبدانکہ حرف فاء کہ برلفظ فسیکفیکھم واقع است۔

بعد ذكر تكذيب أهل الطغيان، كان إشارةً إلٰى أنّ العذاب لا ينُزل إلّا

این سوئے این امر اشارہ بود کہ عذاب درصورت

عند التكذيب والعدوان. فلما كذّبوا بعد التزويج وقاموا بالاستهزاء

تکذیب وغلو در تکذیب واقع خواہد شد۔ پس چون آن مردم بعد نکاح کردن دختر خود برتکذیب کمر بستند

وآذونی بأنواع الإيذاء، فأمات اللّٰه أباها "أحمد" وبدّل ضحكهم بالبكاء،

وبگونہ گون گفتارہا مرا ایذا دادند۔ پس خدا تعالیٰ پدر آن زن موعود فیہ را یعنی احمد بیگ را حسب وعدہ درمیعاد

وغشِيهم من الغم ما غشِی قومَ يونس عند إيناس آثار العذاب، وألقاهم

پیشگوئی بمیرانید۔ و وقت مردن احمد بیگ آن غم واندوہ قوم اورا رسید کہ قوم یونس را بعد دیدن نشانہائے عذاب

مـوتُ الـمـائـت وخـوفُ نـفـس الـخَتَـن فـى أنـواع الاضـطـراب. ولـمـا بـلـغ

رسیدہ بود۔ واوشان را موت احمد بیگ وبعد زان اندیشہ موت داماد خود در گونا گون بیقراری ہا انداخت۔ وچون

نسـاءَهـم نـعـىُ مـوت "أحـمـد"، وكـنَّ مِـن قبـل كـرجـل أكـفـرَ وأكـنَـدَ، عطَطْنَ

زنان اقارب احمد بیگ راخبر موت احمد بیگ رسید۔ وقبل ازان مثل شخصے بودند کہ سخت منکر وناشکر گزار باشد۔ گریبان

جيـوبهـن، وأسـلُـنَ غـروبهـن، وصـككـن خـدودهـن، وتـذكـرن عـنـودهـن، و

خودرا دریدند۔ واشکہائے خود ریختند۔ ورخسار ہائے خودرا مجروح کردند۔ وگمراہی خودرا یاد کردند۔ واندوہ ہا

هـاجـت البـلابـل، وانـقـضّ عـليهـن مـن الـمـصـائـب الـوابـل، واهتـزّت الأرض

در دلہا جوشیدند۔ واز مصیبت باران عظیم برایشان فرو افتاد۔ و زمین زیر قدمہائے ایشان

تـحـت أقـدامهـن، ثـم تـمثَّلَ مـوتُ الـخَتَـن فـى أوهـامهـن، وطـفِـقـن يـقُـلْـن و

بلرزید۔ باز موت داماد در وہم ہائے ایشان متمثل شد۔ وشروع کردند کہ میگفتند بحالتیکہ

الـدمـوع تـجـرى مـن الـعيـون :هـذا مـا وعـد الـرحـمٰـن وصـدَق الـمـرسـلـون.

اشک از چشمہا روان بود۔ کہ این ہمان وعدہ است کہ خدا تعالیٰ کردہ بود وفرستادہ خدا راستگو برآمد۔

فـالـحـاصـل أن هـؤلاء أوجـسـوا فـى أنـفـسهـم خيـفة، وظـنـوا أنّ

پس حاصل کلام این است کہ این مردم در دل خود خوف را بطور پنہان نشانیدند وگمان کردند کہ

خَتَـنهـم سيـمـوت كـمـا مـات صهـره عـقـوبةً، فـإنهـمـا كـانـا غَرَضَين مقصودين فى

داماد اوشان نیز خواہد مرد چنانکہ خسر او بمرد۔ چرا کہ آن ہر دو نشانہ الہام واحد بودند۔

إلهـام واحـد، وكـان مـوت أحـدهـمـا لـلآخـر كشـاهـد، ومن المقتضٰـى الـفـطـرة

وموت یکے از ایشان برائے موت دیگرے بطور گواہ بود۔ واین تقاضائے فطرت انسانی است

الإنسـانية أنهـا تـقيـس بـالأحـوال الـمـوجـودة للأشيـاء على أحوال أشيـاء أخرىٰ

کہ آن براحوال اشیاء موجودہ احوال آن اشیاء را قیاس می کند کہ بدان اشیاء

تـضـاهيهـا بـنـحـو مـن الأنـحـاء ، فـتـفـهَـم أن واقـعـات آتية ليسـت إلا كـمـثـل

مشابہت می دارند۔ پس می فہمد کہ واقعات آئندہ بالضرور مثل آن واقعات ظاہر خواہند شد

﴿۲۲۰﴾

نظّائرها المشهودة، وتستنبط الأحكام المنتظرة من الأحكام الواردة، و

کہ بظہور پیوستند۔ چرا کہ دران ہر دو مشابہت درمیان است۔ واحکام منتظرہ را از احکام واردہ استنباط می کند

كذٰلك جرت عادة المتوسمين. فلما انكشف علٰى عشيرتى بموت "أحمد" النظير

وعادت صاحبان فراست برہمین رفتہ۔ پس ہرگاہ برقبیلہ من از موت میرزا احمد بیگ نظیرے ظاہر شد۔ و

وبدأ المَثَل الكبير، فخافوا خوفًا كثيرًا مع إكثار البكاء، ونسوا طريق

مثالے بزرگ پیدا گشت۔ پس بسیار ترسیدند و گریہ ہا کردند۔ وطریقہ تمسخر وخندیدن

التمسخر والاستهزاء، وزُمّتْ ألسنهم وصاروا كالمبهوتين. وتنصّلوا

را فراموش نمودند۔ وبر زبان شان لگام دادہ شد و مثل مبہوتان شدند۔ واز لغزش گناہ خود

من هفوتهم، وتندموا علٰى فوهتهم، وخضعت أعناقهم كالمصابين.

بیزاری جستند۔ واز گفتہ خود پشیمان شدند۔ وگردن شان ہمچو مصیبت زدگان بخمید۔

وقد علمتَ أنّ هذا الإلهام كان لإنذار هٰذه العشيرة،

وتو دانستۂ کہ این الہام برائے ترسانیدن ہمین قبیلہ بود۔

وكان الوعيد وشرطه لتلك الفئة، وما كان لِخَتَنهم دخلٌ فى هذه

واین وعید وشرط این وعید برائے ہمین گروہ بود۔ ودرین مقدمہ داماد او شانرا ہیچ دخلے نبود۔

القصة. ثم ليس من المعقول أن يُظَنّ أن قلب ختنهم بقى على الجرءة

باز این امر ہم معقول نیست کہ دل داماد اوشان بعد مشاہدہ موت خسر خود بر دلیری سابقہ قائم

السابقة، مع معاينة موت صهره الذى كان شريكه فى نبأ الهلاكة،

ماندہ باشد حالانکہ آن ہر دو شریک یک پیشگوئی بودند۔

بل شهد الشاهدون أنه خاف خوفًا شديدًا بعد هذه الواقعة، وكاد

بلکہ گواہان گواہی دادہ اند کہ او بعد از واقعہ موت خسر خود بغایت درجہ ترسید۔ ونزدیک بود

أن تزهق نفسه بعد سماع هذه المصيبة، وخشى على نفسه، و

کہ جان او بعد از شنیدن این حادثہ برآید وبرجان خود بترسید

حسب النكاح آفة من الآفات السماوية، وإن كنت في شك فاسأل

ونکاح را آفتے از آفات آسمانی انگاشت وا گر تو درین شک داری پس از آنان

العارفين الناظرين.

پرس کہ شناسندگان حقیقت و بینندگان حال اند۔

فالحاصل أنهم لمّا تخوّفوا بعد موت "أحمد"، وخوّف هلاكُه

پس حاصل کلام این است کہ چون اوشان از موت میرزا احمد بیگ بترسیدند۔ وموت او

كلَّ أحد وأرجَدَ، فكان حَقّهم أن ينتفعوا بشرط الإلهام،

ہر یکے را ازیشان بترسانید و بلرزانید۔ پس این حق اوشان بود کہ از شرط الہام منتفع شوند۔

فإن العذاب كان مشروطًا لا حُكمًا قطعيًا كما هو وهم العوام. فاسألْ

چرا کہ عذاب مشروط بود نہ حکمی قطعی چنانکہ وہم عوام است۔ پس

أهل "أحمد" ما جرى علٰى زوجه الأرملة بعد موته في الميعاد، وكيف

خویشان احمد بیگ متوفی را پرس کہ بعد از مردن او در میعاد بر زوجہ بیوہ او چہ ماجرا گذشت۔ وچگونہ

صُبّتْ عليها مصائب وهجَم الهموم على الفؤاد، وما بقِي لها ثِمالٌ ولا نَوِيٌّ

مصیبت ہا بر و ریختند وغمہا بر دل ہجوم کردند۔ وہیچ پناہ و رفیق ومہتمم کار و متکفل

ولا متكفّلُ الأولاد، وقعدتْ كالمساكين بعد كونها كالفَيّاد، وكيف

اولاد او را نماند وہمچو عاجزان ومسکینان بعد زانکہ بخوشی خرامان می رفت فرونشست۔ وچگونہ

سمعتْ نعيَه بعينٍ عَبْرَى، وقلب على جمر الغضا، وكيف جرىٰ عليها

خبر موت او را بچشم گریان و دل بریان شنید۔ وچگونہ برو گذشت آنچہ

ما جرىٰ. ثم أكلها خوفُ موت الختن بعد هذا النَآد، وأنفدتْ

گزشت۔ باز او را خوف مردن داماد بعد ازین سختی بخورد۔ وایام میعاد مردن

أيامَ الميعاد بالارتعاد. وكذٰلك فزعتْ أمُّها وأخواتها وذُبْنَ في فكرِ

داماد را بلرزہ بدن گزرانید۔ وہم چنین مادر او وہمشیرگان او در فکر موت داماد بگداختند۔

﴿۲۲۲﴾ موّت الختن، وشربن كأسات الحزن، وجعلن عمرن أوقاتهن بالصلاة

و جامہائے اند وہ بنوشیدند۔ و شروع کردند کہ اوقات خود را بنماز ودعاہا

والدعوات، والصيام والصدقات. وما رَقَأَ لهن من الهمّ دَمْعةٌ،

و روزہ ہا و صدقہ ہا معمور ساختند۔ واشک شان از غم باز نہ ایستاد۔

وتمثّلَ لهن لِختنهن فی كل وقت مَنِيّةٌ، فاسأل أهل هذه القرية

و برائے داماد شان ہر دم موت نصیب العین شان بود۔ پس مردمان این دہ را از حال شان پرس

إن كنت من المرتابين.

اگر ترا در بیان ما شکے است۔

فالحاصل أنهم لمّا تابوا تاب اللّٰه عليهم بالرحمة

پس حاصل کلام این است کہ چون آن مردم سوئے خدا تعالیٰ رجوع کردند خدا تعالیٰ بہ رحمت

والمغفرة، كما هی سنة قديمة من السنن الإلٰهيّة، فإنه لا يلغی شرط

ومغفرت رجوع کرد۔ چنانکہ آن سنت قدیمہ خدا تعالیٰ است۔ چرا کہ او شرط وعید خود را

وعيده ولا يترك طريق المعدلة، ولا يظلم كالمعتدين. وعليك

باطل نمی کند وطریق عدالت را فرو نمی گذارد۔ وہمچو ظالمان از حد تجاوز نمی کند۔ وبر تو لازم است

أن تقرأ اشتهاراتی السابقة، وتجمع فی نظرك المقامات المتفرقة،

کہ تو آن اشتہارات من بخوانی کہ سابق شائع کردہ شدہ اند۔ ولازم است کہ ہمہ مقامات متفرقہ را در نظر خود جمع کنی

فإذا فعلتَ ذٰلك فتصل إلٰی نتيجة صحيحة، وتطلع علٰی شروط صريحة

پس ہرگاہ کہ چنین کنی پس بالضرور تا نتیجہ صحیحہ خواہی رسید۔ وبر شروط صحیحہ اطلاع خواہی یافت

وتنجو من طريق الخطأ والخاطئين. وقد علمت أنی أشعت فی هذا

واز طریق خطا و خطا کاران نجات خواہی یافت۔ وترا معلوم است کہ دراین امر سہ متفرق اشتہارات

الأمر اشتهاراتٍ ثلاثٍ فی الأوقات المتفرقة، وما كان إلهام فی هذه

شائع کردہ ام ودرین مقدمہ ہیچ الہامے نبود کہ با آن

﴿۲۲۳﴾

المقدمة إلّا كان معه شرط كما قرأتُ عليك فى التذكرة السابقة.

شرطے نبود۔ چنانکہ در تذکرہ سابقہ نزد تو بیان نمودم۔

ألم تُنَبَّأُوا بما أشعتُ فى السنوات الماضية، فأين تذهبون كالشاغية

آیا آنچہ در اشتہارات سابقہ شائع کردم ازان شمارا اطلاع نشد۔ پس ہمچو گوسپندان یا شتران

أو الراغية، ولا تفكرون كالعاقلين؟

کجامی روید۔ وہمچوعاقلان فکرنمی کنید۔

ثم ما قلتُ لكم إن القضية على هذا القدر تمّتُ، والنتيجة الآخرة

بازشمارا این نگفتہ ام کہ این مقدمہ برہمین قدر باتمام رسید۔ ونتیجہ آخری ہمان است

هى التى ظهرت، وحقيقة النبأ عليها ختمت، بل الأمر

کہ بظہور آمد۔ وحقیقت پیشگوئی برہمان ختم شد۔ بلکہ اصل امر

قائم علٰى حَالہ، ولا يردّه أحد باحتياله، والقدر

برحال خود قائم است۔ وہیچ کس باحیلہ خوداورا رد نتواند کرد۔ واین تقدیر از خدائے بزرگ

قدر مُبْرَم مِن عند الربّ العظيم، وسيأتى وقته بفضل

تقدیر مبرم است۔ وعنقریب وقت آن خواہد آمد۔

اللّٰه الكريم. فوالذى بعَث لنا محمدن المصطفى،

پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود۔ واو را

وجعله خير الرسل وخير الورىٰ، إن هٰذا حق

بہترین مخلوقات گردانید کہ این حق است وعنقریب خواہی دید۔ ومن این را

فسوف ترىٰ. وإنى أجعل هذا النبأ معيارا لصدقى أو كذبى،

برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم۔

وَمَا قُلتُ إلّا بعد ما أُنبِئتُ من رَبّى. وإن عشيرتى سَيَرجعُون مرة أخرىٰ

ومن نگفتم الا بعد زانکہ از ربّ خود خبرداده شدم۔ وبہ تحقیق قبیلہ من عنقریب باردوم سوئے فساد

﴿۲۲۴﴾ إلَى الفساد، ويتزايدون في الخبث والعناد، فينزل يومئذ الأمر المقدر

رجوع خواہند کرد۔ و در خبث وعناد ترقی خواہند نمود۔ پس آن روز امر مقدر از خدا تعالیٰ نازل خواہد شد

من رب العباد. لا رادَّ لما قضىٰ، ولا مانِعَ لما أعطى. وإني أراهم

ہیچکس قضاء او را رد نتواند کرد۔ وعطائے او را منع نتواند نمود۔ ومن می بینم

أنهم قد مالوا إلٰى سِيَرِهم الأولٰى، وَقست قلوبهم

کہ اوشان سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند۔ ودلہائے شان سخت شد

كما هي عادة النَّوكَى، ونسوا أيام الفزع وعادوا إلٰى التكذيب والطغوىٰ،

چنانکہ عادت جاہلان است۔ وایام خوف را فراموش کردند۔ وسوئے زیادتی وتکذیب عود نمودند

فَسَينزل أَمْر اللّٰه إذا رأىٰ أنهم يَتزايدون، وما كان اللّٰه

پس عنقریب امر خدا برایشان نازل خواہد شد چون خواہد دید کہ ایشان در غلو خود زیادت کردند۔

أن يعذّب قومًا وهم يخافون.

وخدا قومے را عذاب نمی کند چون می بیند کہ ایشان می ترسند۔

فاعْلموا أيّها المكذّبون الغَالون، أن صدقنا سيُشرِق

پس بدانید اے مکذبان وغلو کنندگان کہ صدق من ہمچو آفتاب روشن

كذُكاءٍ في الضياء، وزُوركم يفشو إلى ضواحي الزوراء، أتمنعون

خواہد شد۔ و دروغ شما تا کنار ہائے بغداد منتشر خواہد شد۔ آیا شما آنچہ

ما أراد اللّٰه ذو العزة والعلاء؟ أيبلغ مكركم إلٰى ذُرَى السّماء؟ فكيدوا كل

خدا خواستہ است آن را منع می کنید۔ آیا مکر شما تا بلندی آسمان خواہد رسید۔ پس ہر مکرے

كيد كان عندكم ولا تُمهِلونِ في الإيذاء، ثم انظروا إلى نصرة ربّ العالمين.

کہ میدارید بمن کنید۔ ومرا مہلت ندہید۔ باز نصرت خدا تعالیٰ را بہ بینید۔

يا حَسْرةً علٰى علماء هذا الزمان! ما بقي فيهم نور فراسةٍ وغاضَ دَرُّ الإمعان،

اے حسرت بر علماء این زمانہ ہیچ نور فراست در ایشان نماند وشیر فکر کردن ایشان فرو رفت

﴿۲۲۵﴾

سمَّعْناهم فلا يسمعون، وقرَيناهم فلا يقبَلون، ولا يقرأون كتبى

ما ایشان راشنوانیدیم پس نشنیدند۔ ودعوت کردیم پس قبول نکردند۔ وکتابہائے مرانمی خوانند۔مگر

إلا كارهين، ويفرّون منا مستنفرين.

از روئے کراہت۔ واز ما بنفرت می رمند۔

ثم أنتم تعلمون يا أولى الألباب، أن قوم يونس عُصموا

بازاے دانشمندان شمامی دانید کہ قوم یونس ازعذاب محفوظ داشتہ

من العذاب، مع أنه لم يكن شرط التوبة فى نبأ اللّٰه ربّ الأرباب،

شدہ اند۔ حالانکہ در پیشگوئی خدا تعالیٰ ہیچ شرط توبہ نبود۔

ولأجل ذٰلك ذهب يونس مغاضبًا من حضرة الكبرياء ، وتاهَ فى فلوات الابتلاء،

وازہمین سبب یونس بحالت غضب از خدا تعالیٰ برفت۔ ودر بیابانہائے ابتلاء آوارہ شد

ولذٰلك سمّاه اللّٰه يُونس لأنه أُونِسَ بعد الإبلاس، وفاز بعد اليأس، وما

وازہمیں سبب خدا تعالیٰ نام او یونس نہاد۔ چرا کہ بعد از نومید شدن انس دادہ شد۔ وبعد از نومیدی مراد یافت۔

أضاعه أرحم الراحمين. فلا شك أن البلاء كله ورَد عليه عدم الشرط

و خدا تعالیٰ او را ضائع نکرد۔ پس ہیچ شک نیست کہ تمام بلا از ہمین وجہ بر یونس افتاد کہ در پیشگوئی

فى نبأ الرّحمٰن، ولو كان شرط يعلمه لما فرّ كالغضبان، ولما تاه كالمبهوتين.

ہیچ شرط نبود۔ واگر شرطے بودے کہ یونس اورا دانستے پس چرا ہمچو غضبناک بگریختے وہمچو مبہوتان آوارہ شدے۔

ولمّا ترك يونس بسوء فهمه الاستقامةَ والاستقلال، وتحرّى الجلاء

پس چون یونس استقلال را از بدفہمی خود ترک کرد وجلا وطنی وانتقال را اختیار

والانتقال، أدخله اللّٰه فى بطن الحوت، ثم نبذه الحوت فى عَراء السُّبرُوت،

نمود۔ خدا تعالیٰ اورا در بطن ماہی داخل کرد۔ باز درمیدان زمین خشک و بے نبات افگند۔

﴿۲۲۶﴾ ورأى كلَّ ذٰلک بما أعلنَ ضجرَ قلبه بالحركة من المقام، وفارقَ مقرَّه من

واین ہمہ بلاہا برائے ہمین دید کہ ازحرکت مقامے تنگی دل خودرا ظاہر کرد ومقام خودرا بغیر اذن الٰہی

غير إذن اللّٰه العلّام، وفعَل فِعل المستعجلين. وإدخاله فى بطن

ترک نمود وہمچو شتاب کاران از و فعلے صادر شد۔ ودر شکم حوت او را داخل کردن

الحوت كان إشارة إلى مُحاوتةٍ صَدَرَ منه كالمبهوت، وكذٰلک سمّاه

اشارة سوئے محاوتت یعنی خشمنا کی بود کہ از یونس مثل مبہوتان ظاہر شد۔ وہم چنین خدا تعالیٰ

اللّٰه ذا النون، بما ظهر منه حِدّةٌ ونُونٌ، بالغضب المكنون، ولا يليق لأحد

نام یونس ذاالنون نہاد۔ چرا کہ از ونون یعنی تیزی ظاہر شد۔ زیرا کہ او غضبناک شد۔ وہیچ کس را نمی سزد

أن يغضب علٰى ربّ العالمين.

کہ بر خدا تعالیٰ خشمناک شود۔

فالحاصل أنّ قصة يونس فى كلام اللّٰه القدير، دليل علٰى أنه

پس حاصل کلام این است کہ قصہ یونس برین امر دلیل است کہ گاہے عذاب الٰہی بغیر شرطے

قد يؤخّر عذاب اللّٰه من غير شرط يوجب حكم التأخير، كما أُخِّرَ فى نبأ

کہ در پیشگوئی مذکور باشد تاخیر می پذیرد۔ چنانچہ در پیشگوئی یونس

يونس بعد التشهير، فكيف فى نبأ يوجد فيه شرط الرجوع؟ ففكِّر بالخضوع

کہ ہیچ شرطے نمی داشت تاخیر عذاب شد۔ پس چگونہ تاخیر عذاب در چنین پیشگوئی کہ در و شرط رجوع مندرج است

والخشوع، ولا تنسَ حظّک مِنَ التقوىٰ والدين. وإن قصة يونس موجودة

قابل اعتراض متصور تواند شد۔ پس از روئے خضوع وخشوع فکر کن وحصہ خودرا کہ در تقویٰ ودین می باید فراموش مکن۔

فى القرآن والكتب السابقة والأحاديث النبوية، وليس هناک ذكرُ شرط

وقصہ یونس در قرآن شریف وکتب سابقہ واحادیث نبویہ موجود است۔ ودر آنجابا ذکر عقوبت ذکر ہیچ

مع ذكر العقوبة، وإن لم تقبَل فعليك أن تُرينا شرطًا فى تلك القصة، فلا

شرطے موجود نیست۔ واگر قبول نکنی پس بر تو واجب است کہ دران قصہ مارا شرطے بنمائی۔ پس

تكنْ كالأعمٰى مع وجود البصارة. واعلم أن الشرط لم يكن أصلا فى القصة

باوجود بصارت ہمچو نابینا مشو وبدانکہ در قصہ مذکور ہرگز شرطے نبود۔

المذكورة، ولأجل ذلك ابتُلِىَ يونس وصار من الملومين، ونزلت عليه

وبرائے ہمین یونس علیہ السلام را ابتلا پیش آمد ومورد ملامت گردید۔ وبر وغمہا وارد شدند

الهموم، وأخذه الضجرُ المذموم، حتى استشرفَ به التلَفُ، ونسِى كلَّ

وتنگی دل اورا گرفت حتّٰی کہ حالت اوتا بموت رسید وہر بلا گذشتہ

بلاء سلَف، وظنّ أنه من المُفتَنين. فما كان سبب افتنانه إلّا أنّه

را فراموش کرد۔ وگمان کرد کہ درفتنہ عظیم افتادہ است وسبب بلائے او بجز این ہیچ نبود کہ او یقین کرد کہ

استيقن أنّ العذاب قطعىٌّ لا يُرَدّ، وأنه سيقع فى الميعاد كما يودّ، فانقضٰى

عذاب قطعی است کہ ردنخواہد شد۔ وبالضرور چنانکہ خواہش اوست در میعاد واقع خواہد شد۔ پس میعاد

الميعاد وما استَنْشىٰ من العذاب ريحًا، وما استغشىٰ لباسًا مريحًا، فأضجرَه

گزشت۔ واز عذاب ہیچ بوئے نشمید۔ ونہ لباس راحت رسانندہ را پوشید۔ پس یاد

هذا الادّكار، واستهوتْه الأفكار، وكان رأَى القومَ غالين فى المِراء، ومُنبرين

این واقعہ دل اورا تنگ کرد۔ وفکرہا او را فرو افگند۔ وقوم را دیدہ بود کہ درخصومت غلوّ می کنند۔ ودر انکار

بالإباء، فحسِب أنه من المغلوبين. فقال لن أرجع إليهم كذّابًا ولن أسمع لعن

پیشقدمی ہامی نمایند۔ پس دانست کہ من مغلوب شدم۔ پس گفت کہ من ہرگز درحالت کذاب قرار دادہ شدن سوئے

الأشرار، وما رأىٰ طريقًا يختاره، فألقٰى نفسه فى البحر الزَخّار، فتداركَه رحمُ ربّه

اوشان نخواہم رفت۔ ولعن وطعن شریران نخواہم شنید۔ وہیچ راہے ندید کہ آنرا اختیار کند۔ ناچار خویشتن را بدریا

﴿۲۲۸﴾

والتقمَه الحوت بحكم الله الجبّار، ورأى ما رأى بقلب حزين. فمن المعلوم أنه

درانداخت۔ پس رحمت الٰہی تدارک اوفرمود وبحکم اوتعالیٰ ماہی اورا دراندرون خودفروبرد۔ وبدل غمناک دید

لو كان شرط فى نزول العذاب، لما اضطر يونس إلٰى هذا الاضطراب، وما فرّ

آنچہ دید پس این معلوم است کہ اگر درنزول عذاب شرطے بودے۔ پس یونس تابدین بیقراری حالت خودرا

كالمتندمين. أما تقرأ كتب الأولين وقول خاتم النبيّين؟ أتجد فيها أثرًا من

نہ رسانیدی۔ وہمچو شرمندگان نگریختے۔ آیا کتب پیشینیان نمی خوانی وقول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم رانشنیدہ۔ آیا

الشرط؟ فأَخْرِجْ لنا إن كنت مِنَ الصادقين.

دران کتابہا نشانے ازشرط می بینی۔ پس اگر صادق ہستی برائے ما آن شرط رابرون آرو مارا بنما۔

فالآن ما رأيك فى أنباء قُيِّدتْ بشرط الرجوع والتوبة ؟

پس اکنون رائے تو درآن پیشگوئی ہا چیست کہ بشرط رجوع وتوبہ مقیّد اند۔

أليس بواجب أن يرعى اللّٰه شروطه بالفضل والرحمة؟ وقد قرأنا

آیا واجب نیست کہ خدا تعالیٰ ازفضل ورحمت رعایت شرط ہائے خود کند۔ وما برتو

عليك تفاصيل هذه القصة، وفتحنا عليكم أبواب المعرفة

تفصیل ہائے این قصہ پیش زین خواندہ ایم۔ وبرتو درہائے یقین ومعرفت

واليقين. فما لكم لا ترون الحق بنور الفراسة؟ وتسقُطون كالأَذِبّة

کشادہ ایم۔ پس چہ شد شمارا کہ بنورفراست حق رانمی بینید۔ وہمچو مگسان برنجاست خودرا

على النجاسة، وتُعرِضون عن الشهد والقَنْد، وتسعون إلٰى عَذِرَة الفِريّة

می افگنید۔ وازشہد وقند کنارہ می کنید۔ وسوئے پلیدی دروغ وفریب

والفَند، ولا تبتغون لذاذة الطيّبات، وتموتون للخبيثات، وطِبْتم نفسًا بإلغاء

می شتابید۔ ولذت چیزہائے پاک رانمی خواہید۔ وبرائے چیزہائے پلیدی میرید۔ وبرین امرخوش شدہ اید کہ حق

﴾۲۲۹﴿

الحقّ والدين، ونبذتم حُكم ديّان غمرتْ مواهبُه العالمين.

ودین را باطل کنید۔ وحکم آن جزادہندہ را افگندہ اید کہ بخششہائے او جہانیان را فروگرفتہ است۔

| | |
|---|---|
| بِـوَحْـشِ الْبَـرِّ يُرْجَى الْاِ ئْتِلَافُ | وَكَيْفَ الْاِ ئْتِلَافُ بِمَنْ يَّعَافُ |
| باچرندگان جنگلی سازواری ممکن است | وچگونہ سازواری بدان کس ممکن است کہ کراہت میدارد |
| قـرينـا الـمُعـرضين بطيّبـاتٍ | فـردّوا مـا قـرينـا هم وَعـافوا |
| ما کنارہ کنندگان را بطعامہائے طیب دعوت کردیم | پس دعوت مارا ردّ کردند و کراہت کردند |
| بِـحُمْقٍ يَّحْسَبُوْنَ الدَّرَّ ضَرًّا | وَاَجْيَافُ الْفَسَادِ لَهُمْ جُوَافُ |
| از روئے حماقت شیر را ضرردہندہ خیال می کنند | و مردارہائے فساد نزد ایشان ماہی است |
| فَمَا اَرْدَى الْعِدَا اِلَّا اِبَاءٌ | وَظَنُّ السَّوءِ فِيْنَا وَاعْتِسَافُ |
| پس دشمنان را ہیچ چیزے بجز سرکشی | وظن بددرما و ازحد بیرون شدن ہلاک نکردہ است |
| كِلَابُ الْحَيِّ قَدْ نَبَحُوْا عَلَيْنَا | وَلَا يَدْرُوْنَ حِقْدًا مَّا الْعَفَافُ |
| سگانِ قبیلہ بر ما عو عو کردند | و از کینہ نمی دانند کہ پرہیزگاری چہ چیز است |
| وَقَدْ صِرْنَا حُدَيَّا النَّاسِ طُرًّا | وَبُرْهَانِيْ لِمُرَّانِيْ ثِقَافُ |
| و ما برائے تمام مردم بطریق مقابلہ و معارضہ برخاستیم | ودلیل من برائے نیزہ من ہمچو چیزیست کہ بدان نیزہ راراست میکنند |
| اَرَى ذُلًّا بِسُبْلِ الْحَقِّ عِزًّا | وَوَهْدِيْ فِيْ رِضَا الْمَوْلٰى شِعَافُ |
| من ذلّت را در راہ خدا تعالیٰ عزت مے بینم | و زمین پست من در رضائے مولیٰ حکم سرکوہ ہا می دارد |
| وَاِنَّ اللّٰهَ لَايُخْزِيْنِ اَبَدًا | اَنَا الْبَازِي الْمُوَقَّرُ لَا الْغُدَافُ |
| و خدا ہرگز مرا رسوا نخواہد کرد | کہ من باز بزرگ قدرم کہ کلاغ سیاہ |
| فَمَا لِلْعَالِمِيْنَ نَسُوْا مَقَامِيْ | قُلُوْبٌ فِيْ صُدُوْرٍ اَوْ وِحَافُ |
| پس علما را چہ شد کہ مقام مرا فراموش کردند | دلہا درسینہ ہاہستند یا سنگ ہائے سیاہ درآغوشہا می دارند |

﴿۲۳۰﴾

وَقَامُوْا كَالسِّبَاعِ لِهَتْكِ عِرْضِيْ ۔ وَمَا بَقِيَ الْوِفَاقُ وَلَا الْوِلَافُ

وہمچو درندگان برائے دریدن عزّت من برخاستند ۔ ونہ در ایشان موافقت باقی ماند و نہ الفت

وَلَا يَدْرُوْنَ مَا حَالِيْ وَقَالِيْ ۔ فَاِنَّ مَقَامَنَا قَصْرٌ نِيَافُ

و نمی دانند کہ حال و قال ما چیست ۔ چراکہ مقام ما محلّے بلند است

تَرَاهُمْ مُّفْسِدِيْنَ مُكَذِّبِيْنَا ۔ وَسِيْرَتُهُمْ عُنُوْدٌ وَّانْتِسَافُ

می بینی ایشان را مفسد و مکذّب ۔ وسیرتِ ایشان ازراہ برگشتن وسخن نا تمام گفتن است

فَمِنْ كُفْرَانِهِمْ ظَهَرَ الْبَلَايَا ۔ وَقَحْطٌ ثُمَّ ذَاقٌ وَّانْجِعَافُ

پس از شامتِ کفران ایشان بلاہا ظاہر شد ۔ و قحط و وبا و سرعت موت و نیستی پدید آمد

وَاِنَّ الْمُلْكَ اَجْدَبَ مَعَ وَبَاءٍ ۔ وَيُرْجٰى بَعْدَهٗ سَبْعٌ عِجَافُ

و در ملک قحط افتاد و وبا نیز ہست ۔ و اندیشہ است کہ این قحط تاہفت سال نکشد

اِذَا مَا جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ مَقْتًا ۔ فَلَا اَعْنَابَ فِيْهِ وَلَا السُّلَافُ

و چون امر خدا از غضب او خواہد رسید ۔ پس در ملک نہ انگور خواہد ماند نہ شیرہ انگورونہ شراب

وَهٰذَا كُلُّهٗ مِنْ سُوْءِ عَمَلٍ ۔ وَبِرٍّ ضَيَّعُوْهُ وَمَا تَلَافُوْا

و این ہمہ از بدعملی ہاست ۔ وازوجہ آن نیکی کہ ضائع کردند وباز تلافی آن نہ نمودند

فَتُوْبُوْا اَيُّهَا الْغَالُوْنَ تُوْبُوْا ۔ وَاَرْضُوْا رَبَّكُمْ تَوْبًا وَّ صَافُوْا

پس اے غلو کنندگان توبہ کنید توبہ کنید ۔ و خدائے خود را بتوبہ و اخلاص راضی کنید

وَخَافَ اللّٰهَ اَهْلُ الْعِلْمِ لٰكِنْ ۔ غَوِيٌّ فِي الْبَطَالَةِ لَا يَخَافُ

واہل علم از خدا بترسیدند ۔ لیکن در شہر بٹالہ گمراہے است بطّال کہ نمی ترسد

لَهٗ شِيَمٌ كَاَنَّ الْبِيْشَ فِيْهَا ۔ وَمَعَهَا عُجْبُهٗ سَمٌّ زُعَافُ

اوراچنان خصلتہا ہستند کہ گویا زہر بیش درآن خصلتہا است ۔ و باوجود آن عجب او برائے او زہر قاتل است

| | |
|---|---|
| لَــهُ عِــنْــدَ الـلُّــبَــانَةِ كُـلُّ مَيْـلٍ | وَ تَـلْبِيَةٌ بِـطَـوْعٍ وَّالـطَّـوَافُ |
| او را وقت حاجت تمامتر میل است | و جواب دادن باطاعت و گرد گشتن |
| وَلَــمَّــا حَــازَ مَـطْـلَبَــهُ وَاَقْـنٰـى | فَبَـارَى كَـالْـعِدَا وَ بَدَا الْخِلَافُ |
| پس ہر گاہ کہ مطلب خود را گرد آورد و ذخیرہ کرد | پس ہمچو دشمنان بمقابلہ برآمد و بمخالفت ظاہر شد |
| عَـلَـى الْاِسْـلَامِ هٰذَا الرَّجُلُ رُزْءٌ | وَمَــقْــصَــدُهُ فَسَـادٌ وَّازْدِهَـافُ |
| این شخص بر اسلام مصیبتے است | و مقصد او فساد و دروغ است |

ثـم مـن اعتـراضـات الـعـلـمـاء وشبهـاتهـم التـى أشاعوها فى الجهلاء ،

باز از اعتراضات علماء وشبہات ایشان کہ در جہلا شائع کردہ اند۔ یکے این است

أنهـم قـالـوا إن هـذا الـرجـل لا يعلم شيئا من العربية، بل لا حظَّ له من الفارسية،

کہ ایشان گفتند کہ این شخص از علم لسان عربی ہیچ چیزے نمی داند۔ بلکہ او را از فارسی ہم بہرہ نیست

فـضلًا مِـن دَخْـلِـه فـى أسـاليـب هـذه اللّهجة، ومع ذٰلک مدحوا أنفسهم وقالوا

قطع ازین امر کہ در اسلوبہائے این زبان دخلے داشتہ باشد۔ و با این ہمہ خویشتن را تعریف کردند کہ ما

إنـا نـحن من العلماء المتبحرين. وقالوا إنه كُلّ ما كتب فى اللسان العربية، من العبارات

از علماء متبحرین ہستیم۔ وگفتند کہ او ہمہ آنچہ در زبان عربی نوشتہ است وعبارات آراستہ

الـمـحبَّرة، والقصائد المبتكرة، فليس خاطِرُه أبا عُذْرها، ولا قريحته صدفَ لآليها

وقصیدہ ہائے نو خاستہ گفتہ آن ہمہ طبعزاد او نیستند ونہ درہائے صدف طبیعت او

ودُررِها، بل ألّفها رجل من الشاميين، وأخذ عليه كثيرا من المال كالمستأجرين،

بلکہ شخصے از شامیین آنرا تالیف کردہ۔ و برآن تالیف مالِ کثیر ہمچو اجرت یابان گرفتہ۔

فليكتُبِ الآن بعد ذهابه إن كان من الصادقين.

پس باید کہ اکنون این شخص بعد رفتن آن شامی بنویسد اگر از صادقان است۔

فیا حسرةً علیهم! إنهم لا یستیقظون من نعاس الارتیاب، ولا

پس برین مردم حسرتہاست کہ از خواب شبہات ہشیار نمی شوند ودیدہ ہائے

یسرحون النواظر فی نواضر الصدق والصواب، ولا ینتهجون مهجّة المنصفین.

خود را در چراگاہ صدق وصواب نمی چرانند وراہ منصفان نمی گیرند۔

وترکوا اللّٰه لأشاوِی حقیرةٍ، وأهواء صغیرة، فإلامَ یعیشون کالمتنعمین؟

وخدا تعالیٰ را برائے چیز ہائے اندک وخواہش ہائے کوچک گذاشتہ اند۔ پس تا کجا در عیش ہا خواہند ماند

یُصَأْصِئون کما یصأصأ الجَرْوُ ولا یستبصرون، ویضاهی بعضهم بعضًا فی

ہمچو بچہ سگ بغیر چشم کشادن امید دیدن می دارند۔ وہیچ نمی بینند۔ وبعضے از ایشان بعض دیگر را در جہل میماند

الجهل فهم متشابهون. وإذا قیل لهم تعالوا إلٰی حقٍّ ظهَر، وقمرٍ بهَر، فتشمئزّ

وباہم مشابہت دارند۔ وچون ایشان را گفتہ شود کہ سوئے آن حق بیائید کہ ظاہر شد۔ وسوئے آن ماہ بیائید کہ بتافت

قلوبهم ویهربون مستنفرین. أولئک الذین هتک اللّٰه أسرارهم، وکدّر

پس دلہائے شان منقبض میشوند ودر حالت نفرت میگریزند۔ این مردم کسانے ہستند کہ خدا تعالیٰ راز ہائے ایشانرا

أنظارهم، فتراهم کالعَمِین. یریدون أن یفسدوا فی الأرض عند إصلاحها

دریدہ است وچشمہائے ایشانرا مکدر گردانیدہ۔ پس ہمچو نابینایان ایشانرا می بینی۔ وقت اصلاح زمین زمین را تباہ می کنند

وجزَّءُوا الأمانة والدین.

وامانت ودین را پارہ پارہ کردہ اند۔

أتنفعهم أقوالهم إذا سُئل ما أفعالهم، أو یفیدهم إفنادهم

آیا وقتیکہ از افعال شان سوال خواہد شد اقوالِ شان ایشانرا فائدہ خواہند بخشید۔ یا چون فساد ایشان

إذا ظهر فسادهم، أو یُبرَّؤون مع کونهم من الفاسقین؟ لا یتّقون عالِمَ سریرتِهم،

ظاہر خواہد شد۔ دروغ گفتن ایشان ایشانرا سودمند خواہد افتاد۔ یا باوجود فاسق بودن ایشان

ولا ینتهُون عن صَغیرتهم ولا کبیرتهم، ویعثُون فی الأرض مُعتدین. یترکون أوامر اللّٰہ

بری کردہ خواہند شد۔ از دانائے اندرون خودنمی ترسند۔ ونہ از صغیرہ باز میمانند ونہ از کبیرہ۔ ودرزمین مفسدانہ تجاوز ہا می کنند۔

ولا یکترثون، ویتبعُون زهوهم ولا یُبَالون، ویسعون إلى السیئات ولا ینتهون.

اوامرالٰہی را می گذارند و ہیچ پروائے ندارند۔ وناز وتکبر خودرا پیروی می کنند وباآن ہمہ لاابالی مزاج اند وسوئے بدی ہا

أیظنّون أنّهم یُترکون فی الدنیا ولذّاتها، ولا یُقادون إلٰى الحاقّة ومجازاتها، ولا یُؤخذون

می شتابند وباز نمی ایستند۔ آیا گمان ایشان این است کہ درلذات دنیا گزاشتہ خواہند شد وسوئے قیامت وجزائے

کالمفسدین؟ أیحسبون أنهم لیسوا بمَرْأًی رقیبهم، ولا بمشهد حسیبهم؟

آن کشیدہ نخواہند شد۔ وہمچو مفسدان گرفتار نخواہند شد۔ آیا گمان شان این است کہ اوشان زیرنظر وزیرنگاہ رقیب و

ألا یعلم اللّٰه ما یجترحون کالخائنین؟

حسیب خود نیستند۔ آیا خداتعالیٰ آن کارشان نمی بیند کہ ہمچو خیانت پیشگان می کنند۔

یلِجون غابة الشیطان، ویذَرون حدیقة الرحمٰن، ویمرّون بالحق

درمغاک شیطان داخل می شوند۔ وحدیقہ رحمان را می گذارند۔ وبرحق درحالت استہزاء

مُستهزئین. وإذا قیل لهم اقبَلوا الحق کما قبِل العلماء وأُتُونی کما أتی الأتقیاء، صعّروا

کردن می گذرند۔ وچون ایشان را گفتہ شود کہ حق را قبول کنید چنانکہ علماء قبول کردہ اند۔ ونزدم بیائید چنانکہ

خدودهم کالمستکبرین. وقالوا لولا أُلّف بعدَ الشامیِّ کتابًا، إنْ کان صادقًا

پرہیزگاران آمدہ اند۔ رخسار ہائے خودرا ہمچو متکبران کج می کنند۔ وگفتند کہ اگر این شخص صادق است وکذاب نیست

لا کذّابًا، فلیأتِنا الآن بکتاب بعده إن کان من المؤلّفین.

پس چرا بعد رفتن عرب شامی کتابے دیگر تالیف نکرد۔ پس اگر درحقیقت مؤلّف است باید کہ اکنون کتابے دیگر مارا

فجئنا الآن لنؤتیهم نظیرها، بل کبیرها، واللّٰه موهن کَیْد

بنماید۔ پس اکنون ما آمدیم تاکہ نظیر آن کتابہا بلکہ بزرگتر آنہا ایشان را دہیم۔ وخدا مکر دروغگویان را

﴿۲۳۴﴾

الکاذبین. وقد ألّفنا هذه الرسالة، ورتّبناها کما رتّبنا الرسائل السابقة،

سست کنندہ است۔ وما این رسالہ را تالیف کردیم وہمچو رسائل سابقہ ترتیب آن نمودیم۔

لنُدحض حجّتهم، ونقطع أُرُومتَهم، ونمزّق مَعاذیر المبطلین. وإن هذا منّی فی

تا حجت مخالفان بشکنیم وبیخ اوشان برکنیم۔ وعذر بطالان پارہ پارہ کنیم۔ واین رسالہ ازمن درزبان عربی

العربیّة کآخر الکتب، وأودعتها مِن مُلح الأدب، والأشعار النُخب، لیکون

مثل آخری کتاب است۔ ودرآن گونا گون سخنان نمکین ادب وبرگزیدہ اشعار ودیعت نہادم تا کہ

صاتًّا لدفعِ صخب الصاخبین، ولنهدم دار المفترین من بنیانها، وندوس

این کتاب برائے دفع شور شور کنندگان شدید الصوت باشد۔ وتا کہ ماخانہ مفتریان راازبنیادآن ویران کنیم۔ و

جیفة وجودهم فی مکانها، ولنلطم علٰی وجوه المجترئین.

مردار وجود ایشان رادرجائے آن پامال کنیم۔ وبرروئے بے باکان طمانچہ زنیم۔

وإنّ کمالی فی اللسان العربی، مع قلة جهدی وقصور طلبی، آیةٌ

وکمال من در زبان عربی باوجود قلت کوشش وجستجوئے من نشانے است از خدا تعالیٰ۔

واضحة من ربی، لیُظهِر علی الناس علمی وأدبی، فهل مِن مُعارِض فی جموع

تا علم وادب مرا برمردم ظاہر کند۔ پس آیا درمخالفان معارض کنندہ موجود است

المخالفین؟ وإنی مع ذٰلک عُلِّمتُ أربعین ألفًا من اللغات العربیّة،

ومن با این ہمہ چہل ہزار لفظ درلغت عرب تعلیم دادہ شدہ ام

وأُعطیتُ بسطةً کاملة فی العلوم الأدبیة، مع اعتلالی فی أکثر الأوقات

ومعلومات کاملہ وسیعہ درعلوم ادبیہ مرا عطا کردہ اند۔ باوجود آنکہ دراکثر اوقات بیماری باشم

وقلّة الفترات، وهذا فضل ربی أنه جعلنی أبرَعَ مِن بنی الفُرات، وجعلنی أعذبَ

وایام صحت درمیان کم می باشند۔ واین فضل خدائے من است۔ اومرا درفصاحت ازان چہار کس وندماء عباسیہ

﴿۲۳۵﴾

بیاناً من الماء الفُرات. وکما جعلنی من الهادین المهدیین، جعلنی أفصح المتکلمین.

افزون تر کرد کہ ابوالحسن علی ابوعبداللہ جعفر وابوعیسیٰ ابراہیم وپدر ایشان محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات بود۔ ومرا در بیان شیرین تر

فکمْ مِن مُلح أُعطیتُها، وکم من عذراءَ عُلِّمتُها! فمن کان مِن لُسُنِ العلماء،

از آب شیرین کرد۔ وچنانکہ مرا از ہادیان مہدیان ساخت ہمچنان مرا افصح المتکلمین کرد۔ پس بسیارے از نمکین

وحوَی حُسْنَ البیان کالأدباء، فإنی أستعرضه لو کان من المعارضین المنکرین.

سخنان ہستند کہ مرا عطا کردند وبسیارے از نو پیدا نکات ہستند کہ مرا تعلیم آن دادند۔ پس آنکہ از زبان آوران علماء باشد وہمچو

وقد فُقْتُ فی النظم والنثر، وأُعطیتُ فیها نورًا کضوء الفجر، وما هٰذا

ادبیان حسن بیان را جمع کردہ باشد۔ من او را برائے معارضہ می خوانم اگر از معارضین ومنکرین باشد۔ ومن در نظم ونثر فائق شدم

فِعْلَ العبد، إنْ هٰذا إلّا آیة ربّ العالمین. فمن أبٰی بعد ذٰلک وانزویٰ، وما بارزَنی وما

ودران ہر دو مرا ہمچو روشنی صبح نورے عطا فرمودہ اند واین فعل بندہ نیست۔ این نشان ربّ العالمین است۔ پس

انبریٰ، فقد شهِد علٰی صدقی ولو کتم الشهادة وأخفٰی. یا حسرة علی الذین

ہر کہ بعد زین از معارضہ انکار کرد ویکسو نشست وبمقابلہ در میدان نیامد ونہ پیشقدمی کرد۔ پس او بر صدق من گواہی

یذکروننی بإنکار! لِمَ لا یأتوننی فی مِضمار؟ یشهَقون فی مکانهم کحمار، ولا

داد اگرچہ شہادت را پوشیدہ داشتہ باشد۔ اے حسرت بر آنانکہ مرا بانکار یاد می کنند۔ باز در میدانے بمقابلہ من نمی

یخرجون کمُمار، إنْ هم إلا کعُودٍ ما له ثمر، أو کنخل لیس علیه تمر، ثم مع ذٰلک

آیند۔ ہمچو خر بر مکان خود آوازہا بر دارند۔ وچون جنگ کنندہ بیرون نمی آیند۔ ایشان ہمچو شاخے ہستند کہ او را ہیچ

یخدعون الجاهلین. إنْ هم إلّا کدارٍ خَرِبةٍ، أو جُدُرانٍ منقضّة.یُعلّمون الناس ما لا

ثمرے نیست۔ یا ہمچو درخت خرما ہستند کہ بر وہیچ خرما نیست۔ باز بدین حالت جاہلان را فریب می دہند۔ ایشان

یعمَلون، ویقولون ما لا یفعلون.خبَتْ نارهم، وتَواری أُوارهم، وختم اللّٰه علٰی قلوبهم،

چیزے نیستند مگر چون یک خانہ ویران۔ یا مانند دیوار ہائے کہ فرو افتادہ باشند۔ مردم را چیز ہا می آموزند کہ خود

﴿۲۳۶﴾

وأبادهم بعد شحوبهم، فتراهم كأموات غيرِ أحياء ساقطين. وكان في هذه

برانہا عمل نمی کنند۔ وآنچہ میگویند خود بجا نمی آرند۔ آتش شان مردہ است وگرمی شان پوشیدہ شدہ۔ وخدا تعالیٰ

الديار تسعةُ رَهْطٍ من الأشرار، وكانوا مفسدين في الأرض ولا ينتهجون

بردلہائے شان مہر کردہ است۔ وبعد لاغر شدن اوشان اوشان راہلاک کردہ۔ پس می بینی کہ ایشان مثل آن مردگانے

مهجّة الخيار، وما كانوا صالحين. ووجدتُهم في الكبر والإباء، كالجُملة

افتادہ ہستند کہ درآنہا روح زندگی نیست۔ ودرین دیار نہ۹ کس از شریران بودند کہ درزمین فساد میکردند وطریق نیکان

المتناسبة الأجزاء، أو كأمراض متشابهة في الخبث والإيذاء، ورأيتُ كلّهم

اختیار نمی نمودند ونہ خود نیکوکار بودند۔ ومن اوشان را در تکبر وسرکشی مانند آن جملہ ہا یافتم کہ اجزائے آنہا باہم متناسب

من المعادين المعتدين.

میباشد یا مثل آن بیماری ہا یافتم کہ درخبث وایذا دادن باہم مشابہ می باشند۔ وآن ہمہ را از دشمنان تجاوز کنندگان یافتم

فمنهم رجلٌ أَمْرَتْسَرِى يقال له "الرسل البابا". إنه امرؤ لا يعرف

پس از آنہا شخصے است باشندہ امرتسر کہ او را رسل بابا می گویند۔ او مردے است کہ راہ

صدقًا ولا صوابا، وكذّب بآياتنا كِذّابا. وخالَطه زُمَرٌ من السفهاء، فقعدوا

صدق وصواب را نمی شناسد۔ وتکذیب نشانہائے ما بغایت درجہ کردہ است۔ وگروہے از سفیہان با او مخالطت

بحذاء شمس كالحِرباء، وقالوا إنا نريد أن نعارضك كالأدباء، ولكنا لا نجيئك

کردہ۔ وبمقابلہ من ہمچو آفتاب پرست نشستند وگفتند کہ ما میخواہیم کہ ہمچو ادیبان با تو معارضہ کنیم۔ مگر نزد تو نخواہیم

كما تريد بل أْتِنا كالغرباء، وإذا جئت فنبارز كالمعارضين.

آمد۔ چنانکہ تو می خواہی بلکہ تو نزد ما بیا۔ وچون آمدی پس معارضہ خواہیم کرد۔

فعُفتُ المسعى في أوّل نظري إلى الجهلاء، وأخذتني أَنَفةٌ أن

پس در اول خیال ازین امر کراہت کردم کہ نزد جاہلان روم۔ ومرا ازین ننگ آمد کہ در مجلس

﴿۲۳۷﴾

أحضُر مجلس الحمقاء ، ثم رأيتُ أن لا تعنيفَ على من يأتى الكنيف .فقبلتُ كُلّ ما

احمقان حاضر شوم۔ باز خیال کردم کہ ہر کہ در بیت الخلاء می رود بروہیچ اعتراضے نمی کنند۔ پس ہر چہ گفتند

قـالوا، ومِلتُ إلى مَا مَالوا، وكتبت إليهم أنى أقبل أن أكتب مناضِلا فى ندوتكم،

قبول کردم و بہر سوئے کہ میل کردند میل کردم۔ وسوئے ایشان نوشتم کہ من قبول می کنم کہ در مجلس شما بطور مقابلہ

فعليكم أن تكتبوا مثل ما أكتب أمام مُقْلَتكم، أو أَسْمِعونى ما أكتب

بنویسم ۔ پس بر شما لازم خواہد بود کہ مانند من شما ہم در آنجا بنویسید ۔ یا اگر این نتوانید کرد۔ پس بنویسم مرا بشنوانید۔

كما زعمتم كمال درايتكم، فصمتوا وسكتوا كأنهم من الميتين.

پس خاموش ماندند۔ و مثل مردگان ساکت شدند۔

وقد أُشيعَ بعده الاشتهارُ وأُفْشِيَ الأخبار، وأمضَضْناهم وأحفَظْناهم فصمتوا كرجلٍ ألثغ،

وبعد زان اشتہار شائع کردہ شد۔ وخبر را فاش کردہ شد۔ واوشان را بسوختیم وبغضب آوردیم پس ہمچو مرد زبان شکستہ

وسكتوا كالذى علىٰ تُرْبِ الهوان مُرِّغ، فانقلبنا عنهم كالمنصورين. فيا حسرة على "الرسل البابا"

خاموش ماندند۔ ومانند کسے کہ بر خاک مذلت غلطانیدہ شود ساکت شدند۔ پس ما از ایشان ہمچو فتحیابان باز گردیدیم پس بر رسل بابا

إنه ما خاف ربًّا توّابًا، ورأى ذُلًّا وتبابًا، وإنه شبَّ نارًا ثم أخمدها خوفًا واضطرارًا، وجال فى

حسرتہاست کہ اواز خدائے توّاب نترسید۔ وخواری وہلاکت رادید۔ وآتشے را افروخت۔ باز از روئے اضطرار وخوف فرو

شجون، ثم خاف مخلبَ مَنون، ونسى كل مجون، ومع ذٰلك ما ترك سِيَرَ المتكبرين.

میرانید۔ ودرراہِ بیابانہا جولان کرد۔ باز از پنجہ مرگ بترسید۔ وہمہ بیبا کی فراموش کرد۔ وبا این ہمہ سیرت تکبر را نگذاشت

اَلَا اَيُّهَا الْاَبَّارُ مِثْلَ الْعَقَارِبِ ۔۔۔ اِلَامَ تُرِىْ كِبْرًا وَّ لَىَّ الشَّوَارِبِ

اے نیش زنندہ مانند عقرب تا کجے کبر خود خواہی نمود وتا کجے بروت خود را پیچ خواہی داد

وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَطْرَةٌ تَحْتَ وَهْدَةٍ ۔۔۔ فَلَا تَتَصَاوَمْ☆ بِالْبُحُوْرِ الزَّغَارِبِ

وتو از ین زیادہ نیستی کہ یک قطرہ زیر مغاکے ہستی پس با دریاہائے بزرگ خویشتن را مکوب

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ بظاہر درست تتصادم ہے۔(ناشر)

ومن التسعة الذين أشرتُ إليهم رُجَيلٌ يقال له "أَصُغَر"، وإنه يزعم

وازان نُہ کس کہ سوئے اوشان اشارت کردہ ام مردکے است کہ نام او اصغر علی است۔ واو نفس خود را

فی نفسه كأنه أكبر، ويزدريني مفتريًا مِن غير استحياء ، ويسبّني في محافل وأملاء ،

گمان می کند کہ گویا او اکبر است۔ محض از روئے افترا و ترک حیا عیب گیری من می کند۔ ودر مجالس وگروہ مردم بدگوئی

فسيعلم كيف يُجعَل من الأصغرين. إنه يتبع الهوىٰ، ولا يَجْرى طَلْقًا مع التقوىٰ.

من میکند۔ پس عنقریب خواہد دانست کہ چگونہ از کمتران کردہ خواہد شد او پیروی خواہش خود میکند و یک تگ نیز ہم با

يريد أن يفضّ ختوم الشهوات ولو بالجنايات، ويجتنى قطوف اللذات ولو بالمحرّمات.

تقویٰ نمی رود۔ میخواہد کہ مہرہائے آرزوہا را بشکند واگرچہ باگناہان شکستہ باشد۔ ومیوہ ہائے لذات را بچنید واگرچہ

وكذٰلك تأهّبت له الرفاق، وازداد من المنافقين النفاق، واستحكمَ في الطباع

بامحرمات چیدہ باشد وہمچنین رفیقان بدوجمع شدند۔ واز صحبت منافقان نفاق زیادہ گشت۔ ودر سرشت نکوہیدہ مستحکم شد۔

الذميمة، حتى سبق إخوانَه في النميمة. ومَا أرىٰ مَدُحَرةً لشيطانه، إلّا أن أدعوه

تا آنکہ در غمازی از برادران خود در گزشت۔ ومن آن حربہ کہ شیطانش را از وے دور کند بجز این امر نمی بینم کہ

لامتحانه، فأُقبِل عليه إقبالَ طالبِ المناضلَ، ليتبيّن أمر الجاهل والفاضل.

امتحانش کنم۔ پس سوئے او ہمچو جویندہ محاربہ متوجہ می شوم تا کہ در جاہل وفاضل فرق پیدا شود۔

وإنه كان يطلبني لِوَغاه، فاليوم نُرضيه بما يهواه. وقد خاطبتُه من

واو مرا برائے پیکار خود می طلبد۔ پس امروز آرزوئے او را باو دادہ او را خوش کنیم۔ ومن پیش ازین در سالے از سالہا

قبل ذاتَ العُوَيم، لأزيل ما علا قلبَه كالغَيم، فقلتُ آتِني كالرائد وتمتَّعْ من الموائد،

او را مخاطب کردہ بودم تا کہ آن ابر را از دل او بردارم کہ بر دلش برآمدہ است۔ پس گفتم کہ ہمچو جویائے آب وعلف نزدم بیا

فإن كنتَ رأيناك كسحابِ مُطيرٍ، أو ثبت معك مِن البلاغة كمَيرٍ، فنؤمن بك

واز خوانہائے ما تمتع بردار۔ پس اگر ما ترا ہمچو ابر اندک بارندہ ہم یافتیم یا با تو ہمچو قوت لا یموت بلاغتے ثابت شد۔ پس ما بتو

وبحسن بيانک، ونشيعُ صفاتِ علوِّ شأنِک، فيسُوغ لک بعده أن تغلّطنا فی إملائنا،
وحسن بیان تو ایمان خواہیم آورد وصفات علوشان ترا شائع خواہیم داد۔ پس بعد ازان ترا جائز خواہد بود کہ غلطی ہائے

وتأخذ أغلاط إنشائنا، كما أنت تظن كالجاهلين الغافلين. ومع ذٰلک نحسبک
املاء ما بیان کنی وخطاہائے مارا بگیری۔ چنانکہ ہمچو جاہلان وغافلان گمان میداری۔ وباوجود این خواہیم پنداشت کہ

أنک ذو مِقْوَلٍ جَرِیٍّ، ونابغةُ كلام عربیّ، ويجوز لک ما لا يجوز لغيرک من ازدراء
صاحب زبان فصیح ہستی۔ ونابغہ کلام عربی۔ وبرائے تو آن نکتہ چینی جائز خواہد شد کہ برائے دیگران جائز نیست۔

والطعنِ على إملاء، وتُحمَد عند الناس كالفاضلين المؤدّبين.
وتو اہل این خواہی گردید کہ عیب من بگیری وبر املاء من طعنہ زنی۔ ونزد مردم ہمچو فاضلان ادب دہندگان تعریف کردہ

وأما طَرْزُ ازدرائک، قبل إثبات علمک وعلائک، فما هٰذا إلا لُبوسُ
خواہی شد۔ مگر طرز عیب گیری تو قبل از ثابت کردن علمیت وبلندی تو۔ پس این لباس مردکِ کمینہ است

سفيهٍ يترک الحياء، وعادة ضريرٍ لا يرىٰ الأضواء، فيحسَب النهار المنير
کہ حیا را می گزارد۔ وعادت نابینائے ست کہ روشنی ہا را نمی بیند۔ پس روز روشن را تاریکی می

ظلامًا، والوابلَ جَهامًا. وإن كنتَ من رجال هذا المضمار، ووليجة أهل هذه
پندارد۔ وباران بزرگ را ابر بے آب می انگارد۔ واگر تو از مردان این میدان ہستی۔ واز

الدار، فأَرِنا كمال إنشائک قبل ازدرائک، وأْتِ بكتاب من مثل هذا الكتاب،
خاصان اہل این خانہ ہستی۔ پس مارا کمال انشاء خود بنما۔ قبل ز ینکہ نکتہ چینی کنی۔ وکتابے مثل این

ثم اجعلْ بينی وبينک حَكَمًا أحدًا من أولی الألباب؛ فإن شهِد الحَكَم
بیار۔ باز درمن وخود منصفے از دانایان مقرر کن۔ پس اگر آن منصف برکمال تو وحسن

على كمالک وحسن مقالک، وظنّ أنک جئت بأحسن من كلامی، وأريتَ نظامًا
مقال تو گواہی دہد وگمان کند کہ تو کلامے احسن از کلام من آوردی۔ ونظامے نمودی کہ از

﴿۲۴۰﴾

أجمل من نظامی، فلک مِن بعد أن تتخذ جِدّی عبثًا، وتجعَل تِبری خَبَثًا، و

نظام من اجمل است۔ پس بعد زان ترا اختیار خواہد بود کہ سخن تحقیق مرا عبث شماری و زرِ مرا چیزے فاسد خیال کنی و

أن تحسب دُرِّی الغُرَّ کلیلٍ دامسٍ، وبیانی الواضحَ کطریقٍ طامس، وتُشیع

اختیار تو خواہد بود کہ در روشن مرا مثل شب تاریک پنداری۔ و بیان واضح را ہمچو راہ ناپدید خیال کنی۔ ولغزش مرا در

عِثاری فی العالمین. وإن لم تفعل، ولن تفعل، فاتّقِ لعن اللاّعنین.

جہانیان شائع کنی۔ و اگر چنین نکنی و ہرگز نخواہی کرد۔ پس از لعنت لعنت کنندگان بترس

| | |
|---|---|
| اَلا لَا تَعِبۡنِیۡ کَالسَّفِیۡهِ الۡمُشَارِزِ | وَاِنۡ کُنۡتَ قَدۡ اَزۡمَعۡتَ حَرۡبِیۡ فَبَارِزِ |
| خبردار باش ہمچو سفیہ جنگ کنندہ عیب من مکن | و اگر برین آمادہ شدی کہ با من جنگ کنی پس بہ میدان جنگ برون آ |
| وَاِنَّکَ تَذۡکُرُنِیۡ کَرَجُلٍ مُّحَقِّرٍ | وَتَلۡمِزُنِیۡ فِیۡ کُلِّ اٰنٍ کَمَارِزِ |
| و تو مرا مثل تحقیر کنندہ یاد می کنی | و ہمچو گزندہ در ہر وقت عیب من مے گیری |
| وَاِنَّا سَمِعۡنَا کُلَّ مَا قُلۡتَ نَخۡوَةً | اَتَحۡسَبُ خَضۡرَائِیۡ بِحُمۡقٍ کَتَارِزِ |
| وماہمہ آنچہ از تکبر گفتی شنیدہ ایم | آیا سبزہ مرا ہمچو چیزے خشک می انگاری |
| وَمَا کُنۡتُ صَوَّالًا وَّلٰکِنۡ دَعَوۡتَنِیۡ | وَقَدۡبَانَ اَنَّکَ تَزۡدَرِیۡنِیۡ کَغَارِزِ |
| و من نمی خواستم کہ بر تو حملہ کنم لیکن تو خود مرا خواندے | و ظاہر شد کہ ہمچو سپوزندہ سوزن عیب من می گیری |
| وَ لَاخَیۡرَ فِیۡ طَغۡوَاکَ یَا ابۡنَ تَکَبُّرٍ | وَیَفۡقَأُ رَبِّیۡ عَیۡنَ دُوۡنٍ مُّعَارِزِ |
| و درین کہ از حد درگزشتی اے پسر تکبر ہیچ نیکی نیست | و خدائے من کمینہ جنگ کنندہ را کورمے کند |
| فَحَرِّجۡ عَلٰی نَفۡسٍ تُبِیۡدُکَ وَاجۡتَنِبۡ | مَنَاهِجَ فَقۡأٍ فَاجَئَتۡکَ کَفَارِزِ |
| پس نفس ہلاک کنندہ را سخت بگیر | و از راہ ہائے آن کوری پرہیز کہ ہمچو جدا کنندہ چیزے از چیزے ناگاہ ترا گرفت |
| وَ لَا تَنۡتَهِجۡ سُبُلَ الۡغَوَایَةِ وَاکۡتَئِبۡ | عَلٰی مَاعَرَاکَ وَتُبۡ بِقَلۡبٍ ارِزِ |
| پس طریق گمراہی را اختیار مکن | و بلائے کہ بر تو آمدہ است ازان غمگین باش و بادل ثابت توبہ کن |

﴿۲۴۱﴾

ومَن المعترضين المذكورين شيخٌ ضالّ بطالویٌّ وجارٌ غویٌّ، يقال له

ویکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ ماست۔ او را

محمّد حُسَيْن، وقد سبق الكلَّ فی الكذب والمَين. وإنه أبی

محمد حسین مے گویند۔ واز ہمہ در دروغ و ناراستی سبقت بردہ است۔ و او انکار کرد

واستكبر، وأشاع الكبر وأظهر، حتى قيل إنه إمام المستكبرين ورئيس

وتکبر نمود وتکبر را شائع کردہ وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ اوامام متکبران است۔ و رئیس

المعتدين، ورأس الغاوين. هو الذی كفّرنی قبل أن يكفّر الآخرون، واعترض

تجاوز کنندگان۔ وسر گمراہان است۔ اوہمان شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت۔ وبرکتابہائے

على كتبی وأظهر جهله المكنون. فقال إن تلك الكتب مشحونة من الأغلاط،

من اعتراض کرد۔ وجہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از غلطی ہا پر ہستند ودرگل

وساقطة فی وحل الانحطاط، وليست كماءٍ مَعين. وإن هذا الرجل من

انحطاط فرو افتادہ اند۔ وہیچو آب صافی نیست۔ واین شخص از جاہلان است

الجاهلين، وكل ما يوجد فی كتبه مِن مُلحها وقيافيها، فليس قريحتُه حجرَ

وہرچہ از کلمات نمکین وقافیہ ہا در کلام او یافتہ مے شود۔ پس آن طبعزاد او و

أثافيها، بل تلك كَلِمٌ خرجت من أقلام الآخرين.

سنگ طبیعت اونیست بلکہ این کلمات ازقلمہائے دیگران برآمدہ اند۔

فقلتُ: يا شيخَ النَّوكَى، وعدوَّ العقل والنُّهٰى، إن كتبی مبرَّأة مما

پس گفتم کہ اے شیخ احمقان ودشمن عقل و دانش۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من ازآنچہ گمان کردی

زعمتَ، ومنزّءة عما ظننت، إلَّا سهو الكاتبين، أو زيغ القلم بتغافُل مِنّی لا

بری ہستند۔ واز آنچہ زعم تست منزہ ہستند۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ مثل جہل جاہلان

﴿۲۴۲﴾

كَجهل الجَاهِلين. فإن قدرتَ أن تُثبِت فيها عِثارًا، فخُذْ منّی بحذاء كل لفظٍ غلطٍ

پس اگر تو می دانی کہ در آن کتابہا لغزشے ثابت کنی پس از من بمقابلہ ہر لفظ غلط دینارے بگیر

دينارًا، واجمَعْ صَرِيفًا ونِضارًا، وكُنْ من المتمولين. وهذا صلةٌ تلائم هواک، و

وسیم وزر را جمع کن۔ و از مالداران بشو۔ و این آن انعام است کہ مناسب حال خواہش

تَقَرُّ به عيناک، وتستريح به رجلاک، فتنجو من السفر الدائم، ولا تتيه كالشحّاذ

تست۔ وبدو چشم تو خنک خواہد شد۔ دہر دو پائے تو از ان آرام خواہند گرفت۔ پس از سفر دائمی نجات خواہی یافت وہمچو

الهائم، وتقعد كالمتنعمين، وتغنی به عن جعائل أخرىٰ ومكائد شتی، وإشاعة

سرگردان آوارہ نخواہی گردید۔ ومثل متنعمان خواہی نشست۔ وبدین مال از مزدوری ہائے دیگر وفریب ہائے

"عدوِّ السُنّة"، ووعظ الدجل والفِرية، وتعيش كالمستريحين.

گونا گون واشاعۃ السنہ کہ دراصل عدو السنہ است واز دجل وفریب بے نیاز خواہی شد۔ وہمچو آرام یابان زندگی خواہی

بيد أنی أريد أن أری قبله رَيَّا فصاحتک، وأشاهد أَرِيجَ بلاغتک، لأفهم

گذرانید۔ مگر این است کہ می خواہم کہ قبل ازین امر خوشبوئے فصاحت ترا بینم وبوئے بلاغت تو مشاہدہ

أنک من علماء هذه الضاعة ومن أهل تلک الصّولة، ولستَ

کنم۔ تا بہ بینم کہ تو از علمائے این ضاعت ہستی۔ واز آنان ہستی کہ اہل این حملہ ہستند۔ و از

من الجاهلين المحجوبين العمين.

جاہلان ومجوبان ونابینایان نیستی۔

فاتفقَ لوَشْلِ حَظِّه المبخوس ونَكَدِ طالِعِه المنحوس، أنه ما قَبِل

پس بباعث کم نصیبی وبدبختی طالع منحوس او این اتفاق افتاد کہ او این انعام را قبول نکرد

هذه الصلة، وما سنّی نفسه ليقبل هذه الشريطة، وخشِی الذلة

وخویشتن را بر بلندی آمادگی نیا ورد تا شرط مارا قبول کند۔ واز ذلت ورسوائی

﴿۲۴۳﴾

والفضيحة، وتوارى كالمتخوفين، وقال لو نشاء لقلنا مثل هذا ولكنا لسنا

خود بترسید۔ وہمچو ترسندگان پوشیدہ گشت۔ وگفت اگر بخواہیم مثل این بگوئیم۔ ولیکن مارا فراغتے

بفارغين. وما خرج من بيته، وما رأى نموذجَ زيته، وما تفوّهَ إلا كالمتصلفين.

نیست۔ و از خانہ خود بیرون نیامد۔ و نمونہ زیت خود نہ نمود۔ وبجز لاف زنی ہیچ سخنے نکرد۔

وتحرّيتُ فى صِلتى مرضاتَه، لأنقُد بحيلةٍ حَصاتَه، وأَمخض لبنه وأُرِى جهلاته.

ومن در انعام خود رضائے اورا خیال کردم۔ تا بکدام حیلہ عقل اورا بیاز مایم۔ واز شیر او مسکہ برون آرم وجہل او

فكأن النعاس راودَ آماقَه، أو الخنّاس حبّب إليه إباقَه، فرأيتُ أن حَرَّه

بنمایم۔ پس گویا خواب اورا نزد خود خواند۔ یا شیطان اورا رغبت گریختن داد۔ پس دیدم کہ تمام گرمی او

قد باخَ، وعَزْمَه هرِم وشاخَ، وتراء ى كالمُضْمَحِلّين.

سرد شد۔ وقصد او پیر فرتوت گشت۔ وہمچو مضمحلان شکل نمود۔

ووالله إنى أستيقن أنه لا يقدر على إملاء سطر أو سطرين، وكل ما

وبخدا مرا یقین است کہ او برنوشتن یک سطر یا دو سطر ہم قادر نیست۔ وہرچہ

يقول يقول من المَين، بل لا أظن أن يقدر علٰى فهم مقالى، ويبيّن فى المجلس

می گوید از دروغ میگوید۔ بلکہ مرا این گمان ہم نیست کہ او سخن من بفہمد۔ ودر مجلس مضمون قول من

فَحْواءَ أقوالى، وإنه من الكاذبين. وإنى أعرفه من قديم الزمان، ولكنّى كنتُ

بیان تواند کرد۔ واو از دروغ گویان است۔ ومن اورا از زمانہ قدیم می شناسم۔ لیکن من حال

أستر حاله وأسعٰى للكتمان، بل إذا نطق أحد لإفشاء سِرّه، فطويتُه علٰى غَرّه،

اورا پوشیدہ می داشتم۔ بلکہ چون کسے برائے دریدن پردہ او گفتگو کردے۔ پس من آن گفتگو را بر شکن آن

وصُنْتُ عِرضه من الناهشين. ثم رأيت أنه لا يسدَر عند غلوائه، ولا ينزِع عن نفسه

می پیچیدم۔ وآبروئے اورا از گزند رسانندگان محفوظ داشتم۔ باز دیدم کہ او در وقت تجاوز از حد ہیچ پروائے ندارد۔ واز نفس خود جامہ

﴿۲۴۴﴾

ثوّبَ خيلائه، ولا يترك سير جهلاته، ولا يتوب من خزعبيلاته، بل يظن

پندارر ابرنمی کشد ۔ وسیر تہائے جہالت رانمی گذارد۔ واز کارہائے باطل خود توبہ نمی کند۔ بلکہ گمان مے کند کہ مکراو اورا

أنه ينفعه كيدُه، ويُسخَّر به صيده. فلما رأيت أن أعماله ستُوبِقه، وأن دلاله

نفع خواہد داد۔ واز مکر او شکار او در قابوئے او خواہد آمد۔ پس چون دیدم کہ اعمال او عنقریب اورا ہلاک خواہند کرد۔ وناز

سيُقلِقه، أشعتُ من سيئاته بعض الهنات، وإنّمَا الأعْمَالُ بِالنيّات، وعليها

او عنقریب اورا بے آرام خواہد نمود۔ بعض بدیہائے اورا شائع کردم۔ واعمال بہ نیت ہا وابستہ اند۔ ومدار مجازات برنیت ہا

مدار المجازاة. ثم نعود إلٰى قصتنا الأولٰى، فاعلم أنه دعانا ثم أبٰى، وما حمله علٰى

ست۔ باز ماسوئے قصہ اول عود می کنیم۔ پس بدان کہ اول او مارا بخواند باز سر بتافت واین کنارہ کشی از ین سبب از وصادر

ذٰلك إلا خوف أحرقَه بنار اللظٰى، فإنه قرأ كتبنا فوجدها كدُرٍّ أجلٰى، فأوجس فى

شد کہ اورا آن خوف گرفت کہ بنار دوزخ اورا بسوزانند۔ چرا کہ او کتابہائے مارا مثل گوہر تابان یافت۔ پس در دل خود خوف

نفسه خيفةً وما أبدىٰ، وأنقضَ ظهره ما رأىٰ. فما تمالك أن يشجّع قلبَه المزء ودَ، و

نشانید وظاہر نہ کرد۔ وآنچہ دیدہ بود کمر اورا بشکست۔ پس مالک این امر نماند کہ دل ترسندہ خود را دلیر تواند کرد۔ و

يحضر الموطن الموعود، ويُرى جَناه والعُودَ. بل أشار إلٰى رُجَيلٍ وَغْبٍ، وفرخٍ ليس عليه

در میدان بحث حاضر تواند شد وثمرہ خود را وشاخ خود را بنماید۔ بلکہ سوئے مردکے احمق اشارہ کرد۔ آن مردکے کہ چوزہ است

إلا زَغبٌ، واحتال وقال إنى لن أخرج من جُحْرى، وهذا تلميذى قد رُبِّيَ فى

خورد واندک موہائے باریک برخود دارد۔ وحیلہ کرد وگفت کہ من از سوراخ خود ہرگز بیرون نخواہم آمد۔ واین شاگرد من است

حِجرى، فبارِزْه إن كنت من المبارزين، وإنى أنساب كالتّنّين من خوف القاتلين.

ودر کنار من پرورش یافتہ۔ پس اگر خواہی با او مقابلہ کن۔ ومن در سوراخ خود واپس می روم ہمچنان کہ مار از اندیشہ کشندگان

فقلت يا هٰذا، لا تحسب أن تنجو من مخلبى بكيد، ولو صرتَ جدَّ أبَازَيد،

بسوراخ خود می خزد۔ پس گفتم اے فلان این گمان مکن کہ از پنجہ من بمکرے نجات خواہی یافت۔ اگرچہ ابوزید اہل مقامات

﴿۲۴۵﴾

وإنی أعلم حیل الماکرین. ألا تعلم أنه مِن أدنٰی تلامیذک، وما شرِب إلا جرعة

را پدر پدرشوی۔ ومن حیلہ ہائے مکر کنندگان رامی شناسم۔ آیا نمی دانی کہ او از ادنیٰ شاگردان تست۔ واز نبیذ تو بجز یک

من نبیذک، فإنه لیس کمثلک فی الطاقة العلمیة، ولا علی غَلْوَة من مراحلک

جرعہ ہیچ نخوردہ۔ زیرانکہ اودرطاقت علمیہ مانند تو نیست۔ ونہ از مراحل معلومہ تو برفاصلہ یک تیر

المعلومة، فضلا مِن أن یکون أکبر منک فی العلوم، فلا تفوّض أمرک إلٰی الغبیّ

پرتاب است۔ قطع نظر ازینکہ درعلوم از تو بزرگتر باشد۔ پس امر خود را سوئے کند ذہنے

الزَّغوم، ولا تکن من الخادعین. وأنت تعلم أنه کابن بُوُحِک، أو شقیق روحک،

مسپار۔ کہ فروماندہ درسخن است واز مکاران مشو۔ وتو میدانی کہ او مثل پسر نفس تو یا برادر خورد روح تست۔

وما شرب إلا من صَبوحک، وقد غُذِّیَ بلُبانتک، فقِصّتُه تُطوَی بقصّتک،

واز شراب تو خوردہ است۔ واز شیر تو پرورش یافتہ۔ پس قصہ او بقصہ تو طے خواہد شد۔

وبعد هزیمتک هزیمته بیّن، وإذا مزَّقْنا الصَلْبَ فقد کُسِرَ لیِّنٌ. فإذا سمع قولی،

وبعد شکست تو شکست او ظاہر است۔ وچون سخت را پارہ پارہ کردیم پس شکستن نرم ظاہر است۔ پس چون قول مرا

ورأی صَولی، ففرَّ کفرِّ الوَعْلِ، وانساب إلی جُحره بالمَعْلِ، ونسِی کلَّ أریز کالمتندمین.

شنید وحملہ مرا دید ہمچو بز کوہی بگریخت۔ وسوئے سوراخ خود بشتابی رجوع کرد۔ وہمہ جوش را ہمچو شرمندگان فراموش

وأحفظتُه بکَلِمٍ مؤلمة، وألفاظ موجعة، لعلّه یقوم لمناضلة، ویأتینی لمصارعة،

نمود۔ ومن اورا بکلمات درد رسانندہ درغضب آوردم والفاظ دلآزار گفتم۔ تا باشد کہ او برائے جنگ من برخیزد۔ وبرائے

فما أتی المضمار، وحسِب أنه یلِج النار، واختفی کالمذروعین.

باہمی کشتی نزد من بیاید۔ پس بمیدان نیامد وگمان کرد کہ داخل آتش خواہد شد۔ وہمچو ترسندگان پوشیدہ شد۔

ثم ما غبر علی ذٰلک الزمان إلا شهر أو شهران، حتی أشاع فی تحقیری رسالة،

باز برین امر بجز ماہے یا دو ماہ نگذشت کہ یک رسالہ در تحقیر من شائع کرد۔

﴿۲۴۶﴾ وعزا إلیّ زندقة وضلالة، لیستر به جهلا یُخزیه، ویزیّن شأنه فی أعین تابعیه،

وسوئے من زندقہ وگمراہی رامنسوب کرد۔ تا کہ بدین حیلہ آن جہل راپوشد کہ اورا رسوا می کند۔ وشان خود رادرچشم

ویکثّر سوادَ طالبیه، ویؤذی قلوب المسترشدین. فلما رأیت أنه أفاق من

تابعین خود زینت دہد۔ وگروہ طالبان رابیفزائد۔ ودل مردم رشید را بیازارد۔ پس چون دیدم کہ اواز غشی خود

إغمائه، وضحک بعد بکائه، ورجع إلٰی أدراجه، واستراح بعد انزعاجه،

بہوش آمد وبعد گریستن بخندید۔ وسوئے راہ ہائے خود واپس رفت۔ وبعد رنج آرام یافت۔

ورقأتْ دَمْعتُه، وانفثأتْ لَوعتُه، رأیت أن أُتمّ علیه الحجة مرّة ثانیة،

واشک او بایستاد۔ وسوزش او کم شد۔ مناسب دیدم کہ حجت را برو تمام کنم۔

وأسلّط علیه من الحق زبانیة، فالیوم قمتُ لهذا المرام، لعل اللّٰه

وازحق سیاست کنندگان رابرومسلط کنم۔ پس امروز برائے ہمین مطلب استادہ ام۔ شاید اللہ تعالیٰ سوئے دارالسلام

یهدیه إلٰی دار السلام. إنه یحول بین المرء وقلبه وإنه یشفی المؤوفین.

اورا ہدایت نماید۔ بہ تحقیق خدا تعالیٰ در انسان ودل او حائل میشود۔ وآفت زدگان را شفا می بخشد۔

فیا أیها الشیخ الضالّ، والمفتری البطّال، ألم یأن لک أن تتوب

پس اے شیخ گمراہ ومفتری بطال آیا تا ہنوز برائے تو وقت نرسیدہ است کہ توبہ کنی

وتلیّن البال؟ أتفرح بحیاة فیه البلایا، وفی آخرها المنایا؟ طالما أیقظتُک

ودل تو نرم گردد۔ آیا بدین زندگی خوش میشوی کہ در آن آفات اند ودر آخر او مرگہاست۔ مدتے شد

بالوصایا، ووضعتُ أمام عینیک المرایا، ثم أقسمتُ لعلّک تطمئنّ بالألایا،

کہ من بوصیت ہا ترا بیدار می کنم۔ وپیش چشم تو آئینہ ہا نہادم۔ باز قسم خوردم شاید تو بقسم مطمئن شوی

فقلتُ واللّٰه إنی لست بمفتری وأعوذ بربّ البرایا، أن أسعی إلی الخطایا،

پس گفتم کہ بخدا من مفتری نیستم وپناہ خدا می گیرم کہ سوئے خطاہا پویم۔

﴿۲۴۷﴾

فما ظننتَ إلّا ظن السوء وما تكلمتَ إلّا كالمجترئين. أيها الشيخ إن الدنيا فانية،

پس تو بجز ظن بد ہیچ نکردی وبجز بیباکی ہیچ گونہ کلام نکردی۔ اے شیخ دنیا فانی است ۔

والذی يبقى فهی حضرةٌ ربانية. ترىٰ رجلا متنعما فی المساء ، ثم ترىٰ ذاتَ بكرة أنه

وآنچہ باقی خواہد ماند آن ذات الٰہی است ۔ وشخصے را بوقت شام درخوشحالی می بینی باز در صُبحی می بینی کہ او از

ليس من الأحياء. والموتُ يُهلك أفعًى أعجزَ الراقِی، وكلّ شیءٍ فانٍ ويبقى وجه

زندگان نیست ۔ وموت آن مار را ہم میکشد کہ از وافسون کنندگان عاجز می آیند ۔ وہر چیز در معرض فنا ست و

اللّٰه الباقی. وأَيْـمُ اللّٰهِ، إنّ دِيمتی قد انهلّت من الرحمن، لا من مساعی الإنسان،

خدائے کہ نام او باقی است باقی خواہد ماند ۔ وبخدا کہ باران پیوستہ من از خدا تعالیٰ ریختہ است نہ از کوشش ہائے انسان

ولذٰلک دعوتک أن تأتينی كصديق حميم، فأظهرتَ نفسک كصديد حميم.

واز ہمین سبب ترا خواندہ بودم کہ ہمچو دوست صادق نزدم بیائی ۔ پس خویشتن را ہمچو زرداب ظاہر کردی ۔

وإنی أُيّدتُ من اللّٰه القدير، وأُعطيت عجائب من فضله الكثير. ومن آياته

ومن از خدائے قدیر تائید یافتہ ام ۔ واز فضل او کہ بسیار است عجائب امور دادہ شدہ ام ۔ واز نشانہائے او

أنه علّمنی لسانا عربيّة، وأعطانی نكاتا أدبية، وفضّلنی علىٰ العالمين

یکے این است کہ او مرا علم زبان عربی بیاموخت ۔ ومرا نکات آن زبان بخشید ۔ ومرا بر عالمان این زمانہ

المعاصرين. فإنْ كنتَ فی شکّ من آيتی، وتحسب نفسک حُذَيًّا بلاغتی،

فضیلت داد ۔ پس اگر تو از نشان من در شک ہستی ۔ ونفس خود را معارض بلاغت من می پنداری ۔

فتحامَ القالَ والقيل، واكتُبْ بحذائی الكثير أو القليل، وجَدِّدِ التحقيق

پس ہمہ قال وقیل بگزار وبمقابل من کثیر نویسم یا قلیل بنویس ۔ واز سر نو تحقیق کن

ودَعْ ما فات، وبارِزْ فی موطن وعَيِّنْ له الميقات. وعلیّ وعليک أن نحضر

وگزشتہ را ترک کن ۔ ودر میدانے بمقابلہ من بیا وتاریخ حاضری مقرر کن ۔ وبر من وبر تو واجب خواہد بود کہ

﴿۲۴۸﴾ یَوم المیقات بالرأس والعین، ونناضل فی الإملاء کالخصمَین. فإن زدتَ

در روز مقرر بچشم وسر حاضر شویم۔ ودر املاء ہمچو دوخصم محاربہ کنیم۔ پس اگر تو در بلاغت

فی البلاغة وحسن الأداء ، وجئت بکلام یسرّ قلوب الأدباء ، فأتوب علی یدک

وحسن ادا غالب آمدی۔ وکلامے آوردی کہ دل ادباء رامسرت رساند۔ پس من بردست تو از ہمہ آنچہ

من کل ما ادّعیتُ، وأحرق کل کتاب أشعتُه أو أخضیتُ[1]، وواللّٰہ إنی أفعل

دعویٰ کردم توبہ خواہم کرد۔ وہر کتابے کہ شائع کردم یا ہنوز شائع نکردم خواہم سوخت۔ وبخدا من ہم چنین

کذلک، فانظُرْ أنی أقسمتُ وآلَیتُ. فارحَمِ الأمّة المرحومة، وعالِجِ الفتن المعلومة،

خواہم کرد۔ پس بہ بین کہ من قسم خوردہ ام۔ پس برامت مرحوم رحم کن۔ وفتن ہائے معلومہ را تدبیر فرما۔

فإن الفتن کثرت، والآفات ظہرت، وکُفِّرَ فوج من المسلمین من غیر حق

چرا کہ فتنہ ہا بسیار شدہ اند۔ وآفت ہا بظہور آمدہ اند۔ وگروہے کثیر مسلمانان ناحق کافر قرار دادہ شدہ اند

والألسنُ فیہم طالت، فقُمْ رحمک اللّٰہ ولا تقعد کالمنافقین.

وزبان ہا درایشان دراز شدند۔ پس برخیز خدا بر تو رحم کند وہمچو منافقان منشین۔

ألا تستیقن أنک من العلماء الراسخین، والأدباء القادرین، ثم مع

آیا یقین نمی داری کہ تو از علماء راسخین وادباء قادرین ہستی باز با این ہمہ

ہذا تعلم أن اللّٰہ مؤیّد الصادقین، ومُخزی الکاذبین، واللّٰہ مولٰی أہل الحق

میدانی کہ خدا مویّد صادق خواہد بود۔ وکاذبان را رسوا خواہد کرد۔ وخدا اہل حق را مولیٰ است

ولا مولٰی للمفترین. وإن لم تقدر علٰی المقابلة، ولم تقم للمناضلة، فرضیتُ

ومفتریان را ہیچ مولیٰ نیست۔ واگر برمقابلہ من قادر نتوانی شد۔ وبرائے معارضہ نتوانی برخاست۔ پس من بدین

بأن تُسْمِعَنی ما أکتُب من العبارات الأنیقة، والجمل الرشیقة،

قدر ہم راضی ہستم کہ آن عبارات خوب وجملہ ہائے مرغوب کہ من نویسم مرا بشنوائی۔

[1] سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست اخفیتُ ہے واللہ اعلم (ناشر)

﴿۲۴۹﴾

وكفاني لو فُزتَ بهٰذاالطريقة، وأظهرتَ ما قلتُ على الحاضرين. ولكنى جَرّبتُكَ

واگر بدین طریق کامیاب شدی۔ واز گفتار من حاضرین را مطلع گردانیدی مرا ہمین قدر کافی است۔ مگر من از سالہا

مُذُ أعوام، أنك لا تقوم فى مقام، ولا تريد قطع خصام، وتنحِت فى آخر الأمر

ترا آزمودم کہ تو در ہیچ مقامے نتوانی ایستاد۔ ونمی خواہی کہ ہیچ خصومتے را قطع کنی۔ و در آخر کار حیلہ ہائے سست

حيلًا واهية، ومعاذير منسوجة كاذبة، وتفرّ كالمحتالين. فعليك أن

مے تراشی۔ وعذر ہائے از دروغ بافتہ درمیان می آری۔ ومثل حیلہ گران می گریزی۔ پس برتو لازم خواہد بود کہ

لا تحتال كأيام سابقة، وتحضر على الميقات فى رِياغةٍ مقرَّرة، فإن كنتَ غالبًا

ہمچو روز ہائے گذشتہ حیلہ ہا درمیان نیاری۔ وبروقت میعاد در کشتی گاہ مقررہ حاضر شوی۔ پس اگر تو غالب شدی

وفاءَ أمرُك إلى غلبة ورشاد، فأَخفِض لك جناحَ انقياد، وأتوب علٰى يديك

وامر تو سوئے غلبہ وسامان رجوع کرد۔ پس برائے تو بازوئے اطاعت خمیدہ خواہم کرد۔ وبردست تو باعتقاد توبہ

باعتقاد، كالذى قفَل من ضلال إلى سَداد. فأَلْفِتُ اليوم وجهى إليك يا أبا المِراء،

خواہم نمود۔ مثل آن کسے کہ از گمراہی سوئے صلاحیت رجوع کرد۔ پس امروز روئے خود سوئے تو وسوئے برادران تو

وإلٰى إخوانك من العلماء ، وأدعوكم إلٰى مأدُبتى الجَفَلَى، وأبلّغ دعوتى إلى

از علماء متوجہ کردم۔ وشمارا سوء مہمانی عام خود می خوانم۔ وہمہ باشندگان شہر و جنگل را

أهل الحضارة والفلا، فعليكم أن لا تعرضوا عن هذه الدعوة كما أبيتم ذات

دعوت من است۔ پس برشما لازم است کہ ازین دعوت اعراض مکنید۔ چنانچہ پیش زین یکدفعہ

مرة فى الأيام السابقة، فإن هذا يقضى بين الصادقين والكاذبين،

انکار کردہ اید۔ چرا کہ این تجویز در صادقان وکاذبان فیصلہ خواہد کرد۔

وتتجلّٰى منه آية رب العالمين، وتستبين سبيل المجرمين.

وازو نشان خدا تعالٰی ظاہر خواہد شد۔ وراہ مجرمان مکشوف خواہد گردید۔

﴿۲۵۰﴾

بيد أنی لا أظن أن تحضُروا لفصل هذه القضية، والرجاء منقطع

مگر من یقین نمی کنم کہ برائے فیصلہ این مقدمہ شما حاضر خواہید شد۔ وازتو وازامثال تو درین کار بزرگ امید

منک ومن أمثالک فی هذه الخطّة، فكأنی أستنزل العُصَمَ من المَعاقل،

منقطع است۔ پس گویا کہ من بزہائے کوہی را از بلندی کوہ ہا میخوانم

أو أطلب الولد من الثاقل[1]، أو أستقری الدُهْن من الحديد، أو أبغی الطِيب

یا از زن فرزند مردہ فرزند می خواہم۔ یا از آہن دہن را تلاش می کنم۔ یا از زرداب خوشبو

من الصديد، وأرى أنی أرجع إليكم كالخاطئين، وأضيع وقتی فی سؤالی

می جویم۔ ومی بینم کہ این خطا من است کہ سوئے شما متوجہ می شوم۔ وبسوال ازمحرومان وقت خودرا

من المحرومين. وإنی لم أفعل ذالک لو لم يكن مقصدی إتمام الحجة،

ضائع می کنم۔ ومن این چنین نکردمے اگر مقصد من اتمام حجت واظہار حق نبودے۔

وإظهار الحق على الخاصة والعامة. وإنی أدعوكم أوّلاً إلى المباهلة، فإن لم

ومن شمارا اول سوء مباہلہ می خوانم۔ پس اگر قبول نہ کنید

تقبلوا فأدعوكم إلٰى أن يجيئنی أحد منكم لرؤية آيتی ويلبث عندی إلى السنة

پس این دعوت می کنم کہ تا سالے کسے از شما نزد من بماند۔ تا نشانم بیند۔ واگر این

الكاملة، وإن لم تقبلوا فأدعوكم إلى المناضلة فی العربية، بالشريطة المذكورة

ہم قبول نہ کنید۔ پس برائے معارضہ زبان عربی میخوانم۔ بشرطیکہ مذکوراست ونیز آئندہ ذکر آن خواہد آمد۔ واگر

والآتية، وإن لم تستطيعوا فُرادىٰ فُرادىٰ، فما أضيّق الأمر على من عادى، بل

یک یک طاقت ندارید۔ پس بر دشمنان خود امر را تنگ نمی کنم۔ بلکہ شمارا اجازت می دہم

آذن لكم أن يجلس بعضكم بالبعض كالناصرين.

کہ بعض بعض را مددگار شوند۔

[1] الثاقل سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست ''الثاکل'' ہے واللہ اعلم (ناشر)

ثمّ اعلم أیها الشیخ الضال، والدّجال البطّال، أنّ الثمانیة الذین هم

باز اے شیخ گمراہ ودجال بطال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار عُودک، ووَقودُ وُقودِک، الذین أُدخِلوا فی التسعة المخاطبین، فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو۔ وہیزم آتش افروختہ تو ہستند آنانکہ در نُہ مخاطبان داخل اند۔ پس یکے از آنہا

شیخک الضال الکاذب نذیرُ المبشّرین، ثم الدهلوی عبد الحق ☆

شیخ گمراہ و دروغگوتست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان رامی ترساند۔ باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین، ثم عبد اللّٰہ التونکی، ثم أحمد علی السهارنفوری من المقلّدین،

رئیس لاف زنان است۔ باز عبد اللہ ٹونکی۔ باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتکبّرین الذی أضاع دینه بالکبر والتوهین، ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری ست کہ از تکبر وتوہین دین خود را ضائع کرد۔ باز محمد حسن

الأمروهی الذی أقبلَ علیّ إقبالَ مَن لبِس الصفاقة وخلَع الصداقة،

امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد۔ واز راستی خود را دور افگند۔

☆ الحاشیة: هذا الرجل لا یحسب العربیة المبارکة ام الالسنة. بل هی

این شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد۔ بلکہ عربی

عنده مستخرجة من العبریة. التی هی لها کالفُضلة. ویستیقن ان اثبات

نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است۔ حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است۔ واین شخص یقین می کند

هٰذه الخطة عقدة مستصعبة الافتتاح. او کزندة مستعسرة الاقتداح. مع انا

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد۔ یا مثل سنگے است کہ ازان آتش بیرون نتواند آمد

فزغنا من فتح هٰذا المیدان. فی کتابنا منن الرّحمٰن . وسوف

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم۔ واین فراغت در کتاب

﴿۲۵۲﴾

واعتلقتْ أظفاره بعِرضی کالذِیاب، ومِخْلبُه بثوبی کالکلاب، ونطق بکَلِمٍ

وناخن ہائے ہمچو گرگان بآبروئے من آویخت۔ وپنجہ ہمچو سگان بجامہ من درآویخت۔ وسخنانے برزبان خود آورد کہ بجز

لا ینطق بمثلها إلا شیطان لعین. وآخرهم الشیطان الأعمٰی، والغُول الأغوی،

شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند۔ واز ہمہ آخر شیطان کوراست ودیو گمراہ۔ کہ او را رشید احمد گنگوہی مے گویند۔

یقال له رشید الجنجوهی، وهو شقیّ کالأمروهی ومن الملعونین.

واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است۔

فهؤلاء تسعةُ رهطٍ کفّرونا، أو سبّونا وکانوا مفسدین. ونذکر معهم الشیخین

پس این نُہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند ودشنامہا دادند۔ واز مفسدان ہستند۔ وما با اوشان دو مشہور شیخ را

المشهورین، یعنی الشیخ إله بخش التونسوی، والشیخ غلام نظام الدین

نیز ذکر می کنیم۔ یعنی شیخ الہ بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

یشاع فی الدیار والبلدان. فیومئذ تسودّ وجوه المنکرین. وانا نُصرنا فی

منن الرحمٰن شدہ است۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد۔ پس در آن روز روئے منکران سیاہ

نا وایّدنا فی انظارنا. من الله ربّ العالمین. ودسنا فیه کل دَوُس. الذین یقولون

خواہد گردید۔ و ما در فکر ہائے خود ونظر ہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ و ما آنانرا کہ میگویند کہ عربی

انّ العربیة. ما سبق غیرهُ بطوس. بل هی کاللباس المستبذل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل و کشیءٍ هو سقط صلفة غیر معین.

بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد در آن کتاب بخوبی پامال کردیم۔

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات. وارینا الامر کالبدیهیات. مصیبین غیر مُسقطین.

و ما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است تا ثابت کردیم۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم۔ و

حاشیہ

﴿۲۵۳﴾

البريلوی، وإنهما من المعرضين، فندخلهم فی الذين خاطبناهم ليكونا من

واین ہر دو از اعراض کنندگان ہستند۔ پس ما ایشانرا نیز ہم در آنان داخل میکنیم کہ مخاطب ماہستند تا از زمرہ مصدقان

المصدقين أو المكذبين. وما نقول فيهم شيئًا إلا بعد أن يُرينا اللّٰه وهو أعلم

شوند یا از مکذبان۔ وما درحق ایشان چیزے نمی گوئیم۔ مگر آنچہ خدا تعالیٰ بر ما ظاہر کند۔ واو ہر چہ در سینہ ہائے مردم است

بما فی صدور العالمين، بيد أننا نجعلهما غرضًا لهذه المخاطبات، وندعوهما

خوب می داند۔ مگر این است کہ ما ہر دو را ہمچو برادران اوشان نشانۂ این مخاطبات می سازیم۔ وایشانرا برائے مباہلہ یا

للمباهلة أو رؤية الآية أو للمناضلة فی عربی مبين.

برائے دیدن آیات یا برائے مقابلہ انشاء عربی می خوانیم۔

فيا حسرة علٰى وَهْنِ آراء علمائنا الجهلاء ! إنْ هم إلّا كالعجماء ، ولا يدرون مناهج

برراہ صواب رفیتم و ہیچ غلطی نکردیم۔ پس بر سستی رائے علماء ما کہ درحقیقت جاہل اند حسرتہاست۔ ایشان مثل

تحقيق الأشياء ، وما كانوا متدبرين. كثرت البدعات وعمَّ البلاء ، وكلَّ طرف

چارپایہ ہستند۔ وطریقہ تحقیق اشیاء را نمی دانند ومتدبر نیستند۔ بدعتہا وبلاہا بسیار شدہ اند۔ ودر ہر طرف فتنہ

فتنةٌ صَمّاء والعلماء السفهاء ، فارحَمْ عبادك يا أرحم الراحمين.

خطرناک است۔ وعلماء این سفیہان ہستند۔ پس خدایا بر بندگان خود رحم کن۔

وأمّا سبب هذا الخطأ الأزحل، فاعلم أنهم قوم رغبوا فی فُضالة

وسبب این خطا کہ دور از حقیقت است این است کہ این مردم در فضلہ خوردہ دیگران رغبت کردہ اند وخود

المآكل، وما جاهدوا لتجديد المنهل، وما حبسوا أنفسهم على معارك التحقيقات،

برائے تازہ کردن چشمہ کوشش نمودند۔ ونفسہائے خود را بر معرکہائے تحقیقات ضبط نکردند۔ بلکہ ہمچو طبیعتہائے غرق

بل رضُوا كطبائع خرقاء بالتقليدات، وأطلقوا جُرُدَ الإمعان والإثبات، كالمتغافلين

جہالت بہ تقلید راضی شدند۔ واسپان فکر وثبوت بہم رسانیدن را از دست خود چون لا پروایان

﴿۵۲۴﴾

وأمـا الآخـرون الـذيـن سـمَّـوا أنفسهم مولويين، مع كونهم مِن الغاوين

مگر آن دیگر مردمان کہ باوجود جاہل بودن نام خود مولوی نہادہ اند پس ما کتاب را از ذکر

الـجاهلين، فننـزّه الكتاب عن ذكرهم ولا ننجّس الصحيفة من كثرة ذكر الخبيثين

اوشان پاک می داریم واین رسالہ را از کثرت ذکر خبیثان نجس نخواہیم کرد وایشان آن جاہلان

من غير ضرورة، وإنهم من الجاهلين المعلَّمين، الذين يقلّدون أكابرهم وليسوا من

ہستند کہ در شرارتہا تعلیم دادہ شدہ اند۔ ومقلد اکابر خود ہستند واز تدبر کنندگان نیستند۔ پس اے شیخ من

الـمتـدبّـريـن. فـأيهـا الشيـخ إنـي أعلم أنك رئيـس هذه الثمـانية، وكمثلِ إمـامٍ

می دانم کہ تو رئیس این ہشت کس ہستی۔ واین گروہ باغی را مثل

غيـر مبالين. وإنّـا إذا فَـحّـصـنـا حق الـفـحـص الدقيق، وبلّغنا الأمر إلى أقصٰى مراتب

رہا کردند۔ وما چون بنظر دقیق تفحص کردیم۔ وکار را تا نہایت درجہ تحقیق رسانیدیم

التـحـقـيـق، فـانـكشف أن الألسـن كـلهـا مـأخـوذة مِـن الـعـربية، ومستـخـرَجة من

پس ظاہر شد کہ ہمہ زبانہا از عربی ماخوذ اند۔ واز خزائن این زبان خارج شدہ اند۔

خـزائـن هـذه اللهجة، والآن مـوجـودة كـالـوجـوه الـمـمسـوخة الـمـغيَّرة الملوَّحة،

واکنون ہمچو روہائے تغیر یافتہ وسوختہ ومجروح ومضروب موجود اند۔

وكالمجروحين المضروبين. وقـد بُدّل نظامها، وغُيّر موضعها ومقامها، وأُخرِجَت من

ونظام آن زبان ہا مبدل کردہ شد۔ وموضع ومقام آنہارا تغیر دادہ شد۔

جـواهـر مـنـتـظـمة، وسـلـسـلة مـلتـئـمةٍ، وتـاهـتْ كـالـمـتـفـرّقـيـن.

واز جواہر منتظمہ وسلسلہ ہائے باہم پیوند یافتہ خارج کردہ شد۔ وہمچو تفرقہ یابان آوارہ شدند پس بعض آن

فكـأن بـعضها اليوم على رَبـاوةٍ، وبـعـض آخـر فـي وَهْـدٍ متّـكِئًا على هَراوة، والبعض

گویا بر پشتہ استادہ است۔ و بعض در زمین پست بعصا تکیہ کردہ۔ و بعض بچادر روئے

(العربیۃ)

﴿۲۵۵﴾

لتـلک الـفـئة الباغية، وهم لک كالتلاميذ فی الغواية أو كالمسحورين. فَأْتِنی

امام قائم شدی ۔ و این مردم ترا مثل شاگردان در گمراہی ہستند یا ہمچو کسانے کہ برایشان جادو کردہ باشند ۔

بـخيـلک ورَجِـلک، واجـمَـعْ كـلّ دجـلک وانحَتْ أنواع الافتنان، وأْتِنی مع

پس با سواران خود و پیادگان خود نزدم بیا ۔ و ہمہ دجل خود را و ہمہ قسم فتنہ را بتراش ۔ و با جماعتہائے خود از

جموعک من أهل العدوان، وصُلْ علیّ كحبشیٍّ صَال علی كعبة الرحمٰن،

اہل تجاوز نزدم بیا ۔ و مثل آن حبشی بر من حملہ کن کہ بر کعبہ مکرمہ حملہ کردہ بود ۔ باز قدرت خدائے جزا دہندہ

ثـم شـاهِـدْ قدرة اللّٰه الدّيّان. فـإن أعـرضـتـم وحسرتم، وواريتم الوجوه وفررتم،

را بہ بین ۔ پس اگر شما اعراض کنید و درماندہ شوید ۔ و روہا را بپوشانید وبگریزید ۔

لفّعَ وجهـه بـرِداء، ونُـكِّـرَ شـخصه كغُرماء . ومـنـهـا ألـفـاظ كـأنهـا دُفنت وبوعدت

خود را پوشیدہ ۔ و ہمچو قرضداران شکل خود نہفتہ ۔ و بعض چنین لفظ اند کہ گویا آنہا دفن کردہ شدند ۔ واز ہمزادان دور

مـن الأتـراب، وهِيْلَ عـليهـا الـزوائـد كهَيْلِ التـراب، وإنّـا نعـرفهـا اليوم كـرجـال

انداختہ شدند و بر آنہا ہمچو خاک زوائد انداختہ شدند ۔ و ما امروز آن الفاظ را بدانسان می شناسیم کہ کسانے شناختہ می

تـكـلـمـوا فـی الأجـداث، وبُـعِثـوا بـعـد مـا سُـمِعَ نَعْيُهم بنوازل الانبثاث، أو كـإلْفٍ

شوند کہ در قبرہا گفتگو کنند و بعد زانکہ از حوادث پراگندگی خبر موت ایشان رسد باز از قبر بیرون آیند ۔ یا مثل دوستے کہ

يُـفـقَـد، ويُسـتـرجَـع لـه بـعـد مـنـاحة تُـعـقَـد، فخرجت الآن كنعش المَيت، أو الغلام

مفقود الخبر باشد و بعد انعقاد مجلس ماتم بروانّا للّٰہ گفتہ شود ۔ پس اکنون آن لفظ ہا مثل لاش میّت بیرون آمدہ اند ۔ یا

الـفـارّ مِـن البيـت، أو الـنسيـب الـمهـجور من الأقـارب، أو الابن الغـائـب الهـارب.

مثل آن غلام آمدہ اند کہ از خانہ گریختہ بود ۔ یا مثل آن عزیز قریب النسب کہ از اقارب خود جدا شدہ بود ۔ یا مثل

فـمـنـهـا لـفـظُ مـا رأی انثلامَ حَبّةٍ، وقـفَـل كـمـا سـافـر بسلامةٍ وصحة. ومـنـهـا

آن پسر کہ گمشدہ وگریختہ بود ۔ پس ازان لفظہا آن لفظ است کہ یک حبہ نقصان او

﴿۲۵۶﴾

فتقع الحجة عليكم إلى أبد الآبدين، ويعرف الذين يلقفون منك القول المجهول

پس حجت الٰہی برائے ہمیشہ برشما خواہد افتاد۔ وآنانکہ از تو قول مجہول را می گیرند۔ و ہذیان باہم بافتہ قبول مے کنند

والهذيان المفتول، أنك كنت من الكاذبين. فيكون عليك كما يُبكى على

خواہند دانست کہ تو از دروغگویان ہستی۔ پس برتو چنان خواہند گریست کہ برزیان کاران می گریند۔ وانا للہ خواہند گفت

الخاسرين، ويسترجعون كما يُسترجَع للمصابين، فتصبح كالمخذولين. فناجِ

چنانکہ برمصیبت زدگان می گویند۔ پس ہمچو مخذولان صبح خواہی کرد۔ پس درباره قبول یا کناره کردن بانفس خود مشوره کن

نفسَك في القبول أو الإعراض، مِن قبل أن تُذبح كالعِرباض، وتلحق بالملومين.

قبل ازانکہ ہمچو شتر کشتہ شوی۔ وبانان ملحق شوی کہ مورد ملامت می باشند۔

ما رأى أثر الاستلام، حتى بلغ إلى الاخترام، وبكتْ عليه ورثاؤه

نہ شد۔ وچنانکہ سفر کرده بود بسلامت وصحت باز آمد۔ واز آنہا لفظے است کہ اثر سودن را بدید تا آنکہ

كالنوادب، بعد ما كان كأرباب المآدب، وصار كالجنائز بعد ما كان من أهل

تا بیخ کندن نوبت او رسید۔ ووارثان او مثل زنان ماتم کنندگان برو گریستند۔ بعد ازانکہ ہمچو میزبانان

الجوائز وما هذا مِن الدعاوى التي لا دليل عليها،

بود کہ ضیافت می کنند۔ ومثل جنازه ہا شد بعد ازانکہ از اہل بخشش بود۔ واین ازان دعویٰ ہا نیست کہ برو

ولا من الأمور التي لا يوجد الحق لديها، بل عندنا ذخيرة من هذه

دلیلے نباشد۔ ونہ ازان امور است کہ حق نزد آن یافتہ نمی شود۔ بلکہ نزد ما ازین نظیر ہا ذخیره است

النظائر، ووجوه شافية للمرتاب الحائر. والذين مارسوا

وبرائے شک کننده حیران شونده وجوه شافیہ موجود ہستند۔ وآنانکہ ممارست لغات کردند

اللغات وفتّشوها، واطّلعوا على عجائب العربية وشاهدوها، فأولئك

وتفتیش لغات نمودند۔ وبر عجائبات عربیہ اطلاع یافتند ومشاہده کردند۔ پس این مردم

﴿۲۵۷﴾

وقد سمعتَ أن الشريطة الأولٰى التى أُحكِمتْ للمناضلة، ووجبتْ لكل من

و تو شنیدۂ کہ آن شرط کہ برائے مباحثہ پختہ کردہ شدہ است۔ وبرائے ہر مباحث واجب

قام للمباحثة، هو أن يأتى مناضل بكتاب من مثل هذا الكتاب، النظم بعدّة

قرارداده شده۔ آن این است کہ مقابلہ کنندہ کتابے مثل این کتاب بیارد۔ نظم بشمار نظم

يعلمون بعلم اليقين، ويستيقنون كعارف الحق المبين، أن العربية متفرّدة

بعلم یقین ومعرفت کامل مے دانند۔ کہ زبان عربی درصفات خود ومفردات خود کامل

فى صفاتها، وكاملة فى مفرداتها، ومعجِبة بحُسن مركّباتها، ولا يبلغها

ومتفرد است وباحسن مرکبات خود درعجیب اندازہ است۔ وہیچ زبانے از زبانہائے دنیا

لسانٌ من ألسُن الأرضين. وأمّا اليونانية والعبرانية والهندية وغيرها، فتجد

با او نمی رسد۔ مگر یونانی وعبرانی وہندی ودیگر زبانہا۔ پس تو اکثر الفاظ آنہا از قبیل تراش

أكثر ألفاظها من قبيل البَرْىِ والنحت، وشتّان ما بينها وبين المفرد البحت.

وخراش خواہی یافت۔ ودر مفرد خالص وہمچو مرکبات بسیار فرق است۔ واین امر

وذاك يدلّ علٰى أن تلك الألسنة ليست من حضرة العزّة، ولا من زمان

دلالت می کند کہ این زبانہا از طرف خدا تعالیٰ نیستند۔ ونہ از ابتدائی پیدائش اند۔

بدء البريّة، بل تشهد الفراسة الصحيحة، ويُفتى القلب والقريحة، أنها

بلکہ فراست صحیحہ ودل سلیم گواہی می دہند کہ این زبانہا بوقت ضرورتہا تراشیدہ شدہ اند

نُحِتت عند هجوم الضرورات، وصِيغتْ عند فقدان المفردات، وسُرقتْ

وبر وقت فقدان مفردات از مرکبات کارگرفتہ اند۔ ومفردات را از عربی

مفرداتها من العربية بأنواع الخيانات، ففكِّرْ إن كنت من الطالبين.

بطور دزدے گرفتہ اند۔ پس فکر کن اگر طالب حق ہستی۔

﴿۲۵۸﴾

الـنظم، والنثر بـعدّة الـنثـر، مـع تسـوية التوشية والاختضاب. فإن أتيتم بكتاب

و نثر بشمار نثر وہم چنین در رنگینی عبارت برابری را ملحوظ دارد۔ پس اگر شما

مـن مثـل هـذه الـرسـالة، وفعلتم ذٰلک إلٰى شهـرين لإراءة الـفـضل و

ہیچو این کتاب بیا وردید۔ و این کار را تا دو ماہ بجا آوردید

وهـذا أمـر ثبـت بـدلائـل واضـحة، وبراهين سـاطعة، وعـنـدنا ذخيرة

واین آن امرے ست کہ بدلائل واضحہ وبراہین ساطعہ ثابت شدہ است۔

عظيمة من مفردات إنكليزية، وجرمنية، ولاطينية، وروسية، ويونانية،

و نزد ما از مفردات انگریزی و جرمنی و لاطینی و روسی ویونانی

وهـنـدية، وصيـنـية، وفـارسية، وألسُـنٍ أخـرى مـن ديـار بعيدة وقريبة،

و شاستری و چینی و فارسی و دیگر زبانہا ذخیرہ کلان است

وقـد أثبتـنـا أنهـا حُـرِّفَـت مِـن كـلِـمٍ عربيةٍ مطهَّرةٍ، لو رأيتَها لَـمُلئت

وثابت کردیم کہ آن ہمہ الفاظ ازکلمات عربیہ مطہرہ تحریف کردہ شدہ اند۔ اگرتو آن الفاظ را بہ بینی

خَـوفًـا ورعبًا، ولأقـررتَ بـصـدق كـلامـنـا كـالـتائبين الراجعين.

برتو خوف ورعب مستولی شود وبصدق کلام ما اقرار کنی ومثل تائبان ورجوع کنندگان شوی۔

وقلتَ سبـحـان الذى جعل العربية أُمَّ الألسنة، كما جعَل مكّةَ

وبگوئی کہ پاک آن ذات است کہ زبان عربی را مادر زبان ہا گردانید چنانچہ مکہ را

أُمَّ القرىٰ، وجـعـل رسولنا أُمِّيًّا لهذه الإشارة، وجـعَـلهـا خاتَمَ ألسُن

مادرتمام آبادی ہا کرد۔ ورسول ما را بہرہمین اشارہ اُمی نام نہاد وزبان عربی را برائے زبانہائے

الـعـالـمـيـن، كـمـا جـعـل رسـولـنـا خـاتَـمَ الـنبيين، وجـعـل

جہانیان خاتم الالسنہ گردانید۔ چنانکہ رسول ما را خاتم الانبیاء گردانید و قرآن را

(حاشیہ: القصیدۃ)

الجلالة، فأجيئكم كالمعتذرين التائبين. وإن لم تقدروا فعليكم أن تقرّوا

پس نزد شما ہمچو عذر آورندگان توبہ کنندگان خواہم آمد۔ واگر شما بر پیش کردن نظیر قادر نشوید پس بر شما لازم خواہد بود

بأنه آية من آيات الرحمٰن، لا مِن فعل الإنسان، وما أشقّ عليكم بعد إقراركم

کہ اقرار کنند کہ این نشانے از نشانہائے خدا تعالیٰ است نہ از فعل انسان۔ وبعد اقرار کردن ہیچ بارے

القرآن أُمَّ الكتب ، وجعله صُحُفاً مطهَّرةً فيها كُتب الأولين والآخرين.

ام الکتب قرار داد وآنرا صحف مطہرہ کرد۔ ودر وخلاصہ تمام کتب درج کرد۔ باز

ثم سأل المعترض المذكور عن وجه تسمية بعض أسماء يحسبها جامدة.

معترض مذکور از وجہ تسمیہ بعض آن اسماء سوال کردہ است کہ آنہا را جامد می پندارد۔

**فاعلم** أنها وكذٰلك أسماء أخرى ليست جامدة حقيقة، بل هو ظن الذين ما

پس بدان کہ نہ آن اسماء ونہ دیگر اسماء بوجہ حقیقت جامد ہستند۔ بلکہ این ظن کسانے

تدبّروا حق التدبر، واتبعوا روايات مسموعة، وحَرّموا على أنفسهم أن يتعمّقوا

است کہ تدبر نکردند۔ چنانکہ حق تدبر است وروایات مسموعہ را پیروی نمودند۔ واین

كالمحققين. ألا يعلمون أن الله علّم آدمَ الأسماء ليُكمِّله عِلمًا وحكمة؟ فما

امر برنفسہائے خود حرام گردانیدند کی ہمچو محققان تعمق بجا آرند۔ آیا نمی دانند کہ خدا تعالیٰ

ظنهم.. أَعَلّمه أسماءً مُهمَلة؟ أيعزُون إلى الله لغوًا خاليًا عن المعنى المكنون،

آدم علیہ السلام را اسماء بیاموخت تا اورا علم وحکمت بیاموزد۔ پس آیا گمان ایشان این

ويجعلونه واضعَ لغوٍ؟ سبحانه وتعالى عما يظنون! ألا يعلمون أن الغرض مِنْ

است کہ خدا آدم را اسماء مہملہ و بے معنی بیاموخت آیا سوئے خدا لغوے را منسوب

تعليم الأسماء كان إفادةً، والمهمل لا يزيد معرفة ولا بصيرة، ويعلم كلُّ من له

می کنند کہ از معنی مقصود خالی است۔ وخدا تعالیٰ را وضع کنندہ لغو قرار می دہند۔

﴿۲۶۰﴾

إلا أن تصافوني مصدِّقين. ذٰلك خير الطرق وأحسن الانتظام، وفيه أمن

برشمانمی نہم مگر اینکہ بامن بحالت تصدیق دوستی کنید۔ این بہترین طریقہ ہا واحسن انتظام است۔ ودرین

للفريقين من تكاليف السفر ومتاعب ترك المقام، وحرج آخر لا بد منه

ہر دو فریق را از تکالیف سفر و رنج ترک مقام امن است ودیگر حرجہا کہ مسافران را ضرور

حظ من الدهاء أنّ عدم عِلم الأشيَاء لا يَدل علٰى عَدم الأشياء، وإنّا

خدا تعالیٰ ازین بدگمانی ہا پاک وبلندتر است۔ آیا نمی دانند کہ غرض از تعلیم اسماء افادہ بود۔ ومہمل نہ معرفت را زیادہ می کند

لا نعلم منافع كثير من المخلوقات، معه أنه لا يُقال إنها خالية من النفع في

ونہ بصیرت را۔ وہر شخصے کہ اورا بہرہ از دانش است میداند کہ عدم علم شی برعدم شے دلالت نمی کند ما بر منافع بسیارے از

علم ربِّ الكائنات. بل الاعتلاق بمثل هذه الأوهام، من سير الجهلاء

مخلوقات اطلاع نمی داریم باوجود اینکہ این گفتہ نمی شود کہ درحقیقت آن اشیاء در علم خدا تعالیٰ خالی از نفع ہستند بلکہ بمثل

السفهاء اللئام، فاتق الله ولا تَعْزُ المهملات إلٰى منبع الحق والحكمة، فإن

این وہم ہا آویختن سیرت جاہلان است۔ پس از خدا بترس ومہملات را سوئے آن ذات نسبت مکن کہ منبع حق وحکمت

الله ما علّم آدم إلا معاني الأسماء التي هي مفاتيح الأسرار المخزونة.

است۔ زیرا کہ خدا تعالیٰ آدم علیہ السلام را ہمان معانی اسماء تعلیم کرد کہ اسرار مخزونہ را کلید بودند۔

ومن أجلى البديهيات أن الشريعة الكبرى الأبدية والملّة

ونیز این امر اجلیٰ بدیہیات است کہ شریعت کبریٰ ابدیہ کہ شریعت اسلام است

المحيطة الكاملة تقتضي أن تنزل بلسان تكونُ أكمل

تقاضا می کنید کہ در زبانے نازل شود کہ اکمل الالسنہ باشد

الألسنة، وأوسع الأوعية، ولا سيّما شريعة جاءت

و ظرف او از ہمہ ظرفہا وسیع تر باشد۔ خصوصاً آن شریعت کہ چنین

حاشیہ

للمسافرين. ثم إن اتفق بعده أنكم ظننتم لی الظنون، وزعمتم أنه ألّفه الشاميون، ﴿۲۶۱﴾

پیش می آیند۔ باز اگر این امر پیش آمد کہ شمارا برمن بدگمانی ہا پیدا شد وگمان کنید کہ این کتاب را شامیان تالیف کردہ اند

أو أعان عليه قوم آخرون، فأقبَلُ أن تناضلونی بالمشافهة، بعد أن تقرّوا بأنكم

یا قومے دیگر بران مدد کردہ است۔ پس قبول خواہم کرد کہ بالمواجہ بامن معارضہ کنید۔ بعد زین

بكتاب فيه إعجاز البلاغة والفصاحة، وهو يطلب عبارات من مثله من جميع

کتابے آرد کہ از روئے بلاغت وفصاحت معجزہ ہست۔ واز ہمہ زبانہا نظیر بلاغت می جوید۔

الألسن وكافّة البريّة. فأنت تعلم أن هذا الإعجاز تحتاج إلى كمال اللسان،

پس تو میدانی کہ این اعجاز بسوئے کمال آن زبان محتاج است کہ در وایں کتاب نازل شد۔ ومی خواہد کہ

ويقتضى أن يكون ظرفها وَسِيعًا كمثل قُوى الإنسان. فإن اللسان كوِعاءٍ

ظرف آن زبان چنان وسیع باشد کہ ظرف قوتہائے انسان وسیع است چرا کہ زبان برائے متاع بیان

لمتاع البيان، وكصدف لدُرر العرفان. فلو فرضنا أن لسانًا أخرى أكملُ من

مثل آوندی است۔ یا ہمچو صدف است برائے درہائے معرفت۔ پس اگر این فرض کنیم کہ زبانے دیگر

العربية، فلزِمنا أن نُقرّ أنها أسبق منها فی ميادين البلاغة، وأنسب

از عربی اکمل است۔ پس مارا لازم خواہد بود کہ اقرار کنیم کہ آن زبان در میدانہائے بلاغت از عربی

لحسن أداء المعارف الدينية، فكأن اللّٰه أخطأ فی تركه إيّاه،

سبقت ہا دارد۔ وبرائے ادائے معارف دینیہ انسب واولیٰ ہمان زبان است۔ پس گویا خدا تعالیٰ خطا

وإنزاله القرآن فی هذه اللّهجة الناقصة. فتُبْ أيها المسكين

کرد کہ آن افضل زبان را ترک نمود۔ ودر عربی کہ ازان فروتر است قرآن شریف را نازل فرمود۔ پس

ولا تتبع أهواء النفس الأمّارة، واتّقِ غشاوةَ الجهل والعصبيّة،

اے مسکین توبہ کن۔ وہواء نفس امّار را پیرو مباش۔ و از پردہ جہل وتعصب کنارہ کن

القصیدہ

﴿۲۶۲﴾

عجزتم من نوع تلک المقابلة، ولکم أن تقولوا إنّ هذا إنشاء الشامیّین ولا قِبَل لنا

اقرار کہ از مثل این مقابلہ عاجز آمدہ اید۔ وشمارا اجازت است کہ بگوئید کہ این تالیف شامیان است۔ وما با شامیان

ولا ترفع رأسک کالمجترئین. وأمّا قولک أن لفظ التحت والتراب والمِیزاب أسماء

وہمچو بیبا کان سر خود بلند مکن۔ مگر این قول تو کہ لفظ تحت وتراب ومیزاب الفاظ جامد ہستند کہ اشتقاق آنہا

جامدة لا یثبتُ اشتقاقها من الکتاب، فهذا خطأ منک ومن أمثالک، وفسادٌ نشَأ من درایتکم

بکتاب ثابت نمی شود۔ پس این خطاء تو وامثال تست واین فسادے است کہ از قصور درائت ناقصہ شما پیدا

الناقصة، لا من قصور شأن العربیة المبارکة الکاملة. أیها المسکین! إن لفظ التحت کان فی

شدہ است۔ نہ قصور عربی کہ مبارک وکامل است۔ اے مسکین لفظ تحت دراصل طیۃ بود۔

الأصل طِیَّة، ومعناه ما کان تحت القدم وحاذَی الفوقَ جهةً، ثم بُدّل الطاء بالتاء والیاء بالحاء

ومعنی او ہر چہ زیر قدم باشد۔ وفوق را محاذی افتادہ باشد۔ باز طاء را بہ تاء بدل کردہ شد۔ ویاء را بہ حاء از

بکثرة الاستعمال، ونظائره کثیرة، وشهد علیه کثیر من الرجال ولو کنت من الغافلین. ثم

کثرت استعمال۔ ونظیر ہائے این بسیار اند وبران گواہی مردان این لغت است اگرچہ تو از غافلان

لیس لفظ التحت جامدًا کما هو زعمک من الجهالة، بل تصریفه موجود فی کتب القوم

باشی۔ باز لفظ تحت جامد نیست چنانچہ از نادانی زعم تست۔ بلکہ در کتاب ہائے قوم واہل این صناعت

وأهل هذه الصناعة. وفی الحدیث: لا تقوم الساعة حتی تظهر التُحوت. أی قوم أراذل لا

تصریف آن موجود است۔ ودر حدیث است کہ قیامت بر پا نخواہد شد تاوقتیکہ تحوت پیدا نشوند۔ اے

یُؤبَهُ لَهُم یکون لهم الحکم والجبروت، ویکونون من المکرمین. وأما التُراب فاعلم أن هٰذا

کسانیکہ حقیر بودند۔ ومردم ایشانرا چیزے نمی دانستند۔ حکومت ومرتبہ ایشانرا مسلم خواہد شد مگر تراب پس

اللفظ مأخوذ من لفظ التِرب، وتِربُ الشیء : الذی خُلق مع ذٰلک

بدان کہ این لفظ از لفظ ترب ماخوذ است۔ وترب شی نزد عرب چیزے ست کہ ہمراہ آن چیز پیدا

﴿۲۶۳﴾

بالشاميين، أو تقولوا إن هذا مِن علماء آخرين، ولا طاقة لنا بهم إنهم مِن الأدباء

مقابلہ نتوانیم کرد۔ یا این بگوئید کہ این تالیف دیگر مولویان است وما طاقت مقابلہ اوشان نداریم زیرا کہ اوشان

الشيء عند أهل العرب. وقال ثعلب: تِرْبُ الشيء: مثلُه وما شابَهَ شيئًا في الحسن

شود۔ وثعلب گفتہ کہ ترب چیزے آن چیزے باشد کہ بخوبی خود باو مشابہت دارد۔ پس برین معنی

والبهاء. فعلٰى هٰذين المعنيين سُمِّيَ التراب ترابًا لكونها في خَلقها تِرْبَ السماء، فإن

زمین ترب آسمان است۔ چرا کہ زمین در ابتداء زمانہ ہمراہ آسمانہا پیدا کردہ شدہ۔ ودر انواع صنع

الأرض خُلِقت مع السماء في ابتداء الزمان، وتشابهَا في أنواع صُنع الله المنّان. وكذٰلك

خدا تعالیٰ باہم مشابہت می دارند۔ وہم چنین خدا تعالیٰ ہفت آسمان پیدا کرد وآن ہر ہفت را بآفتاب

خلَق الله سبع سماوات منوّرة من الشمس والقمر والنجوم، وخلق كمثلهن سبعَ أرضين

وماہ وستارہ ہا روشن کرد۔ ومثل آسمانہا ہفت زمین پیدا نمود۔ ودر وپیغمبران ووارثان پیغمبران بیا

منوّرة من الرسل والأنبياء وورثائهم من أهل العلوم. ولعل لفظ "سبع أرضين" كان إشارة إلى

فرید۔ وشاید از لفظ ہفت زمین اشارہ سوئے ہفت اقلیم باشد۔ وخدا خوب می داند کہ ازین تقسیم مراد

عِدّة الأقاليم، والله أعلم بما أراد مِن هذا التقسيم، وهو يعلم ما في العالمين. وقال "ابن بُزُرج":

چیست۔ وخدا تعالیٰ ہرچہ در جہانیان است میداند۔ وابن بزرج فرمودہ است کہ ہر چیز کہ اصلاح

كل ما يصلح فهو متروب بعد الإصلاحات، فالأرض تراب لما أصلحها الله بالعمارات

کردہ شود آنرا متروب گویند۔ پس زمین تراب است چرا کہ خدا تعالیٰ برائے آبادیہا وکشاورزی

والفلاحات. فخُذْ من هٰذين المعنيين ما هو عندك محبوب، واترُكْ سير المستعجلين. وأمّا

ہا اصلاح آن فرمودہ است۔ پس ازین ہر دو معنے ہر معنی کہ ترا پسند افتد اختیار کن وسیر تہائے شتابکاران را

لفظ المِيْزاب، فلو فكّرتَ فيه كأولي الألباب لكنتَ من المتندّمين. أيها المحروم

ترک فرما۔ مگر لفظ میزاب پس اگر در وہمچو دانشمندان فکر کنی۔ البتہ شرمندہ شوی۔ اے آنکہ از خوانہائے

﴿۲۶۴﴾

الکاملین، أو تقولوا إنه من المولوی الحکیم نور الدین ، فما لنا أن نناضل

از ادیبان کامل ہستند ۔ یا بگوئید کہ این تالیف مولوی حکیم نور الدین صاحب است ۔ پس ما طاقت نداریم کہ باین

بهٰذا الفاضل الأجلّ، إنّا من الجاهلین الأمیین. وإنی بعده سأجید قِبَلاً مُشافِهًا،

فاضل بزرگ مقابلہ کنیم چرا کہ ما از جاہلان وامیان ہستیم ۔ ومن بعد این اقرار عنقریب روبروئے شما فی البدیہہ

مـن موائد الأدب! اعـلـم أن هـذا الـلـفظ مشتقّ من لفظ الأَزْب، یُقال أزَب الماء : أی جرَی.

ادب محرومی ۔ بدانکہ این لفظ از لفظ ازب مشتق است ۔ اہل عرب می گویند ازب الماء یعنی جاری شد

فـارجِـعْ یـا خـادِع النَّوکَی إلی "لسان العرب" أو کتب أخری، ولا تُهلِکْ نفسک فی غیابة

آب ۔ پس برائے تسکین خودا ے فریب دہندہ احمقان لسان العرب یا دیگر کتب را بہ بین ۔ ونفس خودرا

جُبِّ الـجـاهلین. وإنـی تـرکـت بـعـض ألـفـاظک الـمـعـروضة خوفا من الإطناب لا من

در تنگ چاہ جاہلان ہلاک مکن ۔ ومن بعض الفاظ کہ تو پیش کردی از خوف طول کلام ترک کردم نہ از وجہ

الاسـتـصـعـاب، بـل هـی أظهَرُ اشتقاقًا عند أولی الألباب، ففکِّرْ کطلاب الحق والصواب، وما

مشکلے ۔ بلکہ آن الفاظ نزد خردمندان بیّن الاشتقاق اند ۔ وہمچو طالبان حق وصواب فکر کن ۔ وگمان نمی کنم کہ

أظـن أن تفکّر کالعاقلین. فسـلام عـلیکم لا نبتغی الجاهلین. ألستَ هو الرجل الذی قرأ عند

تو ہمچو عقلمندان فکر کنی ۔ پس سلام برشما ما با جاہلان مکالمہ نمی خواہیم ۔ آیا تو ہمان نیستی کہ بروقت ذکر بحث

ذکـر بحث التوفی "تُوَفِّی ما ضمنتَ" استشهادًا، وما علِم فَرْقَ التفعّل والتفعیل غباوةً وعنادًا؟

توفی شعر توفّی ما ضمنت برشہادت دعویٰ خود خواندہ بود ۔ واین ندانست کہ آن تفعل واین تفعیل است ۔

فهـذا عـلـمـکـم وفهـمـکـم وفـضـلکم، ثم بهٰذا العقل کبرکم وزهوکم وبخلکم وتکفیرکم

بہ سبب غباوت وعناد کہ داشت ۔ پس این علم وفہم شماست وفضل شما ۔ باز بدین عقل کبر وناز وبخل وتکفیر وتحقیر

وتـحقیرکم. فـنـعـوذ بـالـلّٰـه الـحـفـیـظ الـمُعین، مِن شرّ الخائنین الجاهلین المفترین. منه

است ۔ پس ما پناہ خدائے نگہدارندہ مددکنندہ از شر خائنان وجاہلان ومفتریان می گیریم ۔ منـہ

(margin: الـمــعـــلــــم)

﴿۲۶۵﴾

وأحسب هذا الأمر تافهًا، فتعرفونني بعد حين. إن الذين يكونون للّٰه فيكون اللّٰه لهم. ألا إن

سخنان بلاغت خواہم گفت۔ واین امر را چیزے اندک می شمارم۔ پس تا وقت قلیل مرا خواہید شناخت۔ آنانکہ برائے خدا می شوند خدا برائے اوشان می شود۔ خبردار

أولياء اللّٰه هم الغالبون فی مآل الأمر علی المخالفين. كتب اللّٰه لأغلبنّ أنا ورسلی، إن اللّٰه

باشید کہ اولیاء خدا را خاصہ است کہ درانجام کار ہمان گروہ غالب می شوند۔ خدا از قدیم نوشتہ است کہ من وفرستادگان من غالب شوندگان ہستند۔ خدا تعالیٰ

لايُخزی عباده المأمورين.

بندگان مامور خود را رسوانمی کند۔

هذا شرط بينی وبينكم، فسنّوا أنفسكم. ثم أنتم تعلمون أن فضيلة العلماء باللسان

این شرط درمن وشماست۔ پس نفسہائے خود را بلند کنید۔ باز شما می دانید کہ فضیلت علماء بزبان عربی است۔

العربية، وهی المفتاح لفتح أسرار العلوم الدينية، وهی مدار فهم معارف الفرقانية، والذی ليس من

وہمین زبان برائے کشودن رازہائے علوم دینیہ کلید است۔ وہمین زبان فہم معارف قرآنیہ را مدار است۔ وآنکہ از

نحارير الأدباء ، ولا كمثل نوابغ الشعراء ،فلا يمكن أن يكون من فحول الفقهاء ، والراسخين فی

ماہران علم ادب نیست ونہ مانند شاعران نابغہ پس او را ممکن نیست کہ از فقہاء نر باشد و در شریعت رسوخ داشتہ باشد یا

الشريعة الغراء ، أو من العارفين الفقراء ، بل هو كالأنعام، وأحد من العوام والجاهلين.

از جملہ فقراء عارف باشد بلکہ او مثل چارپایان ویکے از عوام است۔

وأما الرجل الذی يقدر علی كلام غَضٍّ طَرِیٍّ فی هذه اللهجة، ويسلک عند نطقه مسالک الفصاحة والبلاغة، ويعلم فروق

مگر آن مردے کہ برکلام تازہ وتر درین زبان قادر است۔ ودر وقت نطق برراہہائے فصاحت وبلاغت می رود۔ وفرقہائے مفردات وکیفیت جملہ ہائے

المفردات وخواص التأليفات وكوائف الجُمل المركّبة، فهو الذی جعله اللّٰه رحيب الباع، خصيب الرِباع، فی هذه الخزائن

مرکبہ خوب می داند واز خواص تالیف کلمات بخوبی آگاہ است۔ او آن شخصے است کہ خدا تعالیٰ او را درین خزینہ ہائے علمی فراخ دست وبسیار مالدار گردانیدہ

العلمية. ومن ادعی أنه من الواصلين والفقراء العرفاء ، وليس من عارفی هذه اللسان كالأدباء ، ففَقْرُه ليس فقر سيد الكونَين، بل هو

وہر کہ دعویٰ کرد کہ او از واصلان وفقراء عارفین است۔ وحالانکہ از شناسندگان این زبان نیست پس فقر او فقر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نیست بلکہ آن

سواد الوجه فی الدارَين. ولا تعجَبُ بهذا البيان، ولا تغضب قبل العرفان، فإن الذی يدّعی محبّة الفرقان، كيف يصدأ ذهنه فی

سیارہ روئے در ہر دو جہان است وبرین بیان ہیچ تعجب مکن۔ وقبل از شناختن غضب مکن۔ چرا کہ شخصے کہ دعویٰ محبت فرقان می کند چگونہ ذہن او درین زبان

هذه اللسان، وكيف تقاصَرَ مع دعاوی المحبة وشوق الجَنان ، وكيف يمكن أن لا يتجلی لقلبه لطف الرحمٰن، ولا يعلّمه اللّٰهُ لسانَ نبيّه

زنگ خوردہ تواند شد وباوجود دعویٰ محبت وشوق دل چگونہ در تحصیل این زبان کوتاہی تواند کرد۔ وچگونہ ممکن است کہ لطف رحمٰن دل او را روشن نہ کند۔ وزبان پیغمبر خود

﴿۲۶۶﴾ بالامتنان. ثم إنها معيَار لحُبّ الرسول والفرقان، فإن الذى أحبَّ العربية فبحُبِّ الرسولؐ والفرقان أحبَّها،

از راہ انعام اورا بیاموزد۔ باز این زبان معیار محبت رسول وفرقان است۔ چرا کہ آن شخص کہ عربی را دوست داشت پس بوجہ محبت رسول وفرقان دوست

ومن أبغضَها فببُغض الرسولؐ والفرقان أبغضَها، فإن المحبين يُعرَفون بالعلامات، وأدنٰى درجة الحبّ أن تَحُثّك

داشت۔ وآنکہ با عربی بغض داشت پس بوجہ بغض او بارسول وفرقان بغض داشت۔ چرا کہ محبان بعلامتہا شناختہ می شوند۔ وادنیٰ درجہ محبت این است کہ

للمضاهاة، حتى تؤثِر طرق المحبوب وتجعلها من المحبوبات، ومن لم يعرف هذا الذوق فإنه من الكافرين فى

ترا بر مشابہت آمادہ کند۔ تا بحدیکہ راہ ہائے محبوب ترا محبوب شوند۔ وہر کہ این ذوق را نشناسد پس او در مشرب عاشقان از کافران است۔ وہر کہ

مشرب العاشقين. ومَن أحبَّ الفرقان وسيدنا خاتم الأنبياء ، كما هو شرط المحبة والوفاء ، فما أظن أن يبقى فى

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را وقرآن شریف را دوست دارد۔ چنانکہ شرط دوستی ووفاداری است۔ پس گمان نمی کنم کہ در عربی مثل جاہل بماند بلکہ محبت او

العربية كالجهلاء ، بل يقوده حبُّه إلى أعلٰى مراتب الكمال، ويسبق كلَّ سابق فى المقال، ويصير نطقه كالدرة

اورا بسوئے بلندترین مرتبہ کمال خواہد کشید۔ ودر سخن ہر سبقت کنندہ را سبقت خواہد کرد۔ ونطق او مثل درتابان خواہد شد۔ وکلام او بخوشبوئے عجیب معطر کردہ

البيضاء ، ويُضمَّخ كلامه بطِيب عجيب ويُودَع أنواعَ الصفاء ، ففكِّرْ كالمحبّين. ولولا الحب لما أُعطيتُها، فمن

خواہد شد وانواع صفائی دادہ خواہد شد۔ پس ہمچو دوست دارندگان فکر کن واگر محبت نبودے من علم این زبان حاصل نکردے۔ پس محبت بود کہ مرا دیدار این

الحب لقِيتُها، فهذا آيةُ حُبّى من أرحم الراحمين. والحمد لله على ما أعطى وهو خير المنعمين.

کنانید۔ پس از خدا تعالیٰ این نشان محبت من است پس شکر خدائے کہ مرا این زبان عطا کرد واو از ہمہ منعمان بہتر است۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

| | |
|---|---|
| عِلمی مِنَ الرحمٰن ذی الآلاءِ<br>علم من از خدا تعالیٰ است کہ خداوند نعمت ہاست | بـاللّٰه حُزْتُ الفضلَ لا بدَهَاءِ<br>وبذریعہ خدا فضیلت را جمع کردم نہ بذریعہ عقل |
| كَيفَ الوصُول إلٰى مَدارجِ شكرهِ<br>چگونہ تا مدارج شکر او توانیم رسید | نثنى عَلَيه وليس حولُ ثناءِ<br>تعریف او می کنیم ونتوانیم کرد |
| اللّٰه مَولانا وكَافلُ أمرنا<br>خدا مولائے ما متکفل امر ماست | فى هذه الدّنيا وبَعدَ فناءِ<br>چہ درین دنیا وچہ در آخرت |
| لولا عنايته بزمنِ تطَلُّبى<br>اگر عنایت او در زمانہ پیاپی جستن من نبودے | كـادت تُعفِّينى سيولُ بكائى<br>نزدیک بود کہ سیل ہائے گریہ مرا نابود کردندے |
| بشرى لنا إنا وجدْنا مؤنسًا<br>ما را خوشخبری باد کہ مامونسے یافتیم | ربًّا رحيمًا كاشِفَ الغَمّاءِ<br>کہ رب رحیم دور کنندہ غمہاست |
| أُعطيتُ مِن إلْفٍ معارفَ لُبَّهَا<br>از دوستے من معارف دادہ شدہ ام | أُنزلتُ مِن حِبٍّ بدار ضياءِ<br>واز محبوبے در جائے روشنی فرود آمدہ ام |

نَتْلو ضیَاءَ الحقّ عند وضوحهِ ... لَسْنا بمبتاع الدجی بِبَراءِ
ماروشنی حق رابعد ظهوراو پیروی مے کنیم ... وتاریکی رابعد طلوع ماہ نتوانیم خرید

نفسی نَأَتْ عن کل ما هو مظلمٌ ... فأنختُ عند منوّری وَجُنائی
نفس من از ہمہ تاریکی ہا دور شد ... وناقہ خودرابرآستانہ آنکس خوابانیدم کہ روشنی بخشندہ من است

غلبَتْ علی نفسی محبّةُ وجههِ ... حتی رَمَیتُ النفسَ بالإلغاءِ
برنفس من محبت او غالب شد ... تا آنکہ نفس راازمیان افگندم

لمّا رأیتُ النفسَ سدّتْ مُهجَتی ... ألقیتُها کالمَیْتِ فی البَیْداءِ
چون دیدم کہ نفس من سدراہ من است ... پس اورا ہمچومردہ در بیابانے انداختم

اللّٰه کهفُ الأرض والخضراءِ ... ربٌّ رحیم ملجأُ الأشیاءِ
خدا پناہ زمین وآسمان است ... خدائے رحیم جائے پناہ چیزہا

بَرٌّ عَطوفٌ مأمَنُ الغرماءِ ... ذو رحمةٍ و تبرُّعٍ وَعَطاءِ
نیکی کنندہ مہربان جائے امن مصیبت زدگان ... صاحب رحمت واحسان وبخشش

أحدٌ قدیم قائم بوجودهِ ... لَم یتخذْ وَلَدًا ولا الشرکاءِ
یکے است وقدیم است وقائم بالذات است ... نہ پسرے گرفت ونہ شریکے دارد

وله التفرّد فی المحَامد کلها ... وله علاء فوق کلّ علاءِ
واورا در تمام صفات یگانگی است ... واورا بلندی برہر بلندی است

العَاقلون بعَالَمین یَرونهُ ... وَالعَارفونَ به رأوا أشیاءِ
عقلمندان بذریعہ مصنوعات اورا می بینند ... وعارفان بذریعہ او مصنوعات را مشاہدہ می نمایند

هذا هو المعبود حقًّا لِلْوَرٰی ... فَردٌ وَحیْد مَبدء الأضواءِ
ہمین معبود حق برائے مخلوقات است ... فرد ست یگانہ وابتدائے ہمہ نورہا از وست

هذا هو الحِبُّ الذی آثرتُهُ ... ربُّ الوری عین الهدی مولائی
این ہمان محبوب است کہ اورا اختیار کردہ ام ... رب مخلوقات چشمہ ہدایت مولائے من

هاجتْ غمامةُ حُبّه فکأنّها ... رکبٌ علٰی عُسْبُورةِ الحَدْواءِ
ابر محبت او برانگیخت پس گویا آن ابر ... برناقہ بادشمال سواران ہستند

ندعوه فی وقت الکروب تضرّعًا ... نرضی به فی شدّة و رخاءِ
در وقت بیقراری ہا ما اورا مے خوانیم ... ودر نرمی وسختی با او خوشنود ہستیم

حَوجاءُ أُلفته أثارت حُرّتی ... ففَدَی جَنانی صولةَ الحَوجاءُ
بادگرد الفت او خاص مرا پرانید ... پس دل من برحملہ آن بادگرد قربان شد

أعطی فما بقیَتْ أمانی بَعْدهُ ... غمَرتْ أیادی الفیض وجهَ رجائی
مراچندان داد کہ آرزوئے دیگر نماند ... ودست ہائے فیض او روئے امید مرا پوشید

إنّا غُمِسنا مِن عنایة ربّنا ... فی النور بَعْد تمزُّق الأهواءِ
ما از عنایت رب خود ... در نور غوطہ دادہ شدیم وہوا وہوس پارہ پارہ شد

إنّ المحبّة خُمِّرتْ فی مُهْجتی
محبت در جان من خمیر کردہ شد
وأری الودادَ یلُوح فی أهبائی
وی بینم کہ دوستی در دل من می درخشد

إنی شربت کؤوس موت للهُدٰی
من برائے ہدایت کاسہ ہائے موت نوشیدم
فوجدتُ بعد الموت عینَ بقاءِ
پس بعد از موت چشمہ بقا یافتم

إنی أُذِبتُ مِنَ الوداد و نارهِ
من از آتش محبت گداختہ شدہ ام
فأری الغروبَ یسیل من إهرائی
پس اشکہا را می بینم کہ از گدازش من روان شدہ اند

الدمع یجری کالسیول صبابةً
اشک مثل سیل ہا از شوق روان است
والقلب یُشوَی من خیال لقاءِ
ودل از خیال دیدار بریان مے شود

وأری الوداد أنارَ باطنَ باطنی
وی بینم کہ دوستے باطن باطن مرا روشن کردہ است
وأری التعشق لاحَ فی سِیمائی
وعشق در سیماء من ظاہر شدہ است

الخَلقُ یبغُون اللذاذةَ فی الهویٰ
مردم لذات را در ہوا و ہوس می جویند
ووجدتُها فی حُرقةٍ وَ صَلاءِ
ومن لذت را در سوزش وسوختن یافتم

اللّٰه مقصد مُهْجَتی و أریده
خدا مقصود جان من است ومن اورا
فی کل رشح القلم و الإملاءِ
بہر قطرۂ قلم واملاء می خواہم

یا أیّها الناس اشربوا من قِربتی
اے مردمان از مشک من بنوشید
قد مُلأ من نور المفیض سِقائی
کہ از نور رفیاض حقیقی مشک من پُر است

قوم أطاعونی بصدق طویّةٍ
قومے است کہ از صدق مرا اطاعت کردند
والآخرون تکبّروا لغطاءِ
وقومے دیگر است کہ از پردہ نفس تکبر ورزیدند

حسدوا فسبّوا حاسدین ولم یزلْ
حسد کردند پس دشنام دادن وہمیشہ چنین است
حسَدتْ لئامٌ کلَّ ذی نعماءِ
کہ لئیمان خداوندان نعمت را حسد می کنند

مَن أنکر الحقَّ المبین فإنّهُ
ہر کہ از حق ظاہر انکار کند او سگے است نہ انسان
کلبٌ وعَقب الکلبِ سِرْبُ ضِراءِ
وپس آن سگ سگ بچگان ہستند کہ پیروی او می کنند

آذَوا وسبّونی وقالوا کافرٌ
مرا ایذا دادند وسقط گفتند وگفتند کہ کافرے است
فالیوم نقضی دَینَهم بربَاءِ
پس امروز ما قرض ایشان بچیزے زیادہ ادا می کنیم

واللّٰهِ نحن المسلمون بفضلهِ
وبخدا کہ ما از فضل او مسلمانان ہستیم
لکن نَرٰی جهلٌ علٰی العلماءِ
لیکن بر علماء جہالت حملہ کردہ است

نختار آثار النّبیِّ وأَمْرَهُ
ما آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم را اختیار مے کنیم
نقفو کتابَ اللّٰه لا الآراءِ
وپیروی کتاب اللہ مے کنیم نہ پیروی رائے دیگر

إنّا بَراءٌ فی مناهج دینهِ
ما در دین او وراہ دین او از ہر ملحدے
مِن کلّ زندیق عدوٍّ دَهاءِ
بیزاریم کہ دشمن عقل است

إنا نطیع محمّدًا خیرَ الوریٰ
ما محمد صلی اللہ علیہ وسلم را پیروی می کنیم
نورُ المُهَیمن دَافِع الظّلماءِ
کہ نور خدا و دافع ظلمات است

| | |
|---|---|
| أَفَنَحن من قوم النصارى أكفَرُ<br>آیا چہ ما از نصاریٰ کافر تر ہستیم | وَيلٌ لكم ولهذه الآراءِ<br>ویل خدا بر شما و بر رائے ہا شما |
| يا شيخَ أرضِ الخبث أرضِ "بطالةٍ"<br>اے شیخ زمین پلید زمین بطالت | كفّرتني بالبغض والشحناءِ<br>مرا از روئے کینہ و بغض کافر قرار دادی |
| آذيتَني فَاخْشَ العواقب بعدهُ<br>مرا آزار رسانیدی پس از انجام بد خود بے خوف مباش | والنّار قد تبدو من الإيراءِ<br>وسنت الٰہی است کہ آتش از افروختن مے افروزد |
| تبّتْ يداك تبعتَ كلَّ مفاسدٍ<br>ہر دو دست تو ہلاک شود تو فسادہا را پیروی کردی | زلّتْ بك القدمان في الأنحاءِ<br>و بگونا گون قدمہائے تو لغزیدند |
| أودىٰ شَبابُكَ والنوائبُ أخرفتْ<br>جوانی تو ہلاک شد و حوادث ترا قریب بہ پیر شدن کرد | فالوقت وقت العجز لا الخيلاءِ<br>پس وقت تو وقت عجز است نہ وقت تکبر و ناز |
| تبغي تباريْ والدوائرَ مِن هوىٰ<br>تو ہلاکت من و گردشہا بر من ز ہوا نفس خود میخواہی | فعليكَ يسقُط حجرُ كلِّ بلاءِ<br>پس بر تو سنگ ہر بلا مے افتد |
| إني من المَولىٰ فكيف أُتبَّرُ<br>من از جانب خدا ہستم پس چگونہ ہلاک شوم | فاخْشَ الغيُور ولا تَمُتْ بجفاءِ<br>پس از غیرت آن غیور بترس و بظلم خود موت را اختیار مکن |
| أفتضرِبنَّ على الصَّفاة زجاجةً<br>آیا بر سنگ شیشہ را می زنی | لا تنتهرْ واطلبْ طريق بقاءِ<br>خودکشی مکن و طریق باقی ماندن بجو |
| اُترُكْ سبيل شرارة وخباثةٍ<br>راہ شرارت و خباثت را بگذار | هَوِّنْ عليك ولا تمُتْ بعناءِ<br>بر حال خود نرمی کن و از رنج ممیر |
| تُبْ أيّها الغالي وتأتي ساعةٌ<br>اے غلو کنندہ توبہ کن وساعتے می آید | تمسي تعُضّ يمينَك الشلّاءِ<br>کہ دست راست خود را کہ خشک شدہ است خواہی گزید |
| يا ليت ما ولدتْ كمثلك حامِلٌ<br>کاش مادرے پسرے ہمچو تو نہ زادے | خفّاش ظلماتٍ عدوّ ضياءِ<br>کہ خفاش تاریکی و دشمن روشنی است |
| تسعىٰ لتأخذني الحكومةُ مجرمًا<br>تو کوشش می کنی کہ حکومت مرا ہمچو مجرمے بگیرد | ويل لكلّ مزوِّر وَشّاءِ<br>بر ہر دروغ آرایندہ تمام واویلا است |
| لو كنتُ أُعطيتُ الولاءَ لعُفتُهُ<br>اگر حکومت مرا دہندی ہر آئینہ کراہت کردمی | ما لي ودنياكم؟ كفان كِسائي<br>مرا بدنیاء شما چہ تعلق است مرا گلیم خود کافی است |
| مُتنا بموت لا يراه عدوُّنا<br>ما بمرگے بمردیم کہ دشمن ما حقیقت آن نمی داند | بعُدتْ جنازتنا من الأحياءِ<br>جنازہ ما از زندگان دور افتادہ است |
| تُغري بقولٍ مفترًى وتخرّص<br>بقول دروغ بافتہ حکام را می انگیزی | حكّامَنا الظانين كالجهلاءِ<br>و حکام کسانے ہستند کہ ہمچو جاہلان بدگمان ہستند |
| يا أيّها الأعمىٰ أتُنكر قادرًا<br>اے کور آیا تو وجود خدا از تسلیم نمی کنی | يحمي أحبّتَه من الإيواءِ<br>کہ محبان خود را خود نزد خود جا دادہ نگہ می دارد |

﴿۲۷۰﴾

أنَسِيتَ كيف حمَى القدير كليمَهُ
آیا فراموش کردی کہ چگونہ خدا موسیٰ علیہ السلام را نگہ داشت

أو ما سمعتَ مآلَ شمسِ حِراءِ
یا انجام کار آن مرد کہ آفتاب مطلع حراء ست نشنیدی

نحو السّماء و أمرِها لا تنظُرَنْ
چشم تو سوئے آسمان وحکم آسمان نیست

فی الأرض دُسَّتْ عينُک العَمْياءِ
بلکہ چشم نابینائے تو درزمین فرو رفتہ

غرّتْک أقوالٌ بغير بصيرةٍ
چند اقوال بغیر بصیرت ترا مغرور کرد

سُتِرتْ عليک حقيقة الأنباءِ
وحقیقت خبرہا بر تو پوشیدہ ماند

أدخلتَ حزبک فی قليبِ ضلالةٍ
گروہ خود را در چاہ ضلالت افگندی

أفهذه من سيرة الصلحاءِ
آیا ہمین سیرت نیکان است

جاوزتَ بالتكفير من حدّ التقى
در کافر قرار دادن از حد تقویٰ در گزشتی

أشَققتَ قلبی أو رأيتَ خفائی
آیا دل مرا بشگافتی یا حال پنہانی مرا دیدی

كَمِّلْ بخُبثک كلَّ كَيدٍ تقصدُ
ہمہ مکرے کہ میداری بکمال رسان

واللّٰهُ يكفی العبدَ للإزراءِ
وبندہ را برائے پناہ دادن اللہ کافی است

تأتيک آياتی فتعرفُ وَجْهَهَا
نشانہائے من ترا خواہند رسید پس آنہارا خواہی شناخت

فاصبرْ ولا تترُکْ طريق حياءِ
پس صبر کن وطریق حیارا از دست مدہ

إنی كتبتُ الكتبَ مثلَ خوارقٍ
من کتابہا مثل خوارق نوشتہ ام

اُنظُرْ أعندک ما يصوب كمائی
آیا نزد تو چیزے است کہ ہمچو آب من بیارد

إن كنت تقدر يا خصيم كقدرتی
اے خصومت کنندہ اگر ترا قدرت مثل قدرت من است

فاكتُبْ كمثلی قاعدا بحذائی
پس بمقابلہ من نشستہ بنویس

ما كنتَ ترضى أن تُسمَّى جاهلًا
تو آن نبودی کہ بجہل خود راضی گشتے

فالآن كيف قعدتَ كاللُّكناءِ
پس اکنون ترا این چہ شد کہ ہمچو زن ژولیدہ زبان نشستہ

قد قلتَ للسّفهاء إنّ كتابهُ
تو سفیہان را گفتی کہ کتاب او

عَفِصٌ يُهيج القیءَ من إصغاءِ
بدمزہ است از شنیدن قے می آید

ما قلتَ كالأدباء قُلْ لِیُ بعدما
بگو تو مثل ادیبان چہ گفتی

ظَهَرتْ عليک رسائلی كقُیاءِ
بعد ز انکہ رسائل من ترا قے آرندہ معلوم شدند

قد قلتَ إنی باسل متوغلُ
تو می گفتی کہ من دلاور و در علم توغل ہا دارم

سَمَّيتَنی صيدًا من الخيلاءِ
و نام من شکار نہادہ بودی

اليَوم منّی قد هرَبتَ كأرنبٍ
امروز از من ہمچو خر گوشے بگریختی

خوفًا مِنَ الإخزاء والإعراءِ
از ین خوف کہ رسوا خواہی شد و برہنہ خواہی شد

فكِّرْ أما هذا التخوّف آيةٌ
فکر کن آیا این نشان خدا تعالیٰ نیست

رعبًا من الرحمٰن للإدراءِ
کہ بر تو رعب انداخت تا ترا آگاہ کند

كيف النضال وأنتَ تهرُب خشيةً
تو چگونہ با من معارضہ توانی کرد و از خوف می گریزی

اُنظُرْ إلى ذلٍّ مِنَ استعلاءِ
این پاداش تکبر و ناز کردن است

إنّ المهيمن لا يحبّ تكبّرًا ... مِن خَلْقه الضعفاء دود فناءِ
خداتعالیٰ از آفریدگان خود که ضعیف وکرم نیستی ... ہستند تکبر پسند نمی کند

عُفِّرتَ مِن سهمٍ أصابك فاجئًا ... أصبحتَ كالأموات في الجَهْراءِ
از تیرے درخاک غلطانیده شدی که بناگاه ترا رسید ... ودر بیابان ہمچو مردگان صبح کردی

الآن أين فررتَ يا ابنَ تصلّفٍ ... قد كنتَ تحسبنا مِن الجهلاءِ
اکنون اے پسر لاف ہا کجا گریختی ... وتو مارا از جہلاء پنداشتی

يا مَن أهاج الفتن قُمْ لنضالنا ... كنا نعدّك نَوْجةَ الحَشْواءِ
اے آنکہ فتنہ ہا انگیخت برائے پیکار ما برخیز ... ماترا گرد باد جائے غبار می پنداشتیم

نطقي كمَوْلِيِّ الأسِرَّةِ جَنّةٍ ... قولي كقِنْوِ النخل في الخَلْقاءِ
نطق من مثل آن باغ است که بر وادئ او باران رحم باریده باشد ... وسخن من چون خوشہ نخل است که در زمین نرم باشد

مُزِّقتَ لكنْ لا بضرب هَراوةٍ ... بل بالسيوف الجاريات كماءِ
تو پاره پاره کرده شدی مگر نہ بضرب عصا ... بلکہ بہ شمشیر ہا کہ ہمچو آب روان بودند

إن كنت تحسدني فإني باسِلٌ ... أُصلي فؤاد الحاسد الخطّاءِ
اگر تو با من حسد می کنی پس من مردے دلاورم ... دل حاسدان خطاکاران را مے سوزم

كذّبتَني كفّرتني حقّرتني ... وأردتَ أن تطَأَنّنِيْ كعَفاءِ
تو مرا دروغگو قرار دادی تو مرا کافر گفتی تو تحقیر من کردی ... وخواستی که مرا بخاک بیامیزی

هذا إرادتك القديمة مِن هوًى ... واللّٰهُ كهفي مُهلِكُ الأعداءِ
این قدیم اراده تو در دل تو مانده ... وخدا پناه من وہلاک کننده دشمنان است

إني لشرُّ الناس إن لم يأتِني ... نصرٌ من الرحمٰن للإعلاءِ
من بدترین مخلوقاتم اگر مدد خدا مرا نرسد ... از خدائے کہ رحمٰن وبلند کننده است

ما كان أمر في يديك وإنّهُ ... ربٌّ قدير حافظُ الضعفاءِ
ہیچ امرے در دست تو نیست ... وخدائے من رب قدیر است که نگہدارنده کمزوران است

الكبر قد ألقاك في دركِ اللظٰى ... إنّ التكبّر أردأُ الأشياءِ
این تکبر است که ترا در جہنم انداخت ... بلاشبہ تکبر از ہمہ چیز ہا ردی تر است

خَفْ قهرَ ربٍّ ذي الجلال إلى متى ... تقفو هواك وتَنزُوَنْ كظِباءِ
از قہر خدائے بزرگ بترس وتا کجا ... خواہش خود را پیروی خواہی کرد وہمچو آہوان خواہی جست

تبغيْ زوالي والمهيمن حافظي ... عاديتَ ربًّا قادرًا بمرائي
تو زوال من می خواہی وخدا نگہبان من است ... از دشمنی من خدا را دشمن گرفتی

إنّ المقرَّب لا يضاع بفتنةٍ ... والأجر يُكتب عند كُلّ بلاءِ
ہر کہ مقرب حق باشد بہ ہیچ فتنہ بر باد نمی شود ... ونزد ہر بلا برائے او اجرمی نویسند

ما خاب مَن خاف المهيمنَ ربَّهُ ... إنّ المهيمن طالبُ الطلباءِ
ہر کہ از خدا بترسد ہرگز زیان نمی بردارد ... بہ یقین بدان کہ خدا جوینده جویندگان است

هَل تطمَع الدنيا مذلّةَ صادقٍ
آیا دنیا این طمع می دارد کہ صادقے ذلیل گردد

هيئات ذاک تخيُّل السفهاءِ
این کجا ممکن است بلکہ این خیال سادہ لوحان است

إنّ العواقب للذی هو صالحٌ
انجام پیکار ہا برائے نیکوکاران است

والكَرّة الأولٰی لأهل جفاءِ
وغلبہ اول برائے ظالمان است

شهدتْ عليه، خصيمِ، سُنّةُ ربِّنا
برین دعویٰ آن سنت خدا گواہ است

فی الأنبياءِ و زمرةِ الصلحاءِ
کہ در انبیاء و نائبان انبیاء ماندہ

مُتْ بالتغيظ واللَّظَی يا حاسدی
اے حاسد من بغضب و نائرہ آتش بمیر

إنا نموت بعزّةٍ قَعْساءِ
کہ ما با عزت پائیدار خواہیم مرد

إنّا نریٰ كلَّ العلٰی مِن ربّنا
ما ہمہ بلندی ہا او خدائے خود مے بینیم

والخَلْقُ يأتينا لبَغْيِ ضياءِ
ومردم برائے طلب روشنی نزد ما خواہند آمد

هم يذكرونک لاعنينَ وذِكرُنا
اوشان ترا بہ لعنت یاد خواہند کرد

فی الصّالحات يُعَدُّ بعد فناءِ
وذکر خیر ما از جملہ نیکی ہا شمار کردہ خواہد شد

هل تَهْدِمَنَّ القصرَ قصرَ إلٰهنا
آیا تو محل خدا را مسمار خواہی کرد

هل تُحرِقَنْ ما صَنَعهُ بنّائی
آیا تو چیزے را خواہی سوخت کہ ساختہ بانی من است

يرجون عثرةَ جَدِّنا حسداؤُنا
حاسدان می خواہند کہ بخت ما بسر درافتد

ونذوق نعماءً ا علٰی نعماءِ
حالانکہ ما نعمت ہا بر نعمت ہا می چشیم

لا تحسبنْ أمری كأمْرٍ غُمّة
امر مرا امرے مشتبہ مدان

جاء ت بک الآيات مثل ذُكاءِ
وہمچو آفتاب ترا نشانہا رسیدہ اند

جاء ت خيارُ الناس شوقًا بعدما
مردمان نیک نزدم آمدند

شمُّوا رياحَ المِسک من تلقائی
بعدز انکہ خوشبوئے مشک از جانب من شمیدند

طاروا إلیّ بألفة وإرادةٍ
سوئے من بالفت و ارادت پرواز کردند

كالطَّيرِ إذْ يَأْوی إلی الدَّفْواءِ
مثل آن پرندہ کہ سوئے درخت بزرگ پناہ می گیرد

لفَظتْ إلیّ بلاذُنا أكبادَها
دیار ما جگر گوشہ ہائے خود سوئے ما افگند

ما بقی إلا فضلة الفضلاءِ
وبجز آن مردم دیگری نماند کہ فاضلان را ہمچو فضلہ اند

أو مِن رجال اللّٰه أُخْفِیَ سرُّهم
یا آن مردانے کہ ہنوز راز ایشان پوشیدہ داشتہ اند

يأْ توننی من بعدُ كالشهداءِ
ایشان بعد زین مثل گواہان خواہند آمد

ظهرتْ من الرحمٰن آيات الهُدیٰ
از خدا تعالیٰ نشانہا ظاہر شدند

سجدتْ لها أمم من العرفاءِ
وعارفان بمشاہدہ آن خدا را سجدہ کردند

أما اللئام فينكرون شقاوةً
مگر لئیمان از بدبختی انکار می کنند

لا يهتدون بهٰذه الاضواء
با این روشنی ہا ہدایت نمے پذیرند

هم يأْكلون الجِيَفَ مثل كلابنا
اوشان ہمچو سگ ہائے ما مردار می خورند

هم يشرَهون كأنُسُرِ الصحراءِ
اوشان حریص مردار ہمچو کرس بیابان اند

خَشَّوا ولا تخشى الرجالُ شجاعةً
مرا ترسانیدند و مردان بہادر نمی ترسند
فى نائبات الدّهر والهيجَاءِ
اگر چہ حوادث باشند یا جائے پیکار

لما رأيتُ كمالَ لطفِ مهيمنى
ہر گاہ کمال لطف خدائے خود دیدم
ذهب البلاء فما أحسُّ بلائى
بلا رفت پس بوجود بلا ہیچ احساس نکردم

ما خاب مثلى مؤمن بل خصمُنا
مثل من شخصے ہرگز خائب وخاسر نمی گردد بلکہ دشمنے
قد خاب بالتكفير والإفتاءِ
کہ برائے تکفیر فتویٰ طیار کرد خائب وخاسر خواہد شد

الغَمْرُ يبدو ناجذيه تغيّظًا
جاہلے دندان خود را از دشمنی آشکارا مے کند
اُنظُرْ إلى ذى لوثة عَجْماءِ
سوئے این غبی کہ مثل چار پایہ است نگہ کن

قد أسخطَ المولٰى ليُرضى غيرهُ
برائے رضاء اغیار خدا را ناراض کرد
واللّٰهُ كان أحقَّ للإرضاءِ
وخدا برائے راضی کردن احق واولیٰ بود

كسّرتُ ظرف علومهم كزجاجةٍ
من ظرف علوم ایشانرا ہمچو شیشہ شکستہ ام
فتطايروا كتطاير الوَقْعاءِ
پس ہمچو غبارے کہ برخیزد پرواز کردند

قد كفّروا مَن قال إنى مُسلمٌ
آن کسے را کافر قرار دادند کہ میگوید کہ من مسلمانم
لمقالة ابن بطالةٍ وعُواءِ
این ہمہ از سخن بٹالوی عوعو کنندہ است

خوف المهيمن ما أرى فى قلبهمْ
خوف خدا در دل ایشان نمی بینم
فارتْ عُيونُ تمرُّدٍ وإباءِ
چشمہ ہائے سرکشے در جوش اند

قد كنتُ آملُ أنّهم يخشونهُ
من امید می داشتم کہ ایشان از وخواہند ترسید
فاليوم قد مالوا إلٰى الأهواءِ
پس امروز سوئے ہوا وہوس میل کردند

نَضَّوا الثياب ثيابَ تقوى كلُّهمْ
ہمہ جامہ ہائے پرہیزگاری را از خود برکشیدند
ما بقى إلّا لِبْسة الإغواءِ
وہیچ جامہ بجز جامہ اغوا نزد شان نماند

هل من عفيف زاهدٍ فى حزبهمْ
آیا ہیچ پرہیزگاری زاہدے درگروہ ایشان موجود است
أو صالحٍ يخشى زمان جزاءِ
یا نیکوکاری موجود است کہ از روز پاداش می ترسد

واللّٰه ما أدرى تقيًّا خائفًا
بخدا کہ من ہیچ پرہیزگارے خائفے درین فرقہ نمی بینم
فى فِرقة قاموا لهدم بنائى
کہ برای ہدم بنیان من برخاستہ اند

ما إنْ أرى غيرَ العمائم واللّحٰى
من بجز عمامہ ہا و ریش ہا ہیچ نمی بینم
أو آنفًا زاغت من الخيلاءِ
یا بینی ہا می بینم کہ از تکبر کج شدہ اند

لا ضيرَ إنْ ردّوا كلامى نخوةً
ہیچ مضائقہ نیست اگر کلام مرا از تکبر خود رد کردند
فسيَنجَعَنْ فى آخَرين ندائى
عنقریب این کلام در دلہائے دیگران اثر خواہد کرد

لا تنظُرَنْ عجبًا إلٰى إفتائهمْ
سوئے فتوی ہائے ایشان نگہ مکن
غُسّ تلا غُسًّا بنَقْع عَمَاءِ
احمقے احمقے را در گرد وغبار کوری پیروی کرد

قد صار شيطان رجيم حِبَّهُمْ
شیطان راندہ محبوب شان شدہ است
يمسى ويُضحى بينهم للقاءِ
برائے ملاقات شان شام می آید وصبح می آید

﴿۲۷۴﴾

| | |
|---|---|
| أعمٰى قلوبَ الحاسدين شرورُهمُ<br>دل حاسدان را شرارت ایشان کور کرد | أعرى بواطنَهم لباسُ رِياءِ<br>و جامہ ریا باطن ایشان را برہنہ نمود |
| آذَوا وفى سُبل المهَيمن لا نرىٰ<br>مرا ایذا دادند و در راہ خدا | شيئًا ألذَّ لنا من الإيذاءِ<br>ہیچ چیزے لذیذ تر از اذیت مرا نیست |
| ما إنْ أرىٰ أثقالهم كجديدةٍ<br>بارہائے ایشان نزد من بازتو نیست | إنّى طليح السَّفر والأعباءِ<br>من فرسودہ سفر وفرسودہ بارہا ہستیم |
| نفسى كعُسْبُرةٍ فأُحنِقَ صَلْبُها<br>نفس من مثل ناقہ است پس کمر آن ناقہ | مِن حمل إيذاء الورىٰ وجفاءِ<br>از ایذاہا و جفاہا لاغر شدہ است |
| هذا وربِّ الصادقين لأَجْتَنِى<br>من ہمین اصول دارم مگر قسم بخدائے راستبازان | نِعم الجنٰى مِن نخلة الآلاءِ<br>کہ ہمیشہ من از درخت نعمت ہا میوہ می چینیم |
| إنّ اللئام يحقّرون وذمُّهمْ<br>لئیمان تحقیر من بمذمّت خود می کنند | ما زادنى إلا مقام سَناءِ<br>مگر خدائے من مرا بلندی باداد |
| زَمَعُ الأناس يحملقون كثعلبٍ<br>مردمان سفلہ برمن ہمچو روباہ حملہ می کنند | يؤذوننى بتحوُّب ومُواءِ<br>وازآواز روباہ وآواز گربہ مرا ایذا می دہند |
| واللّٰهِ ليس طريقهم نهج الهدىٰ<br>بخدا این راہ شان راہ ہدایت نیست | بل مُنْيةٌ نشأت من الأهواءِ<br>بلکہ آرزوئے نفسانی است کہ از ہوا و ہوس پیدا شدہ است |
| أعرضتُ عن هذيانهم بتصامُمٍ<br>من از ہذیان ایشان دانستہ خود را بہرہ کردہ کنارہ کردم | وحسبتُ أن الشرّ تحت مِراءِ<br>ودانستم کہ زیر مجادلہ شر است |
| حسِبوا تفضُّلهم لأجل تصبُّرى<br>ایشان بباعث صبر کردن من خویشتن را غالب دانستند | فعَلَوا كمِثل الدُّخِّ مِن إغضائى<br>پس بتکبر برآمدند و مثل دود از چشم خوابیدن من بلند شدند |
| ما بقِى فيهم عِفّةٌ وزهادةٌ<br>در ایشان ہیچ عفت و پرہیزگاری نماندہ است | لا ذرّةٌ مِن عيشةٍ خَشْناءِ<br>ونہ یک ذرہ زندگی مجاہدانہ |
| قعدوا على رأس الموائد مِن هَوًى<br>برسر خوانہا از ہوا و ہوس نشستند | فرّوا من البأساءِ والضرّاءِ<br>واز سختی ہا و گزند ہا گریختند |
| جَمَعُوا من الأوباش حزب أراذلٍ<br>چند کمینہ از اوباش جمع شدند | فكأنهم كالخِثْيِ للإحماءِ<br>پس گویا اوشان سرگین خشک برائے گرم کردن است |
| لما كتبتُ الكتب عند غُلوّهمُ<br>ہرگاہ کتاب ہا بر وقت غلو ایشان نوشتم | ببلاغة وعذوبة وصفاءِ<br>وہمہ آن کتاب ہا بلاغت وعذوبت وصفا پر بودند |
| قالوا قرأنا ليس قولاً جيّدًا<br>گفتند خواندیم سخنے خوب نیست | أو قولُ عاربةٍ من الأدباءِ<br>یا قول کسے است کہ از گروہ برگزیدہ عرب وادیبان است |
| عربٌ أقام ببيته متستّرًا<br>یک عرب بطور پوشیدہ در خانہ او قیام کردہ است | أملَى الكتابَ ببكرةٍ ومساءِ<br>ہمان عرب کتاب را صبح وشام نوشتہ |

اُنظُرْ إلٰی أقوالهم وتناقُضٍ
سخن ہائے ایشان بہ بیں وتناقض را بہ بیں
سَلَبَ العنادُ إصابة الآراءِ
عنادے کہ میدارند رائے صائب را سلب کرد

طَورًا إلی عربٍ عزوه وتارة
وقتے کلام مرا سوئے عرب منسوب کردند
قالوا کلام فاسد الإملاءِ
وقت دیگر گفتند کہ این کلام خراب املاء دارد

هٰذا مِنَ الرّحمٰن یا حزبَ العِدا
این املاء از خدا تعالیٰ است اے گروہ دشمنان
لا فِعْل شامیٍّ ولا رفقائی
نہ کار شامی است ونہ کار رفیقان من

أعلی المهیمنُ شأننا وعلومنا
خدا تعالیٰ شان ما را وعلوم ما را بلند کرد
نبنی منازلَنا علی الجَوزاءِ
ما منازل خود را بر جوزا بنا می کنم

خَلّوا مقامَ المولویّةِ بعدَهُ
بعد زین مقام مولویت را خالی کنید
وتَستّروا فی غَیهَبِ الخَوقاءِ
ودر تاریکی چاہے پوشیدہ شوید

قد حُدّدتُ کالمرهفات قریحتی
ہمچو شمشیر ہائے تیز طبعیت من تیز کردہ شد
ففهِمتُ ما لا فهمه أعدائی
پس آن چیز ہا فہمیدم کہ دشمنان نہ فہمیدند

هذا کتابی حازَ کلَّ بلاغة
این کتاب من ہر نوع بلاغت جمع کردہ است
بهَر العقولَ بنضرة وبهاءِ
دانش ہا را بتازگی وخوبی حیران کرد

اللّٰه أعطانی حدائقَ علمهِ
خدا تعالیٰ مرا باغہائے علم خود عطا فرمود
لولا العنایة کنتُ کالسّفهاءِ
اگر عنایت الٰہی نبودے من ہمچو بے خردان بودے

إنی دعوت اللّٰه ربًّا محسنًا
من از خدائے خود خواستم کہ رب محسن است
فأری عیونَ العلم بعد دعائی
پس چشمہ ہائے علم بعد از دعا مرا نمود

إنّ المهیمن لا یُعِزّ بنخوةٍ
بہ تحقیق خدا متکبر را عزت نمی دہد
إنْ رُمْتَ درجاتٍ فکُنْ کعَفاءِ
اگر درجہ ہا می خواہی ہمچو خاک شو

واللّٰهِ قد فرّطت فی أمری هوًی
بخدا کہ در امر من از روئے ہوا وہوس تقصیر کردی
وأبیتَ کالمستعجل الخطّاءِ
ومثل جلد باز خطا کنندہ انکار کردی

الحُرّ لا یستعجلنْ بل إنّهُ
آنکہ آزاد از تعصب ہا است او جلدی نمی کند
یرنو بإمعان وکشفِ غطاءِ
بلکہ بغور دل می بنگرد واز میان پردہ می بردارد

یخشی الکرامُ دعاءَ أهل کرامةٍ
نیک مردان از دعائے اہل کرامت می ترسند
رُحمًا علی الأزواج والأبناءِ
وبر زنان و پسران خود از ین خوف رحم می کنند

عندی دعاء خاطفٌ کصواعقٍ
نزد من دعائے است کہ ہمچو صاعقہ می جہد
فحَذارِ ثم حذارِ مِن أرجائی
پس از کنارہ ہائے من دور باش دور باش

واللّٰه إنی لا أرید إمامةً
بخدا من ہیچ پیشوائی را نمی خواہم
هذا خیالک مِن طریق خطاءِ
این خیال تو از خطا ست

إنّا نرید اللّٰه راحةَ روحِنا
ما خدا را می خواہیم کہ آرام روح ما ست
لا سُؤددًا وریاسة وعلاءِ
وریاست وبلندی را نمی خواہیم

﴿۲۴۶﴾

| | |
|---|---|
| إنّا توكّلنا على خلّاقنا<br>ما بر خدائے خود توکل کردیم | معطي الجزيل وواهب النعماءِ<br>کہ بخشندہ نعمت ہا وعطا کنندہ است |
| من كان للرّحمٰن كان مكرّمًا<br>ہر کہ خدا را باشد بزرگی مے یابد | لا زال أهلَ المجد والآلاءِ<br>ہمیشہ در بزرگی ونعمتہا می ماند |
| إن العدا يؤذونني بخباثةٍ<br>دشمنان از راہ خباثت مرا ایذا می دہند | يؤذون بالبهتان قلبَ براءِ<br>از روئے بہتان دل بری را می آزارند |
| هم يُذعِرون بصيحة ونعُدّهم<br>ایشان مے ترسانند | في زُمرِ موتى لا من الأحياءِ<br>و ما ایشان را از گروہ مردگان می شماریم نہ از زندگان |
| كيف التخوف بعد قربِ مُشجِّعٍ<br>بعد قرب دلیر کنندہ چگونہ بترسیم | مِن هذه الأصوات والضوضاءِ<br>چگونہ ازین آوازہا وشور آوازہا خوف پیدا شود |
| يسعى الخبيث ليُطفِئنْ أنوارَنا<br>پلیدے کوشش می کند کہ تا نور ما بمیراند | والشمس لا تخفَى من الإخفاءِ<br>وآفتاب از پوشیدہ کردن پوشیدہ نمی شود |
| إن المهيمن قد أتمَّ نوالَهُ<br>خدا تعالیٰ بر من بخشش خود بکمال رسانیدہ است | فضلًا عليّ فصرتُ مِن نُحلاءِ<br>از روئے فضل ۔ پس من از بخشندگان شدم |
| نعطي العلومَ لدفعِ متربةِ الورى<br>ما برائے دفع درویشی مردم مال علم می بخشیم | طالتْ أياديـنا على الفقراءِ<br>دست بخشش ما بر فقیران دراز است |
| إن شئتَ ليست أرضُنا ببعيدة<br>اگر تو چیزے بخواہی زمین ما | مِن أرضك المنحوسة الصَّيداءِ<br>از زمین منحوس تو دور نیست |
| صعبٌ عليك زمانُ سُؤلِ محاسِبٍ<br>بر تو آن ساعت بسیار سخت است کہ پرسیدہ خواہی شد | إن متَّ يا خصمي على الشحناءِ<br>اگر تو برہمین کینہ بمردی اے دشمن من |
| ما جئتُ مِن غير الضرورة عابثًا<br>من بے ضرورت ہمچو بازی کنندگان نیامدم | قد جئتُ مثلَ المُزنِ في الرَّمْضاءِ<br>من مثل باران آمدم کہ بر زمین سوختہ بیفتد |
| عينٌ جرتْ لعِطاشِ قومٍ أُضجروا<br>برائے تنگ دلان کہ سخت تشنہ بودند چشمہ جاری شد | أو ماءُ نَقْعٍ طافحٍ لظِماءِ<br>یا آب بسیار صافی برائے تشنگان |
| إني بأفضال المهيمن صادقٌ<br>من بفضل خدا تعالیٰ صادقم | قد جئتُ عند ضرورة ووباءِ<br>بروقت ضرورت ووبا آمدہ ام |
| ثم اللئام يكذّبون بخبثهم<br>باز لئیمان از خباثت ایشان تکذیب می کنند | لا يقبَلون جوائزي وعطائي<br>وعطاہائے مرا قبول نمی کنند |
| كَلِمُ اللئام أسنّةٌ مذروبةٌ<br>سخنہائے لئیمان نیزہ ہائے تیز ہستند | وصدورهم كالحَرّة الرَّجْلاءِ<br>وسینہ ہائے اوشان مثل زمین بے نبات خشک افتادہ |
| من حارب الصدّيقَ حارب ربَّهُ<br>ہر کہ با صدیق جنگ کرد با خدا جنگ کرد | ونبيَّه وطوائفَ الصلحاءِ<br>وبا پیغمبر خدا جنگ کرد و با تمام صلحاء جنگ کرد |

وَاللّٰہِ لا أدری وُجوہَ کُشاحةٍ
بخدا من وجہ دشمنی ایشان ہیچ نمی یابم
مِن غیر أنّ البخل فارَ کماءِ
بجز اینکہ بخل اوشان مانند آب جوش کردہ است

ما کنتُ أحسَب أنهم بعداوتی
من گمان نمی کردم کہ اوشان بباعث عداوت من
یذَرون حُکمَ شریعةٍ غرّاءِ
حکم شریعت غرا را خواہند گذاشت

عادیتُهم للّٰہِ حین تلاعبوا
ایشان را دشمن گرفتیم چون بادین
بالدّین صوّالین مِن غُلواءِ
بازی کردند و از تجاوز حملہ کردند

رُبِّبْتُ مِن دَرِّ النبیِّ وعینِه
من از شیر نبی علیہ السلام پرورش یافتم و از چشمہ او مرا پرورید ند
أُعطیتُ نورًا مِنْ سراج حِراءِ
من ازان آفتاب نور گرفتم کہ از غار حرا طلوع کردہ بود

الشمس أُمٌّ والهلال سلیلُها
آفتاب مادر است و ہلال پسر او
ینمو و ینشأ مِن ضیاء ذُکاءِ
آن پسر از روشنی آفتاب نشو ونما می یابد

إنی طلعتُ کمثل بدرٍ فانظروا
من مانند بدر طلوع کردم پس بتامّل بہ بینید
لا خیر فی مَن کان کالکُمَهاءِ
در آن شخص ہیچ خیر نیست کہ چون زن کور مادرزاد باشد

یا ربّ أیِّدْنا بفضلک وانتقِمْ
اے خدائے ما تائید ما کن و از ان شخص انتقام بگیر
ممَّنْ یدُعُّ الحقَّ کالغُثّاءِ
کہ حق را چون خس وخاشاک دفع کردن می خواہد

یا ربّ قومی غلّسوا بجهالةٍ
اے رب من قوم من از جہالت بتاریکی می روند
فارحَمْ وأنزِلْهم بدار ضیاءِ
پس رحم کن و اوشان را در خانہ روشنی فرود آر

یا لائمی إن العواقب للتُّقی
اے ملامت کنندہ من انجام کار برائے پرہیزگاران است
فاربَأْ مآلَ الأمر کالعقلاءِ
پس ہمچو دانشمندان مال کار را منتظر باش

اللّٰہُ أیّدنی وصافا رحمةً
خدا مرا تائید کرد و از روئے رحمت مرا دوست گرفت
و أمدّنی بالنعم و الآلاءِ
و مرا باگونا گون نعمت ہا مدد داد

فخرجتُ مِن وَهْدِ الضلالة والشقا
پس من از مغاک گمراہی بیرون آمدم
ودخلتُ دار الرشد والإدراءِ
و در خانہ رشد و آگاہیدن داخل شدم

واللّٰہِ إن الناس سَقَطٌ کُلّهم
و بخدا کہ مردم ہمہ ردی و بیکار اند
إلا الذی أعطاه نعمَ لقاءِ
مگر آن شخص کہ خدا تعالیٰ او را نعمت لقا بہ بخشد

إنّ الذی أروی المهیمنُ قلبَهُ
آن شخص کہ خدا تعالیٰ دل او را از معارف سیراب کرد
تأتیه أفواج کمثل ظِماءِ
نزد او فوج ہا مثل تشنگان می آیند

ربّ السماء یُعِزّه بعنایة
خدائے آسمان او را از عنایت خود عزّت می دہد
تعنو له أعناقُ أهل دهاءِ
و برائے او گردنہائے عقلمندان خمیدہ می شوند

الأرض تُجعَل مثلَ غلمان لهُ
زمین ہمچو غلامان برائے او کردہ مے شود
تأتی له الأفلاک کالخدماءِ
و آسمانہا برائے او ہمچو خادمان مے آیند

مَن ذا الذی یُخزی عزیزَ جنابِهِ
آن کیست کہ عزیز جناب الٰہی را ذلیل کند
الأرض لا تُفنی شموسَ سماءِ
زمین آفتاب ہائے آسمان را نابود نتواند کرد

﴾۲۷۸﴿

آلــخَـلْـقُ دودٌ كـلهـم إلا الـذى
ہمہ مردم کرمان ہستند
زكّـاه فـضـلُ الـلّٰـه مـن أهـواءِ
مگرآنکہ خدا تعالیٰ اورا از ہوا و ہوس نجات داد

فـانهَـضْ لـه إن كـنـتَ تعرف قدرهُ
پس برائے او برخیز اگر قدر او می داری
واسبِـقْ ببـذل الـنـفـس والإعداءِ
واز ہمہ مردم در بذل نفس وشتافتن سبقت کن

إن كـنـت تـقـصـد ذُلَّـه فـتُـحـقَّـرُ
اگر تو ذلت او می خواہی پست خود ذلیل خواہی شد
و ستَـخْسَـأَنُ كـالـكـلـب يوم جزاءِ
وہمچو سگ در روز جزا رانده خواہی شد

غـلـبـتْ عـليک شـقـاوةٌ فتحقِّرُ
بر تو بدبختی غالب آمده است
مَـن كـان عـنـد الـلّٰـه مـن كـرمـاءِ
ازین سبب تو تحقیر شخصے میکنی کہ نزد خدا تعالیٰ از بزرگی یا بندگان است

صـعـبٌ عـليک سـراجـنـا وضياؤنا
بر تو چراغ ما و روشنی ما بسیار گران آمد
تـمـشـى كـمـشـى اللُّصّ فـى الـلَّيلاءِ
ہمچو دزدان در شب تاریک می گردی

تهـذى و أيُـمُ الـلّٰـهِ مـا لک حيلة
بیہوده گوئی ہا میکنی و بخدا ترا ہیچ حیلہ نیست
يـومَ الـنـشـور وعـنـد وقـت قـضـاءِ
و ہیچ عذرے در روز فیصلہ نیست

بـرقٌ مـن الـمولى نريک وميضَـه
این از خدا تعالیٰ روشنی است درخش آن تا خواہیم نمود
فـاصـبـر كـصبر العاقل الـرَّنّاءِ
پس ہمچو عاقلان دور اندیش صبر کن

وأرى تـغـيُّـظَـكـم يـفـور كـلُـجّةٍ
و می بینم کہ غضب شما ہمچو دریا در جوش است
مـوج كـمـوج البـحـر أو هَـوجـاءِ
و موج آن مثل موج دریا یا موج باد سخت است

والـلّٰـهِ يـكـفـى مِـن كُـمـاةِ نـضـالِـنـا
بخدا از بہادران ما
جَـلْـدٌ مـن الـفـتـيـان لـلأعـداءِ
دشمنان را یک جوان کافی ست

إنـا عـلٰـى وقـت الـنـوائب نـصـبرُ
ما در وقت حوادث صبر می کنیم
نُـزجى الـزمـانَ بـشـدّة و رخـاءِ
و زمانہ را بہ تنگی و فراخی می گذرانیم

فِـتـن الـزمـانِ ولـدنَ عـنـد ظهوركُمْ
از ظاہر شدن شما فتنہ ہا ظاہر شده اند
والسَّيل لا يـخـلـو مـن الـغُـثّـاءِ
و ہیچ سیلابے از خس و خاشاک خالی نمی باشد

عُـفْـنـا لُقِيّاكم ولا أسـتـكـرهُ
ما از ملاقات شما کراہت مے داریم
لـو حـلَّ بيتـى عـاسِلُ البَيداءِ
و ما ہیچ کراہت نداریم اگر گرگ دشتی بخانہ ما در آید

الـيـوم أنـصـحـكـم وكيف نصاحتى
امروز شما را نصیحت می کنم و نصیحت من
قـومًـا أضـاعـوا الـديـن لـلشـحـنـاءِ
آن قوم را چہ فائده بخشد کہ از کینہ دین را ضائع کرده اند

قُـلـنـا تعالوا لـلـنـضـال ونـاضِـلوا
ما گفتیم کہ برائے مقابلہ بیائید و در عربی مباحثہ کنید
فتَـكـنّـسـوا كـالـظـبـى فـى الأفـلاءِ
پس ہمچو آہوان در بیابان ہا پوشیده شدند

لا يـبـصـرون ولا يـرون حـقـيـقـةً
نہ مے بینند و نہ حقیقت را در یافت می کنند
و تَـهـالـكـوا فـى بـخـلـهـم و ريـاءِ
و در بخل و ریا بمردند

هـل فـى جـمـاعـتهم بـصـيـرٌ يـنـظـرُ
آیا در جماعت اوشان بیننده است کہ سوئے من
نـحـوى كـمـثـل مـبـصّـر رنّـاءِ
مثل مبصر غور کننده بہ بیند

| | |
|---|---|
| ما ناضلوني ثم قالوا جاهلٌ<br>بامن مقابلہ نکردند باز گفتند کہ جاہل است | أُنظُرْ إلٰى إيذائِهم وجفاءِ<br>ایذاء ایشان بہ بین وجفاء ایشان بہ بین |
| دعوى الكُماةِ يلوح عند تقابُلٍ<br>دعوی بہادران وقت مقابلہ ظاہر می گردد | حدُّ الظُّباتِ ينير في الهيجاءِ<br>تیزی شمشیرہا در جنگ روشن مے شود |
| رجلٌ ببطنِ "بَطَالة" بَطّالةٌ<br>در شہر بٹالہ کہ از بطالت پُر است | تعلی[1] عداوته كرعدِ طَخاءِ<br>مردے است کہ دشمنی او ہمچو رعد ابر در جوش است |
| لا يحضر المضمارَ مِن خوفٍ عرَا<br>از خوف کہ می دارد بمیدان نہ مے آید | يهذي كنسوان بحجب خفاءِ<br>وہمچو زنان در پردہ ثاژ می خواید |
| قد آثر الدنيا وجيفةَ دَشْتِها<br>دنیا ومردار آں را اختیار کردہ است | والموت خير من حياة غطاءِ<br>ومردن از زندگی پردہ بسیار نیکو است |
| يا صيدَ أسيافي إلٰى ما تأبِزُ<br>اے شکار شمشیر ہائے من تا بکے جست خواہی کرد | لا تُنجِينّك سيرةُ الأطلاءِ<br>تا سیرت بچگان آہو نجات نخواہد داد |
| نجسّتَ أرضَ "بطالة" منحوسة<br>تو زمین بٹالہ را پلید کردی | أرض محربِئةٌ من الحِرباءِ<br>از وجود یک حربا تمام زمین از حربا بر است |
| إني أريدك في النضال كصائدٍ<br>من ترا در روز مناضلہ مثل شکار جوینده می خواہم | لا يركَنَنْ أحد إلى إرزاءِ<br>پس باید کہ ہیچکس ترا پناه ندہد |
| صدرُ القناة ينوش صدرَك ضربُهُ<br>سر نیزہ ترا پارہ پارہ خواہد کرد | ويريك مُرّاني بحارَ دماءِ<br>ونیزہ درگذرندہ من ترا دریائے خون خواہد نمود |
| جاشت إليك النفس من كلماتنا<br>جان تو از گفتار من بلب رسید | خوفًا فكيف الحال عند مِرائي<br>پس در وقت پیکار حال تو چہ خواہد شد |
| أُعطيتُ لُسْنًا كاللقوع مُروِّيًا<br>من مثل ناقہ بسیار شمشیر زبان دادہ شدہ ام | وفصيلُها تأثيرها ببهاءِ<br>وبچہ آن ناقہ تاثیر سخن من است |
| إن شئتَ كِدْ كلَّ المكائد حاسدًا<br>اگر بخواہی ہر مکرے کہ داری از روئے حسد بکن | البدر لا يغسو بلَغْيِ ضِراءِ<br>وخوب یاد دار کہ از شور سگ بچگان نقصان ماہتاب نیست |
| كذّبتَ صدّيقًا وجُرتَ تعمّدًا<br>تو صدیقے را بہ دروغے منسوب کردی | ولئن سطا فيُريك قعرَ عَفاءِ<br>واگر آن صدیق بر تو حملہ کند ترا مغاک خاک خواہد نمود |
| ما شمَّ أنفي مرغمًا في مشهدٍ<br>بینی من در ہیچ جنگے ذلت ندیدہ است | وأثَرتُ نقعَ الموت في الأعداءِ<br>ودر دشمنان از موت غبار انگیختہ ام |
| واللّٰهِ أخطأتم لنكبةِ بَختِكم<br>بخدا شما از بدبختی طالع خود سخت خطا کردہ اید | باريتُمُ ابنَ كريهةٍ فَجّاءِ<br>کہ با آن شخص جنگ شروع کردہ اید کہ تجربہ کار جنگ وبناگاہ کشندہ است |
| إني بحقدك كلَّ يوم أُرفَعُ<br>من بکینہ تو ہر روز مراتب بلند مے یابم | أنمي على الشحناء والبغضاءِ<br>واز کینہ وبغض شما بخت من در نشو و نما است |

[1] ایڈیشن اول میں سہو کتابت سے تعلی چھپا ہے درست تغلی ہے۔ (ناشر)

نلنا ثريّاء السّماء وسَمْكه
ما تا ثریا آسمان رسیده ایم
لنردّ إيمانًا إلى الغبراءِ
تا ایمان را سوئے زمین فرود آریم

أُنظُرْ إلى الفتن التى نيرانها
آن فتنہ ہا را بہ بین کہ آتشہائے آن فتنہ
تجرى دموعًا بل عيون دماءِ
اشک ہا جاری می کند بلکہ چشمہ ہائے خون می برآرد

فأقامنى الرحمٰن عند دخانها
پس خدا تعالیٰ مرا بروقت دخان آن فتنہ ہا قائم کرد
لفلاح مُدّلجين فى الليلاءِ
تا آن را کہ درشب می روند نجات بخشد

وقد اقتضتْ زفراتُ مرضَى مقدمى
ونعرہ ہائے مریضان آمدن مرا تقاضا کرد
فحضرتُ حمّالًا كئوسَ شفاءِ
پس من با جامہائے شفا نزد او شان حاضر شدم

لما أتيتُ القوم سبُّوا كالعدا
ہرگاہ آمدم قوم مرا دشنامہا دادند
وتخيّروا سُبل الشقا بإباءِ
واز راہ انکار طریق شقاوت را اختیار کردند

قالوا كذوب كَيْذُبانٌ كذبةٌ
گفتند کہ این شخص کاذب وکذاب است
بل كافر ومزوّر ومُرائِى
بلکہ کافر ودروغ آرایندہ وریاءکار است

مَن مُخبِرٌ عن ذلّتى ومصيبتى
آن کیست کہ این ذلت من ومصیبت من
مولاى خَتْمَ الرسل بحرَ عطاءِ
مولائے مرا رساند کہ خاتم الانبیاء ودریائے بخشش ہاست

يا طيّبَ الأخلاق والأسماءِ
اے پاک اخلاق وپاک نام ہا
أفأنت تُبعدنا من الآلاءِ
آیا تو مارا از نعمت ہائے خود دور مے کنی

أنت الذى شغف الجَنانَ محبّةً
تو آن ہستی کہ محبت او در قعر دل من فرو رفتہ است
أنت الذى كالرُّوح فى حَوبائى
تو آن ہستی کہ در تن من مانند جان است

أنت الذى قد جذب قلبى نحوه
تو آن ہستی کہ سوئے او دل من کشیدہ شدہ است
أنت الذى قد قام للإصباءِ
تو آن ہستی کہ برائے دلبرے من ایستاد

أنت الذى بوداده وبحبّهِ
تو آن ہستی کہ ببرکت محبت او ودوستی او
أُيِّدتُ بالإلهام والإلقاءِ
از الہام والقاء الٰہی تائید یافتم

أنت الذى أعطى الشريعة والهدى
تو آن ہستی کہ شریعت وہدایت را بما رسانید
نجّى رقاب الناس من أعباءِ
وگردنہائے مردم را از بارگران نجات داد

هيئات كيف نفرّ منك كمفسدٍ
این کجا ممکن است کہ ما ہمچو مفسدے از تو بگریزیم
روحى فدَتْك بلوعةٍ ووفاءِ
جان من بسوزش عشق ووفا بر تو قربان است

آمنتُ بالقرآن صُحفِ إلٰهنا
من بقرآن شریف ایمان آوردم کہ کتاب خدائے است
وبكل ما أخبرتَ من أنباءِ
وبا آن ہمہ خبرہا ایمان آوردم کہ تو خبر دادی

يا سيدى يا موئلَ الضعفاءِ
اے سردار من اے جائے بازگشت ضعیفان
جئناك مظلومين من جهلاءِ
ما بجناب تو از جور جاہلان رسیدیم

إنّ المحبّة لا تضاع وتشترى
محبت ضائع کردہ نمی شود وکریمان آن را می خرند
إنّا نحبّك يا ذُكاءَ سخاءِ
ما با تو اے آفتاب سخاوت محبت می داریم

يَــا شمسَنا انظُرْ رحمةً وتحنّنًا
اے آفتاب ما سوئے من برحمت بنگر
يَسْعَى إليك الخلق للإركاءِ
مردم سوئے تو برائے (پناہ) گرفتن مے دوند

أنت الذی هو عينُ كلّ سعادةٍ
تو آن استی کہ چشمہ ہر سعادت است
تَهوی إليك قلوب أهل صفاءِ
سوئے تو دلہائے اہل صفا مائل ہستند

أنت الذی هو مبدء الأنوارِ
تو آن ہستی کہ مبدء نور ہاست
نوّرتَ وجه المدن والبيداءِ
تو روئے شہر ہا و بیابان ہا روشن کردی

إنی أریٰ فی وجهک المتهللِ
من در روئے روشن تو
شأنًا يفوق شؤونَ وجهِ ذُكاءِ
شانے مے بینم کہ بر شان آفتاب فوقیت ہا دارد

شَمْسُ الهُدی طلعتْ لنا من مكّةٍ
آفتاب ہدایت از مکہ بر ما طلوع کرد
عين الندا نبعتْ لنا بحِراءِ
چشمہ بخشش از غار حرا برائے ما بجوشید

ضَاهتْ أَياةُ الشمس بعضَ ضيائهِ
روشنی آفتاب ببعض روشنیہائے او مے ماند
فإذا رأيتُ فهاجَ منه بكائی
پس چون دیدم بے اختیار مرا گریہ آمد

نَسْعی كَفِتْيانٍ بدينِ مُحَمَّدٍ
ہمچو مردان در دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوشش می کنیم
لَسْنَا كرجُلٍ فاقِدِ الأعضاءِ
ما مثل آن شخصے نیستم کہ بے دست و پا باشد

أَعْلَی المهيمنُ همَمنا فی دِينهِ
خدا تعالیٰ در دین او ہمتہائے ما را بلند کردہ است
نَبنی مَنَازلَنا علی الجوزاءِ
منزلہائے خود را بر جوزا بنا مے نہیم

إنا جُعِلْنا كالسيوف فندمَغُ
ما ہمچو شمشیر ہا گردانیدہ شدہ ایم
رأس اللئام وهامة الأعداءِ
پس سر لئیمان را و دشمنان را مے کوبیم

ومِنَ اللئام أری رُجَيلًا فاسقًا
واز لئیمان مردکے بدکار را مے بینم
غُولًا لعينًا نُطفة السُّفهاءِ
کہ شیطان ملعون از نطفہ سفیہان است

شَكِسٌ خبيثٌ مُفسِدٌ ومزوّرٌ
بدگو خبیث مفسد دروغ آرایندہ است
نَحْسٌ يُسمَّی "السَّعْد" فی الجهلاءِ
و منحوس است و نام او جاہلان سعد اللہ نہادہ اند

ما فارقَ الكفرَ الذی هو إرثهُ
کفرے کہ وراثت او بود از ان علیحدہ نشدہ است
ضاهَی أبَاه وأُمَّه بعماءِ
و در کوری مادر و پدر خود را مشابہ است

قد كان مِن دُود الهنُودِ وزَرعهم
این شخص از کرمان ہنود و تخم ایشان بود
مِن عَبدة الأَصْنَام كالآباءِ
و مثل پدر و جد خود از بت پرستان بود

فالآن قد غلَبَتْ عليه شقاوةٌ
پس اکنون ہمان شقاوت بروئے غلبہ کرد
كانت مُبيدةَ أُمِّه العمياءِ
کہ مادر کور او را ہلاک کردہ بود

إنی أراه مُكذِّبًا ومكفِّرًا
من او را می بینم کہ او تکذیب من میکند و مرا کافر میگوید
ومحقِّرًا بالسبّ والإزراءِ
و با تحقیر کردن و دشنام دادن بہتانہا مے بندد

يُؤذِی فما نَشكو وما نَتَأَسّفُ
آزار می دہد مگر ما نہ شکایت میکنیم و نہ افسوس میکنیم
كَلْبٌ فيَغْلِی قلبه لِعُواءِ
زیرانکہ او سگے است پس دل او برائے عوعو کردن مے جوشد

﴿۲۸۲﴾

كَحَلَ العنادُ جفونَه بعَجاجةٍ
دشمنی پلک ہائے اورابغبار کینہ سرمہ سا کردہ است
فالآن مَن يحميه من إقذاءِ
پس اکنون کیست کہ چشمہائے اورا ازغبار پرہاند

يا لاعِنى إنّ المهَيمِن يَنْظرُ
اے ملامت کنندہ من خدا تعالیٰ مے بیند
خَفْ قهرَ ربّ قادر مولائى
ازقہر مولائے من کہ قادراست خوف کن

الحق لا يُصلَى بنار خديعةٍ
راستی بآتش مکر سوختہ نمی شود
أنَّى مِن الخفّاش خسرُ ذُكاءِ
ازنفرت شپرہ ہیچ نقصان آفتاب نیست

إنى أراك تميس بالخُيَلاءِ
من می بینم کہ بہ ناز وتکبر خرامان مے روی
أنسيتَ يوم الطعنة النَّجْلاءِ
آیا آن روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد کرد

لا تتّبعْ أهْواءَ نفسِک شقوةً
ہوائے نفس خود را از شقاوت پیروی مکن
يلقيک حُبُّ النفس فى الخَوقاءِ
ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت

فرسٌ خَبيثٌ خَفْ ذُرَى صهواتِهِ
نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشت او بترس
خَفْ أن تزلّک عدوُ ذى عدواءِ
ازین بترس کہ دویدن ناہموار او ترا برزمین افگند

إنّ السُّمُوم لَشَرُّ ما فى العَالمِ
در دنیا زہر ہا بدترین چیزے است
ومِنَ السُّموم عَداوةُ الصلحاءِ
وازز ہر ہا بدتر عداوت صالحان است

آذَيتَنى خبثًا فلَسْتُ بصادقٍ
مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم
إنْ لم تَمُتْ بالخزى يا ابنَ بغاءِ
اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

اللّه يُخزى حزبَكم ويُعزّنى
خدا تعالیٰ گروہ شمارا رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد
حتى يجىء الناس تحت لوائى
تا بحدیکہ مردم زیر لوائے من خواہند آمد

يا ربَّنا افْتَحْ بيننَا بكرامةٍ
اے خدائے ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن
يا مَن يرى قلبى و لُبَّ لِحائى
اے آنکہ دل مرا و مغز پوست مرا می بینی

يا مَن أرى أبوابه مفتوحة
اے آنکہ درہائے اورا
لِلسَّائلين فلا تردّ دعائى
برائے سائلان کشادہ می بینم دعائے مرا رد مکن

**آمین**

اليوم قضينا ما كان علينا من التبليغات، وعصمنا نفسنا من مأثم ترک الواجبات، وحان أن نصرف الوجه عن هذه المباحثات، إلا ما ينفى لَبْس السائلين

امروز ہر چہ بر ما از تبلیغ فرض بود ادا کردیم و نفس خود را از گناہ ترک واجب محفوظ داشتیم۔ ووقت آمد کہ ما ازیں مباحثات رو بگردانیم۔ مگر آنچہ شبہ سائلان رد کند وقصد کردیم کہ بعد این

والسائلات، وأزمعنا أن لا نخاطب ☆ العلماء بعد هذه التوضيحات، ولو سبّونا كما أروا من قبل من العادات، وما غلّظنا عليهم إلا للتنبيهات،

توضیحات علماء را مخاطب نکنیم۔ اگرچہ دشنام ہا دہند چنانچہ پیش زین ہمین عادات خود نمودہ اند۔ وما بر ایشان درشتی کہ کردیم محض برائے آگاہانیدن کردیم۔ واعمال نزد خدا تعالیٰ

وإنما الأعمال بالنيات. فالآن نودّعهم بدموع جارية من الحسرات، وعيون غريقة فى سيل العبرات، **وهذه منا خاتمة المخاطبات.** تمّت

وابستہ بہ نیت ہاہستند۔ پس اکنون ایشان را باشکہائے جاری از حسرتہا وداع می کنیم وباچشمہائے پُر آب رخصت می نمائیم۔ پس امروز این رسالہ از ما خاتمہ مخاطبات است۔ فقط

☆ جو علماء مقابلہ اور مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں بعض کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ قاضی عبید اللہ قاضی مدراس، مولوی محمود مدراس، مولوی غلام رسول، مولوی شیخ عبداللہ چک عمر کھاریاں گجرات، صاحبزادہ محمد امین چکوڑی، مولوی کلیم اللہ مچھیانہ، نجم الدین شادیوال، فضل احمد قلعدار، غلام علی شاہ منگووال، حافظ سلیمان ڈنگہ کھاریاں، مولوی عبدالصمد حکیم صدر پشاور، مولوی رحمۃ اللہ بڑہنی میرپور جموں، مولوی حشمت پنجروٹ میرپور، مولوی نیاز احمد قصبہ کھاریاں، خلیفہ محی الدین باولی گجرات، مولوی فیض احمد ڈوگا //، مولوی صدرالدین ملکی //، مولوی آغا خان سوداگر صدر پیشاور، مولوی عبداللہ صاحب //، شیخ شیر محمد افسر نہر، میاں محمد فاضل راجوال کھاریاں گجرات، مولوی احمد دین سادھوکے //، مولوی کرم دین پوڑانوالا //، اللہ دتہ بلانی //، غلام محمد //، نوردین //۔



# قابلِ توجہ گورنمنٹ ہند

انا قرأنا فی جریدة سِوِل ملتری انه یشکومنّا فی حضرة الدّولة البرطانیة. ویظن کانّا اعداء هذه الدولة المبارکة. وینبّه الدولة علی سوء نیاتنا وشرعوا قبنا یحثّها علی ان تضیق علینا الحرّیة التی شملت طوائف الاقوام علی اختلاف مذاهبهم. وتبائن مشاربهم. وهذه هی الشیٔ الذی یثنی به علی الدولة بخصوصیّتها ومزیّتها علی دُول اخریٰ اعنی انّها اعطت نسبة المساوات کل مذهب فی نظر القانون. وما خصّ احدًا لیکون محل الظنون. وهذا امر لا نری نظیره فی زمن الاولین.

وقد کتبنا غیر مرة انا نحن من خدام مصالح الدولة. وخادمیه من کمال الصدق والامانة وامتلأت قلوبنا شکرًا. وصدورنا اخلاصًا. بمارئینا منها من انواع الاحسان. والمنة والامتنان. وانا لسنا من قوم یعصون ولی النعمة. ویخفون فی قلوبهم امور الغش والخیانة. ویثیرون الفتن من خبث القریحة. بل نحن بفضل اللّٰه نشکر الدولة علی مننها. وندعوا اللّٰه ان ننجینا بها من شر الدنیا وفتنتها. وقد نجونا بها من البلایا والمحن. وانواع الخسران والفتن. ونعیش بالامن والعافیة تحت ظلها الظلیل. وحُفظنا من آفات الاشرار بعد له الدمیل. انها انارت سبلنا وسدت خللنا. وانا نری فی لیالیها آمنًا مارئینا فی نهارٍ قبل هذا الدولة. فما جزاء هذا الاحسان الا الشکر بخلوص النیة. و شکرهم شیٔ قد ملأبه روحنا. وجناننا وضمیر نا ولساننا. ولسنا کافری نعم المنعمین. ولنا علی هٰذا الدعوی براهین ساطعة. ودلائل قاطعة. وهی انا لانثنی علی الدولة من هذا الیوم فقط بل فی هٰذا نفدت اعمارنا. وذابت عظامنا. وعلیه توفت کبارنا. وکانوا عند الدولة من المکرمین وطالما قمنا للحمایة بخلوص القلب والمُهجة واشعنا الکتب فی حمایة اغراض الدولة الی بلاد الشام والروم وغیرها من الدیار البعیدة. وهذا امر لن تجد الدولة نظیرها فی غیرنا من المخلصین. فلا نعباء بمفتریات جریدة. ولا نخشی تحریر انامل مفسدة. ویا اسفا علٰی الذی یخوّف الدولة من غوائل عواقبنا. ویرغّبها فی تعاقبنا. الم یفکر انّنا ذریة آباء انفدوا اعمارهم فی خدمات هذه الدولة افنسیت الدولة مساعیهم بهذه السرعة. لِمَ لا تمنع الدولة اولئک الطغاة المفسدین عن نشر مثل تلک الاکاذیب. واشاعة هذا البهتان العجیب. فانها سم زعاف للذین لا یعرفون الحقیقة. ولا یفتشون الاصلیة. فکاد ان یصدقوها کالمخدوعین. انه یبکی علٰی حرّیّتنا ولا یریٰ حرّیته التی تصول

﴿۲۸۴﴾ علٰی الصّادقین. ویجعل المخلصین من المفسدین. الیس بواجب علٰی اهل الجرائد ان لا یتبعوا کلما بلغتهم من الحاسدین من اهل الغرض والنقمة. الیس علیهم ان یکتبوا بالصداقة وسلامة الطویة اهم خارجون من حدود القانون اوهم من المعفّوین.

یااهل الجرائد والمکائد اتامرون الناس بالبرو تنسون انفسکم. اهذا خیرلکم بل شرلکم لوکنتم تعلمون اتجعل الدولة المخلصین کالمفسدین. او یخفی علیه ما تکتمون فی انفسکم کالمنافقین. قدجرّبت الدولة عواقب آبائنا. ورأت مرارًا ما هو فی وعاء نا. وقد بلغنا تحت تجاربها الی ستین. فان حدنا قبل ذالک الٰی نحو خمسین سنة عن طریق الخلوص. وآثرنا طرقًا فاسدة کاللصوص. فللدولة ان تظن کلما تظن کالمجربین العارفین. فان القلیل یُقاس علی الکثیر والصغیر علی الکبیر. وکذالک جرت عادة المتفرسین. والا فاتقوا الله واستحیوا ولا تجترؤوا ان کنتم صالحین. وواللّٰه انا نحن براء من تلک التهمة. وما لنا ولهذه المعصیة. وتُنزّه النظائر السابقة ذیلنا عن مثل هذه البهتانات. والتهم والخرافات. وکیف وانا لاننسی الی ان نموت نعم هذه الدولة. ولا منن هذه الحکومة . وقد اوصینا من کتاب الله بشکر المحسنین.

وهی آیات واحادیث لا یسع المقام سردها الآن وقد کتبنا من قبل وابسطنا فیه البیان. فلینظر من کان من الشائقین. وانا رئینا من هذه الدولة انواع الراحة. وحفظت بها دماء نا واعراضنا واموالنا من انواع المصیبة. وتواردبها علینا من نعم لا نستطیع ان ندخلها تحت الحصر والاحصاء. فندعو لهذه الدولة طول العمر والبقاء. وای عاقل یسب المحسن وینسی نعمه ولا یذکر المنن. نعوذ باللّٰه من سوء الفهم ووضع الرأی فی غیر محله وقولنا هذا رد علی جریدة سِوِل واما الذی یزعم انّ حمایة الکفار کیف یجوز فقد رددنا وساوسه غیر مرة. واثبتنا الامر بکثیر من ادلة واثبتنا ان النبی صلی الله علیه وسلم وضع هذا الاساس. وقال ما شکر الله من لا یشکر الناس. فهذا اصول محکم لا یرده الا فاسق ولا یقبله الا صالح ولو بعد اللّتیا واللتی واما نحن فهذا مذهبنا ونشکر المحسن ولا نری اختلاف المذاهب ویصعب علینا خلاف ذالک ونختار علیه الموت. ومن اجل ذالک قد اشعنا رأینا هذا فی بلاد الاسلام الی ما وسع لنا وامکن وان فی هذا دلیل قاطع علی اخلاصنا ولکن للذین لا یبخلون. فحاصل الکلام انا منزهون عن تلک التهم. ولنا شواهد لا تُرد شهادتها ولا تشک فی صحتها. ونتوکل علی اللّٰه. لا حول ولا قوة الا باللّٰه. وهو احکم الحاکمین.



ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رسالہ عربی کے ختم ہونے کے بعد ایک صاحب نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ آپ کے دعویٰ کی تائید میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کون سے ایسے نشان ظاہر ہوئے ہیں جو ایک طالب حق ان پر غور کرنے سے یہ سمجھ سکے کہ یہ کاروبار انسان کا منصوبہ نہیں بلکہ اس خدا کی طرف سے ہے جو عین وقت پر اسلام کی تائید کے لئے اپنے بندوں کو بھیجتا اور ان کا سچا ہونا اپنے خاص نشانوں کے ذریعہ ثابت کر دیتا ہے۔

سو واضح ہو کہ اگر چہ میں نے اس سوال کا جواب کئی مرتبہ اس سے پہلے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے لیکن اب پھر ان متفرق باتوں کو حق کے طالبوں کے فائدہ کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر کے لکھ دیتا ہوں۔ شاید وہ وقت پہنچ گیا ہو کہ لوگ میری باتوں میں غور کریں۔ پس غور سے سنو کہ عقلمندوں اور سوچنے والوں کے لئے میرے دعویٰ کے ساتھ اس قدر نشان موجود ہیں کہ اگر وہ انصاف سے کام لیں تو ان کے تسلی پانے کے لئے نہایت کافی وشافی ذخیرہ خوارق موجود ہے ہاں اگر کوئی اس شخص کی طرح جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مینہ کے بارے میں معجزہ استجابت دعا دیکھ کر یعنی کئی برسوں کے امساک باراں کے بعد مینہ برستا ہوا مشاہدہ کر کے پھر کہہ دیا تھا کہ یہ کوئی معجزہ نہیں۔ اتفاقاً بادل آیا اور مینہ برس گیا۔ انکار سے باز نہ آوے تو ایسے شخص کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ ایسے لوگ ہمارے سید ومولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ آسمانی نشان دیکھتے رہے پھر یہ کہتے رہے۔ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ [1]۔ جو شخص سچے دل سے خدا کا نشان دیکھنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ سب سے پہلے اس نشان پر نظر کرے کہ اس عاجز کا ظاہر ہونا عین اس وقت میں ہے جس وقت کا ذکر ہمارے سید خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے آپ فرمایا ہے یعنی صدی کا سر۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ **صلیب کے غلبہ کے وقت** ایک شخص پیدا ہو گا جو صلیب کو توڑے گا۔ ایسے شخص کا نام آنحضرت نے مسیح ابن مریم رکھا ہے۔

**اب سوچو** کہ صلیب کا غلبہ تو انتہاء تک پہنچ گیا اور نصاریٰ ٹڈیوں کی طرح دنیا پر محیط ہو گئے اور پادریوں کو اپنے شیطانی اغوا میں وہ کامیابی ہوئی جس کی کوئی نظیر نہیں اور صدی میں سے بھی تیرہ برس گذر گئے تو کیا اب تک صلیب کا توڑنے والا ظاہر نہ ہوا یا نعوذ باللہ پیشگوئی خطا گئی یا علماء مخالفین کی یہ خواہش ہے کہ اور **سَو برس تک** پادری لوگ اسلام کو پیروں کے نیچے کچلتے رہیں۔ جب تک کہ نئی صدی آوے اور

[1] الانبیاء: ۶

﴿۲﴾ آسمان سے ان کا فرضی مسیح نازل ہو۔ پھر اس صدی پر بھی کیا امید ہے شاید وہ بھی خطا جائے۔ غرض اب یہ نازک وقت اور صدی کا سر چاہتا تھا کہ صلیب کا توڑنے والا پیدا ہو اور خنزیروں کو جن میں خنز یعنی فساد کا جوش ہے دلائل بینہ کے ساتھ قتل کرے۔ سو وہ ظاہر ہو گیا جس کو قبول کرنا ہو کرے۔

پھر **دوسرا نشان** یہ ہے کہ اس گذشتہ زمانہ میں جس کو سترہ[1] برس گذر گئے۔ یعنی اس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ کون ہے اور نہ کوئی آتا تھا اس وقت اس موجودہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے جس میں ہر ایک طرف سے رجوع خلائق ہوا اور ایک دنیا میں شہرت ہوئی چنانچہ براہین احمدیہ میں سترہ برس کا الہام اس بارہ میں چھپا ہوا یہ ہے۔ **انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان اَنْ تُعان وتعرف بین الناس. یاتون من کل فج عمیق۔** یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مشہور کیا جائے گا۔ اور لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔

**اب دیکھو** کیا یہ نشان نہیں کہ اس پیشگوئی کے مطابق اب خدا تعالیٰ نے لاکھوں انسانوں میں اور ہندوستان کے کناروں تک اس عاجز کو مشہور کر دیا ہے اور ایسا ہی وہ لوگ جو ملنے کے لئے اس وقت تک آئے ان کی تعداد ساٹھ ہزار[۶۰۰۰۰] سے بھی کچھ زیادہ ہوگی۔ کیا ایک عقلمند کو یہ پیشگوئی تعجب میں نہیں ڈالتی جو ایسے زمانہ میں ظاہر فرمائی گئی تھی جبکہ اس کا مفہوم بالکل قیاس سے بعید معلوم ہوتا تھا۔

پھر ایک اور پیشگوئی سوچنے والوں کے لئے **نشان** ہے جس کا ذکر براہین حصہ سوم کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے جس کو پندرہ برس کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ اس عاجز کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ ہوگا اور تجھ کو ایک واقعہ میں وہ کاذب ٹھہرائیں گے اور بالآخر خدا تیری سچائی ظاہر کرے گا۔ اس پیشگوئی کی عبارت یہ ہے۔ **ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ. وخرقوا له بنین وبناتٍ بغیر علم. قُل ھُوَ اللّٰهُ اَحد اَللّٰهُ الصَّمَد لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهُ کُفُوًا اَحد. وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ. اَلْفِتْنَةُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ. قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ۔** یعنی یہود اور نصاریٰ تیرے پر خوش نہیں ہوں گے جب تک تو ان کے مذہب کا پیرو نہ ہو۔ یعنی ان کا خوش ہونا محال ہے۔ ان لوگوں نے یعنی نصاریٰ نے خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں بنا رکھی ہیں حالانکہ خدا وہ ہے جس کے کوئی بیٹا نہیں اور نہ وہ کسی کا بیٹا۔ نہ اس کا

﴿۳﴾

کوئی ہمسر۔ اور عیسائی تیرے ساتھ ایک مکر کریں گے اور خدا بھی ان کے ساتھ مکر کرے گا خدا کے مکر سراسر نیک اور بہتر اور دوسروں کے مکروں پر غالب ہے۔ اس وقت عیسائیوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس چاہئے کہ تو رسولوں اور نبیوں کی طرح صبر کرے اس وقت تو یہ دعا کر کہ اے میرے رب میرا صدق ظاہر کر دے۔

اب ذرہ آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی صریح اور صاف طور پر آتھم کے قصہ کی خبر دے رہی ہے۔ جس میں عیسائیوں نے یہ مکر کیا کہ حقیقت کو چھپایا۔ پیشگوئی میں رجوع الی الحق کی شرط تھی جس سے آتھم نے فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ وہ اخیر دن تک پیشگوئی سے ڈرتا رہا۔ یہاں تک کہ مارے ڈر کے دیوانہ کی طرح ہوگیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے وعدہ کے موافق اس کی موت میں تاخیر ڈال دی۔ عیسائی خوب جانتے تھے کہ وہ پیشگوئی کے خوف سے نیم جان ہوگیا۔ اس نے قسم نہ کھائی نہ اس نے حملہ کے الزاموں کو ثابت کیا مگر تب بھی پادریوں نے شرارت پر کمر باندھی۔ اور امرتسر اور بہت سے دوسرے شہروں میں نہایت شوخی سے ناچتے پھرے کہ ہماری فتح ہوئی اور ان کے نہایت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں اور سخت بدزبانی کی۔ غرض جیسا کہ پندرہ برس پہلے خدا تعالیٰ فرما چکا تھا کہ عیسائی فتنہ برپا کریں گے۔ ایسا ہی ہوا اور یہودی صفت مولوی اور ان کے چیلے ان کے ساتھ ہوگئے۔ آخر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں اشارہ فرمایا تھا کہ قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ۔ ایسا ہی اس عاجز کا صدق ظاہر ہوگیا اور آتھم جیسا کہ الہام میں بار بار ظاہر کیا گیا تھا اپنی بیبا کی کے بعد اخیری اشتہار سے سات مہینے تک فوت ہوگیا۔

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے۔ اور یہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں۔ {۱} ایک یہ کہ عیسائیوں کے فتنہ کی پندرہ برس پہلے خبر دی گئی۔ {۲} دوسرے یہ کہ آخر وہ فتنہ برپا ہوکر اس پیشگوئی کے مطابق اور نیز دوسری پیشگوئی کے مطابق آتھم مر گیا اور صدق ظاہر ہوا۔ اگر ان دونوں پیشگوئیوں کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان قدرت نظر کے سامنے آجائے گی ☆ اور اس میں ایک اور عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بھی اس کے پوری

☆ **حاشیہ**۔ ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڈھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپورہ سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے۔ جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیشگوئی کے پورا

﴿۴﴾

ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دے گا کہ حق آل عیسٰی کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخباروں والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نہ کیا اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

---

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی۔ جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

حاشیہ در حاشیہ

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلّہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو طیّار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے **ایسی ایسی** پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیبا کی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤیّد تھے۔ پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہوئے کہ گویا **مر گئے**۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کرے گا ﴿۵﴾

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر **ہتھیار بھی خریدے**۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جنّ کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا



مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یااحمد فاضت الرحمة علٰی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیّار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

﴿۷﴾ ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے **الرّحمٰن عَلّم القُرآن**۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور سے

---

کی اولاد بنیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اُس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

﴿۸﴾ پورا کیا کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے اور کسی سورۃ کی ایک تفسیر

آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ میں پھر واپس آجاؤں گا۔ حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انیس[19] نسلیں ان کے بعد بھی انیس[19] صدیوں میں مرچکیں۔ مگر آپ اب تک تشریف نہ لائے۔ خود تو وفات پاچکے مگر اس جھوٹی پیشگوئی کا کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے۔

سو عیسائیوں کی یہ حماقت ہے کہ ایسی پیشگوئیوں پر تو ایمان لاویں۔ مگر آتھم کی پیشگوئی کی نسبت جو صاف اور صریح طور پر پوری ہوگئی اب تک انہیں شک ہو۔ سوچنا چاہئے کہ یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی پندرہ سال پہلے خبر دی گئی ہے۔ اور جو اپنی شرط کے موافق اور اپنے آخری الہاموں کے موافق پوری ہوگئی۔ اس سے انکار کرنا کیا صریح خباثت ہے یا نہیں۔ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ ایک مخفی امر کی پندرہ[15] سال پہلے خبر دے اور پھر شرط کے موافق نہ خلاف شرط پیشگوئی کو انجام تک پہنچاوے۔

یہ مردہ پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں کہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ فتح مسیح کو یاد رکھنا چاہئے کہ آتھم تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر میں داخل ہو چکا ہے۔ اب یہ کالک کا ٹیکہ عیسائیوں کی پیشانی سے کسی طرح اتر نہیں سکتا۔ اگر وہ قسم کھالیتا اور پھر ایک برس تک نہ مرتا تو عیسائیوں کو اس کی زندگی مفید ہوتی۔ مگر اس نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی نہ اپنے جھوٹے تین الزاموں کا ثبوت دیا۔ پس اس نے اپنی عملی کارروائیوں سے ثابت کر دیا کہ وہ ضرور ڈرتا رہا۔ پھر جب بیبا کی کی طرف رخ کیا تو حسب منشاء الہام الٰہی آخری اشتہار سے سات مہینے تک واصل جہنم ہوگیا۔ اور جیسا کہ خدا کے پاک الہام نے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا۔ پس کیا ایسی پیشگوئی جو ایسی صراحت کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی جس کا تمام نقشہ خدائے عالم الغیب نے پندرہ برس پہلے اپنے پاک الہام کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا تھا وہ جھوٹ ٹھہر سکتی ہے۔ بلکہ وہی لعنتی فرقہ جھوٹا ہے جو ایسے کھلے کھلے نشان کی تکذیب کرتا ہے۔

بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ☆ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

☆ اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کر لیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔

میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے مگر ان کے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔ ﴿۹﴾

اور ایک نشان خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ میرے دعویٰ سے تیس [۳۰] برس پہلے ایک بندہ صالح نے میری نسبت پیشگوئی کی اور اس پیشگوئی میں میرا نام اور میرے گاؤں کا نام لے کر کہا کہ وہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اور مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کریں گے چنانچہ اس نے اس تمام پیشگوئی سے کریم بخش نامی ایک نیک بخت مسلمان کو جو لودیانہ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا تھا اطلاع دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود لدھیانہ میں آئے گا اور نصیحت کی کہ مولویوں کے شور کی کچھ پروا نہ کرنا کہ مولوی اس مخالفت میں جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ جب میں اس دعویٰ کے بعد لدھیانہ میں گیا تو کریم بخش میرے پاس آیا اور صدہا لوگوں کے روبرو بار بار یہ گواہی دی۔ چنانچہ اُس کی طرف سے ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا۔ سو یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔

اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دار قطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہوگا کہ رمضان میں چاند

---

بقیہ حاشیہ

کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھلائے گی۔ اور ہم اس جگہ فتح مسیح کی سفارش کرتے ہیں کہ بزرگ پادری



اور سورج کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ وہ گرہن لگ گیا۔ اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ایسا مدعی گذرا ہے جس کے دعویٰ کے وقت میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا ہو۔ سو یہ ایک بڑا بھاری نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ظاہر کیا۔ دارقطنی کی حدیث میں کوئی اغلاق نہیں۔ جس طرح پر خسوف کسوف ظہور میں آیا وہ سراسر حدیث کے الفاظ کے موافق ہے چنانچہ میں نے اسی خسوف کسوف رمضان کی نسبت عربی میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اس حدیث کی مفصل شرح کر دی گئی ہے اور یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے۔ یہ قول سراسر حماقت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چار پائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا۔ مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہوگیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث ان کی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دور نہ ہو سکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ یہاں تک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہو جائے اور اس طرح پر اس حدیث کی صحت کھل جائے۔ ہمیں اصل غرض تحقیق صحت سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس یہ نہایت بے ایمانی اور بد دیانتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کر دے اور اطمینان بخش ثبوت دیدے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ معتبر راویوں کے بیان سے

بقیہ حاشیہ: ضرور اس کو اس خطرناک خدمات پادریانہ منصب سے علیحدہ کر دیں۔ اور اس کو اس نوکری سے موقوف کر دینا سراسر اس پر احسان ہے۔ ورنہ معلوم نہیں کہ اس گندی پلید زبان کا انجام کیا ہوگا۔ منہ

کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہو جائے اور اس کے حاضر ہونے پر بھی اس کی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اس کو زندہ نہیں مان سکتے۔ ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی۔ ﴿۱۱﴾

اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا۔ اس میں کیا بھید ہے۔

سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے۔ اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں اور اگر ممکن ہو تو اس کے قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمان کے اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی۔ گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کی حالت میں ان کو کر دیا آسمان نے اس کی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جن کو پہلی کتابوں کے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور ان کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اس وقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آج تک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف

﴿۱۲﴾ اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے سو اس کے زمانہ میں علماء کا اس سے منہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہونا ہے اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اُس کی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اس کی مخالفت کریں گے اور سبّ اور توہین اور تکفیر سے پیش آویں گے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بے دین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذبّ اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنے والوں کے رد کے لئے **محمدؐ** رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ **محمدؐ** ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمّم۔

اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ کیونکہ انہوں نے علم اور معرفت کی روشنی پا کر پھر اس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہیئے تھا اور ضرور تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتدا میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائے گا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دے کر اس نوشتہ کو پورا کر دیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ مہدی کو اسی طرح حدیث میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرایا گیا جس طرح حدیث میں عیسائیوں کو آل عیسیٰ ٹھہرایا گیا۔

اب نشان مانگنے والے سوچیں کہ کیا یہ خسوف کسوف نشان نہیں ہے۔ کیا خسوف وکسوف ظاہر نہیں کرتا کہ مہدی موعود پیدا ہو گیا۔ اور وہ وہی ہے جس کی تکذیب کی گئی جس کو کافر ٹھہرایا گیا۔ **کیونکہ نشان اسی کی تصدیق کے لئے ہوتا ہے جس کو قبول نہ کیا جائے**۔ افسوس ہمارے نادان علماء اور مغرور فقراء نہیں سوچتے کہ آثار اور احادیث میں مہدی موعود کی یہی نشانی تھی کہ پہلے

﴿۱۳﴾ اُس کو بڑے زور شور سے کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اور پھر اُس کی تصدیق کے لئے آسمان پر رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ سو نہایت صفائی سے یہ نشانی پوری ہوگئی۔ کیا وہ لوگ اب تک متقی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں جو اس قدر کھلا کھلا نشان ظاہر ہونے پر بھی حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کیسے ان کے دلوں پر قفل ہیں جنہوں نے ایک ذرہ تصدیق سے کام نہ لیا۔

اور منجملہ آسمانی نشانوں کے ایک نشان میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت ہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ پیشگوئی میں صاف لفظوں میں لکھا گیا تھا کہ وہ اپنی دختر کے روز نکاح سے تین برس تک فوت ہوجائے گا۔ چنانچہ روز نکاح سے ابھی چھ مہینے نہیں گزرے تھے کہ وہ بمقام ہوشیار پور فوت ہوگیا۔ اب سوچو کیا یہ نشان نہیں ہے کیا یہ علم غیب بجز خدا کے اور کسی کو بھی حاصل ہے مگر اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے وہ الہامی شرط کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اس کا الہامی شرط سے اسی طرح متمتع ہوا جیسا کہ آتھم ہوا۔ کیونکہ احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھاتے۔ اور اگر کوئی بھی شرط نہ ہوتی تاہم وعید میں سنت اللہ یہی تھی جیسا کہ یونس کے دنوں میں ہوا۔ پس اس کا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اور ان کے توبہ اور رجوع کے باعث سے اس وقت فوت نہ ہوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلّف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا۔ غرض احمد بیگ کی موت بھی خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔

اسی طرح بہت امور غیبیہ ہیں جو ظہور میں آئے۔ چنانچہ پنڈت دیانند کی موت کی خبر قبل از وقت دینا۔ دلیپ سنگھ کے اپنے ارادہ سیر ہندوستان میں ناکام رہنے کی خبر قبل از وقت دینا۔ مہر علی ہوشیارپوری کی مصیبت کی خبر قبل از وقت دینا۔ یہ ایسے امور ہیں جو صدہا آدمی اس پر گواہ ہیں۔ اور تین ہزار[۳۰۰۰] کے قریب وہ اخبار غیب ہیں جن پر وقتاً فوقتاً صحبت میں رہنے والے اطلاع پاتے گئے جن میں سے بہت اب تک موجود ہیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو کسی مدت معقول تک میری صحبت میں رہا ہے ضرور اس نے کوئی نشان بھی دیکھا ہے۔ ایسا کوئی نہیں

﴿۱۴﴾ جو ایک مدت تک میرے پاس رہا ہو اور پھر اس نے کوئی نشان نہ دیکھا ہو اور نہ کوئی خبر غیب سنی ہو۔ میاں عبد الرحیم یا عبد الوحد پسران مولوی عبداللہ صاحب غزنوی جو اس وقت مجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور سخت مخالف ہیں ذرہ ان کو قسم دے کر پوچھیئے کہ کیا مقام ہوشیار پور میں جس کو گیارہ برس گزر گئے میں نے یہ الہام نہیں سنایا تھا کہ **ایتھا المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبک** یعنی اے عورت (عورت سے مراد احمد بیگ ہوشیار پوری کی بیوی کی والدہ ہے) توبہ توبہ کر کہ تیری دختر اور دخترِ دختر پر بلا نازل ہونے والی ہے۔ سو ایک بلا تو نازل ہوگئی کہ احمد بیگ فوت ہو گیا۔ اور بنت البنت کی بلا باقی ہے جس کو خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرے۔ مگر چونکہ اس الہام میں توبی کا لفظ توبہ کی شرط کو ظاہر کر رہا تھا اور اس شرط کو احمد بیگ کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے پورا کر دیا اور وہ بہت ڈرے اور اپنے داماد کے لئے دعا اور رجوع میں لگ گئے اس لئے احمد بیگ کے داماد کی موت میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ہوگئی کیونکہ وہ خوف جو احمد بیگ کی موت نے ان کے دلوں میں بٹھا دیا وہی توبہ کا باعث ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تجربہ انسان کے دل پر بڑا قوی اثر ڈالتا ہے اور اس کے دل کو خوف سے بھر دیتا ہے سو احمد بیگ کی موت کے بعد ان کا حال ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا۔ اور وہ یہ تھا کہ **بکرٌ و ثیّب**۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ کے قصہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو **ثیّب** یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔

پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ

﴿۱۵﴾ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اول افترا کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ **محمود** جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور **بشیر** جو درمیانی لڑکا ہے اس کی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور **شریف** جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اس کے تولد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔

پھر ایک اور پیشگوئی ہے جو ابھی ظہور میں آئی ہے یعنی وہ جلسہ مذاہب جو لاہور میں ہوا تھا اس کی نسبت مجھے پہلے سے خبر دی گئی کہ وہ مضمون جو میری طرف سے پڑھا جائے گا وہ سب مضمونوں پر غالب رہے گا۔ چنانچہ میں نے قبل از وقت اس بارے میں اشتہار دے دیا جو حاشیہ میں☆ لکھا جاتا ہے

☆ **حاشیہ**

نقل اشتہار مطابق اصل

## سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارہ میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص

﴿۱۶﴾ اور اس الہام کے موافق میرے اس مضمون کی جلسہ مذاہب میں ایسی قبولیت ظاہر ہوئی کہ مخالفوں نے

اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں۔ جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سنے گا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا۔ اور ایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک **جامع تفسیر** اس کے ہاتھ آجائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف وگزاف کے داغ سے منزہ ہے مجھے اس وقت محض بنی آدمی کی ہمدردی نے اس اشتہار☆ کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور اس نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے **الہام** سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو **سب پر غالب آئے گا**۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہیں ہوں گے کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے **ارادہ فرمایا ہے** کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے **عالم کشف** میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ **اللّٰہ اکبر خربت خیبر**۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول وحلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں۔ جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے۔ اور انسان کو خدا

یقیناً نقل اشتہار

حاشیہ متعلق اشتہار ۲۱ دسمبر ۹۶ء

☆ سوامی شوگن چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اور عیسائی صاحبان اور آریہ صاحبوں کو قسم دی تھی کہ ان کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں۔ سو ہم سوامی صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کے لئے آپ کی منشاء کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپ کے جلسہ میں پڑھا جائے گا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خدا کا نام درمیان آنے سے سچے

﴿۱۷﴾

بھی اقرار کیا ہے کہ وہ مضمون سب سے اول رہا ہے۔ اور یہ اشتہار الہامی محمد حسین بطالوی اور احمد اللہ اور ثناء اللہ مولویان امرتسری اور عیسائیوں کو بھی قبل از وقت بھیجا گیا تھا۔

اب بتلاویں کیا یہ خدا کا نشان نہیں ہے کہ خدا نے مجھے پہلے سے خبر دی کہ سب پر تیرا ہی مضمون غالب رہے گا۔ پس وہ مضمون جس عظمت کی نگاہ سے سنا گیا۔ اور جس تعظیم سے شہر لاہور میں اس کی دھوم مچ گئی۔ کیا محمد حسین اس سے بے خبر ہے یا ثناء اللہ اس واقعہ سے ناواقف ہے۔ پس یہ بے ایمانی کیسی ہے جو صریح نشانوں

بقیہ نقل اشتہار

کی جگہ دی گئی۔ یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرادیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا۔ اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی۔ جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا۔ اور مجھے یہ الہام ہوا۔

**ان اللّٰہ معک ان اللّٰہ یقوم اینما قمت**

یعنی خدا تیرے ساتھ ہے خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔

اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے ان معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔

**والسّلام علٰی من اتّبع الھدٰی**

خاکسار **غلام احمد از قادیان** ۲۱؍ دسمبر ۱۸۹۶ء

بقیہ حاشیہ نقل اشتہار

مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ آپ کے بھائی آریوں اور پادری صاحبوں کو ان کے پرمیشر یا یسوع کی عزت کا کس قدر پاس ہے۔ اور وہ ایسے عظیم الشان قدوس کے نام پر حاضر ہونے کے لئے مستعد ہیں یا نہیں۔ منہ

﴿۱۸﴾ سے انکار کرتے ہیں۔ کیا اس قدر اخبار غیب☆ کوئی خود بخود تراش سکتا ہے۔ اور کیا یہ ایک کذاب کی نشانی ہے کہ اس طور سے خدا اس کی تائید کرے اور ایسے عام جلسوں میں جھوٹے دجال کو عزت

☆ حاشیہ۔ دنیا میں بہت نادان اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ وہ اس اعلام غیب کو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو اس کی طرف سے ہوتا ہے بنظر توہین اور تحقیر دیکھتے ہیں۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو سنتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں کہ یہ کچھ حقیقت نہیں۔ یہ تو ہمارے ادنیٰ مریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ ابتدائی حالات کا ایک ناقص مرتبہ ہے جس سے آگے گزر جانا چاہئے۔ اور ہم نے اپنی دستگیری سے مریدوں کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ یہ کچھ نہیں ہیچ ہے۔

لیکن جاننا چاہئے کہ یہ سب شیاطین الانس ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کے نور کو بجھا دیں۔ یہ تو سچ ہے کہ کبھی سچی خواب ادنیٰ مومن یا کافر کو بھی آ جاتی ہے اور کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ الہام کے رنگ میں ہر ایک مومن کے دل میں القا ہو سکتا ہے بلکہ کبھی ایک فاسق بھی تنبیہ یا ترغیب کے طور پر پا سکتا ہے۔ مگر وہ امر جس کو یہ عاجز پیش کرتا ہے یعنی مکالمات الٰہیہ وہ بغیر خاص اور برگزیدہ بندوں کے کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ادنیٰ مشارکت سے کوئی شخص اس لقب کا مستحق نہیں ہو سکتا جو حضرت احدیت کے فضل سے اکمل اور اتم فرد کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کے کمالات کی طرف نظر کر کے دیکھو۔ کیا کسی دیوار پر ایک اینٹ لگانے سے کوئی شخص کامل معماروں میں شمار ہو سکتا ہے یا ایک دوا بتلانے سے ڈاکٹر کہلا سکتا ہے۔ یا عربی یا انگریزی کا ایک لفظ سیکھنے سے اس زبان کا امام تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یوں تو چوہڑوں چماروں اور فاسقوں کو بھی خدا کے پاک نبیوں سے خواب دیکھنے میں مشارکت ہے۔ مگر کیا اس ایک ذرہ سی مشارکت سے تمام فاسق انبیاء کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ شمار کئے جائیں گے۔

یہ جہلاء کی غلطیاں ہیں کہ جو قلت تدبر سے ان کے نفوس امارہ پر محیط ہو رہی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ناتمام صوفیوں بلکہ فاسقوں اور فاجروں اور کافروں سے بھی خدا تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ کبھی وہ سچی خوابیں دیکھتے ہیں۔ بعض وقت کوئی ٹوٹا پھوٹا فقرہ بطور الہام بھی سن لیتے ہیں۔ بعض وقت کشفی طور پر کسی مردہ کو دیکھ لیتے یا کشف قبور کے رنگ میں کسی روح سے ملاقات کر لیتے ہیں۔ مگر وہ ایسے ناتمام نظاروں سے کسی کمال کے وارث نہیں کہلا سکتے۔ اور خدا تعالیٰ ان بدکاروں یا ناتمام فقیروں کو اس لئے رؤیا یا کشف یا

﴿۱۹﴾ دے اور محمد حسین جیسے راستباز کو اگر وہ راستباز ہے ذلیل اور رو سیاہ کرے۔ کیا یہ خدا کا فعل تھا یا

الہام کا مزہ چکھاتا ہے کہ تا وہ یقین کرلیں کہ یہ قوت تخمی طور پر ہر ایک میں موجود ہے۔ اور ہر ایک کے لئے ترقی کی راہ کھلی ہے خدا نے کسی کو روکنا نہیں چاہا۔ سو یہ نمائش جو نا تمام فقراء یا فاسقوں اور فاجروں کو ہوتی ہے۔ یہ صرف اسی غرض کے لئے ہے کہ تا ان کی ہمتیں مضبوط ہوں۔ اور ان کا شوق بڑھے اور آگے قدم رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس نمائش میں بہت سی اضغاث احلام بھی داخل ہو جاتی ہیں۔

غرض کمال کی یہ علامت نہیں۔ ہاں صحت استعداد کی کسی قدر علامت ہے۔ اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں۔

اور مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو فنا فی النبی ہے اپنے کامل مکالمہ کا شرف بخشے۔ اس مکالمہ میں وہ بندہ جو کلیم اللہ ہو خدا سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے۔ گو ایسا سوال جواب پچاس[۵۰] دفعہ واقعہ ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ خدا تعالیٰ اپنے مکالمہ کے ذریعہ سے تین[۳] نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔ **اول**۔ ان کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ **دوم** اس کو خدا تعالیٰ بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔ **سوم**۔ اس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔ پس جو شخص اس عاجز کا مکذب ہو کر پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ ہنر مجھ میں پایا جاتا ہے میں اس کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ان تینوں باتوں میں میرے ساتھ مقابلہ کرے اور فریقین میں قرآن شریف کے کسی مقام کی سات آیتیں تفسیر کے لئے بالاتفاق منظور ہو کر ان کی تفسیر دونوں فریق لکھیں یعنی فریق مخالف اپنے الہام سے اس کے معارف لکھے اور میں اپنے الہام سے لکھوں اور چند ایسے الہام قبل از وقت وہ پیش کرے جن میں قبولیت دعا کی بشارت ہو۔ اور وہ دعا فوق الطاقت ہو ایسا ہی میں بھی پیش کروں اور چند امور غیبیہ جو آنے والے زمانہ سے متعلق ہیں وہ قبل از وقت ظاہر کرے اور ایسا ہی میں بھی ظاہر کروں اور دونوں فریق کے یہ بیان اشتہارات کے ذریعہ سے شائع ہو جائیں تب ہر ایک کا صدق کذب کھل جائے گا۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ہرگز ایسا نہیں کرسکیں گے مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے خدا ان کو نہ قرآن کا نور دکھلائے گا نہ بالمقابل دعا کی استجابت جو اعلام قبل از وقت کے ساتھ ہو اور نہ امور غیبیہ پر اطلاع دے گا فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[۱] پس اب میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے جو شخص اس کے بعد سیدھے طریق سے میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آوے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ **وما علی الرسول الّا البلاغ۔ منه**

[۱] الجنّ: ۲۷، ۲۸

﴿۲۰﴾ انسان کا منصوبہ۔

ماسوا اس کے میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کرلیں۔ اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے چھ ۶ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔ **اول**۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم ونثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں۔ **دوم**۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر مَیں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔ **سوم**۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔ مگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔ **چہارم**۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دے دیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کریں گے اور مصدق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔ **پنجم**۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ☆ کرلیں۔ پس اگر

☆ **حاشیہ**۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مباہلہ کی دعوت پر اطلاع پا کر اپنے خط میں مولوی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ کا ذکر کیا ہے شاید اس ذکر سے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مباہلہ سے عبد الحق پر کوئی بلا نازل نہ ہوئی اور نہ اس طرف کوئی نیک اثر ہوا۔ سو میں اس کو اور اس کے رفیقوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ اول تو یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اس مباہلہ کے بعد عبد الحق کو کوئی

﴿۲۱﴾ مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ماسوا اس کے وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی عبدالحق پر بددعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو ہرگز اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن اب نااہل مولویوں کا ظلم انتہا سے گزر گیا۔ اس لئے اب میں آسمانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک مکفر سے مباہلہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شبہات پیدا نہ ہوں۔ میں نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں کم سے کم دس ۱۰ آدمی ان میں سے مباہلہ کی درخواست کریں تا خدا کی مدد صفائی سے ثابت ہو اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہے اور تا کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ مقابل پر صرف ایک آدمی تھا سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آ گئی۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں سچائی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ گزشتہ مباہلہ میں عبدالحق کو فتح ہوئی۔ کیونکہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی اس میں آتھم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے مجذوم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کس وقت یہ الہام ظاہر کیا گیا تھا کہ آتھم ضرور میعاد کے اندر مرے گا اور کس اشتہار یا کتاب میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتھم کی نسبت موت کا حکم ہے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو۔ اور گندی روحو۔ تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم سچائی کی تیز شعاعوں کو کیونکر چھپا سکتے ہو کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اس پیشگوئی میں اپنی شرط کا لحاظ رکھتا۔ اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو سچ کہو کہ کیا اس پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم مارنا آتھم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔ سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔

آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام چمکوں کے ساتھ پوری ہوگئی۔ اب اس پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر ظہور میں آئیں۔

(۱) اول وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے پندرہ برس

﴿۲۲﴾ یہ طریق فیصلہ ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے

پہلے صاف لفظوں میں یہ ظاہر کیا تھا کہ عیسائیوں کا ایک فتنہ برپا ہوگا۔ اور یہودی صفت لوگ ان کے ساتھ ملیں گے اور وہ حق کو چھپانے کے لئے بڑا مکر کریں گے۔ اور بہت ایذا دیں گے آخر صدق ظاہر ہو جائے گا۔ سو وہی صدق تھا جس کی تائید میں پندرہ برس پہلے یہ پیشگوئی کی گئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو پیشگوئی سننے کے بعد ایک مجرم کی طرح لرزاں ہراساں بنا دیا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو تین[۳] جھوٹے بہتانوں کے بنانے کے لئے مجبور کیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو قسم کھانے سے روکا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس نے آتھم کو اس ایذا اٹھانے کے بعد نالش کرنے کی جرأت سے ڈرا دیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ وہی صدق تھا جس سے آتھم آخری الہاموں کے موافق آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر تمام پادریوں کا منہ کالا کر کے قبر کے گڑھے میں جا پڑا۔

آتھم کی پیشگوئی کو اگر اس پیشگوئی کے ساتھ جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی اکٹھا کر کے پڑھا جائے تو یہ ایک ایسا اعجاز نمایاں ہے جس سے بڑے بڑے کافروں کے دل نرم ہو سکتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آفتاب کی طرح چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مگر ان مولویوں کو کن سے تشبیہ دوں وہ اُس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں کہ جو آفتاب کے وجود سے منکر ہو گیا تھا اور بڑے زور سے وعظ کرتا تھا کہ آفتاب کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ تب آفتاب نے اس کو کہا کہ اے مادر زاد اندھے میں کونسی دلیل تجھ کو بتلاؤں کہ تا تو میرے وجود کا قائل ہو جائے۔ سو بہتر ہے کہ تو خدا سے دعا کیا کرتا وہ تجھے آنکھیں بخشے پھر جب تو سوجاکھا ہو جائے گا تو بآسانی مجھے دیکھ لے گا۔

یہ غضب کی بات ہے کہ جس واقعہ کی خبر خدا نے پندرہ برس پہلے دے دی اور اسی طور پر وہ واقعہ ظہور میں آیا اور اپنی شرط کے موافق پورا ہوا اور پھر دوسرے الہام کے موافق جو اسی زمانہ میں شائع ہو چکا۔ آتھم آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر قبر میں جا پہنچا اور سب مراتب پیشگوئی کے پورے ہو گئے۔ اور اس جھگڑے کے متعلق جو ہم میں اور عیسائیوں میں نہایت زور سے برپا ہوا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی۔

یہ سب کچھ ہوا مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس

﴿۲۳﴾ دلؔ سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں۔ یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء

آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو عبدالحق کے مباہلہ کا ذکر کرکے پھر مجملاً یہ اشارہ کیا ہے کہ آثار نصرت الٰہی بعد مباہلہ عبدالحق کی طرف تھے۔ یہ ایک عظیم الشان سچائی کا خون کیا ہے اور اس قدر ایک گندہ جھوٹ بولا ہے جس سے ایک مومن کا بدن کانپ جاتا ہے۔

افسوس یہ لوگ مولوی کہلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں۔ مگر تقویٰ اور دیانت سے ایسے دور ہیں کہ جیسے مشرق سے مغرب۔ اگر ان کلمات سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں نے پیشگوئی کی میعاد کے بعد امرتسر میں بہت شور مچایا تھا۔ اور ناپاک فرقہ نصرانیوں کا طوائف کی طرح کوچوں اور بازاروں میں ناچتے پھرتے تھے۔ اور اس عاجز کو سب پادری اور ان کے ہم سرشت مولوی اور پلید طبع بعض اخباروں والے گالیاں دیتے تھے اور طرح طرح کی بدزبانی کرتے تھے یہ گویا عبدالحق کے مباہلہ کا اثر تھا۔ تو میں مولوی ثناء اللہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر ایک جوش اور بدزبانی جس کی واقعات صحیحہ پر بنا نہ ہو اور محض اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی ہو اہل حق کی عزت کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ کسی مخالف کی اس سے فتح سمجھی جا سکتی ہے بلکہ ایسے لوگوں کی یہ جھوٹی خوشی اخیر پر ان کے لئے ایک لعنت سے بھرا ہوا عذاب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ جن لوگوں نے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا اور بہت سی بے ادبیوں اور شوخیوں کے ساتھ پیش آئے یا فرعون نے جو کئی مرتبہ حضرت موسیٰ کو اپنے دربار سے دھکے دے کر باہر کر دیا اور ان کا نام کافر رکھا اور اپنی دانست میں بہت بے عزتی کی ایسا ہی جب حضرت مسیح نے یہودیوں کو ایلیا کے نزول کے بارے میں ان کے خیال کے موافق تسلی بخش جواب نہ دیا تو یہودیوں نے مسیح پر بہت ٹھٹھا مارا اور ان کا نام ملحد رکھا گیا اور اکثر لوگوں نے ان کو مارا اور ان کے منہ پر تھوکا اور کوڑے بھی لگے اور اپنے خیال میں بڑی بے عزتی کی۔ لیکن درحقیقت یہ سب جھوٹی خوشیاں تھیں اور واقعات صحیحہ پر ان کی بنیاد نہ تھی۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان بے ادبیوں سے ان پاک نبیوں کی کوئی واقعی بے عزتی ہوگئی۔ یا کوئی واقعی فتح ان کے مخالفوں کو میسر آئی۔ مثلاً دیکھو کہ اس زمانہ میں نجاست خوار پادری ہمارے سید و مولیٰ فخر المرسلین خاتم النبین سیّد الاولین والآخرین کی کیسی بے ادبیاں کر رہے ہیں۔ ہزاروں گالیاں نکالتے ہیں۔ جھوٹے بہتان لگاتے ہیں۔ **نعوذ باللّٰہ**۔ ڈاکو، راہزن، زانی اپنی شیطانی سیرت سے نام رکھتے

﴿۲۴﴾

کی دس۱۰ تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا

ہیں۔ جیسا کہ ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام متعین فتح گڈھ نے اسی قسم کی آنجناب کی نسبت بے ادبیاں کیں۔ مگر کیا ان بدکاروں نجاست خواروں کی بے ادبیوں سے جو زندہ خدا کو چھوڑ کر ایک ناچیز مردہ کی پوجا میں لگ گئے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت کی شان میں کچھ فرق آ گیا؟ نہیں۔ بلکہ یہ تمام زیادتیاں انہیں پر حسرتیں ہیں۔

پس اسی طرح اگر اندھے پادریوں نے یا یک چشم مولویوں نے آتھم کے مقدمہ کی حقیقت کو اچھی طرح نہ سمجھا اور بدزبانی کی تو اس غلط فہمی کی واقعی ذلت انہیں کو پہنچی اور اس خطا کی سیاہی انہیں کے منہ پر لگی اور سچائی کے چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ چنانچہ صدہا آدمیوں نے بعد اس کے رو رو کے توبہ کی کہ ہم غلطی پر تھے۔ غرض کسی جھوٹی خوشی سے کسی پر سچا الزام نہیں آ سکتا اور نہ جھوٹے الزام سے کوئی واقعی دھبّہ کسی کی عزت کو لگ سکتا ہے اور نہ اس سے کسی کی واقعی فتح سمجھی جا سکتی ہے۔ بلکہ وہ انجام کے لحاظ سے ان لوگوں پر لعنت کا داغ ہے جنہوں نے ایسی جھوٹی خوشی کی۔

پس آتھم کی نسبت جس قدر پلیدوں اور نابکاروں نے خوشیاں کیں۔ اب وہی خوشیاں ندامت اور حسرت کا رنگ پکڑ گئیں۔

اب ڈھونڈو آتھم کہاں ہے۔ کیا پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ قبر میں داخل نہیں ہوا۔ کیا وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔

اے اندھو! میں کب تک تمہیں بار بار بتلاؤں گا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کے موافق اپنے پاک الہام کو پورا کرتا۔ آتھم تو اسی وقت مر گیا تھا جبکہ میری طرف سے چار ہزار کے انعام کے ساتھ متواتر اس پر حجت پوری ہوئی اور وہ سر نہ اٹھا سکا۔ پھر خدا نے اس کو نہ چھوڑا جب تک قابض ارواح کے اس کو سپرد نہ کر دیا۔

پیشگوئی ہر ایک پہلو سے کھل گئی۔ اب بھی اگر جہنم کو اختیار کرنا ہے تو میں عمداً گرنے والے کو پکڑ نہیں سکتا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ ان سب پر پوری اطلاع پا کر ایک متقی کا بدن کانپ جاتا ہے۔ اور پھر وہ خدا سے شرم کرتا ہے کہ ایسی کھلی کھلی پیشگوئی سے انکار کرے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر کوئی میرے سامنے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس پیشگوئی کے صدق سے انکار کرے تو خدا تعالیٰ اس کو بغیر سزا نہیں چھوڑے گا۔ اول چاہئے کہ وہ

﴿۲۵﴾ بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک

ان تمام واقعات سے اطلاع پاوے تا اس کی بے خبری اس کی شفیع نہ ہو۔ پھر بعد اس کے قسم کھاوے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور جھوٹی ہے۔ پھر اگر وہ ایک سال تک اس قسم کے وبال سے تباہ نہ ہو جائے اور کوئی فوق العادت مصیبت اس پر نہ پڑے تو دیکھو کہ میں سب کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس صورت میں میں اقرار کروں گا کہ ہاں میں جھوٹا ہوں۔ اگر عبد الحق اس بات پر اصرار کرتا ہے تو وہی قسم کھاوے اور اگر محمد حسین بطالوی اس خیال پر زور دے رہا ہے تو وہی میدان میں آوے۔ اور اگر مولوی احمد اللہ امرتسری یا ثناء اللہ امرتسری ایسا ہی سمجھ رہا ہے تو انہیں پر فرض ہے کہ قسم کھانے سے اپنا تقویٰ دکھلاویں اور یقیناً یاد رکھو کہ اگر ان میں سے کسی نے قسم کھائی کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ روسیاہ کرے گا۔ اور لعنت کی موت سے اس کو ہلاک کرے گا کیونکہ اس نے سچائی کو چھپانا چاہا جو دین اسلام کے لئے خدا کے حکم اور ارادہ سے زمین پر ظاہر ہوئی۔

مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگرچہ عبد الحق کے مباہلہ میں اس طرف سے کسی بددعا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ مگر جو صادق کے سامنے مباہلہ کے لئے آیا ہو۔ کسی قدر تو بعد مباہلہ ایسے امور کا پایا جانا چاہئے جن پر غور کرنے سے اس کی ذلت اور نامرادی پائی جائے اور اپنی عزت دکھلائی دے۔

سو جاننا چاہئے کہ وہ امور بہ تفصیل ذیل ہیں جو بحکم وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ [1] ہماری عزت کے موجب ہوئے۔ **اوّل۔** آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ اپنے واقعی معنوں کے رو سے پوری ہوگئی۔ اور اس دن سے وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں لکھی گئی تھی۔ آتھم اصل منشاء الہام کے مطابق مر گیا اور تمام مخالفوں کا منہ کالا ہوا۔ اور ان کی تمام جھوٹی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ اس پیشگوئی کے واقعات پر اطلاع پا کر صدہا دلوں کا کفر ٹوٹا اور ہزاروں خط اس کی تصدیق کے لئے پہنچے۔ اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جو اب دم نہیں مار سکتے۔ **دوسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ ان عربی رسالوں کا مجموعہ ہے جو مخالف مولویوں اور پادریوں کے ذلیل کرنے کے لئے لکھا

[1] القصص: ۸۴

﴿۲۶﴾ میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی

گیا تھا اور انہیں میں سے یہ عربی مکتوب ہے جواب نکلا۔ کیا عبدالحق اور کیا اس کے دوسرے بھائی ان رسائل کے مقابل پر مر گئے اور کچھ بھی لکھ نہ سکے اور دنیا نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عربی دانی کی عزت اسی شخص یعنی اس راقم کے لئے مسلّم ہے جس کو کافر ٹھہرایا گیا ہے اور یہ سب مولوی جاہل ہیں۔

اب سوچو کہ یہ عزت کی تعریفیں مجھ کو کس وقت ملیں۔ کیا مباہلہ کے بعد یا اس کے پہلے۔ سو یہ ایک مباہلہ کا اثر تھا کہ خدا نے ظاہر کیا۔ اسی وقت میں خدا نے شیخ محمد حسین بطالوی کا وہ الزام کہ اس شخص کو عربی میں ایک صیغہ نہیں آتا میرے سر پر سے اتارا۔ اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔**

**تیسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کھل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہوں گے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں۔ اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد جلد نشوونما پکڑتی اور بڑھتی جاتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ایک ترقی ہو رہی ہے۔ نیک روحیں اس طرف دوڑتی چلی آتی ہیں۔ اور خدا زمین کو ہماری طرف کھینچتا چلا آتا ہے۔ مباہلہ کے بعد ہی ایک ایسی عجیب قبولیت پھیلی ہے کہ اس کو دیکھ کر ایک رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دو اینٹ سے اب ایک محل طیار ہو گیا ہے۔ اور ایک دو قطرہ سے اب ایک نہر معلوم ہوتی ہے۔ ذرہ آنکھیں کھولو اور پنجاب اور ہندوستان میں پھرو۔ اب اکثر جگہ ہماری جماعتیں پاؤ گے۔ فرشتے کام کر رہے ہیں اور دلوں میں نور ڈال رہے ہیں۔ سو دیکھو مباہلہ کے بعد کیسی عزت ہم کو ملی۔ سچ کہو کیا یہ خدا کا فعل ہے یا انسان کا۔

**چوتھا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا۔ رمضان میں خسوف کسوف ہے۔ کتب حدیث میں صدہا برسوں سے یہ لکھا ہوا چلا آتا تھا کہ مہدی کی تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گا۔ اور آج تک کسی نے نہیں لکھا کہ پہلے اس سے کوئی ایسا مہدویت کا مدعی ظاہر ہوا تھا جس کو خدا نے یہ عزت دی ہو کہ اس کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گیا ہو۔ سو خدا نے مباہلہ کے بعد یہ عزت بھی میرے نصیب کی۔

اے اندھو! اب سوچو کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت کس کو ملی۔ عبدالحق تو میری ذلت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا کہ آسمان بھی مجھے عزت دینے کے لئے جھکا

﴿۲۷﴾

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ ششم اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

**پانچواں** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عبد الحق کا گروہ اور کیا بطالوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبد الحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

**چھٹا** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبد الحق کی ذلت کا موجب ہوا یہ ہے کہ عبد الحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبد الحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

**ساتواں** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہوگئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

﴿۲۸﴾

اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مُنہ

ہوں یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم قرآن اور علم زبان محض اعجاز کے طور پر بخشا کہ اس کے مقابل پر صرف عبدالحق کیا بلکہ کل مخالفوں کی ذلت ہوئی۔ ہر ایک خاص و عام کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ صرف نام کے مولوی ہیں گویا یہ لوگ مر گئے۔ عبدالحق کے مباہلہ کی نحوست نے اس کے اور رفیقوں کو بھی ڈبو یا۔

اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں وہ مالی فتوحات ہیں۔ جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے کھول دیں۔ مباہلہ کے روز سے آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جو اس نے سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لے لے۔ اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپیہ ماہواری کا خرچ ہوتا تھا۔ اب اوسط خرچ کبھی پانچ سو کبھی چھ سو ماہواری تک ہو گیا اور خدا نے ایسے مخلص اور جان فشان ارادتمند ہماری خدمت میں لگا دیئے کہ جو اپنے مال کو اس راہ میں خرچ کرنا اپنی سعادت دیکھتے ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے حِبّی فِی اللّٰہ **حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا صاحب** تاجر مدراس ہیں۔ جو اس رسالہ کے لکھنے کے وقت بھی اس جگہ موجود ہیں۔ اور مدراس سے دور دراز سفر کر کے میرے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سیٹھ صاحب موصوف مباہلہ کے اثر کا ایک اول نمونہ ہیں۔ جنہوں نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے۔ اور برابر ایسی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں کہ جب تک انسان یقین سے نہ بھر جائے اس قدر خدمت نہیں کر سکتا۔ وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اول درجہ کے خادم ہیں اور آج تک یکمشت رقوم کثیرہ اس راہ میں دیتے رہے ہیں۔ علاوہ اس کے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے۔ مباہلہ کے بعد ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے اور پہنچ رہی ہے میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اس درجہ کی محبت دلوں میں ڈال دی۔ یہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم دینے کے وقت اس بات کے لئے تیار تھے کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اس کے پاس جمع کرا دیں۔

ایسا ہی مباہلہ کے بعد حِبّی فِی اللّٰہ **شیخ رحمت اللہ صاحب** نے مالی اعانت سے بہت سا بوجھ ہمارے درویش خانہ کا اٹھایا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سیٹھ صاحب موصوف

﴿۲۹﴾ بند رکھیں۔ اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہر الٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں

سے بعد نمبر دوم پر شیخ صاحب ہیں۔ جو محبت اور اخلاص سے بھرے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اس راہ میں دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہوں گے۔ اور ہر ایک طور سے وہ خدمت میں حاضر ہیں۔ اور اپنی طاقت اور وسعت سے زیادہ خدمت میں سرگرم ہیں۔

ایسا ہی بعض میرے مخلص دوستوں نے مباہلہ کے بعد اس درویش خانہ کے کثرت مصارف کو دیکھ کر اپنی تھوڑی تھوڑی تنخواہوں میں اس کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے مخلص دوست **منشی رستم علی صاحب** کورٹ انسپکٹر گورداسپورہ تنخواہ میں سے تیسرا حصہ یعنی بیس۲۰ روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔

ہماری عزیز **جماعت حیدرآباد** کی یعنی **مولوی سید مردان علی صاحب** اور **مولوی سید ظہور علی صاحب** اور **مولوی عبدالحمید** صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ میں سے دیتے ہیں۔ اور اسی طرح مفتی محمد صادق صاحب بھیروی اور منشی روڑا صاحب کپورتھلہ اور ان کے رفیق اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب چکراتہ اور ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب قصور۔ اور سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر۔ اور حکیم فضل الدین صاحب بھیروی[۱] اور خلیفہ نور دین صاحب جموں[۲] سب بدل و جان اس راہ میں مصروف ہیں۔ ایسا ہی ہماری مخلص اور محبّ **جماعت سیالکوٹ** یہ تمام محبّین اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں مصروف ہیں۔ اسی طرح محبی انوار حسین صاحب رئیس شاہ آباد بدل و جان خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

ایسا ہی ہمارے دلی محبّ **مولوی محمد احسن صاحب امروہی** جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔ اور صاحبزادہ پیر جی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبد اللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی۔ اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی۔ اور منشی چودہری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپورہ۔ اور منشی جلال الدین صاحب بلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روز مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہوار چندہ میں شریک ہیں۔ اُن کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن

[۱] حکیم صاحب مال اور جان سے اس راہ میں ایسے مصروف ہیں کہ گویا محو ہیں۔ [۲] اور خلیفہ نور دین صاحب علاوہ دائمی اعانت کے ابھی پانچ سو روپیہ نقد بطور امداد دے چکے ہیں۔ منہ

﴿۳۰﴾ کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال

سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔ ☆

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اس نے ہمیں ان تکالیف سے بچایا۔ جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اس واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

**آٹھواں** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب **ست بچن** کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو **تین سو برس** سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے میری یہ کتاب سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ ان کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں **باوا نانک صاحب** کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے **صالح** آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ **حج** بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے آخری شادی آپ کی ایک نیک بخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا تھا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری یادگار وہ چولہ ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گرنتھ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی صرف اس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ **انّ الدّین عند اللّٰہ الاسلام** ۔ یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار ہوئی۔ یہ وہ عطیّہ ربّانی ہے جو **مجھ کو** ہی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب **مجھ کو ہی** عطا فرمایا۔

**نواں** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

☆ ہمارے دلی محبّ صاحبزادہ **افتخار احمد** خلف رشید حاجی **منشی احمد جان صاحب** جو لدھیانہ کے مشاہیر مشائخ میں سے تھے اور صدہا مرید رکھتے تھے جن کو مجھ سے بہت تعلق محبت تھا وہ یعنی صاحبزادہ صاحب موصوف اپنے وطن سے گویا ہجرت کر کے معہ اپنے تمام عیال اور اپنے بھائی میاں منظور محمد کے میرے پاس ہیں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہیں گویا اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ

میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ﴿۳۱﴾

عرصہ میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض نے قادیان پہنچ کر اور بعض نے بذریعہ خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نو عمر دوست جیسا کہ **خواجہ کمال الدین بی۔ اے** بڑی سرگرمی سے دین کی اشاعت میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے چہرہ پر نیک بختی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لئے سچا جوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نو عمر دوست میرزا یعقوب بیگ و میرزا ایوب بیگ جوان صالح ہیں۔ بارہا میں نے ان کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محبّ مخلص میرزا **خدا بخش صاحب** اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے مخلص دوست **منشی زین الدین محمد ابراہیم** صاحب انجینئر بمبئی وہ ایمانی جوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بمبئی میں ان کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے مخلص اور محبت و اخلاص میں محو **مولوی حکیم نور دین صاحب** کا ذکر کرنا اس جگہ ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو پامال کر کے میرے پاس ان فقراء کے رنگ میں آ بیٹھے ہیں جیسا کہ اخص صحابہ رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیئے کہ اس باغ کی ترقی اور سرسبزی عبد الحق کے مباہلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری **امرتسر** کی مخلص جماعت۔ ہماری لاہور کی مخلص جماعت۔ ہماری **سیالکوٹ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **کپورتھلہ** کی مخلص جماعت۔ ہماری **ہندوستان** کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک با فراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ ان کے چہروں پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کے لئے تیار کر رہا ہے۔

**دسواں** امر جو عبد الحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جلسہ مذاہب لاہور

﴿۳۲﴾

ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے

ہے اس جلسہ کے بارے میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگہ سے دیکھا۔ کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہوگئے تھے۔☆ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جا رہا ہے۔ سب لوگ بے اختیار بول اٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ کے اسلام کو سُبکی اٹھانی پڑتی۔ ہر ایک پکارتا تھا کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی۔ وہ جو مومن کہلاتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدا نے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا۔ کیا یہ وہی الہام نہیں ''کہ میں تیری اہانت کرنے والوں کی اہانت کروں گا'' اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علاوہ اس عزت کے جو مضمون کی خوبی کی وجہ سے عطا ہوئی اسی روز وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کے بارے میں پہلے سے شائع کی گئی تھی۔ یعنی یہ کہ

یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئے گا

اور وہ اشتہارات تمام مخالفوں کی طرف جلسہ سے پہلے روانہ کئے گئے تھے۔ شیخ محمد حسین بطالوی اور مولوی احمد اللہ اور ثناء اللہ وغیرہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ سو اس روز وہ الہام بھی پورا ہوا اور شہر لاہور میں دھوم مچ گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا نکلا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ ایک الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بہادر سپاہی اور اسلام کے معزز رکن حبّی فِی اللّٰہ **مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی** نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بلاغت فصاحت دکھلائی کہ گویا ہر لفظ میں ان کو روح القدس مدد دے رہا تھا۔

سو یہ عزتیں اور قبولیتیں ہم کو مباہلہ کے بعد ملیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں سمجھاوے

☆ اس جلسہ میں اکثر لوگ زار زار روتے تھے۔ یہ جلسہ اس مضمون کے پڑھنے سے گویا ایک صوفیاء کرام کی مجلس تھی۔ تمام زبانیں سکتہ کے عالم میں تھیں اور آنسو جاری تھے اور لذت اور وجد سے دل رقص کر رہے تھے اتمام تقریر کے بعد سب لوگوں نے مسلمانوں کو مبارکباد دی۔ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اس روز طوعاً و کرہاً قائل ہوگئے کہ یہ تمام تاثیر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور یہ مضمون اسلام کی فتح کا موجب ہوا **سول ملٹری گزٹ لاہور** نے ہمارے مضمون کی نسبت کلمات ذیل لکھے ہیں اور سوائے ہمارے مضمون کے کسی کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ''اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کے کامل ماسٹر ہیں اس لیکچر کے سننے کے واسطے دور ونزدیک سے لوگوں کا ایک جم غفیر ہو رہا تھا اور چونکہ میرزا صاحب خود تو تشریف نہیں لا سکتے تھے اس لئے یہ لیکچر ان کے ایک لائق شاگرد منشی عبدالکریم فصیح سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ ۲۷؍تاریخ کو یہ لیکچر ساڑھے تین گھنٹہ تک ہوتا رہا اور عوام الناس نے نہایت ہی خوشی اور توجہ سے اس کو سنا۔ لیکن ابھی صرف ایک سوال ختم ہوا۔ مولوی عبدالکریم نے وعدہ کیا کہ اگر وقت ملا تو باقی کا بھی سنا دوں گا اس لئے اگزکٹو کمیٹی اور پریسڈنٹ نے تجویز کر لی ہے کہ ۲۹؍تاریخ کا دن بڑھا دیا جائے'' انتہٰی چنانچہ ہمارے مضمون کے لئے بخوشی ایک دن اور بڑھایا گیا اور باقی مضمون بھی سامعین نے اسی ذوق وشوق سے سنا اخبار آبزرور کے الفاظ ہمارے مضمون کی نسبت سول کے الفاظ جیسے ہی ہیں۔ منہ

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ﴿۳۳﴾

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔مگر اس کی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا۔اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک **چوہا** بھی پیدا نہ ہوا۔مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا۔☆

یہ **دس**۱۰ برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔**فعليهم ان يتدبّروا ويفكّروا في هٰذه العشرة الكاملة۔**

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔اور اس کو ذلیل کیا۔اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہوگا۔میں نے اس روز **بددعا نہیں کی**۔کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بددعا کروں گا**۔سو چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس**۱۰ ہوں۔اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔اس لئے یہ **مشقت** مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ[۱]۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[۲]۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص **اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔**مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہام صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے۔اور وہ یہ ہے

## دعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

☆ عبدالحق غزنوی نے ۳ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے منہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب اس ضمیمہ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ میں نے اپنے مسیح موعود ہونے کا یہ ایک نشان ٹھہرایا ہے۔پس میں مغلوب سے صرف یہی اقرار چاہتا ہوں نہ یہ کہ وہ میری عربی دانی کا اقرار کرے۔سو اس کو چاہیئے کہ دس۱۰ مولویوں کی گواہی سے حلفاً یہ اشتہار شائع کرے کہ اگر میں عربی فصیح بلیغ میں اس پر غالب آ گیا تو وہ بلاتوقف اسی مجلس میں میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کر کے مجھ سے بیعت کر لے گا۔اب اگر اس مضمون کا اشتہار نہ دے تو لعنة الله عليه في الدنيا والآخرة۔اور مباہلہ کے لئے گو دس۱۰ آدمی کی شرط ہے لیکن اگر صرف عبدالجبار اور عبدالواحد کو ساتھ ملا لے تب بھی مجھے منظور ہے۔منه

[۱] الحج: ۷۹ [۲] البقرة: ۱۸۶

﴿۴۴﴾

ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا

جس کا نام غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مفتری اور کافر جانتا ہوں اور یہ تمام الہام اس کے جو میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں۔ تیری طرف سے نہیں ہیں۔ پس اے خدائے قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصرار میں سچا ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آ جائیں اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئے گا تو ایک شخص کو کہا جائے گا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہے گی اور ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ گویا بالمواجہ مباہلہ ہوا۔ ایسا ہی میری طرف سے اشتہار آنے کے بعد اس مضمون کی تحریر مباہلہ چھپے گی کہ میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں درج کروں گا۔ اور یہ دعا بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدائے قادر علیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا اپنی طرف سے بنالیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں بلکہ میرا افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ میں نہایت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہئے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔

یہ تجویز مباہلہ ان لوگوں کیلئے ہے جو پچاس کوس سے زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں۔ لیکن اگر پچاس کوس کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ امرتسری اور احمد اللہ

﴿۳۵﴾

آور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں ۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کرسکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر یک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک روحوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزارہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں ہاں عین مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کرسکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہراویں۔ وہ

---

بقیہ حاشیہ

امرتسری اور عبدالحق غزنوی اور میاں عبدالجبار غزنوی تو ان کے لئے یہ طریق احسن ہے کہ وہ بالمواجہ مباہلہ کرلیں۔ آدھی مسافت میں طے کروں اور آدھی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیانی جگہ میں مباہلہ ہو جائے۔ یہ ہماری آخری اتمام حجت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص ظلم کو نہیں چھوڑے گا تو اس پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری ہوگئی۔ والسّلام علٰی من اتّبع الھدیٰ۔ منہ

﴿۳۶﴾ ایک جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ فَقُلْ تَعَالَوْا[1] میں تَعَالَوْا کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے۔ سو اس نے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مباہلہ کے لئے بلایا ہے نہ شخص واحد کو بلکہ من حاجّک کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دے کر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑنے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اس کو کہہ دو کہ ایک جماعت بن کر مباہلہ کے لئے آویں۔ سو اسی بنا پر ہم نے جماعت کی قید لگا دی ہے جس میں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا۔ مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کے لئے تیار ہو جائے اور اس کے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسی کے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کر لے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کی جاوے گی۔ اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاوے گا چاہئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے اور اس کے موافق کاربند ہو۔

بالآخر ہم اس جگہ نقل خط میاں **غلام فرید صاحب** پیر نواب بہاولپور جو ایک صالح اور متقی مرد مشائخ پنجاب میں سے ہیں۔ اس غرض سے درج کرتے ہیں کہ تا دوسرے مشائخ مدعوّین بھی کم سے کم ان کے نمونہ پر چلیں۔ اور اگر زیادہ توفیق یاری نہ کرے تو البتہ ان کے خیال سے کم نہ رہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس قدر بھی اس عاجز کی تصدیق کرے گا جیسا کہ میاں غلام فرید صاحب نے اپنے خط کے ذریعہ سے کی اس کا بھی خدا ان لوگوں میں حشر کرے گا جنہوں نے سچائی کو رد کرنا نہیں چاہا۔ دل کا ایک ذرّہ تقویٰ بھی انسان کو خدا تعالیٰ کے غضب سے بچا لیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک بُت کی طرح میری پوجا کی جائے میں صرف اس خدا کا جلال چاہتا ہوں جس کی طرف سے میں مامور ہوں۔ جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو

[1] آل عمران: ۶۲

﴿۳۷﴾ قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ انسان میں اس سے زیادہ کوئی خوبی نہیں کہ تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے مامور من اللہ کی لڑائی سے پرہیز کرے اور اس شخص کی جلدی سے تکذیب نہ کرے جو کہتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور محض تجدید دین کے لئے صدی کے سر پر بھیجا گیا ہوں۔ ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس چودھویں صدی کے سر پر جس میں ہزاروں حملے اسلام پر ہوئے ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیّت ثابت کرے۔ ہاں اس مجدد کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کسر صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت **چاہتا ہے** کہ جیسا کہ مسیح کو پہلے زمانہ میں **یہودیوں کی صلیب** سے نجات دی تھی اب **عیسائیوں کی صلیب** سے بھی اس کو نجات دے۔ چونکہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کرے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔

قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پا کر آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا نزول **بروزی** ہے نہ کہ حقیقی اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي [1] میں صریح ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقوع میں آ گیا۔ کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑیں گے نہ کہ ان کی زندگی میں۔ پس اگر فرض کر لیں کہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے۔ اور یہ صریح باطل ہے بلکہ آیت تو بتلاتی ہے کہ عیسائی صرف مسیح کی زندگی تک حق پر قائم رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے عہد میں ہی خرابی شروع ہو گئی تھی۔ اگر حواریوں کا زمانہ بھی ایسا ہوتا کہ اس زمانہ میں بھی عیسائی حق پر قائم ہوتے تو خدا تعالیٰ اس آیت میں صرف مسیح کی زندگی کی قید نہ لگاتا بلکہ حواریوں کی زندگی کی بھی قید لگا دیتا۔ پس اس جگہ سے ایک نہایت عمدہ نکتہ عیسائیت کے زمانہ فساد کا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ درحقیقت حواریوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ایک شریر یہودی پولوس نام جو یونانی زبان سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا جس کا ذکر **مثنوی رومی** میں بھی ہے حواریوں میں آ ملا اور ظاہر کیا کہ میں نے عالم کشف میں عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت فساد ڈالا آخر

[1] المائدۃ: ۱۱۸

﴿۳۸﴾ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک فرقہ عیسائیوں کا تو توحید پر قائم رہا اور ایک خبیث فرقہ اس کے اغوا سے مردہ پرست ہوگیا۔ جس کی ذرّیات ہمارے ملک میں بھی پیدا ہوگئی ہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں مشرک فرقہ اور موحد فرقہ کے درمیان بڑا مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ کا بانی مبانی قیصر روم تھا۔ بہت سی تحقیق اور تہذیب کے ساتھ بادشاہ کے روبرو یہ مباحثہ طے ہوا اور انجام یہ ہوا کہ فرقہ موحّد غالب آیا۔ اسی روز سے قیصر روم نے جو عیسائی تھا توحید کے مذہب کو اختیار کر لیا۔ اور برابر چھٹی صدی تک ہر یک قیصر موحّد عیسائی ہوتا رہا۔ غرض جیسا کہ آیت کا مفہوم ہے عیسائیوں میں فساد اور بگاڑ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے بعد ہی شروع ہوگیا تھا۔

اور صحیح بخاری میں صاف لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ سو یہ امر سراسر تقویٰ کے خلاف ہے کہ اللہ اور رسول کے بیان سے سرکش رہیں۔ دیکھو یہی علماء کیسے شوق سے چودھویں صدی کے منتظر تھے اور تمام دل بول اٹھے تھے کہ اسی صدی کے سر پر مہدی اور مسیح پیدا ہوگا۔ بہت سے صلحا اور اولیاء کے کشف اس بات پر قطع کر چکے تھے کہ مہدی اور مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔ اب ان کے دلوں کو کیا ہوگیا۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ[1] مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجّال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔ مگر خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ **میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیزگاری** کا نور دکھلایا۔ وَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ خدا ان کو اجر بخشے اور عاقبت بالخیر کرے۔ آمین۔ اب جب تک یہ تحریریں دنیا میں رہیں گی۔ میاں صاحب موصوف کا ذکر باخیر بھی اس کے ساتھ دنیا میں کیا جائے گا۔ یہ زمانہ گذر جائے گا اور دوسرا زمانہ آئے گا اور خدا اس زمانے کے لوگوں کو آنکھیں دے گا اور وہ ان لوگوں کے حق میں دعاءِ خیر کریں گے جنہوں نے مجھے پا کر میرا ساتھ دیا ہے۔ سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وقت گزر جائے گا اور ہر ایک غافل اور منکر اور مکذب وہ حسرتیں ساتھ لے جائے گا جن کا تدارک

[1] البقرة: ۹۰

﴿۳۹﴾ پھر اس کے ہاتھ میں نہیں ہوگا۔ اب میاں غلام فرید صاحب کا خط ذیل میں حسب وعدہ مذکورہ لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے

مِن فقیر باب اللہ غلام فرید سجّادہ نشین الیٰ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ ربّ الارباب. وَالصّلوۃ علٰی رَسُولہ الشفیع بیوم الحساب. وعلٰی آلہ والاصحاب والسّلام علیکم وعلٰی مَنۡ اجتھد واصاب. امّا بعد قد ارسلت الیّ الکتاب. وبہ دعوت الٰی المباھلۃ وطالبت بالجواب. وانی وان کنت عدیم الفرصۃ ولکن رایت جزءہ من حسن الخطاب. وسوق العتاب. اعلم یا اعزّالاحباب. انّی مِن بدوحالک واقف علٰی مقام تعظیمک لنیل الثواب. وما جرت علی لسانی کلمۃ فی حقّک الا بالتبجیل ورعایۃ الآداب. والآن اطّلع لک بانّی مُعترف بصلاح حالک بلا ارتیاب. وموقن بانّک مِنۡ عباد اللّٰہ الصالحین وفی سعیک المشکور مثاب. وقد اوتیت الفضل من الملک الوھاب. ولک ان تسئل من اللّٰہ تعالٰی خیر عاقبتی وادعولکم حسن مآب. ولو لا خوف الاطناب. لازددت فی الخطاب. وَالسّلام علٰی من سلک سبیل الصواب. فقط

۲۷؍ رجب ۱۳۱۴ھ من مقام چاچڑاں

مہر

﴿۴۰﴾

**ترجمہ** اس کا یہ ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو رب الارباب ہے۔ اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کی آل اور اصحاب پر۔ اور تم پر سلام اور ہر یک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہو۔ اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کی ایک جز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے سوائے ہر یک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں۔ تا مجھے ثواب حاصل ہو اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اور رعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عنداللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ و السّلام علٰی من سلک سبیل الصواب۔ من مقام چاچڑاں

## ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا

چونکہ حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو۳۱۳ تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اس سے امت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اس کے وقت میں **چھاپہ خانہ** بھی ہوتا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو۳۱۳ تیرہ نام لکھے ہوئے ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور اس کو وہ سامان اور اسباب عطا نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطا کئے جاتے ہیں۔

شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ ’’در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی

﴿۴۱﴾

از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ ویصدقہ اللّٰہ تعالٰی ویجمع اصحابہ من اقصَی البلاد علی عدّۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔ اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ۳۱۳ ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔

اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی **آئینہ کمالات اسلام** میں تین سو تیرہ ۳۱۳ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ ۳۱۳ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ منشی جلال الدین صاحب پنشنر سابق میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲۔ موضع بلانی کھاریاں۔ ضلع گجرات
۲۔ مولوی حافظ فضل دین صاحب ״
۳۔ میاں محمد دین پٹواری بلانی ״
۴۔ قاضی یوسف علی نعمانی معہ اہل بیت تشام حصار
۵۔ میرزا امین بیگ صاحب معہ اہل بیت بہالو جی جیپور
۶۔ مولوی قطب الدین صاحب۔ بدوملی۔ سیالکوٹ
۷۔ منشی روڑا صاحب۔ کپورتھلہ
۸۔ میاں محمد خاں صاحب ״
۹۔ منشی ظفر احمد صاحب ״
۱۰۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب ״
۱۱۔ منشی فیاض علی صاحب ״
۱۲۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ
۱۳۔ سید حامد شاہ صاحب ״
۱۴۔ مولوی وزیر الدین صاحب کانگڑہ
۱۵۔ منشی گوہر علی صاحب جالندھر
۱۶۔ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی رہتاس۔ جہلم
۱۷۔ میاں نبی بخش صاحب رفوگر۔ امرتسر
۱۸۔ میاں قطب الدین خان صاحب مس گر ״
۱۹۔ میاں عبدالخالق صاحب ״
۲۰۔ مولوی ابوالحمید صاحب حیدرآباد دکن
۲۱۔ مولوی حاجی حافظ حکیم نوردین صاحب معہ ہر دو زوجہ۔ بھیرہ۔ ضلع شاہ پور
۲۲۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ۔ ضلع مراد آباد
۲۳۔ مولوی حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب معہ ہر دو زوجہ بھیرہ
۲۴۔ صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی قادیانی سابق سرساوی معہ اہلبیت
۲۵۔ سید ناصر نواب صاحب دہلوی۔ حال قادیانی
۲۶۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی بمعہ اہلبیت ״
۲۷۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب معہ اہلبیت ״
۲۸۔ حافظ حاجی مولوی احمد اللہ خان معہ اہلبیت ״
۲۹۔ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا معہ اہلبیت مدراس
۳۰۔ میاں جمال الدین سیکھواں گورداسپور معہ اہلبیت
۳۱۔ میاں خیر الدین ״ ״ ״
۳۲۔ میاں امام الدین ״ ״ ״
۳۳۔ میاں عبدالعزیز پٹواری ״ ״
۳۴۔ منشی گلاب دین۔ رہتاس۔ جہلم
۳۵۔ قاضی ضیاء الدین صاحب۔ قاضی کوٹی
۳۶۔ میاں عبداللہ صاحب پٹواری۔ سنوری
۳۷۔ شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم سابق لیس دفعدار رسالہ نمبر ۱۲ چھاؤنی سیالکوٹ
۳۸۔ مولوی مبارک علی صاحب امام ״
۳۹۔ میرزا نیاز بیگ صاحب کلانوری
۴۰۔ میرزا یعقوب بیگ صاحب............ ״
۴۱۔ میرزا ایوب بیگ صاحب معہ اہلبیت۔۔ ״
۴۲۔ میرزا خدا بخش صاحب۔ جھنگ
۴۳۔ سردار نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ
۴۴۔ سید محمد عسکری خان صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ الہ آباد

﴿۴۲﴾

۴۵۔ میرزا محمد یوسف بیگ صاحب۔ سامانہ ریاست پٹیالہ
۴۶۔ شیخ شہاب الدین صاحب۔ لودیانہ
۴۷۔ شہزادہ عبدالمجید صاحب۔ //
۴۸۔ منشی حمید الدین صاحب۔ //
۴۹۔ میاں کرم الٰہی صاحب //
۵۰۔ قاضی زین العابدین صاحب خانپور۔ سرہند
۵۱۔ مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار........ پشاور
۵۲۔ محمد انوار حسین خان صاحب۔ شاہ آباد۔ ہردوئی
۵۳۔ شیخ فضل الٰہی صاحب۔ فیض اللہ چک
۵۴۔ میاں عبدالعزیز صاحب۔........ دہلی
۵۵۔ مولوی محمد سعید صاحب۔ شامی........ طرابلسی
۵۶۔ مولوی حبیب شاہ صاحب۔........ خوشاب
۵۷۔ حاجی احمد صاحب۔........ بخارا
۵۸۔ حافظ نور محمد صاحب۔........ فیض اللہ چک
۵۹۔ شیخ نور احمد صاحب۔........ امرتسر
۶۰۔ مولوی جمال الدین صاحب۔........ سید والہ
۶۱۔ میاں عبداللہ صاحب۔........ ٹھٹھہ شیرکا
۶۲۔ میاں اسمٰعیل صاحب۔........ سرساوہ
۶۳۔ میاں عبدالعزیز صاحب نومسلم۔ قادیان
۶۴۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے معہ اہل بیت لاہور
۶۵۔ مفتی محمد صادق صاحب بھیرہ۔ ضلع شاہ پور
۶۶۔ شیر محمد خاں صاحب........ بکہر //
۶۷۔ منشی محمد افضل صاحب لاہور حال........ ممباسہ
۶۸۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب گوڑیانی ملازم //
۶۹۔ میاں کریم الدین صاحب مدرس قلعہ سوبھا سنگھ
۷۰۔ سید محمد اسمٰعیل دہلوی طالب علم حال قادیان
۷۱۔ بابو تاج الدین صاحب اکونٹنٹ۔ لاہور
۷۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر........ //
۷۳۔ شیخ نبی بخش صاحب........ //
۷۴۔ منشی معراج الدین صاحب........ //
۷۵۔ شیخ مسیح اللہ صاحب........ شاہجہان پوری
۷۶۔ منشی چوہدری نبی بخش صاحب معہ اہل بیت۔ بٹالہ
۷۷۔ میاں محمد اکبر صاحب۔........ بٹالہ
۷۸۔ شیخ مولا بخش صاحب........ ڈنگہ گجرات
۷۹۔ سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ سیالکوٹ
۸۰۔ میاں محمد جان صاحب........ وزیرآباد
۸۱۔ میاں شادی خاں صاحب........ سیالکوٹ
۸۲۔ میاں محمد نواب خان صاحب تحصیلدار۔ جہلم
۸۳۔ میاں عبداللہ خان صاحب برادر نواب خان صاحب //
۸۴۔ مولوی برہان الدین صاحب........ //
۸۵۔ شیخ غلام نبی صاحب........ راولپنڈی
۸۶۔ بابو محمد بخش صاحب ہیڈ کلرک۔ چھاؤنی انبالہ
۸۷۔ منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر۔ لدھیانہ
۸۸۔ منشی عبدالحق صاحب کرانچی والہ........ //
۸۹۔ حافظ فضل احمد صاحب........ لاہور
۹۰۔ قاضی امیر حسین صاحب........ بھیرہ
۹۱۔ مولوی حسن علی صاحب مرحوم........ بھاگلپور
۹۲۔ مولوی فیض احمد صاحب لنگیاں والی۔ گوجرانوالہ
۹۳۔ سید محمود شاہ صاحب مرحوم........ سیالکوٹ
۹۴۔ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام
۹۵۔ رحمٰن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ۔ وڑوڑہ
۹۶۔ میاں جان محمد صاحب مرحوم........ قادیان
۹۷۔ منشی فتح محمد معہ اہلبیت بزدار لیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۹۸۔ شیخ محمد صاحب........ مکی
۹۹۔ حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم۔ لودیانہ
۱۰۰۔ منشی پیر بخش صاحب مرحوم........ جالندھر
۱۰۱۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم........ قادیان
۱۰۲۔ حاجی عصمت اللہ صاحب........ لودیانہ
۱۰۳۔ میاں پیر بخش صاحب........ //
۱۰۴۔ منشی ابراہیم صاحب........ //
۱۰۵۔ منشی قمر الدین صاحب........ //
۱۰۶۔ حاجی محمد امیر خاں صاحب........ سہارنپور
۱۰۷۔ حاجی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم........ لودیانہ
۱۰۸۔ قاضی خواجہ علی صاحب........ //
۱۰۹۔ منشی تاج محمد خاں صاحب........ لودیانہ
۱۱۰۔ سید محمد ضیاء الحق صاحب........ روپڑ
۱۱۱۔ شیخ محمد عبدالرحمٰن صاحب عرف شعبان۔ کابلی
۱۱۲۔ خلیفہ رجب دین صاحب تاجر........ لاہور
۱۱۳۔ پیر جی خدا بخش صاحب مرحوم۔ ڈیرہ دون
۱۱۴۔ حافظ مولوی محمد یعقوب خان صاحب //
۱۱۵۔ شیخ چراغ علی نمبردار........ تھہ غلام نبی
۱۱۶۔ محمد اسمٰعیل غلام کبریا صاحب فرزند رشید مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔
۱۱۷۔ احمد حسن صاحب فرزند رشید مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔
۱۱۸۔ سیٹھ احمد صاحب عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس۔
۱۱۹۔ سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا تاجر مدراس
۱۲۰۔ سیٹھ ابراہیم صاحب صالح محمد حاجی اللہ رکھا //
۱۲۱۔ سیٹھ عبدالحمید صاحب حاجی ایوب حاجی اللہ رکھا //
۱۲۲۔ حاجی مہدی صاحب عربی بغدادی نزیل //
۱۲۳۔ سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا //
۱۲۴۔ مولوی سلطان محمود صاحب میلاپور //
۱۲۵۔ حکیم محمد سعید صاحب //
۱۲۶۔ منشی قادر علی صاحب //
۱۲۷۔ منشی غلام دستگیر صاحب //
۱۲۸۔ منشی سراج الدین صاحب ترمل کہیڑی //
۱۲۹۔ قاضی غلام مرتضٰی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڑھ حال پنشنر
۱۳۰۔ مولوی عبدالقادر خان صاحب جمالپور۔ لودیانہ
۱۳۱۔ مولوی عبدالقادر صاحب۔ خاص لودیانہ
۱۳۲۔ مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم........ لاہور
۱۳۳۔ مولوی غلام حسین صاحب........ //
۱۳۴۔ مولوی غلام نبی صاحب مرحوم خوشاب شاہ پور
۱۳۵۔ مولوی محمد حسین صاحب علاقہ ریاست کپورتھلہ
۱۳۶۔ مولوی شہاب الدین صاحب غزنوی۔ کابلی

«۴۳»

۱۳۷۔ مولوی سید محمد تفضّل حسین صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ۔ علی گڑھ ضلع فرخ آباد
۱۳۸۔ منشی صادق حسین صاحب مختار۔..... اٹاوہ
۱۳۹۔ شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی۔ جہلم
۱۴۰۔ میاں عبد العلی موضع عبد الرحمٰن ضلع شاہ پور
۱۴۱۔ منشی نصیر الدین صاحب لونی۔ حال حیدر آباد
۱۴۲۔ قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ۔ گوجرانوالہ
۱۴۳۔ قاضی فضل الدین صاحب // //
۱۴۴۔ قاضی سراج الدین صاحب // //
۱۴۵۔ قاضی عبد الرحیم صاحب فرزند رشید قاضی
ضیاء الدین صاحب کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
۱۴۶۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کلرک ریلوے۔ پٹیالہ
۱۴۷۔ میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم۔ سامانہ۔ پٹیالہ
۱۴۸۔ میرزا ابراہیم بیگ صاحب مرحوم // //
۱۴۹۔ میاں غلام محمد طالب علم مچھر الہ۔..... لاہور
۱۵۰۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگا۔..... گوجر خاں
۱۵۱۔ ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانہ
۱۵۲۔ منشی الٰہ بخش صاحب۔ // //
۱۵۳۔ حاجی ملا نظام الدین صاحب //
۱۵۴۔ عطاء الٰہی غوث گڈھ۔......... پٹیالہ
۱۵۵۔ مولوی نور محمد صاحب مانگٹ //
۱۵۶۔ مولوی کریم اللہ صاحب۔.......... امرتسر
۱۵۷۔ سید عبد الہادی صاحب سولن۔..... شملہ
۱۵۸۔ مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب۔ پٹیالہ
۱۵۹۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب۔ ...... //
۱۶۰۔ ڈاکٹر بوڑے خان صاحب۔ قصور۔ ضلع لاہور
۱۶۱۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور۔ حال چکراتہ
۱۶۲۔ غلام محی الدین خان صاحب فرزند ڈاکٹر بوڑے خان صاحب
۱۶۳۔ مولوی صفدر حسین صاحب۔ حیدر آباد دکن
۱۶۴۔ خلیفہ نور دین صاحب۔...... جموں
۱۶۵۔ میاں اللہ دتا صاحب۔ ........... //
۱۶۶۔ منشی عزیز الدین۔.............. کانگڑہ

۱۶۷۔ سید مہدی حسین صاحب علاقہ پٹیالہ
۱۶۸۔ مولوی حکیم نور محمد صاحب۔..........موکل
۱۶۹۔ حافظ محمد بخش مرحوم۔........... کوٹ قاضی
۱۷۰۔ چوہدری شرف الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر۔ جہلم
۱۷۱۔ میاں رحیم بخش صاحب۔........... امرتسر
۱۷۲۔ مولوی محمد افضل صاحب کملہ۔ گجرات
۱۷۳۔ میاں اسمٰعیل صاحب۔...... امرتسری
۱۷۴۔ مولوی غلام جیلانی صاحب گھڑونواں۔ جالندھر
۱۷۵۔ منشی امانت خان صاحب۔ نادون۔ کانگڑہ
۱۷۶۔ قاری محمد صاحب۔...............جہلم
۱۷۷۔ میاں کرم داد معہ اہل بیت۔ قادیان
۱۷۸۔ حافظ نور احمد۔............... لودیانہ
۱۷۹۔ میاں کرم الٰہی صاحب۔..........لاہور
۱۸۰۔ میاں عبد الصمد صاحب۔..........نارووال
۱۸۱۔ میاں غلام حسین معہ اہلیہ۔..........رہتاس
۱۸۲۔ میاں نظام الدین صاحب.........جہلم
۱۸۳۔ میاں محمد صاحب......... جہلم
۱۸۴۔ میاں علی محمد صاحب........... //
۱۸۵۔ میاں عباس خاں۔ کھوہار۔.....گجرات
۱۸۶۔ میاں قطب الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر۔ جہلم
۱۸۷۔ میاں اللہ دتا خان صاحب اڑیالہ۔......//
۱۸۸۔ محمد حیات صاحب۔ چک جانی...... //
۱۸۹۔ مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب۔ بھیرہ
۱۹۰۔ عبد المغنی صاحب فرزند رشید مولوی
برہان الدین صاحب جہلمی
۱۹۱۔ قاضی چراغ الدین۔ کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ
۱۹۲۔ میاں فضل الدین صاحب قاضی کوٹ
۱۹۳۔ میاں علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر۔ جہلم
۱۹۴۔ قاضی میر محمد صاحب۔..........کوٹ کھلیان
۱۹۵۔ میاں اللہ دتا صاحب.....نت۔ گوجرانوالہ
۱۹۶۔ میاں سلطان محمد صاحب...... //
۱۹۷۔ مولوی خان ملک صاحب کھیوال

۱۹۸۔ میاں الٰہ بخش صاحب علاقہ بند۔ امرتسر
۱۹۹۔ مولوی عنایت اللہ مدرس ...... مانانوالہ
۲۰۰۔ منشی میرا بخش صاحب ...... گوجرانوالہ
۲۰۱۔ مولوی احمد جان صاحب مدرس //
۲۰۲۔ مولوی حافظ احمد دین چک سکندر گجرات
۲۰۳۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب کھیوال۔ جہلم
۲۰۴۔ میاں مہر دین صاحب۔۔۔۔ لالہ موسیٰ
۲۰۵۔ میاں ابراہیم صاحب پنڈوری۔ جہلم
۲۰۶۔ سید محمود شاہ صاحب فتح پور۔ گجرات
۲۰۷۔ محمد جو صاحب۔۔۔۔ امرتسر
۲۰۸۔ منشی شاہ دین صاحب۔ دینا۔ جہلم
۲۰۹۔ منشی روشن دین صاحب۔ ڈنڈوت۔ //
۲۱۰۔ حکیم فضل الٰہی صاحب۔۔۔۔ لاہور
۲۱۱۔ شیخ عبد اللہ دیوانچند صاحب کمپونڈر //
۲۱۲۔ منشی محمد علی صاحب //
۲۱۳۔ منشی امام الدین صاحب کلرک //
۲۱۴۔ منشی عبد الرحمٰن صاحب // ...... //
۲۱۵۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے لاہور حال جموں
۲۱۶۔ منشی مولا بخش صاحب کلرک...... لاہور
۲۱۷۔ شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی...... پٹیالہ
۲۱۸۔ عالم شاہ صاحب کھاریاں.......... گجرات
۲۱۹۔ مولوی شیر محمد صاحب ہوجن...... شاہپور
۲۲۰۔ میاں محمد اسحٰق صاحب اوورسیر بھیرہ۔ حال ممباسہ
۲۲۱۔ میرزا اکبر بیگ صاحب۔۔۔۔ کلانور
۲۲۲۔ مولوی محمد یوسف صاحب۔۔۔۔ سنور
۲۲۳۔ میاں عبد الصمد صاحب۔۔۔۔ //
۲۲۴۔ منشی عطا محمد صاحب..........سیالکوٹ
۲۲۵۔ شیخ مولا بخش صاحب ............... //
۲۲۶۔ سید نصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر
ڈنگہ
۲۲۷۔ منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپورہ
۲۲۸۔ سید احمد علی شاہ صاحب..........سیالکوٹ

﴿۴۰﴾

۲۲۹۔ ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹ
۲۳۰۔ حکیم محمد دین صاحب۔۔۔۔۔ ؍؍
۲۳۱۔ میاں غلام محی الدین صاحب ؍؍
۲۳۲۔ میاں عبدالعزیز صاحب ؍؍
۲۳۳۔ منشی محمد دین صاحب ؍؍
۲۳۴۔ منشی عبدالمجید صاحب اوجلہ۔ گورداسپور
۲۳۵۔ میاں خدا بخش صاحب۔ بٹالہ ؍؍
۲۳۶۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پور۔ کپورتھلہ
۲۳۷۔ محمد حسین صاحب لنگیاں والی۔ گوجرانوالہ
۲۳۸۔ منشی زین الدین محمد ابراہیم۔ انجینئر۔ بمبئی
۲۳۹۔ سید فضل شاہ صاحب۔.............. لاہور
۲۴۰۔ سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر۔ اوڑی کشمیر
۲۴۱۔ منشی عطا محمد صاحب چنیوٹ جھنگ
۲۴۲۔ شیخ نور احمد صاحب جالندھر۔ حال ممباسہ
۲۴۳۔ منشی سرفراز خان صاحب۔ جھنگ
۲۴۴۔ مولوی سید محمد رضوی صاحب۔ حیدرآباد
۲۴۵۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب معہ اہلیہ۔ بھیرہ
۲۴۶۔ حافظ محمد سعید صاحب بھیرہ۔ حال لندن
۲۴۷۔ مستری قطب الدین صاحب بھیرہ
۲۴۸۔ مستری عبدالکریم صاحب ؍؍
۲۴۹۔ مستری غلام الٰہی صاحب ؍؍
۲۵۰۔ میاں عالم دین صاحب ؍؍
۲۵۱۔ میاں محمد شفیع صاحب ؍؍
۲۵۲۔ میاں نجم الدین صاحب ؍؍
۲۵۳۔ میاں خادم حسین صاحب ؍؍
۲۵۴۔ بابو غلام رسول صاحب ؍؍
۲۵۵۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم ؍؍
۲۵۶۔ مولوی سردار محمد صاحب لون میانی
۲۵۷۔ مولوی دوست محمد صاحب ؍؍
۲۵۸۔ مولوی حافظ محمد صاحب بھیرہ۔ حال کشمیر
۲۵۹۔ مولوی شیخ قادر بخش صاحب۔ احمد آباد
۲۶۰۔ منشی اللہ داد صاحب کلرک چھاؤنی شاہپور
۲۶۱۔ میاں حاجی وریام خوشاب
۲۶۲۔ حافظ مولوی فضل دین صاحب ؍؍
۲۶۳۔ سید دلدار علی صاحب۔ بلہور...... کانپور
۲۶۴۔ سید رمضان علی صاحب۔ ؍؍ ؍؍
۲۶۵۔ سید جیون علی صاحب پلول۔ حال الہ آباد
۲۶۶۔ سید فرزند حسین صاحب چاندپور۔ ؍؍
۲۶۷۔ سید اہتمام علی صاحب۔ موہرونڈا۔ ؍؍
۲۶۸۔ حاجی نجف علی صاحب۔ کٹڑہ محلّہ۔ الہ آباد
۲۶۹۔ شیخ گلاب صاحب ؍؍ ؍؍
۲۷۰۔ شیخ خدا بخش صاحب ؍؍ ؍؍
۲۷۱۔ حکیم محمد حسین صاحب لاہور
۲۷۲۔ میاں عطا محمد صاحب سیالکوٹ
۲۷۳۔ میاں محمد دین صاحب جموں
۲۷۴۔ میاں محمد حسن صاحب عطار لدھیانہ
۲۷۵۔ سید نیاز علی صاحب۔ مدایوان حال رامپور
۲۷۶۔ ڈاکٹر عبدالشکور صاحب۔۔۔۔ سرسہ
۲۷۷۔ شیخ حافظ الہ دین صاحب بی اے جہاوریاں
۲۷۸۔ میاں عبدالسبحان.................. لاہور
۲۷۹۔ میاں شہامت خاں............ نادون
۲۸۰۔ مولوی عبدالحکیم صاحب دھاروار علاقہ بمبئی
۲۸۱۔ قاضی عبداللہ صاحب کوٹ قاضی
۲۸۲۔ عبدالرحمٰن صاحب پٹواری سنوری
۲۸۳۔ برکت علی صاحب مرحوم۔ تھہ غلام نبی
۲۸۴۔ شہاب الدین صاحب ؍؍
۲۸۵۔ صاحب دین صاحب طہال۔ گجرات
۲۸۶۔ مولوی غلام حسن مرحوم............ دینہ نگر
۲۸۷۔ نواب دین صاحب مدرس ...... دینانگر
۲۸۸۔ احمد دین صاحب .................. منارہ
۲۸۹۔ عبداللہ صاحب قرآنی.................. لاہور
۲۹۰۔ کرم الٰہی صاحب کمپازیٹر.................. ؍؍
۲۹۱۔ سید محمد آفندی ترکی
۲۹۲۔ عثمان عرب صاحب طائف شریف
۲۹۳۔ عبدالکریم صاحب مرحوم۔...... چمارو
۲۹۴۔ عبدالوہاب صاحب بغدادی
۲۹۵۔ میاں کریم بخش صاحب مرحوم مغفور جمال پور ضلع لدھیانہ۔
۲۹۶۔ عبدالعزیز صاحب عرف عزیز الدین ناسنگ
۲۹۷۔ حافظ غلام محی الدین صاحب بھیرہ حال قادیان
۲۹۸۔ محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے
۲۹۹۔ احمد دین صاحب۔ چک۔ کھاریاں
۳۰۰۔ محمد امین کتاب فروش جہلم
۳۰۱۔ مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس ملازم پٹیالہ
۳۰۲۔ محمد رحیم الدین حبیب والہ
۳۰۳۔ شیخ حرمت علی صاحب کراری الہ آباد
۳۰۴۔ میاں نور محمد صاحب غوث گڑھ...... پٹیالہ
۳۰۵۔ مستری اسلام احمد صاحب...... بھیرہ
۳۰۶۔ حسینی خاں صاحب............ الہ آباد
۳۰۷۔ قاضی رضی الدین صاحب...... اکبرآباد
۳۰۸۔ سعداللہ خان صاحب............ الہ آباد
۳۰۹۔ مولوی عبدالحق صاحب ولد مولوی فضل حق صاحب مدرس سامانہ پٹیالہ
۳۱۰۔ مولوی حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولیس۔ جہلم
۳۱۱۔ رجب علی صاحب پنشنر ساکن جھونسی کہنہ ضلع الہ آباد
۳۱۲۔ ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر۔ الہ آباد
۳۱۳۔ میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولس جہلم

☆☆☆

﴿۴۵﴾

اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں تین ۳۱۳ سو تیرہ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے۔ سو ہر یک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اول آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ ۱۷ برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبدالحق اور عبدالجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

﴿۴۶﴾

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیہم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دارقطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ’’انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه الخ۔‘‘ یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند اس پہلی رات میں گرہن ہوگا۔ جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات۔ اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاحول ولا قوہ ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

﴿۴۷﴾ کہ حدیث میں چاند گرہن میں **قمر** کا لفظ آیا ہے۔ پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ **ہلال** کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا لفظ اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ پس ایک ایماندار کے لئے یہ ایک بدیہی قرینہ ہے کہ اس جگہ پہلی رات سے مہینہ کی پہلی رات مراد نہیں۔ بلکہ چاند گرہن کی پہلی رات مراد ہے۔ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو اس جگہ ہلال کا لفظ چاہیئے تھا نہ قمر کا۔ گویا یوں عبارت چاہیئے تھی کہ ینکسف الھلال لِاَوّل لیلة۔ سو اب سوچنا چاہیئے کہ یہ لوگ اس علمیت کے ساتھ مولوی کہلاتے ہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ پہلی رات کے چاند کو عربی زبان میں کیا کہتے ہیں۔

اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لم تکونا منذ خلق السّمٰوات والارض اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف وکسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجمین کے نزدیک معلوم ومعروف ہے۔ یہ وہم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں اور اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔ ہر یک عقلمند جس کو ذرہ انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ لم تکونا کا لفظ آیتین سے متعلق ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔ پس اس جگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہوگا۔ بھلا اس میں وہ کونسا لفظ ہے۔ جس سے خارق عادت سمجھا جائے۔ اور جبکہ مطلوب صرف یہ بات تھی کہ **ان تاریخوں میں** کسوف خسوف **رمضان** میں ہونا کسی کے لئے اتفاق نہیں ہوا۔ صرف مہدی موعود کے لئے اتفاق ہوگا تو پھر کیا حاجت تھی کہ خدا تعالیٰ اپنے قدیم نظام کے برخلاف چاند گرہن پہلی رات میں جبکہ خود چاند کالعدم ہوتا ہے کرتا۔ خدا نے قدیم سے چاند گرہن کے لئے ۱۳۔۱۴۔۱۵ اور سورج گرہن کے لئے ۲۷۔۲۸۔۲۹ (تاریخیں) مقرر کر رکھی ہیں۔ سو پیشگوئی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام اس روز ٹوٹ جائے گا۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان پیشگوئی کے لفظ صاف ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ لم تکونا کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی موعود کو ایک عزت دی جائے اور اس

﴿۴۸﴾

نشان کو اس کے لئے خاص کر دیا جائے۔ سو پیشگوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ صادق ہو یا کاذب۔ صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ ورنہ **میری عداوت** کے لئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔

اے اسلام کے عار مولویو! ذرہ آنکھیں کھولو۔ اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے۔ جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث میں کسوف خسوف کو بے نظیر نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ اس نسبت کو بے نظیر ٹھہرایا گیا ہے جو مہدی کے ساتھ اس کو واقع ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اس طور کا خسوف کسوف جو اپنی **تاریخوں** اور **مہینہ** کے لحاظ سے مہدی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ تعلق اس کا پہلے اس سے بھی کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور تفسیر اس قول کی اس طرح پر ہے کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا لاحد منذ خلق السّمٰوات والارض ۔ پس اس جگہ غرض تو یہ ہے کہ یہ دو نشان اس خصوصیت کے ساتھ مہدی کو دیئے گئے ہیں پہلے اس سے کسی کو نہیں دئے گئے اور لم تکونا کا لفظ آیتین کی تشریح کرتا ہے کہ وہ مہدی کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں۔ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کرنا منظور نہیں بلکہ اس عبارت میں دونوں نشانوں کی مہدی کے ساتھ تخصیص منظور ہے۔ نہ یہ کہ خسوف کسوف کی کوئی نرالی حالت بیان کی جائے۔ اور اگر نرالی حالت بیان کرنا منظور ہوتا تو عبارت یوں چاہیئے تھی کہ ینکسف القمر والشمس علی نهج ما انکسفا منذ خلق السّمٰوات والارض یعنی ایسے طور سے چاند اور سورج کا گرہن ہوگا کہ پہلے اس سے جب سے آسمان وزمین پیدا کیا گیا ہے ایسا خسوف کسوف کبھی نہیں ہوا۔ اب میں نے خوب تشریح کر کے اصل معنوں کو ننگا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے گا تو وہ پاگل کہلائے گا۔

اور اگرچہ پیشگوئی کے لفظوں سے یہ بات ہرگز نہیں نکلتی کہ خسوف کسوف کوئی نرالے طور پر ہوگا مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے۔ **چنانچہ مارچ ۱۸۹۴ء پایونیر اور سول ملٹری گزٹ**

﴿۴۹﴾ نے اقرار کیا ہے کہ یہ خسوف وکسوف جو ۶ ؍اپریل ۱۸۹۴ء کو ہوگا۔ یہ ایک ایسا عجیب ہے کہ پہلے اس سے اس شکل اور صورت پر کبھی نہیں ہوا۔'' دیکھو کفار گواہی دیتے ہیں کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہے اور مولوی اعتراض کر رہے ہیں۔!!!

چو کافر شناساتر از مولویست　　　　برین مولویت بباید گریست

پھر ایک اور اعتراض سادہ لوح عبدالحق کا یہ ہے کہ ''محدثین نے دار قطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔'' لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہیئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے کیونکہ اس کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے ان کی حماقت ظاہر ہوئی۔ راویوں کی تنقید اور ان کا جرح ایک ظنی امر ہے۔ اور ایک پیشگوئی کا پورا ہو جانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آ جانا یقینی امر ہے اور ظن یقین کو اٹھا نہیں سکتا۔ رؤیت روایت پر مقدم ہے۔ مثلاً ایک بڑے معتبر راوی نے ایک جگہ بیان کیا کہ عبدالحق غزنوی فوت ہو گیا ہے پھر اتنے میں تم خود اس مجلس میں حاضر ہو گئے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ ان مجلس والوں کو جن کے پاس ایک معتبر روایت تمہاری موت کی پہنچ چکی تھی۔ کیا کرنا چاہیئے؟ کیا تمہارا جنازہ پڑھا جائے یا زندہ دیکھ کر روایتوں کو رد کیا جائے۔ اے کسی جنگل کے وحشی! خبر معاینہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔ کیا تو نے لیس الخبر کالمعاینة کبھی نہیں سنا۔ آثار اور احادیث جو آحاد ہیں وہ مفید ظن ہے اور معاینہ مفید یقین ہے۔ پس کیا ظن یقین کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ فرض کیا کہ اس حدیث میں کوئی راوی کذّاب ہے مفتری ہے شیعہ ہے۔ مگر جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی تو اس طریق سے حدیث کی صحت پر شہادت پیدا ہوگئی۔ کسی کا کاذب ہونا قطعی طور پر اس کی روایت کو ردّ نہیں کر سکتا۔ کبھی کاذب بھی سچ بول سکتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے ساری عمر جھوٹ نہ بولا ہو۔ تو کیا یقینی طور پر ان کی گواہی کو ردّ کر سکتے ہیں۔ پس ذرہ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم نے اس حدیث کے دو راویوں **عمرو** اور جابر جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر ان کا جھوٹ ثابت نہیں۔ کسی نے ان کے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا۔ بلکہ ان کی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی۔ مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ تم عندالشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ تم نے حقیقت کو چھپانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو باطل ٹھہرانے کی نیت سے گرہن کی **تاریخوں کو بدل ڈالا**۔ سورج چاند کا گرہن جس کی نسبت پیشگوئی ہے تمام

﴿۵۰﴾ ہندو مسلمان عیسائی جانتے ہیں اور اخباروں اور جنتریوں میں مندرج ہے کہ وہ اس طرح پر واقعہ ہوا کہ چاند گرہن تیرہ ۱۳ رمضان کو ہوا اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو۔ جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ نور الحق میں اسی وقت چھاپ دیا تھا۔ مگر تم نے حق کو چھپانے کیلئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا کہ اپنے اس اشتہار میں جس کا عنوان صیانۃ الاناس عن شر الوسواس الخناس ہے چاند گرہن کی تاریخ بجائے تیرہ ۱۳ رمضان کے چودہ ۱۴ رمضان لکھ دی اور سورج گرہن کی تاریخ بجائے اٹھائیس ۲۸ رمضان کے انتیس ۲۹ رمضان لکھ دی۔ پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف اسی لئے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر مخفی رہے۔ جابر اور عمرو بن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ سچ ثابت ہوا۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ جابر اور عمرو کا سچا ہونا کسوف خسوف سے ثابت ہوگیا۔ اور رؤیت نے روایت کے ضعف کو دور کر دیا۔ اب جو شخص ان بزرگوں کو جھوٹا کہے جن کے طفیل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ دنیا پر کھلا وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔

اور پھر یہ ایک وسوسہ عبدالحق غزنوی نے پیش کیا ہے کہ خسوف کسوف کے بارے میں جو اقوال ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے بعد مہدی کا ظہور ہو مگر میرزا قادیانی کے دعویٰ اور خروج کا یہ چوتھا سال ہے۔'' لیکن یاد رہے کہ یہ بھی اس نابکار کی تزویر اور تلبیس ہے۔ پیشگوئی کے صاف لفظ یہ ہیں کہ انّ لمھدینا آیتین یعنی ہمارے مہدی کے مصدق موید دو نشان ہیں۔ پس یہ لام جو انتفاع کے لئے آیا ہے صاف دلالت کرتا ہے کہ خسوف کسوف سے پہلے مہدی کا ظہور ضروری ہے اور نشان کسوف خسوف اس کے خروج کے بعد ہوا ہے اور اس کی تصدیق کے لئے ظاہر کیا گیا ہے اور نشانوں کے ظاہر کرنے کے لئے سنت اللہ بھی یہی ہے کہ وہ سچے مدعی کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں ہوتے ہیں جبکہ اس مدعی کی تکذیب سرگرمی سے کی جائے۔ اور جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ ان کا نام ارہاص ہے۔ آیت جس کا ترجمہ نشان ہے اصل میں ایواء سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں پناہ دینا۔ سو آیت کے لفظ کا عین محل وہ ہے جب ایک مامور من اللہ کی تکذیب کی جائے اس کو جھوٹا ٹھہرایا جائے۔ تب اس وقت اس بیکس کو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لانے کیلئے جو کچھ خارق عادت امر ظاہر کرتا ہے اس امر کا نام آیت یعنی نشان ہے۔ اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ نشان کے لئے ضروری ہے کہ تکذیب کے بعد ظاہر ہو گویا اس کے سچے ہونے پر ایک نشانی لگا دی گئی۔ لیکن یہ نشانی اس وقت نفع دے گی کہ جب تکذیب کے وقت ظاہر ہو اور قبل وجود مدعی جو کچھ ظاہر ہو وہ امر مشتبہ ہوتا ہے۔ اور ہر یک اس کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ اُس کا مصداق فلاں شخص ہے دوسرا نہیں۔ لیکن اگر نشان کے وقت میں دو ۲ مدعی ہوں

﴿۵۱﴾ تو نشان کا مصداق وہ ہوگا جس نے کھلے طور پر زور سے اپنے دعویٰ کا اظہار کیا ہے اور جس کی تکذیب بڑی سرگرمی اور زور شور سے ہوئی ہے۔ صادق کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس کی تکذیب بڑے زور شور سے ہوتی ہے۔ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں منکرین نے ایک قیامت برپا کر دی تھی۔ اور مسیلمہ کذاب کو چپکے ہی قبول کر لیا تھا۔ صادق اوائل میں ستایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے مگر آخر فتح پاتا ہے۔ کاذب پہلے قبول کیا جاتا ہے۔ مگر آخر ذلیل ہوتا ہے۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ جب ایک شخص مدعی پیدا ہو پھر اگر وہ سچا ہے تو اس کی تائید کے لئے نشان پیدا ہوتے ہیں یہ نہیں کہ مدعی کا ابھی نام ونشان نہ ہو اور نشان پہلے ظاہر کیا جائے اور ایسے نشان پر کوئی نفع بھی مترتب نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ نشانوں کو دیکھ کر دعویٰ کرنے والے بہت نکل آویں یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اب خسوف کسوف کو تیسرا سال جاتا ہے بھلا بتاؤ کونسا دوسرا مہدی پیدا ہو گیا جو تمہارے نزدیک سچا ہے۔ ماسوا اس کے خسوف کسوف کا نشان ایک غضب اور انذار کا نشان ہے جو ان لوگوں کے لئے ظاہر ہونا چاہیئے جو تکذیب میں سرگرم ہوں اور ان کی عقلوں پر ضلالت کا گرہن لگ گیا ہو۔ پھر جبکہ ابھی مہدی کا وجود ہی نہیں تو اس کا مکذب کون ہوگا۔ جس کے ڈرانے کے لئے یہ انذاری نشان ظاہر ہوا۔ کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ غضب کا نشان تو ظاہر ہو جائے مگر جس کے لئے غضب کیا گیا ہے ابھی وہ موجود نہ ہو۔

یہ بھی سمجھو کہ ہر ایک نشان میں ایک سر ہوا کرتا ہے۔ سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ خسوف کسوف میں یہی سرّ تھا کہ تا علماء کی ظلمانی حالت کا نقشہ جو بوجہ تکذیب ان میں پیدا ہو گئی آسمان پر ظاہر کیا جائے۔ آسمان کا خسوف کسوف علماء کے خسوف کسوف کے لئے بطور ظل اور اثر کے تھا۔ اور پہلے خبر دی گئی تھی کہ علماء اس مہدی موعود کی تکذیب اور تکفیر کریں گے۔ اور وہ لوگ تمام دنیا سے بدتر ہوں گے۔ سو ضرور تھا کہ ایسا ہی ظہور میں آتا۔ سو علماء نے اس زور شور سے تکذیب اور تکفیر کی کہ جو احادیث اور آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا وہ سب پورا کیا۔ اور اس طرح پر ان کی ایمانی روشنی مسلوب ہوئی اور ان کے دلوں پر انکار کی ظلمت کا خسوف کسوف لگ گیا اور پھر اس خسوف کسوف پر گواہی پیش کرنے کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ پس اسی وجہ سے یہ دونوں خسوف کسوف انذار کے نشان ہیں۔ اور ہر ایک کسوف خسوف سے انذار ہی مطلوب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیثوں☆ میں اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے آیا ہے کہ ہر ایک کسوف یا خسوف کے وقت نماز پڑھو، استغفار میں مشغول ہو اور صدقہ دو۔

☆۔نوٹ چنانچہ بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۲ سطر ۲۰ میں ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی یخوف بھما عبادہ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا[1] منہ

[1] بنی اسرآئیل: ٦٠

﴿۵۲﴾ اور انذاری نشانوں کے لئے ضروری ہے کہ اول کسی قسم کی معصیت زمین کے باشندوں سے صادر ہو۔ سو اس خسوف کے پہلے جو معصیت ظہور میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ علماء نے اس عاجز کی تکفیر اور تکذیب نہایت اصرار سے کی اور ان کے دل کسوف خسوف کے رنگ میں ہوگئے۔ پس چونکہ آسمان زمین کے واقعات کے لئے آئینہ عکس نما کا حکم رکھتا ہے اس لئے یہ کسوف خسوف عکس کے طور پر آسمان پر ہوگیا۔ ہمیشہ کسوف خسوف زمینی لوگوں کی ظلمانی حالت کا شاہد ہوتا ہے۔ مگر دونوں گرہن کا رمضان میں جمع ہونا علماء کی تکذیب اور تکفیر اور دلی تاریکی کی ایک تصویر دکھلائی گئی۔ حق یہی ہے اگر چاہو تو قبول کرو۔

ان مولویوں نے اس بات پر کمر باندھی ہے کہ جہاں تک ممکن ہے خدا کے نشانوں کی تکذیب کریں۔ جاہلوں کو جو خود مردے ہوتے ہیں ان لوگوں نے دھوکے دے دے کر خراب کر دیا ہے۔ جس طرح یہ لوگ اپنی حماقت سے اس پیشگوئی کو بطور تکذیب پیش کرتے ہیں جو آتھم کے متعلق ہے۔ اسی طرح وہ دوسری پیشگوئی کو بھی پیش کرتے ہیں جو احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق تھی۔ مگر افسوس کہ وہ اپنی ناانصافی سے ذرہ اس بات کو نہیں سوچتے کہ اس پیشگوئی کا ایک جز نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے۔ پس ضرور تھا کہ جن لوگوں کو ایسا غم اور ایسی مصیبت پہنچی وہ توبہ اور خوف سے اس لائق ہو جاتے کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں تاخیر ڈال دیتا۔ یسعیاہ نبی کی پیشگوئی جو قطعی طور پر بتلاتی تھی کہ اسرائیل کا بادشاہ پندرہ دن میں مر جائے گا۔ وہ پیشگوئی اس بادشاہ کے تضرع کے سبب سے پندرہ سال کے ساتھ خدا نے بدل دی۔ یہ قصہ ہماری حدیثوں میں ہی نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں بھی اب تک موجود ہے۔ جس سے دنیا میں کسی اہل کتاب کو انکار نہیں۔ یونہ نبی کی کتاب☆ بھی اب تک بائبل کے ساتھ شامل ہے۔ جس میں یونس کی قطعی پیشگوئی کا قوم کی توبہ استغفار پر ٹل جانا صاف اور صریح لفظوں میں لکھا ہے۔ سو سمجھنا چاہئے کہ احمد بیگ کی موت ایسا دردناک ماتم تھا جس سے گھر ویران ہوگیا۔ وہ چھوٹے چھوٹے چار بچے اور ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا۔ اور اس کی موت کے بعد جس غم اور مصیبت میں وہ سب پڑ گئے اس کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ کیا ایسی مصیبت کی موت اور پھر سراسر پیشگوئی کے مطابق طبعًا یہ تاثیر نہیں

☆ باب ۳ آیت ۴ دیکھو

﴿۵۳﴾

رکھتی تھی کہ ان لوگوں کو احمد بیگ کی وفات کے بعد اپنے عزیز داماد کی موت کا فکر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہراساں ہوکر رجوع الی الحق کرتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ **چشم دید تجربہ** اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت ایسا ہی ہوا۔ احمد بیگ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا وہ مر گئے اور سخت خوف میں پڑ گئے اور دعا میں اور تضرع میں لگ گئے۔ سو ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر ڈالتا۔ جیسا کہ آتھم کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر ڈالی۔ ہم عربی مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ ☆

سو چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف **انجام** کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت **صفائی سے ناک کٹ جائے گی**۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ سنو اور یاد رکھو! کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گالیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر لعنت ہے۔ چاہیئے کہ اپنی جانوں پر رحم کریں اور روسیاہی کے ساتھ نہ مریں۔ کیا یونس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ عذاب ٹل گیا۔ جس میں کوئی شرط بھی نہ تھی اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمد بیگ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے یہ نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا نام لے لے کر روتے تھے اور پیشگوئی کی عظمت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد عورت کانپ اٹھے تھے۔ اور عورتیں چیخیں مار کر کہتی تھیں کہ ہائے وہ باتیں سچ نکلیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے داماد سلطان محمد کی میعاد گذر گئی۔ پس اس تاخیر کا یہی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق ظہور میں آیا۔ خدا کے الہام میں جو توبی توبی

☆ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ منہ

﴿۵۴﴾ ان البلاء علی عقبک ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی۔ اور الہام کذّبوا بآیاتنا اس شرط کی طرف ایما کر رہا تھا۔ پس جبکہ بغیر کسی شرط کے یونس کی قوم کا عذاب ٹل گیا تو شرطی پیشگوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی۔ یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ میں نے نبیوں کے حوالے بیان کر دیئے۔ حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ مگر یہ نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔

**یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی** تو میں ہر یک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی ربّ ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اُس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلا پیش آیا۔

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ۱۷ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو **اس وقت** میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔ یاادم اسکن انت وزوجک الجنة. یامریم اسکن انت وزوجک الجنة. یااحمد اسکن انت وزوجک الجنة۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت **پہلی** زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر **دوسری** زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے۔ جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلا پیش آیا اور **تیسری** زوجہ **جس کی انتظار ہے**۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جس کا سر **اس وقت** خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔

﴿۵۵﴾

براہین میں ایسے اسرار بہت ہیں جواب کُھلتے جاتے ہیں۔ مثلاً براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۷ میں یہ پیشگوئی ہے۔ **کِتَابُ الولیّ ذُوالفقار علیّ** ۔اس پیشگوئی کی تشریح وہ الہام خوب کرتا ہے جو جلسہ مذاہب کے اشتہار میں درج کیا گیا ہے۔ یعنی **اللّٰہ اکبر خربت خیبر** خیبر کے فتح کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اوران کا ہتھیار ذوالفقار تھی۔ سو یہ الہام بتلاتا ہے کہ اس عاجز کو ذوالفقار کی جگہ وہ معارف دئے گئے ہیں جو کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔ اور خیبر سے مراد مسلمان صورت مولویوں کی قلعہ بندی ہے جو دراصل یہودی السیرت ہیں۔ اب ان کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب میں ان لوگوں کی خوب بے عزتی ہوئی☆ چنانچہ انگریزی اخباروں نے بھی آزادی کے ساتھ اس کی شہادت دی۔

ایسا ہی براہین احمدیہ میں احمد بیگ اوراس کے داماد کے متعلق کی پیشگوئی کی نسبت صفحہ ۵۱۰ اور صفحہ ۵۱۱ میں اور صفحہ ۵۱۵ میں پہلے سے خبر موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ **وان لم یعصمک الناس فیعصمک اللّٰہ**

☆ **حاشیہ۔** سول ملٹری گزٹ اور آبزورنے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہی مضمون تمام مضامین پر غالب رہا۔ اوران اخباروں نے اس کی اعجازی قوت کو اس حد تک مان لیا ہے کہ گویا اس تقریر نے تمام حاضرین پر ایک مسمریزم کا عمل کر دیا۔ اور تمام طبیعتیں اس کی طرف کھینچی گئی ہیں۔ اور آبزرور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ اور امریکہ میں پھیلائیں تا انہیں حقیقی اسلام کی خبر ہو۔ اور بیدار مغز لوگوں نے اس مضمون کو صرف عالی درجہ کا مضمون نہیں سمجھا بلکہ اس کے اعجاز کے قائل ہو گئے چنانچہ آج چودہ جنوری ۱۸۹۷ء کو سیالکوٹ محلّہ اٹاری سے ایک کارڈ مرسلہ اللہ دتا صاحب میرے پاس پہنچا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ مضمون جو آپ کی طرف سے لاہور میں پڑھا گیا تھا وہ ایک معجزہ کے رنگ میں تھا اس لئے میں اس خوشی کے شکریہ میں سوا روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں کہ اس سے اسلام کی فتح ہوئی۔ خدا تعالیٰ میاں اللہ دتا صاحب کو اس خوشی کے عوض میں بہت سی ذاتی خوشیاں بھی دکھلاوے جو اسلام کی فتح سے خوش ہے خدا اس سے خوش ہے۔ اب کیا اس اعجاز صریح کو جس سے سچے مسلمانوں نے یہ خوشیاں ظاہر کیں کوئی چھپا سکتا ہے۔ پس عبدالحق کو سوچنا چاہیئے کہ مباہلہ کے یہ اثر ہوتے ہیں۔ نہ یہ کہ متوفی بھائی کی ایک بیوہ اور بوڑھی عورت پر قبضہ کر کے اس کو مباہلہ کی فتح یابی کی دلیل ٹھہراوے۔ اور بزرگ بھائی کی موت یاد نہ آئے۔ **لعنت ہے** ایسی خوشی پر۔ شیخ محمد حسین بطالوی بھی سوچیں! کہ کیا کبھی ان کا مضمون بھی اعجاز تصور ہو کر ہزاروں آدمیوں نے اس پر گواہی دی ہے کیا کبھی اعجازی مبارک بادی میں دو پیسہ بھی ان کو انعام ملے ہیں۔ منہ

﴿۵۶﴾

من عنده یعصمک اللّٰہ من عنده وان لم یعصمک الناس. واذ یمکربک الذی کفر. اوقد لی یا ھامان. لعلی اطلع علٰی الٰہ موسٰی وانی لاظنه من الکاذبین. تبت یدا ابی لھب وتب ماکان له ان یدخل فیھا الّا خائفا. وما اصابک فمن اللّٰہ. الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم. الا انھا فتنة من اللّٰہ لیُحبَّ حُبًّا جمًّا. حُبًّا من اللّٰہ العزیز الاکرم. عطاءً ا غیر مجذوذ. شاتان تذبحان. وکل مَنْ علیھا فان. ولا تھنوا ولا تحزنوا. الم تعلم انّ اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر. انّا فتحنالک فتحًا مُبینًا لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر. اَلَیْس اللّٰہ بکاف عَبْده. فبرّأه اللّٰہ ممّا قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا.

ترجمہ۔ یعنی خدا تجھے بچائے گا اگر چہ لوگ نہ بچائیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تجھے بچائے گا اگر چہ لوگ نہ بچائیں۔ وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا۔ اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکا۔ اس جگہ فرعون سے مراد شیخ حسین بطالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہ کہے گا کہ میں اس کے خدا کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں یعنی با خدا ہونے کا دعویٰ سراسر کذب ہے کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ فرعون ہلاک ہوگیا اور دونوں ہاتھ اس کے ہلاک ہو گئے یعنی یہ شخص ذلیل کیا جائے گا☆ اور ہاتھ جو کسب معاش کا ذریعہ ہیں نکمے ہو جائیں گے۔

☆ **حاشیہ**۔ محمد حسین بطالوی کی ذلت کا یہ بھی موجب ہے کہ اس نے ایک شیطانی پیشگوئی کی تھی کہ میں اس شخص کو یعنی اس عاجز کو ذلیل کردوں گا۔ اور لوگوں کو رجوع سے بند کردوں گا۔ مگر اس کے برعکس ظہور میں آیا۔ اس کی پیشگوئی کے وقت شاید سو کے قریب بھی ہماری جماعت نہیں تھی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ ابھی قریب عرصہ میں الہ آباد میں ایک بھاری جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جن کو ہمارے دلی دوست میرزا خدا بخش صاحب کے قیام الہ آباد سے بہت مدد ملی ہے۔ میرزا صاحب موصوف نے اس قدر اس سلسلہ کو اس طرف پھیلایا ہے کہ گویا تمام مخالفین کی ناک کاٹ کر آئے ہیں۔ اس خوشی کے وقت میں ان کی وہ سو۱۰۰ روپیہ کی مدد بھی قابل قدر ہے جو انہوں نے ۵۰ ایک دفعہ اور ۵۰ روپیہ اب قادیان میں آ کر اس سلسلہ کی تائید کے لئے دیئے ہیں۔ جزاھم اللّٰہ خیر الجزاء۔ منه

یعنی اس پر فقر فاقہ کی مصیبت نازل ہوگی۔ اور اپنے مقاصد میں ناکام رہے گا اور رسوا ہو جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے دعویٰ اسلام اور مولویت کے لائق نہیں تھا کہ تکفیر اور تکذیب پر جرأت کرتا اور اس نازک مقدمہ میں چالاکی کے ساتھ دخل دیتا۔ ہاں یہ چاہیئے تھا کہ صحت نیت اور خوف دل کے ساتھ اپنے شکوک رفع کراتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے منصوبوں سے جو کچھ تجھے ضرر پہنچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جب یہ تکفیر اور تکذیب کرے گا تو اس وقت ملک میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ وہ فتنہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ تیرے خدا نے یہی چاہا تا وہ تجھ سے نہایت درجہ کی محبت کرے کیونکہ ہر ایک اصطفاء ابتلا کے بعد ہوتا ہے۔ خدا کی محبت بڑے قدر کے لائق ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ کریم ہے۔ پس جس سے وہ محبت کرے گا اس کی تمام امیدیں کامیابی کا انجام رکھتی ہیں اور اس کی یہ عطا غیر منقطع ہے۔ اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی پہلی بکری سے مراد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر یک چیز پر قادر ہے اور پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تا کہ تیرا خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے یعنی کامل عزت اور قبولیت عطا کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کا تمام گناہ بخش دینا اس محاورہ پر استعمال پاتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ پر راضی ہو جائے اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ وہ اس کو ان تمام الزاموں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جاتے ہیں۔ اور وہ بندہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

ان پیشگوئیوں میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے جو ان کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی احمد بیگ اور اس کے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ[۱۷] برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے ایسا ہی محمد حسین کی تکفیر کا فتنہ جو صرف پانچ چار سال سے شائع ہوا ہے آج سے سترہ[۱۷] برس پہلے اس فتنہ کی براہین میں خبر دی گئی ہے چنانچہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اب سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کیا انسان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ آئندہ واقعات کی خبر سالہا سال پہلے ایسی صفائی سے بیان کر سکے۔ بڑے عظیم الشان فتنے میری نسبت دو وقوع میں آئے ہیں۔ ایک پادریوں کا۔ ایک محمد حسین وغیرہ کی تکفیر کا۔ سو ان دونوں فتنوں کی تصریح کے ساتھ براہین احمدیہ میں سترہ[۱۷] برس پہلے آج کے دن سے خبریں موجود ہیں کیا دنیا میں کوئی اور شخص موجود ہے جس کی تحریروں میں یہ عظیم الشان سلسلہ پیشگوئیوں کا پایا جائے یقیناً کوئی سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ اس جگہ الہام الٰہی بارش کی طرح برس رہا ہے آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ شریر مولوی کب تک اور کہاں تک انکار کریں گے۔ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور اُن کے سجادہ نشین اور ان کے ملہم

﴿۵۷﴾

﴿۵۸﴾ اکٹھے ہوکر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ [1] میری فتح ہو۔ **فَـمُـت یـا عَبُـد الشیطان الموسُوم بعبد الحق. فان اللّٰہ معزنی ومذلک ومکرمنی ومهینک وان اللّٰہ لا یحبّ الظالمین۔**

کمال افسوس ہے جو میں نے سنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں۔ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ایک بدبخت محمد سعید دہلوی جو مرتد ہوگیا ہے اور اسکا بھائی کبیر جواب دسمبر ۱۸۹۶ء میں بمقام کوٹلہ مالیر فوت ہوگیا ہے یہ دونوں واقعہ عبدالحق کے مباہلہ کا اثر ہیں۔ اب مسلمانو! سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ اے بدبخت مفتریو! خبیث محمد سعید یا اسکے بھائی سے میری کوئی قرابت نہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ نہ ہمارا کوئی رشتہ ہے نہ ان سے کچھ غرض تعلق ہے کیا عبدالحق کے مباہلہ کا اثر ایک تیسرے گھر پر گرا جس کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد بہت ذلیل ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے ان کو ایسے ایسے جھوٹے منصوبے تراشنے پڑے اگر عبدالحق کی روسیاہی کے دھونے کیلئے ایسے ہی جھوٹے منصوبے بنانے تھے تو دہلی کے غیر معروف دو لونڈوں کا ذکر بے فائدہ تھا۔ ہماری دانست میں بہتر یہ تھا کہ آج کل جو **بمبئی** میں ہزار ہا لوگ طاعون سے مر رہے ہیں اُس کو عبدالحق کے مباہلہ کا اثر ٹھہرا کر اس مضمون کا اشتہار شائع کر دیتے کہ ''چونکہ منشی زین الدین محمد ابراہیم (جو نہایت درجہ مخلص ایں جانب اور سلسلہ بیعت میں داخل ہیں) بمبئی میں رہتے ہیں لہٰذا مناسب تھا کہ مباہلہ کا اثر اسی شہر پر نہ کسی اور جگہ پڑتا۔'' نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد جس قدر خدا تعالیٰ نے ہمیں ترقی دی۔ ہماری[1] قبولیت زمین پر پھیلا دی۔ ہماری[2] جماعت کو ہزارہا تک پہنچایا۔ ہماری[3] علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا۔ الہام[4] کے موافق مباہلہ کے بعد ہمیں ایک لڑکا عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہمارے ہوگئے یعنی دوسری بیوی سے۔ اور[5] نہ صرف یہی بلکہ ایک چوتھے لڑکے کیلئے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اس الہام کا پورا ہونا بھی نہ سن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے۔ اور[6] پھر خدا نے پیشگوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ ہزار[7] ہا روپیہ تک مالی فتوحات مجھ پر کیں۔ اور جلسہ[8] مذاہب میں جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوا تھا ہماری تقریر کی وہ قبولیت ظاہر کی کہ انگریزی اخبار بول اٹھے کہ **ہاں** یہی تقریر غالب رہی اس کو معجزہ سمجھ کر بعض جوانمرد مسلمانوں نے روپیہ بھیجا جیسا کہ میاں اللہ دتا صاحب سیالکوٹی نے کل ۱۵ جنوری ۱۸۹۷ء کو اسی خوشی سے سو روپیہ بھیج دیا۔ اور اس[9] روز ہماری وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کی نسبت بذریعہ اشتہار شائع کی گئی تھی کہ یہ مضمون سب پر غالب آئے گا۔

کیا اس عزت اور ان تمام الہاموں کے پورا ہونے سے اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنویوں کی

[1] المجادلة: ۲۲

﴿۵۹﴾ جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ بیشک خدا نے ان لوگوں کو ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق کر دیا۔ مباہلہ کا کھلا کھلا اثر اِس کو کہتے ہیں۔ اور خدا کی تائید اِس کا نام ہے اور تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔

ہم اس مضمون کے خاتمہ میں یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جن ناپاک طبع لوگوں نے تکفیر پر کمر باندھی ہے ان کے مقابل پر ایسے لوگ بھی بہت ہیں جن کو عالم رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عاجز کی نسبت دریافت کیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ شخص درحقیقت منجانب اللہ ہے اور اپنے دعویٰ میں صادق ہے چنانچہ ایسے لوگوں کی بہت سی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جس شخص کو اس تحقیق کا شوق ہے وہ ہم سے اس کا ثبوت لے سکتا ہے۔

اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب کی بلا میں گرفتار ہیں۔ ان کیلئے اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں ان کے والد بزرگوار مولوی **عبداللہ صاحب کی شہادت کافی** ہے۔ ہمارے پاس وہ گواہ موجود ہیں جو حلف سے بیان کر سکتے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے کشف کی رو سے بتلایا تھا کہ ایک نور آسمان سے نازل ہوا اور قادیان کی سمت میں اترا ہے اور ان کی اولاد اس نور سے محروم رہ گئی۔ اس گواہی میں حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار بھی شریک ہیں۔ جو مولوی عبداللہ کے دوست اور محسن بھی ہیں بلکہ ان کے بھائی محمد یعقوب نے ایک جلسہ میں قسم کھا کر کہا تھا کہ مولوی عبداللہ نے اس نور کے ذکر کے وقت اس عاجز کا نام بھی لیا تھا کہ یہ نور ان کے حصہ میں آ گیا اور میری اولاد بے نصیب اور بے بہرہ رہی **لہٰذا** مناسب ہے کہ عبدالحق غزنوی اور عبدالجبار جو اپنی شرارت اور خباثت سے تکفیر اور گالیوں پر زور دے رہے ہیں۔ اپنے فوت شدہ بزرگ کے کلمات کی تحقیق ضرور کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی وصیت کی نافرمانی کر کے ان کے عاق بھی ٹھہر جائیں۔ اس بزرگ مولوی عبداللہ نے اپنی زندگی کے زمانہ میں میرے نام بھی دو خط بھیجے تھے اور ان خطوں میں قرآنی آیتوں کے الہام کے ساتھ مجھے خوشخبری دی تھی کہ تم کفار پر غالب رہو گے اور پھر وفات کے بعد میرے پر ظاہر کیا تھا کہ میں آپ کے دعویٰ کا مصدق ہوں۔ چنانچہ میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے میرے دعویٰ کو سن کر تصدیق کی اور صاف لفظوں میں مجھے کہا کہ ”جب میں دنیا میں تھا۔ تو میں امید رکھتا تھا کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا۔“ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ **ولعنة اللّٰہ علی الکاذبین.**

اور اس وقت کے سجادہ نشینوں میں سے دو بزرگ اور ہیں جنہوں نے اس عاجز کے مقام اور مرتبہ سے انکار نہیں کیا اور قبول کیا ہے۔ ایک تو میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے پیر نواب صاحب بہاولپور ہیں۔

﴿۶۰﴾ جن کا خط عربی مَیں نے چھاپ دیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ علم عربی میں ایک فاضل ہیں۔

اور دوسرے پیر صاحبُ **العَلَم** ہیں جو بلاد سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں۔ جن کے مرید ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور باوجود اس کے وہ علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اور علماء راسخین میں سے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو میری نسبت گواہی دی ہے وہ یہ ہے۔ ’’**انّی رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واستفسرتہ فی امرک وقلت بیّن لی یارسول اللہ اھو کاذب مُفتری او صادق. فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ’’انہ صادق ومن عند اللّٰہ.‘‘ فعرفت انک علی حق مُبین. وبعد ذٰلک لانشک فی اَمْرِک ولا نرتاب فی شانک و نعمل کما تأمر. فان امرتنا ان اذھبوا الی بلاد امریکہ فانا نذھب الیھا وَمَا تکون لنا خِیرۃ فی امرنا وستجدنا ان شاء اللّٰہ من المطاوعین۔**‘‘ یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا پس میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوگا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے۔ پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے۔ اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پاؤ گے۔

یہ وہ باتیں ہیں جو ان کے خلیفہ عبداللطیف مرحوم اور شیخ عبداللہ عرب نے زبانی بھی مجھے سنائیں اور اب بھی میرے دلی دوست سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا صاحب جب مدراس سے ان کے پاس گئے تو انہیں بدستور مصدق پایا۔ بلکہ انہوں نے عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں عصا لے کر تمام حاضرین کو بلند آواز سے سنا دیا کہ میں ان کو اپنے دعویٰ میں حق پر جانتا ہوں اور ایسا ہی مجھے کشف کی رو سے معلوم ہوا ہے اور ان کے صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ جب میرے والد صاحب تصدیق کرتے ہیں تو مجھے بھی انکار نہیں۔

اب عبدالحق غزنوی کو کچھ کھا کر مر جانا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس عاجز کی لاکھوں انسانوں میں عزت ظاہر کر رہا ہے جس میں اس کی ذلت ہے۔ اس پلید کو سوچنا چاہیئے کہ مباہلہ کا یہ اثر ہوتا ہے یا یہ کہ بھائی مرا اور اس کی بوڑھی عورت پر قبضہ کیا اور پھر اس کو مباہلہ کا اثر ٹھہرایا۔

اور یاد رہے کہ صرف یہی نہیں کہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور پیر صاحبُ **العَلَم** سندھ والے مصدق ہیں۔ بلکہ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جن کے بزرگوں کے ہندوستان میں ہزارہا مرید ہیں اس عاجز کی

﴿۶۱﴾

**بیّعت** میں معہ اپنے اہل بیت کے داخل ہو چکے ہیں۔ ایسا ہی حاجی **منشی احمد جان صاحب** لدھیانوی مرحوم اس عاجز کے اول درجہ کے معتقدین میں سے تھے اور اُن کے تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں اور گھر کے لوگ غرض تمام کنبہ ان کا اس عاجز کی بیعت میں **داخل ہو چکا ہے۔**

بالآخر میں پھر ہر یک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے **نابینا** علماء بے خبر ہیں وہ **مجھ کو** عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں **ثابت** کروں کہ ایک **اسلام ہی ہے** جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر یک مخالف کو دکھلا **سکتا ہوں کہ**

# قرآن شریف

اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے **معجزہ** ہے۔ **موسیٰ** کے معجزہ سے بڑھ کر اور **عیسیٰ** کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں۔ اور **بلند** آواز سے کہتا ہوں کہ **قرآن** اور **رسول کریم** صلی اللہ علیہ وسلم سے **سچی محبت** رکھنا اور **سچی تابعداری** اختیار کرنا انسان کو **صاحب کرامات** ☆ بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ **چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔** میں دیکھ رہا ہوں

☆ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں کوئی اہل کرامت موجود نہیں وہ اندھا اور دل سیاہ ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے کہ کسی زمانہ میں اہل کرامت سے خالی نہیں رہا۔ اور اب تو اتمام حجت کے لئے کرامات کی نہایت ضرورت ہے اور وہ ضرورت خدا تعالیٰ کے فضل سے حسب المراد پوری ہوگئی ہے کوئی شخص نہیں کہ کرامت نمائی میں اسلام کے مقابل پر ٹھہر سکے۔ منه

﴿۶۲﴾ کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اِس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ

# ایک مسلمان

کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مُردہ کفن میں لپیٹا ہوا۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک۔ کیا یہ مردہ خدا ہوسکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرہ آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے۔ اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں

﴿۶۳﴾

جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔

**اومیرے مخالف مولویو!** اگر تم میں شک ہو تو **آؤ** چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ میں اتمام **حجت** کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑ لو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان **بارش کی طرح** برس رہے ہیں۔ **کیا تم میں سے کوئی نہیں** جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ **کیا ایک بھی نہیں۔**

**”دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“**

وَالسّلام علٰی مَن اتّبع الھدٰی

۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء



# انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر 11

مرتبہ: مکرم نور اللہ خان صاحب

زیر نگرانی

سید عبد الحی

# آیات قرآنیہ



☆☆☆

# احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم



## احادیث بالمعنی





# الہامات وکشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(بترتیب حروف تہجی)

## فارسی الہام



## اردو الہام



## آپؑ کے کشوف



☆☆☆

# مضامین

## آ۔ا

**الہام**



**ام الالسنہ**



**امّ القریٰ**



**امّ الکتب**



**انسان**

## تصوف



## تفسیر



## تقویٰ



## تکبر



## تناسخ



## توحید

## عقیدہ



## علماء



## عیسائیت

## تثلیث



## کفارہ



## پادری



## غضب



## غیب



# ف ۔ ق ۔ ک ۔ گ

## فتنہ

## ل۔م



# اسماء

## ف۔ق

## و۔ہ۔ی



☆☆☆

# مقامات

## آ،ا،ب

## ع، غ، ف، ق



## ک، گ، ل، م

☆☆☆

# کتابیات

## آ،ا،ب،ت



## ج،ح،د،ر

☆☆☆